

عزت سیریز

اوپن کلوز



منظہر کلیم ایم۔ اے

”آپ کے ناولوں کا عرصے سے شیدائی ہوں۔ میرے ذہن میں طویل عرصے سے ایک اٹھن موجود ہے وہ یہ کہ ہر سرکاری ملازم چاہے وہ کتنا بڑا ہی کیوں نہ ہو۔ بہر حال اس کی پرسنل فائل موجود ہوتی ہے تو کیا ایکسٹو کی پرسنل فائل موجود نہ ہوگی۔ جس سے دوسرے افسروں کو یہ معلوم ہو سکے کہ اصل ایکسٹو کون ہے اور یہ بات کیسے راز رہ سکتی ہے امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے۔“

محترم سید ناصر حسین شاہ صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر یہ۔ آپ کی بات درست ہے کہ ایکسٹو کی پرسنل فائل بھی بہر حال موجود ہوگی لیکن آپ نے یہ بھی پڑھا ہوگا کہ پورے ملک کی ایسی فائلیں جہنیں دوسروں کے ہاتھ لگنے سے بچانا مقصود ہو دانش منزل میں رکھی جاتی ہیں۔ تو کیا عمران نے ایکسٹو کی پرسنل فائل دوسروں کے حوالے کر دی ہوگی۔ ایسی بات نہیں۔ عمران، بلیک زبرد اور سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کی پرسنل فائلیں دانش منزل میں ہی محفوظ ہیں۔ اس لئے آپ ایکسٹو کے راز کے افشا ہونے کے بارے میں فکر مند نہ ہوں۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

پاکیشیا کا دارالحکومت آج کل بارانی طوفانوں کی زد میں آیا ہوا تھا۔ بارش کا سلسلہ تو گذشتہ کئی روز سے مسلسل جاری تھا۔ لیکن آج تو بارش اس قدر زوردار اور طوفانی تھی کہ یوں لگ رہا تھا جیسے آسمان پھٹ پڑا ہو۔ یہ خوفناک حد تک طوفانی بارش گذشتہ ایک گھنٹے سے مسلسل جاری تھی اور دارالحکومت کے قطبیبی علاقے تو ایک طرف بلند علاقے بھی کئی کئی فٹ پانی میں ڈوب چکے تھے۔ بجلی اور فون کے تمام سلسلے منقطع ہو چکے تھے۔ ہر طرف ہوکا سا عالم تھا۔ سڑکوں پر جگہ جگہ کاریں اور ویگنیں تو ایک طرف ٹرک اور بسیں بھی پانی میں آدھی سے زیادہ ڈوبی ہوئی کھڑی نظر آرہی تھیں اور بارش مسلسل جاری تھی پورے دارالحکومت پر خاموشی طاری تھی۔ صرف پانی برسنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ آسمان پر ابھی تک انتہائی گہرے سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے اور یوں لگتا تھا جیسے نجانے اس طوفانی بارش کا

”فکر نہ کرو سانس بند ہوتے ہی ہم خود بخود سب سے اونچی جگہ پر پہنچ جائیں گے بغیر کسی خطنائی تہاڑ کی۔“ دے کے عمران نے جواب دیا اور جوانا بے اختیار ہونٹ بھیج کر خاموش ہو گیا۔

”ماسٹر آپ نے آس زور دار بارش کے دوران آخر تیشہ نگر جانے کا پروگرام کیوں بنایا تھا.....“ جوانا نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”بارشیں تو ہوتی رہتی ہیں لیکن شادی روز روز نہیں ہوا کرتی اس لئے مجبوری تھی۔ لیکن اب مجھے کیا معلوم تھا کہ عناصر قدرت بھی شادی میں رکاوٹ ڈالیں گے.....“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”شادی کس کی شادی.....“ جوانا نے بے اختیار چونک کر پوچھا۔

”یہ تو مجھے پتہ نہیں۔ نکاح خواں جب نکاح پڑھاتے وقت نام لے گا تو مجھے بھی پتہ چل جائے گا۔ بشرطیکہ مجھے نکاح خواں کے قریب بیٹھنے کی جگہ مل گئی۔“ ہمارے ہاں بھی عجیب رواج ہے کہ باقی ہر چیز تو لاؤڈ سپیکر پر پڑھی جاتی ہے لیکن نکاح بغیر لاؤڈ سپیکر کے پڑھا جاتا ہے۔ کسی کو پتہ نہیں چلتا کہ کس کا نکاح کس سے ہو رہا ہے اور کتنا حق مہر باندھا گیا ہے۔ حالانکہ عالمان دین کہتے تو یہی ہیں کہ نکاح کا اعلان ہونا چاہئے۔ خفیہ نکاح نکاح ہی نہیں ہوتا۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ اگر لاؤڈ سپیکر پر نکاح پڑھا جائے تو زیادہ اچھی طرح اس کا اعلان ہو سکتا ہے.....“ عمران کی زبان چل پڑی۔

”اس کا مطلب ہے ماسٹر کہ آپ کسی شادی کی تقریب میں جا رہے

سلسلہ کبھی دے گا بھی یہی یا نہیں اور اس خوفناک بارش کے دوران سیاہ رنگ کی ایک بڑی کار بھی پانی میں ڈوبی ہوئی سڑک کے کنارے کھڑی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا۔ جب کہ عقبی سیٹ پر جوانا بیٹھا ہوا تھا۔ کار کے شیشے بند تھے۔ کار آدمی سے زیادہ پانی میں ڈوب چکی تھی۔ دور دور تک صرف پانی ہی پانی پھیلا ہوا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ان کی کار کسی سمندر میں ڈوب جانے والے جہیز سے پر کھڑی ہو۔

عمران بار بار اپنی کھڑی پر نظر ڈالتا اور پھر اس کی نظریں باہر آسمان پر جم جاتیں۔ لیکن بارش کا زور ٹوٹنے میں ہی نہ آ رہا تھا۔ مسلسل چھانچوں پانی برس رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہوا کی شدت نے اسے واقعی طوفان کی شکل دے دی تھی۔

ماسٹر اگر یہی حالت رہی تو کار پانی میں ڈوب جائے گی.....“ جوانا نے انتہائی پریشان سے لمحے میں کہا۔

ارے تم ایک نرے نیاسیں رہے ہو یا افریقہ کے کسی جنگل میں۔ تمہیں اس سائنسی اصول کا بھی علم نہیں کہ اگر کار ڈوب گئی تو اندرانے والی ہوا بھی ساتھ ہی بند ہو جائے گی اور ہوا بند ہو جائے گی تو ہمارے سانس بھی بند ہو جائیں گے اور جب سانس بند ہو جائیں گے تو پھر ہمیں اس کی کیا پرواہ رہے گی کہ کار پانی میں ڈوبی ہے یا عرق گلاب ہیں۔ عمران کی زبان چل پڑی۔

میرا خیال ہے ماسٹر۔ ہمیں کار سے نکل کر کسی اونچی جگہ پر پناہ لے لینا چاہئے.....“ جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر سیلانی کی..... عمران نے جواب دیا تو جوانا بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا ڈاکٹر سیلانی خود؟" جوانا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیوں کیا ڈاکٹر سیلانی کی شادی نہیں ہو سکتی..... عمران نے اس طرح پوچھا جیسے اسے جوانا کی بات پر بے حد حیرت ہوئی ہو۔

"مم۔ مم میرا خیال تھا کہ ماسٹر ڈاکٹر سیلانی بوڑھا آدمی ہوگا۔" جوانا نے بے کھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"بے تو بوڑھا..... عمران نے کہا تو جوانا ایک بار پھر حیرت سے منہ کھول کر دیکھنے لگی۔ اس نے اس بار کوئی بات نہ کی خاموش ہو رہا۔

"ارے حد ہو گئی۔ لا حول ولاقوة۔ سنو ابھی شادی ہوئی نہیں اور یہ حالت ہو گئی ہے..... نکھٹ عمران نے چختے ہوئے کہا تو جوانا بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا ہوا ماسٹر..... جوانا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہونا کیا تھا۔ حماقت ہو گئی۔ اس کار میں تو ہائیڈرالک سسٹم موجود ہے۔ میں نے اسی لئے رانا ہاؤس سے چلتے ہوئے اسے منتخب کیا

تھا لیکن یادداشت ہی ختم ہو گئی ہے..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سٹرنگ کے نیچے لگا ہوا ایک

سینڈل کھینچا تو کار اس طرح اوپر کو اٹھنے لگ گئی جیسے کار کے نیچے جبکہ

تھے۔ لیکن اس قدر خوفناک بارش میں شادی کی یہ تقریب کیسے منعقد ہو سکتی ہے۔ لاڑنآاے ملتوی کر دیا گیا ہوگا..... جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شادی بھی اللہ کی رحمت ہوتی ہے اور بارش بھی اور جہاں دو رحمتیں اکٹھی ہو جائیں تو شرکت لازمی ہونی چاہئے..... عمران نے جواب دیا اور جوانا اس بار بے اختیار ہنس پڑا۔ بارش کا سلسلہ مسلسل اور اسی طرح طوفانی انداز میں جاری تھا۔

"شادی کارڈ پر ڈاکٹر صاحب کو لکھ دینا چاہئے تھا کہ کشتی یا لانچ کا انتظام آپ کا اپنا ہوگا..... عمران نے کافی دیر بعد کہا۔

"ڈاکٹر۔ کون ڈاکٹر..... جوانا نے چونک کر پوچھا۔ اسے واقعی کسی بات کا علم نہ تھا۔ بارش کا آغاز ہو رہا تھا کہ عمران رانا ہاؤس پہنچا اور پھر اس نے جوانا کو اپنے ساتھ آنے کا کہا اور اپنی سپورٹس کار رانا ہاؤس میں چھوڑ کر وہاں سے یہ کار لی اور جوانا کو ساتھ بٹھا کر وہ رانا ہاؤس سے روانہ ہو گیا۔ الٹے راستے میں اس نے صرف استا بتایا تھا کہ وہ دارالحکومت کے نواحی شہر جمشید نگر جا رہے ہیں۔ لیکن ان کی کار ابھی دارالحکومت سے باہر پہنچی ہی تھی کہ پانی کے زور کی وجہ سے اس کا انجن بند ہو گیا اور تب سے وہ یہاں پھنسے ہوئے کھڑے تھے۔

"ڈاکٹر سیلانی۔ مگر میرا خیال ہے۔ اب تو اسے ڈاکٹر سیلانی کہنا زیادہ بہتر ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا ڈاکٹر سیلانی کے لڑکے یا لڑکی کی شادی ہے..... جوانا نے

لگانے سے کار اٹھ جاتی ہے اور جو انا حیرت سے کار کو اوپر اٹھتا دیکھتا رہا۔ چند لمحوں بعد کار کی باڈی پانی سے اوپر ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ایک بین دیا یا تو انجن سٹارٹ ہو گیا اور دوسرے لمحے ایک جھٹکے کے ساتھ کار آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگی۔ جو انا کو واقعی یوں لگا۔ رہا تھا جیسے کار سڑک پر چلنے کی بجائے کشتی کی طرح تیرتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی ہو۔ گو کار کی رفتار بے حد آہستہ تھی لیکن بہر حال وہ آگے بڑھی چلی جا رہی تھی اور جو انا کے نقطہ نظر سے یہی غنیمت تھا۔

حیرت انگیز کار ہے یہ۔۔۔ جو انا نے کہا۔

خصوصی طور پر تیار کرائی گئی ہے۔ پسندانی ہے ہمیں۔ مران
نے بڑے فخر سے بچے میں کہا۔
کیس ماسٹر واقعی مجھے یہ سسم پسند آیا ہے۔ جو انانے بھیلے
دل سے اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے پھر تمہیں اجازت ہے کہ جب چاہو اس پر بیٹھ کر سمندر کی سیر کر لیا کرو۔“ عمران نے بڑے فیاضانہ لہجے میں کہا اور جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

”ماسٹر آپ سڑک کا اندازہ کیسے کریں گے۔“ چند لمحوں بعد
دوانا نے چونک کر کہا۔

فرنٹ سیٹ پر اجاڑ پھر ہمیں خود ہی معلوم ہو جائے گا۔ اس میں کمیونٹریز نصب ہے۔ جو نقشے کے مطابق سڑک کی نشاندہی کرتا رہتا ہے ورنہ تو ہم دنیا گول ہے والے اصول کے مطابق واپس رانا ماؤس بھی

یہاں تو شادی کے کوئی آثار نہیں ہیں ماسٹر۔ بلکہ مجھے تو یہ عمارت ہی خالی لگتی ہے۔ جو امانے باہر نکل کر حیرت سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

بھوتوں چڑیلوں کی شادیاں ایسی ہی جگہوں پر ہوتی ہیں۔ اب وہ انسانوں کی طرح پینڈہ باجے اور بتیاں لگانے سے تو رہے۔ کیونکہ اس

جسے خود کلامی کر رہا ہو۔

”یہ کیا بکواس ہے۔ یہ آپ کے چریل کہہ رہے ہیں۔ میرا نام جاسی ہے۔“ اس لڑکی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”تو تو آپ نہیں ہیں۔ وہ تھینک گاڈ۔ ورنہ میں تو سوچ رہا تھا کہ بچوں کے لئے کہانیاں لکھنے والے تمام ادیبوں کے خلاف ہر جانے کے دعویٰ دائر کر دوں۔“ عمران نے اس طرح اطمینان بھرا سانس لیتے ہوئے کہا جیسے واقعی وہ کسی بہت بڑے دباؤ سے آزاد ہو گیا ہو۔

”آپ ہیں کون۔ کہاں سے تشریف لائے ہیں۔“ جاسی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھ حقیر فقیر پر تقصیر۔ بندہ نادان۔“ عمران نے اپنا تعارف شروع کر دیا۔

”فقیر۔ تو آپ فقیر ہیں۔ مطلب ہے گداگر۔ کمال ہے اس ملک میں گداگروں کے پاس ایسی شاندار کاریں ہوتی ہیں اور وہ اس قدر خوفناک بارش میں گداگری کرنے آ جاتے ہیں۔ حیرت ہے۔ لیکن مسز فقیر وری۔ سوری ڈاکٹر سیلانی صاحب کسی فقیر کو کچھ نہیں دیا کرتے۔“ جاسی نے منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران کے ساتھ کھڑے جو انا کے ہجرے پر غصے کے آثار ابھر آئے۔

”ڈاکٹر سیلانی کے پاس تو واقعی دینے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ لیکن آپ تو حسن کی خیرات دے سکتی ہیں۔“ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

کے لئے انہیں بجلی بنانے والا محکمہ قائم کرنا پڑے گا اور ایک باریہ محکمہ قائم ہو گیا تو چریل میں اور بھوت بھاری بل ادا کر کے مزید بھوت اور چریل میں بننے سے تو رہے انسان بن جائیں گے۔ جس طرح انسان بل ادا کر کے بھوتوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔“ عمران کی زبان رواں ہو گئی۔ لیکن ساتھ ساتھ وہ کلامی پر بندھی ہوئی گھڑی بھی دیکھتا جا رہا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھتے یا ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی۔ اچانک سائین میں موجود ایک دروازہ کھلا اور ایک انتہائی خوبصورت اور نوجوان غیر ملکی لڑکی باہر آ گئی۔ اس کے جسم پر غیر ملکی لباس تھا۔ وہ انتہائی حیرت بھری نظروں سے عمران اور جو انا کو دیکھ رہی تھی۔

”آپ کون ہیں اور اس خوفناک بارش میں یہاں کیسے پہنچ گئے ہیں۔“ اس لڑکی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ کوئی آدمی اس خوفناک بارش میں بھی یہاں تک پہنچ سکتا ہے۔

”کمال ہے۔ حیرت ہے۔ ساری کہانیاں ہی غلط ثابت ہوتی ہیں۔ چریل میں اس قدر خوبصورت اور طرہ دار ہوتی ہیں۔ ہمیں خواہ مخواہ یہ کہانیاں لکھنے والے ڈراتے رہے ہیں کہ چریل میں بے حد بد صورت ہوتی ہیں۔ مگر وہ شکل کی ہوتی ہیں لمبے لمبے کھجڑی بال ہوتے ہیں۔ دانت باہر نکلے ہوئے ہوتے ہیں۔ آنکھیں اندر کو دھنسی ہوتی ہوتی ہیں۔ حد ہے جھوٹ اور اس قدر سفید بلکہ انتہائی سفید جھوٹ۔“ عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر لڑکی کو دیکھتے ہوئے ایسے لہجے میں کہا

”حسن کی خیرات کیا مطلب یہ حسن کی خیرات کیا ہوتی ہے۔ خیرات تو روپے پیسے کی ہوتی ہے“..... جاسی واقعی عمران کی بات کا مطلب نہ سمجھ سکی تھی۔

”وضاحت تو ڈاکٹر سیلانی ہی کر سکتے ہیں۔ اگر آپ کو ان سے پوچھنے کی جرأت نہ ہو تو مجھے اجازت دیجئے۔ میں جا کر ان سے پوچھ لیتا ہوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سوری۔ ڈاکٹر صاحب بے حد مصروف ہیں وہ کسی سے نہیں مل سکتے۔ آپ جا سکتے ہیں“..... جاسی نے اس بار اکتائے ہوئے سے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے وہ جس دروازے سے نمودار ہوئی تھی اسی دروازے سے غائب ہو گئی۔

”یہ کیا چکر ہے ماسٹر۔ یہ کون ہے۔ کیا ڈاکٹر سیلانی کی بیوی ہے۔“ جو انانے کہا۔

”ڈاکٹر سیلانی اس کی بیوی ہوگا۔ وہ بچارہ مرنجاں مرنج آدمی بھلا کس طرح شوہر بن سکتا ہے“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تو اب کیا کرنا ہے۔ کیا واپس چلیں۔ آپ تو شادی کی بات کر رہے تھے“..... جو انانے بھی اکتائے ہوئے سے لہجے میں کہا۔ اسے شاید اس سارے چکر کا کوئی سریر ہی نظر نہ آ رہا تھا۔

”صبر کرو پیارے جو انانہ۔ اند صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے اور اسی لئے وہ صبر کے پھل کو بھی میٹھا بنا دیتا ہے۔ اب یہ اور بات ہے کہ انسان بے چارہ شوکر کا مرنیس ہو اور وہ صبر کے میٹھے پھل کی بجائے

چج کا کڑوا پھل کھانے پر مجبور ہو جائے“..... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر برآمدے کی دیوار میں لگے ہوئے سوچ بورڈ کے نچلے حصے میں موجود کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ چند لمحوں بعد وہی دروازہ کھلا اور جاسی باہر آ گئی۔

”تم ابھی تک گئے نہیں“..... جاسی نے اس بار اہتہائی غصیلے اور توہین آمیز لہجے میں کہا۔

”وہ وہ ابھی تعارف مکمل نہیں ہوا تھا اور بغیر مکمل تعارف کے واپس چلے جانے سے سیانے کہتے ہیں کہ واپسی کا راستہ کھونا ہو جاتا ہے ویسے آج تک سکھ تو کھونا سنا ہے۔ نجانے یہ راستہ کیسے کھونا ہو جاتا ہے۔ بہر حال سیانے کہتے ہیں تو پھر ٹھیک ہی کہتے ہوں گے۔“ عمران نے بڑے مسکے سے لہجے میں کہا۔

”ہونہد میرا خیال ہے مجھے ایمر جنسی پولیس کو فون کرنا پڑے گا۔“ جاسی نے غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”جاسی۔ جاسی۔ ڈیر کہاں ہو تم“..... چانک کمرے کے اندر سے کسی بوڑھے کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور پھر اس سے پہلے کہ جاسی کوئی جواب دیتی۔ کھلے دروازے سے ایک بوڑھا باہر آ گیا۔ وہ جاسی کی طرح دبلا پتلا تھا۔ سرانڈے کی طرح سپاٹ اور چمکنا تھا چہرہ لمبو ترا لکین صحت مند نظر آ رہا تھا۔ آنکھوں پر سنہرے باریک فریم کا چشمہ تھا جس کے پیچھے سے اس کی چمکدار آنکھیں جھانکتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

”کک کک کون ہیں یہ۔ اس قدر بارش میں۔ آخر کون ہیں اور یہ کیسی کار ہے۔ اس قدر اونچی۔ یہ تو گنتا ہے جیسے اونٹ کی نسل کی کار ہو۔“ بوڑھے نے اسی طرح چتختے ہوئے لہجے میں کہا۔

”محترمہ جانی کو ابھی میں نے مکمل تعارف نہیں کرایا۔ اچھا ہوا آپ بھی آگئے۔ آپ بھی تعارف سن لیں ورنہ مجھے خواہ خواہ دوبارہ تعارف کرانا پڑتا۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تعارف۔ کیسا تعارف۔ کون ہو تم۔“ بوڑھے نے غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”یہ فقیر ہیں ڈاکٹر۔ حسن کی خیرات مانگنے آئے ہیں۔“ جانی نے کہا۔

”حسن کی خیرات اوہ۔ اوہ تو یہ بات ہے۔ تم بد معاش ہو۔ لفظ کے ہو۔ تم نے جانی سے یہ لفظ کہے تھے۔ چلو جانی اندر سے میرا ربواور اٹھا لاؤ۔ میں دیتا ہوں انہیں حسن کی خیرات۔“ ڈاکٹر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”جانے دو ڈاکٹر۔ تم پر بھرم پڑا پڑا کادورہ پڑ جائے گا۔ خود ہی چلے جائیں گے آؤ اندر اور سنو اب اگر تم دفع نہ ہوئے تو میں واقعی امیر جنسی پولیس کو کال کر لوں گی کچھ۔“ جانی نے پہلے ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر انتہائی نگاہ سے بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ عمران اور جوانا سے مخاطب ہو گئی لیکن ان سے مخاطب ہوتے وقت اس کا لہجہ انتہائی ورشت اور تلخ تھا۔

”ماسٹر یہ لڑکی ضرورت سے زیادہ بکواس کر رہی ہے۔“ جوانا سے نہ رہا گیا تو وہ غصے سے بول ہی پڑا۔

”شانتی شانتی۔ جوانا۔ حسن کو غصے کا حق حاصل ہے۔ بہر حال تعارف کا کام مکمل ہو جانا چاہئے۔ تو مس جانی۔ یا مسز۔ اب مجھے یہ تو معلوم نہیں۔“ عمران نے کہا۔

”یہ میری بیوی ہے۔“ ڈاکٹر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”تو پھر تو مسز جانی سیلانی ہوئی یہ۔ تو مسز جانی سیلانی اور ڈاکٹر سیلانی بلکہ اب تو سیلانی کہنا چاہئے۔ مجھے حقیر فقیر پر تقصیر بندہ نادان۔ فرستادہ سر سلطان کو علی عمران کہتے ہیں اور یہ ہے میرا ساتھی میرا دوست بہار گوشت۔ جوانا۔“ عمران نے اپنے ساتھ ساتھ جوانا کا تعارف بھی کرادیا اور ڈاکٹر کی آنکھیں حیرت سے پھیلی چلی گئیں۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ سر سلطان۔ اوہ تو سر سلطان نے تمہیں بھیجا ہے۔ ہاں ہاں وہ کہہ رہے تھے کہ عمران آئے گا۔ اوہ اوہ تو پھر تم یہاں باہر کیوں کھڑے ہو۔ اوہ جانی ڈیر۔ انہیں سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان نے بھیجا ہے۔“ ڈاکٹر نے کہا تو جانی بھی بے اختیار چونک پڑی۔

”اوہ اچھا۔ تشریف لائیے۔“ جانی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اب تک یقین نہ آ رہا ہو کہ انہیں واقعی سر سلطان نے بھیجا ہو گا۔

”سر سلطان کے بھیجے ہوئے آدمی کے سامنے تو ہمیں رکھ رکھاؤ کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ کیوں نہ میں لباس بدل کر ان کے سامنے

"ہاں میں نے کہا تھا۔ مجھے ابھی تک یاد ہے"..... ڈاکٹر سیلانی نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے کہا۔

"کیا راز ہے وہ"..... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 "اگر میں بتا دوں تو پھر وہ راز کیسے رہ جائے گا۔ اس لئے سوری میں نہیں بتا سکتا"..... ڈاکٹر سیلانی نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ نے سر سلطان سے اس بات پر کیوں اصرار کیا تھا کہ فوری طور پر کسی ذمہ دار آدمی کو بھیجا جائے ورنہ آپ کی جان کو شدید خطرہ ہے"..... عمران کے لہجے میں ہلکی سی جھنجھلاہٹ تھی۔
 "ہاں میں نے کہا تھا۔ مجھے ابھی تک یاد ہے"..... ڈاکٹر سیلانی نے پہلے کی طرح اثبات میں سر ملاتے ہوئے کہا۔

"پھر تو آپ کو یہ بھی یاد ہو گا کہ آپ نے بتایا تھا کہ آپ کی وائف بھی اس راز سے واقف ہے"..... عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ اب ڈاکٹر سیلانی کی طبیعت کو کچھ سمجھنے لگ گیا تھا۔

"ہاں ہاں مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ اسی نے تو مجھے کہا تھا کہ میں اس راز کو کسی ذمہ دار آدمی تک پہنچا دوں۔ ابھی جائسی آئے گی تو تم بے شک پوچھ لینا"..... ڈاکٹر سیلانی نے کہا۔

"آپ نے معدنیات کے مضمون میں ڈاکٹریٹ کی ہوئی ہے۔"
 عمران نے پوچھا۔

"ہاں اور یہ راز میں تمہیں بتا سکتا ہوں کہ میں نے کیرج

آؤں"..... ڈاکٹر سیلانی نے جائسی سے مشورہ لیتے ہوئے کہا۔
 "ارے نہیں ڈیر۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم ٹھیک لباس میں ہو"..... جائسی نے کہا۔

"اچھا، ٹھیک ہے۔ آؤ بھی آؤ تم کھڑے کیوں ہو۔ کیا تھک گئے ہو آؤ۔ جائسی بہترین کافی بناتی ہے۔ ایک کپ کافی پیو گے تو ساری تھکاوٹ دور ہو جائے گی"..... ڈاکٹر سیلانی کا لہجہ اس بار بے حد دوستانہ تھا۔

"شکریہ"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ جائسی اور ڈاکٹر کی رہنمائی میں اس دروازے سے داخل ہو کر ایک ڈرائنگ روم کے انداز میں بچے ہوئے کمرے میں پہنچ گئے۔ فرنیچر خاصا قیمتی تھا لیکن قدیم وضع کا تھا۔

"آپ بیٹھیں میں کافی بنا لاتی ہوں"..... جائسی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے قدم بڑھاتی ہوئی ایک اندرونی دروازے میں غائب ہو گئی اور عمران سر ملاتا ہوا صوفے پر بیٹھ گیا۔ جب کہ جوانا اس سے ذرا ہٹ کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ ڈاکٹر سیلانی سامنے والے صوفے پر بیٹھا ہوا تھا اور اس طرح عمران اور جوانا کو دیکھ رہا تھا جیسے وہ خود مہمان ہو اور یہ دونوں میزبان ہوں۔

"سر سلطان کو آپ نے فون پر کہا تھا کہ آپ کوئی ایسا راز جانتے ہیں جو پاکیشیا کی سلامتی کے لئے انتہائی اہم ہے"..... عمران نے یلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر سیلانی نے اختیار مسکرا دیا۔

”تو سنو مسٹر ذمہ دار۔ رازیہ ہے کہ پاکیشیا کی شمالی سرحد پر واقع کوہ لاگش کے دامن میں ایک قصبہ ہے لاغالی۔ اس لاغالی کے سردار کے ہاں ایک کتیا ہے۔ جس نے اس بار ایک بچہ دیا ہے۔ گہرے سرخ رنگ کا۔ تیز گہرے سرخ رنگ کا۔ دور دور سے لوگ اس بچے کو دیکھنے آ رہے ہیں۔“ ڈاکٹر سیلانی نے کافی پیٹے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اس سرخ رنگ میں چمک بھی ہے۔ یا ڈل ہے۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور جو انا حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ یہی سمجھ رہا ہے کہ وہ پاگلوں میں پھنس گیا ہے۔

”تیز چمک ہے۔ لیکن تم نے یہ بات کیوں پوچھی ہے۔“ ڈاکٹر سیلانی نے چونک کر پوچھا۔

”اس لئے کہ اگر سرخ رنگ چمکدار ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس قصبے کے قریب کہیں ناگم موجود ہے اور اگر رنگ ڈل ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ناگم کی بجائے آکون کا ذخیرہ ہے۔“ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا تو ڈاکٹر سیلانی بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ وہ واقعی کسی انسان کو دیکھ رہا ہے یا کسی بھوت کو۔ جالسی کے چہرے پر بھی شدید حیرت کے تاثرات ابھرائے تھے۔

”اوہ۔ اوہ۔۔۔۔۔ تم یہ سب کیسے جانتے ہو۔ بولو کیسے جانتے ہو۔ میرا تو خیال تھا کہ میرے علاوہ پوری دنیا میں اس سے کوئی واقف

یونیورسٹی سے ڈاکٹر میٹ کیا ہے اور وہیں پڑھاتا بھی رہا ہوں۔ اب دو سال سے یہاں پاکیشیا میں واپس آیا ہوں۔ کیونکہ جالسی یہاں رہنا چاہتی تھی۔ ویسے میں نے دو سال پہلے اس سے شادی کی تھی۔“

ڈاکٹر نے جواب دیا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ اسی لمحے جالسی اندر داخل ہوئی۔ اس نے ہاتھ میں ایک ٹرے اٹھائی ہوئی تھی۔

”کیا آپ نے کوئی ملازم نہیں رکھا ہوا۔“ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ میں اپنی پرائیویسی میں کسی کی مداخلت پسند نہیں کرتی۔“ جالسی نے جواب دیا اور پھر اس نے ہاتھ کافی کی ایک ایک پیالی سب کے سامنے رکھی اور ایک پیالی خود اٹھا کر وہ ڈاکٹر سیلانی کے ساتھ بیٹھ گئی۔

”جالسی ذرا بتاؤ کیا یہ ذمہ دار آدمی ہیں۔“ ڈاکٹر نے کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے جالسی سے مخاطب ہو کر عمران اور جو انا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے ذیور۔ اگر سرسلطان نے انہیں بھیجا ہے تو ذمہ دار ہی ہوں گے۔ سرسلطان کسی غیر ذمہ دار کو کیسے بھیج سکتے ہیں۔“ جالسی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گڈ۔ پھر تو انہیں اس راز میں شامل کیا جا سکتا ہے۔“ ڈاکٹر سیلانی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور جالسی نے بھی اثبات میں سر ہلادیا۔

مضمون میں پوری دنیا میں اتھارنی کھجے جاتے ہیں۔ لیکن اگر ناہم دم فیصد کی حد تک خالص ہوتی تو اس پلے کے کان یقیناً بھورے رنگ کے ہوتے۔ اگر بیس فیصد ہوتی تو کان ہلکے سرخ رنگ کے ہوتے اور اگر پچاس فیصد تک ہوتی تو ایک کان تیز سرخ اور دوسرا ہلکا سرخ ہوتا دونوں کان انتہائی تیز سرخ رنگ کے ہونے کا صاف مطلب ہے کہ ناہم دم کے خالص ہونے کی پرستیج ستر فیصد ہے۔ بہر حال تجربے سے معلوم ہو جائے گا۔ تو آپ نے ناہم دم کا ذخیرہ تلاش کر لیا۔..... عمران نے کہا اور ڈاکٹر سیلانی نے ایک طویل سانس لیا۔

”مجھے حقیقتاً یقین نہیں آ رہا کہ کوئی شخص اس مضمون میں اس حد تک بھی ماہر ہو سکتا ہے۔ میں تو آج تک یہی سمجھتا رہا کہ میں ہی سب کچھ ہوں لیکن آج مجھے احساس ہو رہا ہے کہ میں تو جہارے سامنے محض ایک طفل مبتک ہوں لیکن میں نے آج تک کہیں بھی جہارا نام نہیں سنا۔ کبھی جہارا کوئی مضمون نہیں پڑھا۔ تم نے آخر یہ سب کچھ کیسے جان لیا۔ تم کس تہہ خانے میں گھسے رہے ہو۔ جاسی جاسی۔ تم بتاؤ یہ صاحب کیا ہیں۔ کمال ہے۔ اس قدر وسیع ناچ..... ڈاکٹر سیلانی کی حالت دیکھنے والی تھی۔

”میں خود حیران ہو رہی ہوں ڈاکٹر میں اس مضمون میں ماہر ہوں لیکن مجھے اندازہ نہ تھا کہ مسٹر عمران جیسے لوگ بھی یہاں اس پیمانہ ملک میں موجود ہو سکتے ہیں۔..... جاسی نے بھی انتہائی تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

نہیں ہے۔ لیکن تم تو یوں بات کر رہے ہو جیسے تم مجھ سے بھی بڑے معنیات کے ماہر ہو۔ اودہ اودہ..... ڈاکٹر سیلانی کی حالت واقعی دیکھنے والی تھی۔

”آپ تشریف رکھیں ڈاکٹر۔ آپ نے واقعی ایک اہم انکشاف کیا ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ اس ذخیرے میں موجود ناہم دم کس حد تک خالص ہوگی..... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”میرا خیال ہے۔ بیس فیصد خالص ہوگی..... ڈاکٹر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اس سرخ بچے کے کانوں کا رنگ بھورا ہے..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”بھورا نہیں وہ بھی تیز سرخ رنگ کے ہیں۔ کیوں..... ڈاکٹر نے حیران ہو کر کہا۔

”پھر تو واقعی یہ اہم ترین راز ہے۔ ایسی صورت میں تو ناہم دم ستر فیصد تک خالص ہوگی۔ ورنہ آج تک دنیا میں جہاں بھی ناہم دم ملی ہے اس کے خالص ہونے کی پرستیج چالیس فیصد سے زیادہ نہیں ہوتی۔ عمران نے جواب دیا۔

”نہیں ستر فیصد تو ممکن ہی نہیں۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں دعویٰ کر سکتا ہوں کہ وہ دس فیصد سے زیادہ خالص نہیں ہوگی۔ ڈاکٹر سیلانی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”ڈاکٹر سیلانی آپ کے علم کو تو میں چیلنج نہیں کر سکتا۔ آپ اس

دیکھنے کے بعد لازماً ناتمک کے ذخیرہ کو تلاش کرنے کی کوشش کی ہوگی یہ موجودہ دور کی اس قدر قیمتی دھات ہے کہ اگر واقعی یہ ستر تو ایک طرف پچاس فیصد کی حد تک بھی خالص ہے تو پھر بھی یہ پاکیشیا کی قسمت سنوار سکتی ہے۔..... عمران نے کہا۔

”ہاں میں نے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن جب میں نے یہ سنا کہ یہ کتیا سردار اعظم خان بلگاریہ سرحد پر واقع ایک گاؤں سے لے آیا ہے اور جب یہ آئی تھی تو حاملہ تھی تو میں سردار کے ساتھ فوراً اس گاؤں میں پہنچا اور پھر میں نے وہ ذخیرہ تلاش کر لیا۔ وہ بلگاریہ اور پاکیشیا کی مشترکہ سرحد پر واقع ایک پہاڑی میں تھا۔ لیکن وہ خالی ہو چکا تھا۔ وہاں سے ناتمک نکال لی گئی تھی۔ مجھے گاؤں والوں نے بتایا کہ ایک ماہ پہلے یہاں غیر ملکی آئے تھے۔ انہوں نے اس پہاڑی پر کیسٹ لگایا تھا۔ ان کے پاس عجیب سی مشینیں تھیں۔ وہ چند روز وہاں رہے پھر واپس چلے گئے تھے تو میں مایوس ہو کر واپس چلا آیا۔“

ڈاکٹر سیلانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اندازاً کتنی ناتمک وہاں سے دستیاب ہوئی ہوگی؟..... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

”میرا اندازہ ہے کہ دس پونڈ سے کم نہ ہوگی۔“..... ڈاکٹر سیلانی نے جواب دیا۔

”اوہ یہ تو بہت بڑی مقدار ہے۔ لیکن جب آپ کے کہنے کے مطابق یہ ناتمک نکال لی گئی ہے تو پھر آپ نے سر سلطان کو کیوں فون کیا اور

معدنیات میرا مضمون کبھی نہیں رہا جناب۔ البتہ میں اس کا مطالعہ کرتا رہتا ہوں۔ تقریباً ایک سال پہلے میں نے رابرٹ گو تھم کا ناتمک پر بھی تحقیقی مقالہ پڑھا تھا۔ یہ مضمون اس ریسرچ پر مبنی تھا کہ انسان یا حیوان کے جسم پر ناتمک کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں اور اس مضمون میں انہوں نے کانوں پر خصوصی طور پر اس کے اثرات پر اپنی ریسرچ کے نتائج لکھے تھے۔ یہ مضمون پڑھنے کے بعد میں نے ان کا یہ معلوم کیا اور اس کے بعد فون پر ان سے اس موضوع پر تفصیلی بات بھی ہوئی۔ انہوں نے مجھے دعوت بھی دی تھی کہ میں ان سے ملوں اور میں نے وعدہ بھی کر لیا تھا۔ لیکن پھر میں اپنی مصروفیات میں الجھ گیا اور وہ وفات پا گئے۔ ویسے سائنس ریسرچ آرگن میں آپ کے بھی مضامین چھپتے رہے ہیں۔ میں نے انہیں بھی پڑھا ہے۔ اس لئے جب سر سلطان نے آپ کا نام لیا تو میں بے حد حیران ہو کہ آپ یہاں پاکیشیا میں موجود ہیں اور مجھے علم ہی نہیں ہے۔ آپ نے چونکہ ان سے کہا تھا کہ آپ کی زندگی کو خطرہ ہے۔ اس لئے باوجود تیز بارش کے میں فوراً یہاں آ گیا۔..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”لیکن صرف مطالعے سے اس پیچیدہ مضمون میں اس قدر گہرائی تک چلے جانا انتہائی حیرت کی بات ہے۔ گو تھم میرے استاد تھے۔ میں نے بھی ان کا یہ مضمون پڑھا تھا۔ اس میں تو اس قدر گہری بات نہیں تھی جو تم نے کی ہے۔“..... ڈاکٹر سیلانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ میرا اپنا آئیڈیا تھا۔ بہر حال آپ بتائیں کہ آپ نے اس پلے کو

کیوں یہ کہا کہ آپ کوئی راز جانتے ہیں اور آپ کی زندگی کو خطرہ کس طرح لاحق ہو گیا..... عمران نے کہا۔

”تم واقعی ایسے آدمی ہو کہ ہمیں تفصیل بتائی جاسکتی ہے۔ میں نے اس ذخیرے کو چیک کیا تھا اور مجھے وہاں سے ایک ڈائری ملی تھی اس ڈائری میں دو نام ایسے درج تھے جنہوں نے مجھے چونکا دیا تھا۔ ایک تو بنگار نوی ماہر معدنیات ڈی سلواکانام تھا۔ وہ میرا شاگرد رہا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ وہ بنگار نیہ میں رہتا ہے اور دوسرا پاکیشیائی تھا سردار اسلم حیات۔ اس کے متعلق ڈائری میں ہی درج تھا کہ وہ بھی محکمہ معدنیات میں کسی اہم عہدے پر ہے۔ ان دونوں ناموں کے سامنے بہت بڑی بڑی رقبیں لکھی ہوئی تھیں۔ ڈائری اساتھ نامی کسی شخص کی ہے۔ اس سے میں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ بنگار نیہ اور پاکیشیا کے خلاف باقاعدہ سازش ہوئی ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہاں یا بنگار نیہ میں ناٹمگ کا مزید ذخیرہ بھی کہیں موجود ہو اور اگر نہ بھی موجود ہو تو بہر حال یہ ناٹمگ حکومت پاکیشیا کی ملکیت ہے۔ اسے واپس حاصل کیا جاسکتا ہے۔ میں اس کی اہمیت اور قدر و قیمت سے واقف ہوں۔ سر سلطان میرے دور کے عزیز بھی ہیں اور یہاں میں صرف ان سے ہی واقف تھا۔ اس لئے میں نے اپنا فرض سمجھا کہ انہیں یہ سب کچھ بتا دوں۔ چونکہ وہ معدنیات کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے اس لئے میں نے ان سے راز کی بات کی تھی اور یہ بھی کہا تھا کہ اس راز کا تعلق پاکیشیا کے خلاف کسی گہری سازش سے ہے اور جہاں تک میری جان کو خطرے کا تعلق

ہے تو دور و زچہ لافانی کا سردار اعظم جو میرا دوست ہے یہاں آیا تھا۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ کچھ لوگ میرے متعلق پوچھتے ہوئے اس کے پاس آئے تھے۔ وہ لوگ اپنے انداز سے اچھے لوگ نہیں لگتے تھے۔ سردار اعظم نے انہیں میرا موجودہ پتہ بتانے کی بجائے یہ کہہ دیا تھا کہ میں گریٹ لینڈ چلا گیا ہوں۔ اس بات سے مجھے احساس ہوا کہ ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں کو میرے متعلق کچھ معلوم ہو گیا ہو اور وہ اب میرا خاتمہ کرنا چاہتے ہوں۔ لیکن میں جاسی کو بیوہ نہیں بنانا چاہتا اور نہ جاسی فی الحال بیوہ بننے کے لئے تیار ہے۔ اس لئے میں نے سر سلطان سے کہا تھا کہ وہ کسی ذمہ دار آدمی کو بھیجیں تاکہ وہ اس ساری صورت حال کی تحقیق کر سکے..... ڈاکٹر سیلانی نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”وہ ڈائری آپ کے پاس ہے..... عمران نے پوچھا۔

”ہاں جاسی کے پاس ہے۔ کیا تم وہ لے لو گے.....“ ڈاکٹر سیلانی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے عمران اس سے کوئی انتہائی قیمتی چیز لینے کا ارادہ رکھتا ہو۔

”ہمیں کیا ضرورت ہے ڈیر اس کی.....“ جاسی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے کیا کہہ رہی ہو۔ اس میں آدھے سے زیادہ صفحے خالی ہیں۔ ہم اس پر اپنے مضامین کی رائٹنگ کی تفصیل لکھ سکتے ہیں.....“ ڈاکٹر سیلانی نے قدرے عصیلے لہجے میں کہا۔

”میں نے کہا ہے۔ مجھے تو یاد نہیں ہے۔“ ڈاکٹر سیلانی نے حیران ہو کر کہا۔ اسی لمحے جاسی واپس آگئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی پاکٹ ڈائری تھی۔

”کیا یاد نہیں ہے ڈیئر تمہیں؟“ جاسی نے ڈائری عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے ڈاکٹر سے پوچھا۔

”یہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ میں نے جواہرات کی کان تلاش کر لی ہے اور میں نے انہیں ابھی کہا ہے کہ میں نے دو سال سے اس کان پر قبضہ کر رکھا ہے۔ حالانکہ نہ ہی میں نے یہ کام کیا ہے اور نہ مجھے یاد ہے کہ میں نے یہ بات کی ہے۔“ ڈاکٹر سیلانی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اوہ ایسا گھنیا کام ڈاکٹر سیلانی کیسے کر سکتے ہیں۔ پوری دنیا میں ان کا نام ہے اور یہ اب جواہرات کی کانیں تلاش کرتے پھریں گے۔ گھنیا لوگوں کی طرح۔ آپ نے ڈاکٹر سیلانی کی توہین کی ہے۔“ جاسی کو بھی غصہ آگیا تھا۔

”آپ سے شادی کئے ڈاکٹر صاحب کو کتنا عرصہ ہوا ہے۔“ عمران نے ڈائری جیب میں ڈالتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”دو سال۔ کیوں؟“ جاسی نے چونک کر پوچھا۔

”تو پھر میں نے کیا غلط بات کی ہے۔ جواہرات قیمتی بھی ہوتے ہیں اور قدرت کا شاہکار بھی اور آپ کا حسن بتا رہا ہے کہ آپ جواہرات کی کان سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔“ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو جاسی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس دی۔ اس کے ہجرے پر

”میں آپ کو نئی ڈائری بھجوا دوں گا۔ اتنی بڑی ڈائری کہ آپ آئندہ ایک ہزار سال تک کا حساب اس پر لکھ سکیں گے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ پھر ٹھیک ہے۔ دے دو ڈائری ڈیئر۔ ارے کیا۔ ایک ہزار سال۔ کیا مطلب۔ کیا ایک ہزار سال تک مجھے رائلٹی ملتی رہے گی۔“ ڈاکٹر سیلانی نے چونک کر کہا۔

”بالکل ملتی رہے گی۔ ایک ہزار سال تو کیا ایک کروڑ سال تک ملے گی۔“ عمران نے جواب دیا۔

”اوہ دیری گڈ پیر تو مجھے فکر نہیں کرنی چاہئے کہ میری موت کی صورت میں جاسی کیا کرے گی۔ کیونکہ میں نے تو ساری عمر ریسرچ میں ہی گزار دی ہے۔ کوئی جانیہ ادھی نہیں بنائی۔ یہ حویلی بھی آبائی ہے۔“ ڈاکٹر سیلانی نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔ جاسی اٹھ کر اندر چلی گئی تھی۔ شاید وہ ڈائری لینے گئی تھی۔

”لیکن مجھے تو معلوم ہوا ہے کہ آپ نے جواہرات کی کان دریافت کر لی ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ جواہرات کی کان۔ لا حول ولا قوۃ۔ تم ڈاکٹر سیلانی کو اس قدر گھنیا سمجھتے ہو۔“ ڈاکٹر سیلانی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”لیکن آپ نے ابھی تو خود کہا ہے کہ دو سال ہوئے آپ کو جواہرات کی اس کان پر قبضہ کیے ہوئے۔“ عمران نے جواب دیا۔

کر پوچھا۔

”آپ معدنیات کے ماہر ہیں اور جب معدنیات کے ماہر کو جو اہرات کی کان مل جائے تو اس نے اس پر تحقیق تو کرنی ہے اور جب تحقیق مکمل ہوگی تو بہر حال آپ اس ریسرچ پیپر کو شائع تو کرائیں گے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار ڈاکٹر سیلانی جیسا شخص بھی کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ جب کہ جاسی کا چہرہ مسرت سے گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا تھا۔

”آپ کا ایک بار پھر شکریہ اور ڈاکٹر تم بھی شکریہ ادا کرو۔ آخر میں تمہاری بیوی ہوں اور جب بیوی کے حسن کی تعریف ہو تو اس کے شوہر کو بھی شکریہ ادا کرنا چاہئے۔“..... جاسی نے عمران سے بات کرتے کرتے ڈاکٹر کو ہدایت دینی شروع کر دی۔

”ارے ہاں بے حد شکریہ۔ تم واقعی جاسی کی تعریف کر کے میرے شکریے کے حق دار بن چکے ہو۔“..... ڈاکٹر سیلانی نے فوراً ہی کہا۔

”آپ کو میرا شکریہ ادا کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ تو میں نے شادی والے دن ہی ادا کر دیا تھا۔ کیوں جاسی میں نے ادا کیا تھا ناں۔“..... ڈاکٹر سیلانی نے جاسی سے مخاطب ہو کر کہا اور جاسی نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”آپ نے اس گاؤں کا نام نہیں بتایا۔ جہاں سے سردار اعظم وہ کتیا

تحسین کے آثار نمودار ہو گئے۔

”اس خوبصورت انداز میں تعریف کا شکریہ“..... جاسی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب میں سمجھا نہیں ڈیر تم کس بات کا شکریہ ادا کر رہی ہو شکریہ تو اسے ادا کرنا چاہئے تمہاری کافی پی کر۔“..... ڈاکٹر سیلانی نے بھدک کر کہا۔

”یہ مجھے جو اہرات کی کان کہہ رہے ہیں اور قبضے کا مطلب ہے کہ تم نے مجھ سے شادی کر کے اس کان پر قبضہ کر رکھا ہے۔ یہ چونکہ میرے حسن کی تعریف کا ایک خوبصورت انداز ہے۔ اس لئے مجھے ان کا شکریہ تو ادا کرنا ہی ہے۔“..... جاسی نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ اچھا واقعی مجھے تو آج تک اس بات کا خیال تک نہیں آیا۔ تم تو واقعی جو اہرات کی کان ہو۔“..... ڈاکٹر سیلانی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”چلو شکریہ۔ تمہیں آج تو اس کا خیال آگیا۔“..... جاسی نے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں ٹھیک ہے۔ آج سے میں تمہیں واقعی جو اہرات کی کان ہی سمجھوں گا۔“..... ڈاکٹر سیلانی نے کہا۔

”پھر کب تک چھپ جائے گا آپ کا تحقیقی مضمون۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”تحقیقی مضمون کون سا مضمون۔“..... ڈاکٹر سیلانی نے چونک

ٹکائے آنکھیں بند کیے بیٹھا ہوا تھا۔ چونک کر آنکھیں کھول دیں۔
 "نہیں آفسیر ذکا لونی چلو میں اس سردارِ اسلم حیات سے فوری ملنا
 چاہتا ہوں۔ وہ لازماً وہیں رہتا ہوگا۔" عمران نے کہا اور جوانانے
 اثبات میں سر ہلادیا۔

لے کر آیا تھا اور اس پہاڑی کا پتہ بھی نہیں بتایا جہاں سے ناہم نکالی
 گئی ہے۔" عمران نے ایک بار پھر سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔
 "اس گاؤں کا نام راجگی ہے اور اس پہاڑی کو وہاں کے مقامی لوگ
 بنامی کہتے ہیں۔" ڈاکٹر سیلانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "او۔ کے ڈاکٹر سیلانی اور مسز جانیسی اب ہمیں اجازت دیجئے۔
 انشاء اللہ دوبارہ جلد ہی ملاقات ہوگی۔" عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔
 "وہ ڈائری مجھوانے کا وعدہ یاد رکھنا۔" ڈاکٹر نے اٹھ کر کھڑے
 ہوتے ہوئے کہا۔

"بالکل مجھواؤں گا۔ آپ بے فکر رہیں۔" عمران نے جواب دیا
 اور پھر ڈاکٹر سیلانی سے مصافحہ اور جانیسی کو سلام کر کے وہ واپس
 برآمدے میں آگئے۔ بارش اب رک چکی تھی۔

"تم ڈرائیونگ کرو جوانا۔ میں اب اس ڈائری کو اطمینان سے
 پڑھوں گا۔" عمران نے جوانانے کہا اور جوانا سر ملاتا ہوا ڈرائیونگ
 سیٹ پر بیٹھ گیا۔ عمران عقبی سیٹ پر بیٹھا اور پھر اس نے جوانا کو
 کمیونر گاؤں وغیرہ کے متعلق اچھی طرح بریف کر دیا تاکہ وہ راستہ نہ
 بھول جائے۔ کیونکہ باہر ہر طرف پانی ہی پانی تھا اور جوانانے کار
 سنارٹ کی اور پھر اسے موڑ کر وہ پھانگ کی طرف لے آیا اور عمران نے
 ڈائری کھول لی اور اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔

"کیا رانا ہاؤس جانا ہے ماسٹر۔" واپس شہر میں داخل ہوتے ہی
 جوانانے پوچھا۔ عمران جو ڈائری بند کر کے کار کی عقبی نشست سے سر

کرنے کے لئے یہاں کام کر رہی ہے۔" توفیق نے کہا۔

"درست یا غلط کا فیصلہ تو ان سے ملنے کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ پہلے کیسے ہو جائے گا۔" پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا مطلب اور تھا میجر۔ اس فائل کے مطابق حکومت کو یہ خفیہ اطلاع ملی ہے کہ اتھائی قیمتی معدنی دولت کے حصول کے لئے ایک بین الاقوامی تنظیم کام کر رہی ہے اور حکومت نے یہ کیس ہمارے ڈی سیکشن کو بھجوا دیا ہے حالانکہ اس قسم کا کیس ڈی سیکشن کے دائرہ کار میں آتا ہی نہیں۔ اس لئے پوچھ رہا تھا کہ کہیں اس اطلاع میں کوئی گھپلا تو نہیں ہے۔" کیپٹن توفیق نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم یہی سوچ رہے ہونا کہ اصل بات کوئی اور ہو گی لیکن سرکاری طور پر اسے معدنی دولت کی چوری کا نام دیا گیا ہے۔" پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں میں یہی کہنا چاہتا تھا کیونکہ معدنیات کی چوری کا ڈی سیکشن سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔" توفیق نے اثبات میں سرملاتے ہوئے کہا۔

"جہاری بات اپنی جگہ درست ہے۔ لیکن حقیقت یہی ہے۔ کرنل ڈی نے یہ کیس خود کہہ کر اپنے سیکشن میں ٹرانسفر کر لیا ہے۔ کیونکہ اس کیس میں جو ابتدائی تحقیقات ہوئی ہیں۔ ان کے مطابق اس کا سلسلہ پاکستان سے ملتا ہے۔ ایسے شواہد ملے ہیں کہ اس چوری میں

بلگاریہ دارالحکومت سے تقریباً دو سو پچاس کلو میٹر دور ایک بڑے شہر کا سو کا کی فراخ سڑک پر سرخ رنگ کی سپورٹس کار خاصی تیز رفتاری سے شہر کے نواحی علاقے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بلگاریہ کے ڈی سیکشن کا کیپٹن توفیق موجود تھا۔ جب کہ سائیڈ سیٹ پر بلگاریہ کا سپر ڈی ایجنٹ میجر پرمود بیٹھا ہوا تھا ان دونوں کے جسموں پر تھری بیس سوٹ تھے۔ میجر پرمود کے ہاتھ میں ایک فائل تھی اور وہ اسے پڑھنے میں مصروف تھا۔

"میجر کیا یہ اطلاع واقعی درست ہو گی۔" کیپٹن توفیق نے میجر پرمود سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کون سی اطلاع۔" میجر پرمود نے چونک کر فائل سے نظریں ہٹا کر توفیق کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہی کہ کوئی بین الاقوامی تنظیم بلگاریہ کی معدنی دولت حاصل

کوٹھی کے گیت پر روک دی۔

”کال بیل دو“..... پر مود نے توفیق سے مخاطب ہو کر کہا اور توفیق سر ملاتا ہوا نیچے اترا اور آگے بڑھ کر اس نے ستون پر لگے ہوئے کال بیل بٹن کو پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد پھانک کھلا اور ایک مقامی آدمی باہر آگیا۔ اس کا لباس اور انداز بتا رہا تھا کہ وہ یہاں ملازم ہے۔

”ڈی سلوا صاحب کو بولو کہ میجر رومو آئے ہیں“..... توفیق نے اس ملازم سے کہا۔

”اوہ یس سر آئیے صاحب آپ کے منتظر ہیں“..... ملازم نے جلدی سے کہا اور پھر اس نے دھکیل کر پورا پھانک کھول دیا۔ توفیق واپس ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور اس نے کار آگے بڑھا دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک چھوٹے لیکن قیمتی فرنچیز سے بچے ہوئے ڈرائیونگ روم میں موجود تھے۔

”یہ ڈی سلوا صاحب وہی صاحب ہیں جنہوں نے حکومت کو چوری کی اطلاع دی ہے“..... توفیق نے سونے پر بیٹھتے ہوئے پر مود سے پوچھا اور پر مود نے زبان سے کوئی جواب دینے کی بجائے صرف اثبات میں سر ملادیا۔ فائل جس کا وہ راستے میں مطالعہ کرتا آیا تھا وہ اس نے کار کے ڈیش بورڈ میں چھوڑ دی تھی۔ چند لمحوں بعد ملازم نے انہیں مشروبات کی بوتلیں لادیں اور پھر ایک لمبے قد اور قدرے فربہ جسم کا ادھیر عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے پھرے پر وقار تھا جسم پر گھریلو

سرکاری طور پر پاکیشیا کا ہاتھ ثابت ہوتا ہے اور تم جانتے ہو کہ اگر واقعی ایسا ہے تو پھر یقیناً ہمارا انکرڈ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہوگا۔ کیونکہ اس قدر پیچیدہ کام وہاں سیکرٹ سروس ہی انجام دیتی ہے اور سیکرٹ سروس کا مقابلہ اگر کوئی کر سکتا ہے تو وہ صرف ڈی سیکشن ہی ہے۔“ پر مود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن میں یہ بات تسلیم نہیں کر سکتا میجر کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس جیسی تنظیم دوسرے ممالک کی معدنیات چوری کرتی پھرے۔“ نہیں ایسا ہونا ناممکن ہے“..... توفیق نے بڑے حتیٰ لچے میں کہا تو پر مود ہنس پڑا۔

”کرئل ڈی اور میرا بھی یہی خیال ہے۔ اسی لئے تو کرئل ڈی نے یہ کہیں اپنے ہاتھ میں لیا ہے تاکہ اس کی درست طور پر تحقیق ہو سکے۔“ پر مود نے جواب دیا تو توفیق نے اثبات میں سر ملادیا۔

کار اب شہر کے نواح میں پہنچ چکی تھی اور پھر کچھ دور آگے جانے کے بعد توفیق نے کار کو بائیں ہاتھ پر جانے والی ایک ذیلی سڑک پر موڑ دیا یہ سڑک کافی آگے جا کر ایک چھوٹے سے قصبے میں پہنچ گئی۔ قصبہ چھوٹا ضرور تھا لیکن وہاں کی عمارات جدید اور نئی تھیں۔ یہاں ابھی حال ہی میں ایک سینٹ فیکٹری لگائی گئی تھی اور یہ قصبہ اس سینٹ فیکٹری کی وجہ سے ابھی حال ہی میں نو تعمیر ہوا تھا اس لئے یہاں کی عمارات کی طرز تعمیر بھی جدید تھی اور عمارات بھی نئی تھیں۔ توفیق نے کار قصبے کی ایک چھوٹی سڑک پر موزی اور کچھ دور آگے جا کر ایک نو تعمیر شدہ

بلکاریہ میں اس وقت مجھ سے بڑا معدنیات کا کوئی ماہر نہیں ہے۔ یہاں سینٹ فیکٹری میں تو مجھے صرف سروس ظاہر کرنے کے لئے رکھا گیا ہے۔ دراصل میرا تعلق بلکاریہ کے لئے انتہائی قیمتی معدنیات تلاش کرنے والی ایک خفیہ تنظیم سے ہے۔ میں اس تنظیم کا سربراہ ہوں۔ چونکہ حکومت نہیں چاہتی کہ اس تنظیم کی سرگرمیوں کی بھٹک عام لوگوں کے کانوں تک پہنچے۔ اس لئے اس تنظیم کو خفیہ رکھا گیا ہے۔ میں نے اسے مزید خفیہ رکھنے کے لئے اس کا ہیڈ کوارٹر دارالحکومت میں بنانے کی بجائے اس غیر معروف قصبے میں بنایا ہوا ہے۔" ڈی سلوانے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کے بات کرنے کا انداز ایسے تھا جیسے وہ یہ سب کچھ بتا کر میجر رمود پر اپنی حیثیت کا رعب ڈالنا چاہتا ہو۔

"آپ شاید ناراض ہو گئے ہیں۔ دراصل ہمارا تعلق فوج سے ہے۔ اس لئے ہمیں کسی سے انٹرویو لینے کا وہ طریقہ نہیں آتا کہ جس سے انٹرویو دینے والا بھی ناراض نہ ہو اور اصل بات بھی سامنے آجائے۔ اس لئے اگر میری کوئی بات آپ کو ناگوار لگے تو پلیز آپ اس پر توجہ نہ دیں۔" میجر رمود نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈی سلوا کا سا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"اوہ شکریہ میجر رمود۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ جو کچھ پوچھنا چاہتے ہیں بلا تکلف پوچھئے۔ میں محب وطن اور ذمہ دار آدمی ہوں اس لئے مجھے یقین ہے کہ آپ کی اس معاملے میں پوری پوری مدد کر سکوں گا۔"

لباس تھا۔ لیکن لباس صاف ستھرا اور نیا تھا۔ توفیق اور میجر رمود دونوں اچھے کھڑے ہوئے۔ رسمی تعارف کے بعد وہ دوبارہ صوفوں پر بیٹھ گئے۔

"آپ نے فون پر کہا تھا کہ آپ میری اس معدنی چوری والی اطلاع کے سلسلے میں مجھ سے ملنا چاہتے ہیں حالانکہ حکومت کے افراد پہلے ہی مجھ سے میرا تفصیلی بیان لے چکے ہیں اور آپ نے اب تک یہ بھی نہیں بتایا کہ آپ کا تعلق حکومت کے کس شعبے سے ہے۔" ڈی سلوا نے باوقار لہجے میں کہا۔

"ہمارا تعلق فوج کے ایک خفیہ شعبے سے ہے۔ آپ کا بیان میں نے تفصیل سے پڑھ لیا ہے۔ لیکن اس میں چند باتیں تفصیل طلب تھیں اور اس کے لئے آپ سے ملاقات ضروری تھی۔" ڈی سلوا نے خشک لہجے میں کہا۔

"فوج کے خفیہ شعبے سے۔ کیا مطلب۔ فوج کا معدنیات سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔" ڈی سلوانے حیرت مبر لہجے میں کہا۔
"یہ سوچنا آپ کا کام نہیں ہے مسٹر ڈی سلوا۔ آپ پہلے یہ بتائیں کہ آپ یہاں سینٹ فیکٹری میں بطور ماہر ملازم ہیں۔ آپ نے معدنیات میں کون سی ڈگری لی ہوئی ہے۔" ڈی سلوانے کہا تو ڈی سلوا کے ہونٹ ہنسنے لگے اور ہچرے پر قدرے ناگوار کی تاثرات ابھرائے۔

"میرے پاس معدنیات میں ماسٹر ڈگری ہے اور میں نے غیر ممالک میں ایک بین الاقوامی ادارے کے ساتھ ریسرچ کا کام کیا ہے۔"

ڈی سلوانے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ بتائیے مسٹر ڈی سلوا کہ آپ نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ اس پہاڑی پر ایسے آثار ملے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں پاکیشیائی ماہرین کام کرتے رہے ہیں۔ لیکن آپ نے ان آثار کی تفصیل نہیں بتائی۔“..... پر مودنے کہا۔

”جی ہاں مجھ سے پوچھی ہی نہیں گئی تھی۔ دیکھئے جس پہاڑی سے انتہائی قیمتی دھات ”این۔سی“ اڑائی گئی ہے۔ وہاں چند ایسے آلات کے ٹکڑے پڑے ہوئے ملے ہیں۔ جن پر میڈان پاکیشیا لکھا ہوا تھا اور یہ آلات انتہائی قیمتی دھاتوں کی کان کنی کے کام آتے ہیں اور صرف ماہرین ہی انہیں استعمال کرتے ہیں۔ اس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ یہ کام پاکیشیا کے ماہرین نے کیا ہے۔“..... ڈی سلوانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ ٹکڑے کہاں ہیں؟“..... پر مودنے پوچھا۔

”وہ تو میں نے غیر اہم سمجھ کر کہیں پھینک دیئے تھے۔“..... ڈی سلوانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کا کیا خیال ہے۔“ کتنی ”این۔سی“ وہاں سے نکالی گئی ہے۔“..... پر مودنے پوچھا۔

”میرا اندازہ ہے کہ تقریباً پچاس پونڈ۔“ این۔سی ”وہاں سے نکالی گئی ہے اور اس کی ملکیت اربوں کھربوں ڈالر ہو سکتی ہے۔“..... ڈی سلوانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کا کیا خیال ہے۔“ کتنے آدمی پچاس پونڈ ”این۔سی“ نکال سکتے ہیں اور کتنا وقت چاہئے اس کے لئے۔“..... پر مودنے کہا۔

”کم از کم دس آدمی اور کم از کم ایک ماہ۔“..... ڈی سلوانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ کسی مجرم تنظیم نے ایسا کیا ہو۔ آج کل ایسی تنظیمیں بھی تو وجود میں آگئی ہیں جو انتہائی قیمتی معدنیات تلاش کر کے اسے چوری کرتی ہیں اور پھر انہیں مختلف حکومتوں کے پاس فروخت کر دیتی ہیں۔“..... پر مودنے کہا۔

”لیکن مجرم تنظیمیں پاکیشیا میڈالات تو استعمال نہیں کرتیں۔ پاکیشیا بلغاریہ کی طرح ایک ترقی پذیر ملک ہے۔ یہ درست ہے کہ وہاں کان کنی کے لئے آلات تیار کیے جاتے ہیں۔ لیکن ان سے زیادہ بہتر اور اچھے آلات یورپ اور اکیڑ بیڑیا میں تیار ہوتے ہیں۔ لیکن پاکیشیا میں ایسی کوئی تنظیم نہیں ہے جس کا ذکر آپ کر رہے ہیں۔ میرا تعلق معدنیات سے ہے۔ اس لئے میں اس بارے میں اچھی طرح جانتا ہوں۔“..... ڈی سلوانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کسی غیر ملکی تنظیم کے بارے میں جانتے ہیں جو یہ کام کرتی ہو۔“..... پر مودنے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

”جی ہاں کئی تنظیموں کے نام میں نے سن رکھے ہیں۔“..... ڈی سلوانے جواب دیا۔

”آپ کا تعلق کس تنظیم سے ہے۔“..... پر مودنے لکھت سوال

لحوں تک تڑپا پھر ساکت ہو گیا۔ پر مود نے آگے بڑھ کر اسے بازو سے پکڑ کر ایک بار پھر زوردار جھٹکے سے کرسی پر پھینک دیا۔ ڈی سلوا بے ہوش ہو چکا تھا۔ اس کے ناک اور منہ سے خون کی لکیریں سی سی بہہ نکلی تھیں۔ پر مود ہونٹ پیچھے واپس صوفے پر بیٹھ گیا۔ وہ غور سے ڈی سلوا کو دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد تو فقیہ اندر داخل ہوا۔

”چار ملازم تجھے چاروں کو بے ہوش کر دیا ہے“..... تو فقیہ نے اندر داخل ہوتے ہی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”کہیں سے رسی ڈھونڈ لاؤ۔ اب اس کی زبان کھلوانا پڑے گی۔“ پر مود نے کہا اور تو فقیہ سر ملاتا ہوا باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں رسی کا ایک بندل موجود تھا۔ اس نے ڈی سلوا کے دونوں بازو عقب میں کر کے باندھ دیئے اور پھر اسے اٹھا کر ایک کرسی پر بٹھایا۔ پر مود نے اٹھ کر اسے سنبھالا تو فقیہ نے باقی رسی کی مدد سے اس کے جسم کو کرسی کے ساتھ جکڑ دیا۔

”اب اسے ہوش میں لے آؤ“..... پر مود نے ایک طرف موجود کرسی گھسیٹ کر ڈی سلوا کی کرسی کے سامنے رکھتے ہوئے کہا اور پھر اس پر اطمینان سے بیٹھ گیا۔ تو فقیہ نے ڈی سلوا کے گالوں پر زوردار تھپوں کی جیسے بارش کر دی اور تھوڑی دیر بعد ڈی سلوا اچھٹا ہوا ہوش میں آ گیا۔ تو فقیہ ایک طرف ہٹ گیا۔

”ہاں اب بولو ڈی سلوا۔ کس تنظیم سے جہار ا تعلق ہے؟“۔ میجر پر مود نے ایک بار پھر جیب سے ریو اور نکال کر ہاتھ میں لیتے ہوئے

کیا تو ڈی سلوا بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں“..... ڈی سلوا نے یکھٹ غصیلے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے پر مود کے ہاتھ میں ریو اور نظر آنے لگ گیا۔

”بس انزویو ختم۔ تم اب شرافت سے بتا دو کہ جہار ا تعلق کس تنظیم سے ہے اور وہ“۔ ”این۔ سی“ کہاں ہے“..... پر مود نے کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ جب کہ کیپٹن تو فقیہ بھی بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں بھی ریو اور نظر آنے لگ گیا تھا۔

”کیا۔ کیا۔ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ میں سرکاری آدمی ہوں۔“ ڈی سلوا نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ پر مود کا زوردار تھپہ کھا کر جھٹکا ہوا واپس صوفے پر جا گرا۔

”باہر دیکھو“..... پر مود نے چیخ کر تو فقیہ سے کہا اور تو فقیہ تیزی سے دوڑتا ہوا ڈرائنگ روم سے باہر نکل گیا۔

”تم ایسا نہیں کر سکتے۔ میں وزیراعظم سے بات کرتا ہوں۔ تم کہیں۔ بد معاش۔ تم“..... ڈی سلوا نے جھٹکے ہوئے کہا اور اس کے منہ سے بے اختیار پر مود کے لئے گائیوں کا جیسے طوفان سا پھٹ پڑا۔ پر مود نے ریو اور واپس جیب میں ڈالا اور دوسرے لمحے اس نے ڈی سلوا کو گردن سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اچھال دیا۔ ڈی سلوا کا جسم فضا میں اڑتا ہوا ایک دھماکے سے سائیڈ دیوار سے جا ٹکرایا اور اس کے حلق سے بھیانک انداز میں دو تین جھینجھیں نکلیں اور وہ نیچے گر کر چند

سرد لہجے میں کہا اور ایک طرف کھڑے توفیق نے کوٹ کی اندرونی جیب سے خنجر نکال لیا۔

”کچن سے جا کر سرخ مرچیں لے آؤ اور اس کے پورے جسم پر زخم ڈال کر ان میں مرچیں بھر دو“..... پر مود نے سرد لہجے میں کہا اور توفیق سے ملتا ہوا واپس باہر چلا گیا۔

”نہیں نہیں تم یہ نہیں کر سکتے۔ تم مجھ پر یہ ظلم نہیں دھا سکتے۔ میں معزز آدمی ہوں۔ میں سرکاری آدمی ہوں۔ تم ظلم کر رہے ہو۔ تم ایسا نہیں کر سکتے۔“..... ڈی سلوانے مذہبی انداز میں چختے ہوئے کہا اس کاہرہ خوف کی شدت سے ہری طرح بگڑ گیا تھا۔

”میں تم پر کوئی ظلم نہیں کر رہا ڈی سلوا۔ بلکہ تم خود اپنے آپ پر ظلم کر رہے ہو۔ اگر تم اصل حقیقت بتا دو تو میں تمہیں قانون کے حوالے کر دوں گا ورنہ.....“ پرمود نے اسی طرح خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں نے جو کچھ کہا ہے وہی سچ ہے۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ تم یقین کر لو میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں مجرم نہیں ہوں۔ میں محب وطن ہوں۔“ ڈی سلوانے پہلے کی طرح جھنجھٹے ہوئے کہا۔

”ابھی سہ چل جائے گا کہ تم کیا ہو.....“ پر مود نے طنزیہ انداز میں کہا اور پھر توفیق ہاتھ میں ایک ڈبہ اٹھائے اندر داخل ہوا۔

”چلو شروع ہو جاؤ تو فقیق۔ مسٹر ڈی سلوا کچھ ضرورت سے زیادہ ہی مضبوط اعصاب کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں ان کے

”تم۔۔۔ تم مجھ پر ہاتھ اٹھا رہے ہو۔ مجھ پر۔ میں۔ میں صوب وطن ہوں۔ اگر میں چور ہوتا مجرم ہوتا تو میں خود دیکوں اس چور کی اطلاع دیتا۔“..... ڈی سلوا نے جھٹکے ہوئے کہا۔

”تم نے یہ اطلاع اس لئے دی ہے ڈی سلاوا کہ تمہیں یہ رپورٹ مل چکی تھی کہ اس پہاڑی کا سرکاری طور پر محکمہ معدنیات جنرل سروے کرانے والا ہے۔ تم نے جان بوجھ کر سارا مطلب پاکیشیا پر ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ تاکہ ہم پاکیشیا کے خلاف لڑتے رہیں اور سنو۔ مجھے تمہارے بیان سے اس بات کا ثبوت مل چکا ہے کہ تمہارا تعلق کسی غیر ملکی تنظیم سے ہے۔ کچھ شبہ رہتا تھا وہ تمہاری وضاحت سے دور ہو چکا ہے۔ تم نے کہا ہے کہ ان آلات کے نگڑوں کی وجہ سے تم نے پاکیشیا پر سارا بوجھ ڈالا تھا۔ لیکن پھر یہ اہم ترین شہادت بقول تمہارے تم نے خود ہی ضائع کر دی۔ اس لئے اب تم خود بتاؤ گے کہ تمہارا تعلق کس تنظیم سے ہے اور تمہارا پاکیشیا پر سارا بوجھ ڈالنے کا اصل مقصد کیا تھا“..... پر مود نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”میں نے جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے۔ اگر تم نہیں مانتے تو نہ مانو جا کر تحقیقات کر لو۔ تم تو مجھ سے ایسا سلوک کر رہے ہو جیسے اصل مجرم ہی میں ہوں۔ کاش میں نے حب الوطنی کے چکر میں یہ سب کچھ نہ بتایا ہوتا“..... ڈی سلوانے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"توفیق تمہارے پاس خنجر ہوتا ہے۔ نکالو باہر....." پر مود نے

جب معاوضہ نہ ملا تو میں نے دوبارہ ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کیا تو مجھے بتایا گیا کہ میرے بتائے ہوئے پتے سے جو "این - سی" ملی ہے وہ انتہائی ناقص ہے۔ اس لئے مجھے معاوضہ نہیں دیا جائے گا۔ میں نے اس پر احتجاج کیا تو مجھے بتایا گیا کہ میں اس سلسلے میں جاسی سے مل کر اپنی نسلی کرلوں۔ جاسی پاکیشیا میں رہتی ہے۔ میں پاکیشیا جا کر اس سے ملا تو اس نے مجھے بتایا کہ اس نے خود اس کا تجزیہ کیا تھا۔ وہ ناقص تھا۔ اس لئے اس نے اسے ضائع کر دیا ہے۔ لیکن میں جانتا تھا کہ جاسی غلط کہہ رہی ہے۔ لیکن میں اس کے خلاف براہ راست کچھ بھی نہ کر سکتا تھا کیونکہ وہ ہیڈ کوارٹر کی اہم عہدیدار تھی۔ لیکن میں اس سے انتقام لینا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس کا طریقہ میں نے یہی سوچا کہ اپنی حکومت کو اس کی چوری کی رپورٹ دے دوں اور شبہ پاکیشیا پر ڈال دوں۔ اس طرح لازماً جاسی تک بات پہنچے گی اور وہ پکڑی جائے گی اور میرا انتقام پورا ہو جائے گا۔ مجھے معلوم ہے کہ حکومت نے میرا نام سامنے نہیں لانا۔ اس طرح ہیڈ کوارٹر کو معلوم ہی نہ ہو سکے گا کہ یہ کام میں نے کیا ہے اور جاسی کو اس کے کیے کی سزا مل جائے گی۔ ڈی سلوانے ہانپتے ہوئے لہجے میں پوری تفصیل بتادی۔

"جاسی پاکیشیا میں کہاں رہتی ہے"..... پرمود نے پوچھا۔
 "وہ مشہور ماہر معدنیات ڈاکٹر سیلانی کی بیوی بنی ہوئی ہے۔ تاکہ اسے محفوظ حاصل ہو سکے۔ پاکیشیا کے پہاڑی علاقے انتہائی قیمتی ترین معدنیات سے بھرے ہوئے ہیں اس لئے وہ ڈاکٹر سیلانی کو لے کر

اعصاب کتنے مضبوط ہیں"..... پرمود نے کہا اور دوسرے لمحے توفیق نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے خنجر کو ڈی سلوا کے بندھے ہوئے بازو میں اتار دیا۔ ڈی سلوا کے حلق سے تیز چیخیں مسلسل نکلنے لگیں۔ توفیق نے خنجر باہر کھینچا اور پھر اسے ایک طرف رکھ اس نے ڈبہ کھولنا شروع کر دیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ تم لوگ نجانے کس مٹی کے بنے ہوئے ہو رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں رک جاؤ"..... ٹیگٹ ڈی سلوا نے چیختے ہوئے کہا۔

"ابھی سے۔ ابھی تو ابتدا ابھی نہیں ہوئی"..... پرمود نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میرے زخم کی پینڈیج کر دو۔ ورنہ میں مرجاؤں گا"..... ڈی سلوا نے چیختے ہوئے کہا۔

"جیلے کچھ بتاؤ۔ تاکہ مجھے معلوم ہو سکے کہ تم واقعی سچ بول رہے۔" پرمود نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کیا۔

"ہاں ہاں۔" "این - سی" ایک مجرم تنظیم نے چوری کیا ہے۔ اس تنظیم کا نام راسکو ہے۔ یہ انتہائی قیمتی معدنیات چوری کرتی ہے اور پھر اسے فروخت کرتی ہے۔ میں اس کے لئے قیمتی معدنیات تلاش کرنے کا کام کرتا ہوں۔ میں نے "این - سی" تلاش کی اور پھر میں نے راسکو ہیڈ کوارٹر میں اس کی اطلاع دی۔ ہیڈ کوارٹر کا طریقہ ہے کہ وہ معدنیات نکال کر میرا معاوضہ مجھے بھیج دیتا ہے۔ لیکن کافی عرصے تک

مستقل پاکیشیا میں شفت ہو گئی ہے۔ ڈاکٹر سیلانی سروے کرتا رہتا ہے اور جاسی راسکو کی ٹیم کی مدد سے قیمتی دھاتیں نکال کر ہیڈ کوارٹر بھجواتی رہتی ہے اور اس طرح اسے کثیر دولت ملتی رہتی ہے۔ ہیڈ کوارٹر اسی وجہ سے اسے بے حد اہمیت دیتا ہے۔ اگر میں ہیڈ کوارٹر کو جاسی کی براہ راست شکایت کرتا تو ہیڈ کوارٹر میری کوئی بات نہ سنتا۔ اس لئے میں نے یہ چکر چلایا۔..... ڈی سلوانے جواب دیا۔

”وہ ابھی کہاں ہے.....“ پرمود نے پوچھا۔

”پاکیشیا کے دارالحکومت کے نواح میں ایک قصبہ ہے جشید نگر وہ ڈاکٹر سیلانی کے ساتھ وہیں رہتی ہے۔ انتہائی خطرناک اور عیار عورت ہے۔..... ڈی سلوانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا فون نمبر تمہیں معلوم ہوگا.....“ پرمود نے کہا۔

”ہاں مجھے معلوم ہے۔ کیوں.....“ ڈی سلوانے چونک کر پوچھا۔

”اگر تم اپنی جان بچانا چاہتے ہو تو میرے سامنے اسے فون کرو اور

اس سے یہ بات کنفرم کرادو کہ واقعی یہ ”این“ سی ”راسکو“ نے حاصل کی ہے اور اس میں یہ جاسی ملوث ہے۔ ورنہ میں توفیق کو حکم دے دوں گا کہ وہ اپنی کارروائی شروع کر دے.....“ پرمود نے سرد لہجے میں کہا۔

”وہ انتہائی عیار عورت ہے۔ اس سے دوبارہ بات کرنا تو موت کو

دعوت دینا ہے.....“ ڈی سلوانے کہا۔

”توفیق زخم پر مرچیں ڈال دو.....“ پرمود نے توفیق سے مخاطب

ہو کر کہا۔

”ییس میجر.....“ پرمود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھہرو ٹھہرو رک جاؤ۔ میں بات کرتا ہوں رک جاؤ۔ اگر مرنا ہی ہے تو اس طرح عبرت ناک حالت میں کیوں مروں.....“ ڈی سلوانے جھجھکتے ہوئے کہا۔

”فون اٹھاؤ اور جو نمبر یہ بتائے وہ ڈائل کر کے لاؤ ڈوکا بن دبا دو اور رسیور اس کی گردن میں پھنسا دو.....“ پرمود نے توفیق سے کہا اور توفیق نے ہاتھ میں پکڑا ہوا مچروں کا ذبہ ایک طرف رکھا اور ایک طرف تپائی پر رکھے ہوئے فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے فون کے ساتھ تپائی بھی ساتھ ہی اٹھائی۔ پھر اس نے ڈی سلوانے کی کرسی کے ساتھ تپائی رکھ کر اس پر فون رکھا اور رسیور اس نے بندھے ہوئے ڈی سلوانے کی گردن میں اس طرح پھنسا دیا کہ ڈی سلوانے بات جیت کر سکے۔

”نمبر بتاؤ.....“ توفیق نے پوچھا اور ڈی سلوانے نمبر بتا دیا۔ توفیق نے پہلے پاکیشیا کا رابطہ نمبر ڈائل کیا اور پھر اس نے ڈی سلوانے کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنے کے بعد لاؤڈر کا بزن آن کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی۔

”ییس.....“ اچانک ایک مترنم نسوانی آواز سنائی دی۔ بولنے والی کا بوجہ یورپی تھا۔

”ڈی سلوانے بول رہا ہوں۔ مسز جاسی سیلانی.....“ ڈی سلوانے کہا۔

”اوہ تم۔ کیوں فون کیا ہے.....“ جاسی کا لہجہ تلخ ہو گیا تھا۔

”تم نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے جاسی۔ بہت بڑی زیادتی اور میں اس زیادتی کو کبھی معاف نہیں کروں گا۔ مجھے میرا حق دے دو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے..... ذی سلوانے تلخ لہجے میں کہا۔

”کیا تم پاگل تو نہیں ہو گئے۔ کیسی زیادتی۔ کس قسم کی زیادتی۔“ دوسری طرف سے جاسی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”تم نے جان بوجھ کر ہیڈ کوارٹر کو غلط رپورٹ دی ہے کہ میری دریافت کردہ ”این۔سی“ ناقص ہے۔ حالانکہ وہ ناقص نہ تھی۔“ ذی سلوانے کہا۔

”سنو ذی سلوا۔ میں نے تمہارے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی۔ وہ واقعی بے حد ناقص تھی۔ کسی کام کی نہ تھی۔ اس لئے میں نے ہیڈ کوارٹر کو درست رپورٹ دی تھی اور اسے ضائع کر دیا تھا اور سنو آئندہ مجھے فون نہ کرنا۔ ورنہ میں ہیڈ کوارٹر کو تمہاری شکایت کر دوں گی اور اس کے بعد تمہاری زندگی کی ڈوری بھی کٹ سکتی ہے۔“ جاسی نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ پرمود کے اشارے پر توفیق نے رسیور اس کی گردن سے نکال کر واپس رسیور پر رکھ دیا۔

”اب تو تمہیں میری بات پر یقین آگیا ہو گا.....“ ذی سلوانے امید بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں..... اب تم بتاؤ کہ یہ ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور چیف کون ہے۔ پوری تفصیل بتا دو.....“ پرمود نے اس بار قدرے نرم لہجے

میں کہا۔

”مجھے تفصیل کا علم نہیں ہے۔ میں جب بھی کوئی ایسی معدنیات دریافت کرتا ہوں جس میں ہیڈ کوارٹر دلچسپی لے سکتا ہو۔ تو میں ایکریمیا چلا جاتا ہوں اور وہاں کے اخبارات میں ایک اشتہار دیتا ہوں۔ جس کا مضمون کچھ یوں ہوتا ہے کہ مجھے قیمتی جواہرات کی حفاظت کے لئے تجربہ کار گارڈ چاہئیں اور نیچے اپنا پتہ دیتا ہوں۔ پھر مجھے فون آتا ہے اور صرف نام راسکو کہا جاتا ہے میں اسے مختصر طور پر بتا دیتا ہوں تو وہ اپنے کسی آدمی کا نام لے کر مجھے بتاتے ہیں کہ وہ ایک گھنٹہ بعد مجھے ملنے آئے گا۔ وہ آدمی آتا ہے اور میں فائل اس کے حوالے کر دیتا ہوں اور اس کے بعد واپس آ جاتا ہوں پھر مجھے ایکریمیا کے کسی بینک سے خطیر معاوضے کا چیک مل جاتا ہے اور بس۔ آج تک ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔“

ذی سلوانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جاسی جانتی ہے ہیڈ کوارٹر کے متعلق.....“ پرمود نے پوچھا۔

”یقیناً جانتی ہوگی۔ وہ اس کی اہم اجنٹ ہے.....“ ذی سلوانے جواب دیا اور میجر پرمود اٹھ کھڑا ہوا۔

”او۔ کے فی الحال تم نے اپنی زندگی بچالی ہے۔ لیکن میری بات سن لو اگر تم نے ہمارے متعلق جاسی یا ہیڈ کوارٹر کو اس بارے میں کوئی رپورٹ دی تو پھر تم چاہے پاتال میں کیوں نہ چھپ جاؤ میں تمہیں ڈھونڈ نکالوں گا اور اس کے بعد تمہاری موت جس عبرت ناک انداز میں ہوگی اس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے.....“ پرمود نے سرد

لجے میں کہا۔

”مم۔ مم کیوں بتاؤں گا۔ اگر ہیڈ کوارٹر کو تپہ چل گیا کہ میں نے اس کے خلاف کوئی رپورٹ کی ہے تو وہ تو مجھے ویسے ہی مار ڈالیں گے۔ وہ انتہائی خطرناک تنظیم ہے“..... ڈی سلوانے کہا۔

”اے کھول دو توفیق۔ یہ اپنے زخم کی خود ہی مینڈج بھی کر لے گا اور اپنے ملازموں کو بھی ہوش میں لے آئے گا“..... پرمود نے توفیق سے مخاطب ہو کر کہا اور بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

سردار اسلم حیات درمیانے قد کے ادھیر عمر آدمی تھے۔ وہ محکمہ معدنیات میں انتہائی اہم عہدے پر فائز تھے۔ عمران نے آفسرز کالونی میں ان کی کوٹھی جلد ہی دریافت کر لی اور پھر سردار صاحب کے ملازم نے انہیں ڈرائنگ روم میں جا کر بٹھا دیا اور چند لمحوں بعد ہی سردار صاحب ڈرائنگ روم میں پہنچ گئے۔ عمران نے ملازم کے ہاتھ جو کارڈ بھجوا یا تھا۔ وہ سپیشل فورس کا کارڈ تھا اس لئے سردار اسلم حیات نے تعارف کے بعد سب سے پہلے یہی بات کی۔

”آپ صاحبان کا تعلق سپیشل فورس سے ہے۔ لیکن میرا اس سے کیا تعلق ہو سکتا ہے اور پھر آپ اس خوفناک بارش کے دوران تشریف لائے ہیں کہ مجھے آپ کی آمد پر حیرت ہو رہی ہے“..... سردار اسلم حیات نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”اس بات سے آپ معاملے کی اہمیت کو سمجھ سکتے ہیں سردار اسلم

حیات"..... عمران نے کہا۔

"فرمائیے کیا معاملہ ہے"..... سردار اسلم حیات نے چونک کر پوچھا۔

"یہ بتائیے پاکیشیا میں آپ کے محکمہ کو کہیں سے ناہنم کا کوئی ذخیرہ دستیاب ہوا ہے"..... عمران نے پوچھا اور سردار اسلم حیات بے اختیار چونک پڑا۔

"ناہنم۔ آپ کا مطلب اس قیمتی ترین دھات سے ہے جو میٹالوں میں کام آتی ہے"..... سردار اسلم حیات نے کہا۔

"ہاں"..... عمران نے جواب دیا۔

"نہیں صاحب آج تک تو اس دھات کا ایک ذرہ تک نہیں ملا۔" سردار اسلم حیات نے انکار میں سر ملاتے ہوئے کہا۔

"لیکن سپیشل فورس کو اطلاع ملی ہے کہ ایک پہاڑی جیسے مقامی زبان میں بٹائی کہتے ہیں اور جو پاکیشیا اور بلغاریہ کی مشترکہ سرحد پر ہے۔ وہاں ناہنم کی کافی مقدار موجود تھی۔ جسے چوری کر لیا گیا ہے اور اس سلسلے میں آپ کا نام سامنے آیا ہے آپ اس چوری میں شریک ہیں۔" عمران نے صاف بات کرتے ہوئے کہا۔

"کس نے یہ اطلاع دی ہے"..... سردار اسلم حیات نے اہتائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"کسی نے دی ہو۔ آپ اپنی پوزیشن کی وضاحت کریں۔" عمران کا بھرپور ہوا گیا۔

"آپ کو جس نے بھی اطلاع دی ہے۔ بالکل غلط اطلاع دی ہے۔ مجھے تو اس بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں ہے اور نہ ہی میرے محکمے میں اس قسم کی کوئی رپورٹ آئی ہے۔ البتہ کافی دن پہلے کی بات ہے۔ مشہور ماہر معدنیات ڈاکٹر سیلانی کی غیر ملکی بیوی جاسوسی میرے دفتر آئی تھی۔ اس کے مطابق اس کے شوہر کے پاس ناہنم کی کچھ مقدار موجود ہے اور وہ اسے فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ میں سرکاری طور پر اسے خرید لوں۔ میں نے اعلیٰ حکام سے بات کی تو انہوں نے انکار کر دیا کیونکہ جس قدر رقم وہ طلب کر رہی تھیں وہ حکومت ادا نہ کرنا چاہتی تھی۔ اس پر وہ واپس چلی گئی۔ بس اس سے زیادہ مجھے معلوم نہیں ہے۔"

سردار اسلم حیات نے کہا۔

"کتنی مقدار میں ناہنم تھی ان کے پاس"..... عمران نے پوچھا۔

"ایک پاؤنڈ۔ وہ اس کے ایک کروڑ ڈالر طلب کر رہی تھیں۔"

سردار اسلم حیات نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ نے حکومت کے کن حکام سے بات کی تھی اس بارے میں۔" عمران نے پوچھا۔

"سیکرٹری وزارت معدنیات جناب عبداللہ حسین سے زبانی بات کی تھی"..... سردار اسلم حیات نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ بلغاریہ کے کسی ڈی سلوا کو جانتے ہیں"..... عمران نے پوچھا۔

"صرف ان کا نام سنا ہے۔ وہ بھی ڈاکٹر سیلانی کی طرح ماہر

”میں عمران بول رہا ہوں بابا کریم بخش۔ بڑے صاحب ہیں۔“
عمران نے کہا۔

”اوہ آپ۔ بڑے عرصے بعد آپ کی آواز سنی ہے۔ بڑے صاحب
اپنے کمرے میں ہیں..... دوسری طرف سے انتہائی مشفقانہ لہجے میں
کہا گیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”میں نے تو بابا کئی بار فون کیا تھا۔ لیکن ہر بار وہ کرم دین ہی
فون اٹھاتا تھا۔ آپ کے متعلق اس نے بتایا تھا کہ آپ اپنے گاؤں گئے
ہوئے ہیں.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں واقعی میں دو ماہ گاؤں میں لگا کر آیا ہوں۔ میرا پوتا بیمار تھا۔
اب اند کا شکر ہے۔ وہ ٹھیک ہو گیا ہے۔ میں بڑے صاحب سے ملو اتا
ہوں..... بابا کریم بخش نے کہا اور چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز
سنائی دی۔

”عمران جینے خیریت ہے.....“ سر سلطان کی آواز میں تشویش تھی۔
”اس خوفناک بارش میں آپ تو گرم کمرے میں بیٹھے چلغوزے کھا
رہے ہوں گے۔ ہم جیسے فلیٹ نشینوں کی حالت زار کا آپ کو کیا اندازہ
ہو سکتا ہے.....“ عمران نے جان بوجھ کر لہجے کو پریشان بناتے ہوئے
کہا۔

”ارے ارے کیا ہوا۔ کیا بارش نے فلیٹ کو نقصان تو نہیں
پہنچایا۔ بیٹے میں نے تو تمہیں کئی بار کہا ہے کہ اب کوئی کوٹھی خرید لو
لیکن تم نجائے کیوں فلیٹ میں رہنے پر مصر ہو۔ کیا ہوا اسے.....“ سر

معدنیات سمجھے جاتے ہیں۔ ان سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔“ سردار
اسلم حیات نے جواب دیا۔

”او۔ کے شکریہ۔ اگر ضرورت پڑی تو آپ سے دوبارہ ملاقات ہو
گی۔“ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”میں ہر خدمت کے لئے حاضر ہوں۔ ویسے آپ سرکاری طور پر
میرے متعلق انکو اڑی کر سکتے ہیں۔ میں نے آج تک کوئی غلط کام
نہیں کیا۔ یہ میرا ریکارڈ ہے.....“ سردار اسلم حیات نے کہا اور عمران
نے سر ہلادیا اور پھر وہ اس کی کونجھی سے باہر آگئے عمران کے چہرے پر
لمحے کے تاثرات نمایاں تھے۔

”اب کہاں چلنا ہے ماسٹر.....“ جو انانے کار آفیسر زکالونی سے باہر
نکلنے ہوئے پوچھا۔

”مجھے میرے فلیٹ پر ڈراپ کر کے تم کار سمیت رانا ہاؤس چلے جاؤ“
..... عمران نے کہا اور جو انانے اثبات میں سر ہلادیا۔ فلیٹ کو تالا لگا
ہوا تھا۔ عمران نے تالا کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ سلیمان اپنے گاؤں
عزیزوں میں ہونے والی کسی شادی میں شرکت کے لئے گیا ہوا تھا۔
اس لئے عمران آج کل فلیٹ پر اکیلا تھا۔ عمران نے ڈرائنگ روم میں
پہنچتے ہی ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا۔ دوسرے لمحے اس کے چہرے پر
اعظیمنان کے تاثرات ابھرائے کیونکہ فون کام کر رہا تھا ورنہ اسے خطرہ
تھا کہ اس قدر خوفناک بارش میں کہیں فون ہی ڈیڈ نہ ہو گیا ہو۔ اس
نے تیزی سے نمبر داخل کرنے شروع کر دیئے۔

سلطان نے اور زیادہ پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”کوٹھے سے کوٹھی تک کا سفر تو بڑے لوگ کرتے ہیں۔ میں تو غریب آدمی ہوں۔ بہر حال یہ فرمائیں سیکرٹری وزارت معدنیات کون صاحب ہیں..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عبداللہ حسین ہیں۔ کیوں.....“ سرسلطان نے چونک کر پوچھا۔
 ”میں ڈاکٹر سیلانی صاحب اور ان کی غیر ملکی بیگم جانی صاحبہ سے مل آیا ہوں۔ انہوں نے ایک انتہائی اہم معدنیات نامہ کے بارے میں بتایا ہے۔ جسے ان کے مطابق چوری کر لیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے مجھے ایک ڈائری دی ہے۔ جس میں محکمہ معدنیات کے ایک اعلیٰ افسر سردار اسلم حیات کا نام لکھا ہوا ہے۔ ان کے مطابق یہ ڈائری انہیں اس جگہ سے ملی ہے جہاں سے نامہ چوری ہوئی ہے۔ میں سردار اسلم حیات سے ملا ہوں۔ اس نے مجھے ایک نئی کہانی سنا دی ہے کہ جانی اس کے پاس آئی تھی۔ اس نے بتایا تھا کہ اس کے پاس نامہ ہے اور وہ اسے فروخت کرنا چاہتی ہے۔ جس پر بقول سردار اسلم حیات اس نے سیکرٹری عبداللہ حسین سے بات کی۔ لیکن جانی بہت بڑی رقم مانگ رہی تھی اس لئے سیکرٹری صاحب نے اسے خریدنے سے انکار کر دیا۔ سردار اسلم حیات لہجے سے تو سچا معلوم ہو رہا تھا۔ لیکن اگر وہ سچا ہے تو پھر یقیناً یہ ڈائری غلط ہے اور ایسی صورت میں جانی غلط سمجھی جاسکتی ہے۔ میں نے آپ کو یہ تفصیل اس لئے بتائی ہے کہ بقول ڈاکٹر سیلانی کے وہ آپ کے دور کے عزیزوں میں سے ہیں۔“ عمران نے

کہا۔

”میں سمجھ گیا کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ یہی کہ اگر جانی غلط ہے تو پھر تم جانی کے خلاف کام کر دو گے۔ اس طرح ڈاکٹر سیلانی مجھ سے جہاد کی شکایت کر سکتا ہے۔ لیکن عمران بیٹے تم نے یہ بات کر کے مجھے حقیقتاً بے حد تکلیف پہنچائی ہے۔ جہاد کیا خیال ہے کہ اگر کوئی آدمی چاہے وہ میرا کتنا ہی عزیز یا رشتہ دار کیوں نہ ہو۔ ملک کے خلاف کام کرے گا تو میں اس کی سفارش کروں گا.....“ سرسلطان کا لہجہ بے حد دکھی ہو گیا تھا۔

”ارے ارے آپ نے غلط سمجھ لیا ہے۔ میرا یہ مطلب نہ تھا۔ ڈاکٹر سیلانی بے چارے تو سیدھے سادھے آدمی ہیں اور جانی کو پاگل پن کی حد تک چاہتے ہیں۔ اگر جانی غلط ثابت ہوئی تو ڈاکٹر سیلانی ہمیں اس عمر میں خود کشی نہ کر لیں۔ میں نے تو اس لئے بات کی تھی کہ آپ اپنے ان عزیز صاحب کو اچھی طرح جانتے ہوں گے۔ آپ مجھے بیشکی بتا دیں کہ وہ کس فطرت کے آدمی ہیں تاکہ میں اسی سطح کا اقدام کروں۔ میں پاکیشیا کو ایسے ماہر سے محروم نہیں کرنا چاہتا۔“ عمران نے کہا۔

”خود کشی کرتے ہیں تو کرنے دو میری ان سے زیادہ واقفیت نہیں ہے۔ صرف استماع معلوم ہے کہ ان کی عزیزداری ہماری ننھیال سے رہی ہے۔ اس لئے تم جو مناسب سمجھو کر ڈالو.....“ سرسلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چیف آف سیکرٹ سروس سیکرٹری صاحب سے بات کرائیں۔“
 عمران نے مخصوص لہجے میں کہا کیونکہ وہ لہجے سے ہی سمجھ گیا تھا کہ
 ”یس“ کہنے والے خود سیکرٹری صاحب ہیں۔

”یس سر میں عبداللہ حسین بول رہا ہوں۔ سیکرٹری وزارت
 معدنیات۔ ابھی سر سلطان نے فون کیا تھا۔ انہوں نے مجھے بتایا ہے
 کہ آپ مجھ سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں۔ اس لئے میں نے فون اپنے پاس
 رکھ لیا تھا۔“ دوسری طرف سے تیز تر لہجے میں کہا گیا۔ لیکن بوجہ
 بے حد مودبانہ تھا۔

”آپ کی وزارت میں ایک صاحب ہیں سردار اسلم حیات۔ وہ کس
 عہدے پر کام کر رہے ہیں۔“ عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔
 ”چیف پرجیز آفیسر ہیں۔“ عبداللہ حسین نے جواب دیتے
 ہوئے کہا۔

”کیسا ریکارڈ ہے ان کا۔“ عمران نے پوچھا۔
 ”وہ انتہائی ایماندار آدمی ہیں۔ ان کا ریکارڈ بے حد شاندار ہے۔
 سارا محکمہ ان کے بارے میں یہی کہتا ہے۔“ دوسری طرف سے
 جواب دیا گیا۔

”آپ سے انہوں نے ناہم کی خریداری کی بات کی تھی۔“ عمران
 نے پوچھا۔
 ”ناہم۔“ عبداللہ حسین نے چونک کر پوچھا۔

”انتہائی قیمتی دھات ہوتی ہے۔ میزائل انڈسٹری میں کام آتی

”او۔ کے اس اجازت کا شکریہ۔ میں کوشش کروں گا کہ آپ کی
 دور کی یہی بھالی کو زیادہ تکلیف نہ ہو۔ ورنہ مجھے معلوم ہے کہ وہ روتی
 ہوئیں آپ کے پاس پہنچ گئیں تو آپ نے فوراً مجھے ڈانٹ پلا دینی ہے کہ
 ایک ہی تو میری اس قدر خوبصورت بھالی ہے اور تم نے اسے بھی رلا
 دیا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سر سلطان بے اختیار
 کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

”میرے پاس تو جب آئے گی جب تم سے ناامید ہو جائے گی۔“ سر
 سلطان نے جواب دیا اور اس بار عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ سر
 سلطان کی گہری بات کا مطلب اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔
 ”چلو بعد میں اس کا فیصلہ ہو جائے گا۔“ آپ عبداللہ حسین صاحب
 سے ایکسٹنو کا تعارف کرا دیں اور مجھے ان کا نمبر دے دیں۔“ عمران
 نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ایک منٹ ہولڈ کرو۔ پہلے مجھے ٹیلی فون ڈائری چیک کرنے دو۔“
 سر سلطان نے کہا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد انہوں نے
 نمبر بتا دیا۔

”میں پانچ منٹ بعد انہیں فون کروں گا۔ خدا حافظ۔“ عمران
 نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر پانچ کی بجائے دس
 منٹ گزرنے کے بعد اس نے رسیور اٹھایا اور سر سلطان کا بتایا ہوا نمبر
 ڈائل کر دیا۔

”یس۔“ دوسری طرف سے ایک باوقار آواز سنائی دی۔

آپ کی وزارت نے نام نہاد اور اس جیسی کسی دوسری انتہائی قیمتی معدنیات کا کبھی سروے کر لیا ہے..... عمران کا لہجہ اسی طرح سرد تھا۔

”جناب سروے تو باقاعدگی سے ہوتے رہتے ہیں لیکن خصوصی طور پر شاید ایسا سروے نہ ہوا ہو“..... سیکرٹری نے قدرے شرمندہ سے بچے میں کہا۔

”کیوں خصوصی طور پر کیوں نہیں ہوا۔ کیا آپ کو پاکیشیا کا مفاد عزیز نہیں ہے۔ کیا آپ نہیں چاہتے کہ پاکیشیا اپنی ہی دولت سے خود استفادہ کرے یا پھر آپ کو یقین ہے کہ پاکیشیا کے سلسلہ ہائے کوہ ہر قسم کی انتہائی قیمتی معدنیات سے خالی ہیں“..... عمران کا لہجہ بے حد جھجھو گیا تھا۔

”جج جناب یہ بات نہیں ہے۔ دراصل سرکاری مصروفیات کی وجہ سے اس طرف کبھی خیال نہیں گیا۔ اب آپ نے توجہ دلائی ہے تو میں کل ہی خصوصی سروے کا آرڈر کر دوں گا جناب“..... سیکرٹری کی آواز بتا رہی تھی کہ اس کی ذہنی حالت خاصی خستہ ہو چکی ہے۔

”سیکرٹری صاحب صرف تقریبات کی صدارت اور اخبارات میں بیانات تک اپنے آپ کو محدود نہ کیجئے۔ جس ملک نے آپ کو یہ عمت دی ہے اور جس ملک کے عوام کی محنت کا پسینہ آپ تنخواہ اور دوسری مراعات کے ضمن میں وصول کرتے رہتے ہیں۔ اس ملک کی خیر خواہی اور سر بلندی کے لئے عملی اقدامات کیجئے۔ یہ میں صرف نصیحت نہیں کر

ہے۔“ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اسے خیال آگیا تھا کہ سیکرٹری صاحب انتظامی سربراہ ہیں۔ اس لئے ضروری نہیں کہ وہ ماہر معدنیات بھی ہوں۔

”اوہ اچھا آپ کا مطلب ہے۔“ این۔سی جی ہاں انہوں نے مجھ سے اس بارے میں بات کی تھی۔ کافی دن پہلے کی بات ہے ایک بین الاقوامی شہرت یافتہ ماہر معدنیات ڈاکٹر سیلانی کی بیگم نے ان سے رابطہ کیا تھا کہ ان کے پاس ”این۔سی“ کی ایک پاؤنڈ مقدار موجود ہے اور وہ اسے فروخت کرنا چاہتی ہے۔ میں نے اس سلسلے میں سیکرٹری وزارت سائنس سے بات کی لیکن انہوں نے کہا کہ انہیں اس کی فوری ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اگر سستی مل جائے تو بے شک خرید لیں اور پھر انہوں نے خود ہی بتایا تھا کہ بین الاقوامی مارکیٹ میں اس کا اسٹاک پچاس لاکھ ڈالر فی پونڈ ہے۔ لیکن بیگم ڈاکٹر سیلانی ایک کروڑ ڈالر فی پونڈ طلب کر رہی تھیں اور اس سے کسی صورت بھی کم پر تیار نہ تھیں تو میں نے خریدنے سے انکار کر دیا اور اس طرح بات ختم ہو گئی۔ لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں“..... سیکرٹری نے تفصیلی جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کو سر سلطان نے یہ نہیں بتایا کہ میں کیا کیوں کے الفاظ سننا پسند نہیں کیا کرتا“..... عمران کا لہجہ یکھت بے حد سرد ہو گیا۔

”سس۔ سوری سر۔ ویسے ہی زبان سے نکل گیا تھا۔“ سیکرٹری وزارت معدنیات نے یکھت بو کھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

رہا۔ کسی بھی وقت میں دوبارہ آپ کی وزارت کو خفیہ طور پر چیک کر اؤں گا اور اگر پھر مجھے کسی قسم کی کوتاہی یا بے عملی نظر آئی تو اس کے بعد آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ کیا نتائج مرتب ہوں گے۔ عمران نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اسے حقیقتاً اس بات پر غصہ آگیا تھا کہ دوسرے لوگ ملک کی بے پناہ قیمتی دولت پر ہاتھ صاف کر رہے ہیں اور جس کے ذمہ یہ کام ہے اسے کسی قسم کی کوئی پرواہ ہی نہیں ہے۔ لیکن رسیور رکھ کر وہ اب سوچ رہا تھا کہ ان معلومات کے مطابق جاسی کے کردار اور اس ڈائری کو کس خانے میں فٹ کرے۔ صورت حال انتہائی لچک گئی تھی۔ ڈاکٹر سیلانی کا کردار ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر تھا۔ عمران اس سے مل چکا تھا وہ فطری طور پر ایسا آدمی ہی نہ تھا کہ ایسے کاموں میں ملوث ہو سکے۔ لیکن اس کی بیگم جاسی ایک طرف تو "این۔سی" کی چوری کی بات کرتی ہے اور دوسری طرف سرکاری افراد کو خود "این۔سی" فروخت کرنے کے درپے نظر آتی ہے۔ پھر اس ڈائری میں جس شخص کا نام بطور خاص درج ہے۔ اس آدمی کے پاس وہ خود نامم فروخت کرنے جاتی ہے۔ اس تمام صورت حال کا کوئی سر یہی اسے نظر نہ آ رہا تھا۔ وہ کافی دیر تک بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر داخل کرنے شروع کر دیے۔

"لیس انکوائری پلینز"..... تھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"مشید نگر کا رابطہ نمبر اور وہاں ڈاکٹر سیلانی کا فون نمبر بتا دیں۔" عمران نے کہا تو چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اسے دونوں نمبر بتا دیئے گئے۔ عمران نے انکوائری کے بتائے ہوئے نمبر داخل کیے تو دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

"ہیں..... نسوانی آواز سنائی دی اور عمران لہجے سے ہی پہچان گیا کہ بولنے والی خود جاسی ہے اور ہونا بھی ایسا ہی چاہئے تھا۔ کیونکہ وہاں کوئی ملازم تو موجود ہی نہ تھا۔

"علی عمران بول رہا ہوں مسز جاسی"..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا کیونکہ وہ اس وقت ذہنی طور پر بے حد الجھ گیا تھا۔

"اوہ آپ۔ خیریت۔ ابھی تو آپ یہاں سے گئے ہیں۔ اتنی جلدی فون کی کیا ضرورت پیش آگئی"..... دوسری طرف سے جاسی کے لہجے میں ہلکی سی تلخی تھی اور عمران اس کے لہجے کی اس تلخی پر بے اختیار مسکرایا۔ اس تلخی سے ہی جاسی کے اچھے کردار کو جانچا جاسکتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جاسی کے لہجے میں تلخی کیوں آگئی ہے۔ ظاہر ہے۔ وہ یہی سمجھی ہوگی کہ عمران نے چونکہ وہاں اس کے حسن کی تعریفیں کی تھیں اس لئے اب فون پر اس سے نفرت کرنے کی کوشش کرے گا۔

"آپ ڈسٹرب ہوئی ہیں۔ معذرت خواہ ہوں۔ کیا آپ یہ بتائیں گی کہ آپ سردار اسلم حیات کے پاس ایک پونڈ نامم فروخت کرنے کی غرض سے گئی تھیں"..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سردار اسلم حیات۔ کیا مطلب میں سمجھی نہیں۔ کون سردار اسلم

سلسلہ میں صحیح طور پر تحقیق کر سکے۔ لیکن آپ سردار اسلم حیات سے ملے تھے..... جانی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ہاں میں آپ کی حویلی سے واپسی پر سیدھا سردار اسلم حیات کے پاس ہی گیا تھا۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ ڈاکٹر صاحب کو میرا سلام دے دیں۔ گڈ بائی.....“ عمران نے جواب دیا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کی پیشانی پر مزید لکیریں نمودار ہو گئی تھیں۔ اس نے جیب سے ڈائری نکالی اور اسے ایک بار پھر غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ ڈائری کا کاغذ چھپائی۔ باندھنگ سب سے پہلی پتہ چلتا تھا کہ ڈائری غیر ملکی ساختہ ہے لیکن یہ اس قسم کی ڈائری نہ تھی جیسی کہ عام طور پر لوگ اپنی جیبوں میں رکھتے ہیں۔ جس میں ضروری معلومات بھی موجود ہوتی ہیں بلکہ یہ صرف سفید کاغذوں پر مشتمل ایک سادہ سی ڈائری تھی۔ لیکن ڈائری کی بیرونی جلد پر ایک سنہرے رنگ کا ستار بنا ہوا تھا اور ڈائری کے ہر کاغذ کے کونے میں بھی ایسا ہی ستار موجود تھا۔ ڈائری میں یوں تو بے شمار رقومات درج تھیں لیکن سوائے سردار اسلم حیات اور ڈی سلوا کے اور کوئی نام درج نہ تھا اور حیرت کی بات یہ تھی کہ سردار اسلم حیات کے سامنے محکمہ معدنیات اور پاکیشیا کے الفاظ درج تھے جب کہ ڈی سلوا کے آگے بریکٹ میں صرف بلگاریہ لکھا ہوا تھا۔ ان دونوں کے ناموں کے آگے بھی بڑی بڑی رقومات درج تھیں۔ عمران لکھائی پر غور کرتا رہا اور پھر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ وہ تیزی سے اٹھا اور سنگٹ روم سے نکل کر اپنے خصوصی کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اب اس لکھائی کا

حیات..... جانی کے لہجے میں حیرت تھی۔

”محکمہ معدنیات کا چیف پرجیز انفسیر جس کا نام اس ڈائری میں درج ہے جو ڈاکٹر صاحب کو اس جگہ سے ملی تھی جہاں سے نائٹم چوری کی گئی ہے.....“ عمران نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

”اوہ بس مجھے یاد آگیا۔ میں اس کے پاس گئی تھی۔ جب میں نے ڈائری میں اس کا نام پڑھا تو مجھے تجسس ہوا لیکن اس جیسے آدمی سے ملنے کے لئے کوئی جواز چاہئے تھا۔ اس لئے میں نے اسے چنیک کرنے کے لئے اس سے ملاقات کی اور نائٹم کی فروخت کے سلسلے میں بات کی۔ اس نے کسی دلچسپی کا اظہار تو نہ کیا البتہ یہ کہا کہ وہ اعلیٰ حکام سے بات کر کے جواب دے گا۔ اس نے مجھے چار روز بعد ملنے کے لئے کہا۔ چار روز بعد میں جب دوبارہ ملی تو اس نے قیمت کی بات کی۔ اس سے میں سمجھی کہ وہ خریدنے میں دلچسپی لے رہا ہے۔ چونکہ میرے پاس تو نائٹم کا ایک ذرہ تک نہ تھا۔ اس لئے میں نے قیمت ہی اتنی بتا دی کہ جو انہیں کسی صورت قابل قبول نہ ہو سکتی تھی اور میری توقع کے عین مطابق اس نے انکار کر دیا۔ لیکن اس سے میں اس کے متعلق کوئی اندازہ نہ لگا سکی۔ کیونکہ اگر وہ چوری میں ملوث ہو تا تو وہ نائٹم خریدنے پر کبھی آمادہ نہ ہوتا۔ وہ خود اپنی چوری شدہ نائٹم ہی محکمے کو بھاری قیمت پر سپلائی کر دیتا۔ بہر حال میں نے چونکہ صرف تجسس کی خاطر اس سے رابطہ کیا تھا۔ اس لئے میں خاموش ہو گئی اور پھر میں نے ڈاکٹر صاحب کو کہا کہ وہ سر سلطان سے بات کریں تاکہ کوئی بھینسی اس

ماہر انداز میں تجزیہ کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ اس لکھائی سے لکھنے والے کی شخصیت اور کردار کا تجزیہ کر سکے۔ اسے چونکہ اس مخصوص علم کے بارے میں بنیادی باتوں کا علم تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ وہ کسی حد تک لکھنے والے کے متعلق بنیادی معلومات حاصل کر لے گا۔ وہ چونکہ اسی لئے تھا کہ غور کرنے سے اسے محسوس ہوا تھا کہ ڈائری کی تحریر اسے نسوانی محسوس ہوئی تھی۔ خاص کرے میں اگر اس نے ایک الماری سے آتشی شیشہ نکالا اور پھر ٹیبل لیپ بٹلا کر اس نے اس آتشی شیشے کی مدد سے تحریر کو بغور دیکھنا شروع کر دیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل اسے دیکھنے کے بعد اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے آتشی شیشہ ایک طرف رکھا اور ٹیبل لیپ بند کر کے اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ مسلسل غور سے اور تیز روشنی میں تحریر کو دیکھنے کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں درد سا ہونے لگ گیا تھا۔ اس لئے وہ آنکھیں بند کیے بیٹھا رہا۔ لیکن بہر حال وہ ایک نتیجہ اخذ کر چکا تھا۔ تحریر واقعی نسوانی تھی اور تحریر کے مطابق لکھنے والی نوجوان تھی اور اکیڑی تھی۔ کیونکہ اکیڑی فطری طور پر چار کا ہندسہ ایک مخصوص انداز میں لکھتے ہیں اور اس پوری ڈائری میں یہ ہندسہ اسی طرح ہی لکھا گیا تھا۔ گو بظاہر دیکھنے سے یہ فرق محسوس نہ ہوتا تھا لیکن غور سے دیکھنے پر یہ فرق واضح ہو گیا تھا۔ ڈائری کے کاغذ پر واٹر مارک موجود تھا اور اس واٹر مارک میں اکیڑی کا چھند اور اس کے نیچے مور کی تصویر تھی اس کا ذہن جاسی کی طرف جا رہا تھا۔ جاسی بھی خاتون تھی اکیڑی میں تھی اور

نوجوان بھی۔ لیکن جاسی کا کردار اور اس کا رویہ اس ساری بات کی نفی کر رہا تھا۔ گو سردار اسلام حیات بھی بظاہر ایماندار اور باکردار آدمی نظر آتا تھا اس کے باوجود کہیں نہ کہیں کوئی ایسی بات ضرور تھی جو عمران کے ذہن میں کھٹک رہی تھی اس نے آنکھیں کھولیں۔ شیشہ واپس الماری میں رکھا اور ڈائری اٹھا کر وہ خاص کرے سے نکل کر ایک بار پھر سٹنگ روم میں آگیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اب اس ڈائری میں درج دوسرے نام ڈی سلوا کو نو لے گا۔ اس کے بعد ہی کوئی فیصلہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ وہ فلیٹ سے باہر آیا چونکہ اس کی کار رانا باؤس میں تھی۔ اس لئے خالی ٹیکسی کی تلاش میں وہ سڑک پر آگیا۔ سڑکوں پر ٹریفک قدرے بحال ہو گئی تھی کیونکہ بارش کو گھمے کافی وقت ہو گیا تھا اور بڑی اور معروف شاہراہوں پر سے پانی کو پمپوں کے ذریعے نکال دیا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اسے ایک ٹیکسی مل گئی اور عمران نے اسے دانش منزل والے چوک پر چلنے کا کہا اور ٹیکسی کی عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

”صاحب بڑی خوفناک بارش ہوئی ہے۔ بے پناہ نقصان ہوا ہے آدھے سے زیادہ شہر تو کھینے کر گیا ہے“..... ٹیکسی ڈرائیو نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

”ہاں یہ بارش نہیں تھی ایک طوفان تھا“..... عمران نے جواب دیا۔

”صاحب یہ تو شہر ہے سبھاں تو پکی عمارتیں ہیں۔ شہر سے باہر جا

کر کچی آبادیوں کو دیکھیں۔ ہزاروں لاکھوں افراد بے گھر ہو چکے ہیں۔ ان کے اثاثے بھی ختم ہو گئے ہیں اور یہاں اس ملک میں کوئی ایسا ادارہ بھی نہیں ہے کہ جو ایسے لوگوں کو دوبارہ اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کے لئے فوری امداد دے۔..... نیکی ڈرائیور نے کے لچے میں تلخی تھی۔

”حکومت لازماً اس سلسلے میں امداد کرے گی۔..... عمران نے کہا۔

”نہیں جناب حکومت نے صرف امداد کے اعلانات کرنے ہیں۔ سرکاری افسران دورے کریں گے۔ اخبارات میں ان کے دوروں کی خبریں چھپیں گی اور مسئلہ ختم۔ کسی کو کوئی پرواہ ہی نہ ہو گی کہ لوگوں کے ساتھ کیا گزر رہی ہے۔ جو امداد حکومت دے گی وہ بھی یا تو افسر جسٹروں پر جعلی نام پتے درج کر کے اور انگوٹھے لگا کر کھاجائیں گے یا پھر زیادہ سے زیادہ سو دو سو روپے فی خاندان چند خاندانوں کو دے کر اخبارات میں تصویریں چھپوائیں گے اور معاملہ ختم۔.....

نیکی ڈرائیور بھی کافی دل جلا نظر آ رہا تھا اور عمران کو بطور ایکسٹوہ باتیں یاد آ گئیں جو اس نے سیکرٹری وزارت معدنیات سے کی تھیں۔ ”تم درست کہہ رہے ہو۔ واقعی ہمارے ہاں کا نظام کچھ ایسا ہی ہے بہر حال یہاں کچھ ایسے فلاحی ادارے موجود ہیں جو صحیح معنوں میں لوگوں کی بحالی کا کام کریں گے۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں ایک دو ادارے واقعی ایسے ہیں جو منصفانہ طور پر کام کرتے ہیں لیکن..... ڈرائیور نے کہا اور پھر بات کرتے کرتے خاموش ہو گیا کیونکہ وہ چونک آ گیا تھا جہاں عمران نے اترنا تھا۔

”جہارے اپنے گھر کی کیا حالت ہے۔..... عمران نے دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔

”اللہ کا شکر ہے جناب۔ بچ گیا ہے۔ میں اپنی بات نہیں کر رہا تھا۔ دوسروں کی بات کر رہا تھا۔ ڈرائیور نے جواب دیا اور عمران اس کے خلوص پر بے اختیار مسکرا دیا ورنہ اسے یقین تھا کہ بھاری ٹپ حاصل کرنے کے لئے اس نے فوراً اپنی مظلومیت کا رونا رونا شروع کر دینا ہے۔ لیکن بہر حال ہر طبقے میں اچھے اور برے دونوں طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک بڑا نوٹ نکال کر ڈرائیور کی طرف بڑھا دیا۔

”یہ تو کافی بڑا نوٹ ہے جناب۔ میرے پاس تو کھلا نہیں ہے۔“ ڈرائیور نے کہا۔

”تم اپنا کرایہ کاٹ لینا اور باقی رقم کسی ایسے آدمی کو دے دینا جسے جہاری نظروں میں اس وقت اس کی فوری ضرورت ہو۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

”اوہ عمران صاحب آپ۔ بارش نے کیا حال کر دیا ہے۔ آپ نے تو دیکھا ہو گا۔..... بلیک زیرو نے عمران کے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی استقبال کے لئے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ہاں بارش نے واقعی تباہی مچادی ہے..... عمران نے کہا اور پھر کرسی پر بیٹھتے ہی اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔ بلیک زیرو اس کی سنجیدگی اور موڈ کو دیکھ کر خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔

”رانا ہاؤس..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں جوزف۔ میری کار رانا ہاؤس میں موجود ہے۔ اسے یہاں وانش منزل پہنچا دو اور تم خود جوانا کے ساتھ شہر کے نوادی علاقوں کا تفصیلی دورہ کرو اور ایسے لوگوں کی فہرستیں تیار کرو جنہیں اس بارش کے ہاتھوں نقصانات پہنچے ہوں اور وہ حقیقتاً امداد کے مستحق ہوں اور پھر ان فہرستوں کے مطابق جتنی بھی رقم کی ضرورت ہو وہ میرے سپیشل اکاؤنٹ سے نکلو اگر ان میں تقسیم کر دو۔ کسی بھی ٹرسٹ کا نام لے دینا لیکن دو باتیں ذہن میں ضرور رکھنا۔ ایک تو یہ کہ یہ رقم صحیح ضرورت مندوں تک پہنچنی چاہئے اور دوسری یہ کہ ان کی ضرورت کے مطابق ہونی چاہئے۔ تھوڑی تھوڑی رقم سب میں بانٹنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ سمجھ گئے ہو..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یس یاس..... جوزف نے جواب دیا۔

”اگر رقم کم ہو جائے تو مجھے بتا دینا۔ میں مزید بندوبست کر دوں گا۔“ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ بلیک زیرو خاموش بیٹھا ہوا

”اس کے لئے بہت بڑی رقم چاہئے عمران صاحب..... بلیک زیرو نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

”کوئی بات نہیں۔ سر سلطان سے کہہ کر سرکاری طور پر اس کا تھوڑی بندوبست کیا جاسکتا ہے۔ لیکن لوگوں کی مشکلات تو کسی حد تک حل ہونی چاہئیں۔ میں نے تو خود اس بارش میں جوانا کے ساتھ تشدید نگر ٹیمک سفر کیا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ کس قدر خوفناک بارش ہوئی ہے..... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک گیا۔

”اس بارش میں جمشید نگر۔ وہ کیوں۔ خیریت تھی..... بلیک زیرو کے چہرے پر تشدید پریشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے اور عمران نے اسے تفصیل سے سر سلطان کا فون آگئے اور پھر رانا ہاؤس سے کار اور جوانا کو ساتھ لے کر جمشید نگر جانے سے لے کر ڈائری میں موجود تحریر کی چیکنگ تک اس نے پوری تفصیل بتادی۔ بلیک زیرو غریب بھرے انداز میں بیٹھا یہ سب کچھ سنتا رہا۔

”یہ تو بے حد اچھی ہوئی بات سامنے آئی ہے..... بلیک زیرو نے

”ہاں میں بھی ذہنی طور پر بے حد اچھ گیا ہوں سچ پاس پونڈ ناہنم کی بے حد قیمت ہے۔ لیکن اصل میں بات صرف اس حد تک نہیں ہے۔ اس تعظیم کو یا اس گروہ کو پکڑا نہ گیا تو پھر نجانے ایسی کتنی قیمتی

دھاتیں پاکیشیا سے چوری ہوتی رہیں گی اور میرے خیال میں یہ مسکد ملک کے مجموعی مفاد کا مسکد ہے..... عمران نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”وہ ڈائری ڈراؤینا جس میں فارن ایجنٹوں کے نام پتے درج ہیں۔ آج تک تو ضرورت ہی نہیں پڑی لیکن میرا خیال ہے۔ اب بنگار نیہ میں فارن ایجنٹ کو کہہ کر اس ڈی سلوا کے بارے میں تحقیقات کرائی جائیں۔ شاید اس لمبی ہوئی ڈور کا کوئی سراپا تھ آجائے..... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے میز کی دراز کھولی اور ایک ڈائری نکال کر اس نے عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے ڈائری کھولی۔ چند لمحوں تک اسے دیکھتا رہا پھر اس نے ڈائری بند کر کے میز پر رکھی اور رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”یس گرین وڈ ہو مل..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک کاروباری سی آواز سنائی دی۔

”یہاں چیف سپروائزر ہیں۔ مسز اجمل۔ ان سے بات کرائیں میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں..... عمران نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

”یس سر ہو لڈ آن کیجئے..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”سیلو چیف سپروائزر اجمل بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”سپیشل لائن پر بات کرو..... عمران نے اس بار ایکسٹو کے

مخصوص لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تقریباً پندرہ منٹ کی خاموشی کے بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ایکسٹو..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”اجمل بول رہا ہوں جناب۔ تجھے چھٹی کر کے فوری طور پر اپنے خصوصی آفس آنا پڑا ہے اس لئے کال میں کچھ دیر ہو گئی ہے۔ دوسری طرف سے اجمل نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اوکے..... اب غور سے سنو۔ بنگار نیہ میں کوئی باہر معدنیات ہیں۔ ڈی سلوا۔ تم نے اسے تلاش کرنا ہے اور پھر اس کے کوائف کی چھان پھٹک اس انداز میں کرنی ہے کہ اس کا تعلق معدنیات چوری کرنے والی کسی مجرم تنظیم سے تو نہیں ہے۔ اگر ہے تو کس سے۔ پوری تفصیلات معلوم کر کے رپورٹ دو..... عمران نے سر دھلچے میں کہا۔

”یس سر..... دوسری طرف سے اجمل نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جس قدر جلد ممکن ہو سکے یہ کام تم نے کرنا ہے۔ لیکن پوری ذمہ داری کے ساتھ..... عمران نے کہا۔

”یس سر۔ میں اپنی ذمہ داری سمجھتا ہوں سر..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے بغیر کچھ کے رسیور رکھ دیا اور پھر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

میں لائبریری میں جا کر ایسی تنظیموں کی پڑتال کرتا ہوں جو اس قسم کا دستہ کرتی ہیں۔ لیکن ایک منٹ۔ اس جانسی کے بارے میں تو کسی سے پوچھ لیا جائے۔ ہو سکتا ہے۔ اس کے بارے میں کچھ معلوم ہو جائے۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر واپس کرسی پر بیٹھ کر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

فانیو سنار رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

مسز ولیم سے بات کرائیں۔ میں پاکیشیا سے پرنس بول رہا ہوں۔ عمران نے کہا۔

ییس ہولڈ آن کیجئے دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

ولیم رحممن بول رہا ہوں بولنے والے کا لہجہ سپاٹ تھا۔
 رتھ دو گھوڑوں والی ہے یا چار گھوڑوں والی یا ابھی اسی بوڑھی گھوڑی لال نگام سے کام چل رہا ہے عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

کیا۔ کیا۔ کون۔ اودہ۔ اودہ۔ آواز تو علی عمران کی لگتی ہے۔ دوسری طرف سے حیرت بھری آواز سنائی دی۔

چلو شکر ہے۔ ابھی اتنے حواس قائم ہیں کہ آواز تو پہچان لیتے ہو۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اودہ تم شیطان۔ تم نے کیسے کال کر ڈالی۔ کتنا طویل عرصہ ہو گیا ہے تمہاری کال ہی نہ آئی تھی۔ میں تو سمجھا تھا کہ کسی سنجیدہ آدمی نے تمہاری اس مذاق والی عادت کی بنا پر لازماً تمہیں گولی مار دی ہو گی۔ دوسری طرف سے اس بار ہنستے ہوئے جواب دیا گیا۔

سنجیدہ آدمیوں کو اپنی سنجیدگی سے اتنی فرصت کہاں کہ وہ کسی کو گولی مارنے جیسا غیر سنجیدہ کام کر سکیں۔ میں نے تو اس انتظار میں کال نہ کی تھی کہ جب بھی رتھ میں مزید گھوڑیوں کا اضافہ ہو گا۔ رحممن خود ہی تجھے سیر کی دعوت دے ڈالے گا عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ایک ہی کافی ہے۔ اس کے ناز غرے پورے نہیں ہو سکتے مجھ سے۔ ویسے اگر میں اسے بتا دوں کہ تم نے اسے بوڑھی گھوڑی کہا ہے تو یقین کر دو کہ وہ پاکیشیا پہنچ جائے گی اور پھر وہ غیر سنجیدہ کام یعنی تمہیں گولی مارنے والا لازماً مکمل ہو جائے گا ولیم نے ہنستے ہوئے کہا۔

ارے ارے میں نے ساتھ لال نگام کے الفاظ بھی تو کہے تھے۔ کیا ہوا۔ کیا نگام بے چاری کا رنگ پھیکا پڑ گیا ہے عمران نے جواب دیا تو ولیم اتنے زور سے ہنسا کہ عمران کو بے اختیار رسیور کان سے ہٹانا پڑ گیا۔

اس قدر زور سے تمہارا ہنسا تو بتا رہا ہے کہ نگام کا رنگ ابھی گہرا سرخ ہے۔ میرا مطلب ہے محبت کی نگام عمران نے ساتھ ہی

ڈائری کون چھاپتا ہے اور کس مقصد کے لئے تو پھر چھان بین دونوں گھل ہو جائیں گی۔..... عمران نے کہا۔
 "اوہ۔ کے نمبر بتا دو میں تمہیں فون کر لوں گا۔..... ولیم نے کہا۔
 "کتنی درگے گی۔..... عمران نے پوچھا۔
 "کم از کم ایک گھنٹہ تو لگ ہی جائے گا۔..... ولیم نے جواب دیا۔

"اوہ۔ کے میں ڈیڑھ گھنٹے بعد خود ہی فون کر لوں گا۔ گڈ بائی۔"
 عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔ اس بار اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھرائے تھے۔

وضاحت کرتے ہوئے کہا۔
 "میں سمجھتا ہوں چھاری باتیں۔ بہر حال اب یہ بھی بتا دو کہ کال کیوں کی تھی۔ کیونکہ اب مجھ میں مزید ہنسے کی تاب نہیں ہے اور آفس سے باہر بیٹھی میری سیکرٹری مجھے ہنستا دیکھ کر اس طرح آنکھیں پھاڑ رہی ہے جیسے اس نے کوئی عجوبہ دیکھ لیا ہو۔..... ولیم نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ایک اکیڑمیں محترمہ ہے۔ نام ہے جانیسی۔ مشہور ماہر معدنیات جن کا تعلق پاکستان سے ہے۔ ان کی دو سال سے نصف بہتر ہیں۔ آج کل پاکستان میں ہی رہائش پذیر ہے۔ اس کے متعلق معلومات چاہئیں تمہیں۔ میرا مطلب ہے۔ اس کے ماضی کے متعلق۔"
 عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"جانیسی نام تو آشنا لگتا ہے۔ بہر حال چھان بین میں کچھ وقت لگے گا۔" ولیم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کے متعلق تو صرف چھان کرنا۔ البتہ بین کے لئے ایک اور مسئلہ حاضر ہے۔ میرے ہاتھ ایک ڈائری منابک لٹ گئی ہے۔ اس کی جلد پر سنہرے رنگ کا سنار بنا ہوا ہے اور اندرونی کاغذات کے کونوں پر بھی یہی سنار موجود ہے۔ سارے صفحات خالی ہیں۔ مطلب ہے عام ڈائریوں کی طرح اس پر ضروری معلومات وغیرہ چھپی ہوئی نہیں ہیں۔ کاغذ کے اندر جو وائز مارک ہے۔ اس میں اکیڑمیا کا جھنڈا اور اس کے نیچے مور کی تصویر ہے۔ اگر تم اس بارے میں بھی چیکنگ کر لو کہ یہ

مخاطب ہو کر کہا۔

"میں سرکئی بار گیا ہوں۔ وہاں میرا ایک دوست رہتا ہے۔"
آصف نے جواب دیا۔

"تو پھر تم باہر معدنیات ڈاکٹر سیلانی کی رہائش گاہ کے متعلق بھی
جانتے ہو گے۔۔۔۔۔۔ میجر برمود نے چونک کر کہا۔

"میں سراجی طرح جانتا ہوں۔ میرا دوست بھی ان کی حویلی کے
قریب ہی رہتا ہے۔۔۔۔۔۔ آصف نے جواب دیا۔

"جہاں دوست کیا کرتا ہے۔۔۔۔۔۔ میجر برمود نے پوچھا۔
"میری طرح ہوئل بزنس سے متعلق ہے۔۔۔۔۔۔ آصف نے جواب
دیا۔

"سنوین ڈاکٹر سیلانی کی بیوی جانیسی سے پوچھ گچھ کرنا چاہتا ہوں۔
لیکن اس طرح کہ ڈاکٹر کو یا کسی دوسرے کو اس بارے میں معلوم نہ
ہو سکے۔ کیا تم اس کا کوئی انتظام کر سکتے ہو۔۔۔۔۔۔ میجر برمود نے کہا۔

"سر جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ ڈاکٹر سیلانی اور اس کی غیر ملکی
بیوی اکیلے رہتے ہیں۔ ان کی کوئی اولاد بھی نہیں ہے اور ان کی حویلی
میں کوئی ملازم بھی نہیں ہے۔ ویسے بھی وہ قصبے میں کسی سے ملتے جلتے
نہیں ہیں۔ اس لئے اگر اندر جا کر ڈاکٹر کو بے ہوش کر دیا جائے تو
کسی کو علم نہ ہو سکے گا۔۔۔۔۔۔ آصف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا آئیڈیا ہے۔ کیا جہاڑی کار میں بے ہوش کرنے والی
گیس کے میزائل موجود ہیں۔۔۔۔۔۔ میجر برمود نے پوچھا۔

سفید رنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے پاکیشیا دارالحکومت کے
نواح میں جانے والی سڑک پر دوڑی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ
پر ایک مقامی نوجوان تھا۔ جب کہ عقبی سیٹ پر میجر برمود اور توفیق
بیٹھے ہوئے تھے۔ لیکن دونوں میک اپ میں تھے۔ وہ دونوں تھوڑی
دیر پہلے ایک فلائٹ کے ذریعے پاکیشیا دارالحکومت پہنچے تھے۔ کار
چلانے والا نوجوان بلکاریہ کا پاکیشیا میں ایجنٹ تھا لیکن بظاہر وہ بہار
ہوئل بزنس سے متعلق تھا۔ اس کا نام آصف تھا۔ اسے میجر برمود نے
فون پر اپنے آنے کی اطلاع دے دی تھی۔ اس لئے وہ کار لے کر ایہ
پورٹ پر موجود تھا اور کار میں بیٹھے ہی برمود نے اسے نواحی قصبے جمشید
نگر جانے کا کہہ دیا تھا اس لئے کار اب جمشید نگر کی طرف اڑی چلی جا رہی
تھی۔

"تم پہلے کبھی گئے ہو جمشید نگر۔۔۔۔۔۔ میجر برمود نے آصف سے

"میں سر ایسا سامان تو امیر جنسی کے لئے رکھنا ہی پڑتا ہے۔" آصف نے جواب دیا۔

"او۔ کے پھر ایسا کر دو کہ کار کو کسی ایسی جگہ روکو جہاں اس پر کسی کی نظر نہ پڑے اور تم جا کر اس حویلی میں بے ہوشی کے کیپول فائر کر دو۔ پھر ہم دوسروں کی نظروں میں آئے بغیر اندر جا کر اپنا کام مکمل کر لیں گے۔"..... پر مود نے کہا۔

"میرا دوست آج کل دارالحکومت میں ہی ہے۔ اس کی بھی چھوٹی سی حویلی ہے۔ وہاں اس کا ایک ملازم رہتا ہے جو میرا واقف ہے۔ ہم کار وہاں لے جاتے ہیں پھر آسانی سے باقی کام مکمل ہو جائے گا۔"..... آصف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم کار باہر روک کر پہلے ایک میزائل اپنے دوست کی رہائش گاہ میں فائر کر دینا۔ تاکہ اس ملازم کو بھی معلوم نہ ہو سکے کہ ہم یہاں آئے تھے۔"..... پر مود نے کہا۔

"میں سر جیسے آپ حکم دیں۔"..... آصف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ شاید یہاں کی سیکرٹ سروس کی وجہ سے کارروائی خفیہ رکھنا چاہتے ہیں۔"..... توفیق نے کہا۔

"ہاں جاسکی بہر حال یہاں رہتی ہے اور ڈاکٹر سلانی بے حد معروف آدمی ہے۔ اس لئے میں تمام صورت حال سامنے آ جانے سے پہلے ان لوگوں کو کسی بات کی خبر نہیں ہونے دینا چاہتا۔ اسی لئے تو میں نے

پتا اور جہاز ایک اپ کیا ہے۔"..... پر مود نے کہا اور توفیق نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یہاں ہر طرف پانی ہی پانی پھیلا ہوا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے سیلاب آیا ہو۔"..... توفیق نے چند لمحوں بعد آصف سے کہا۔

"دو روز پہلے یہاں انتہائی طوفانی بارش ہوئی ہے۔ جناب۔ یہ اس قدر طوفانی بارش تھی کہ اس نے پورے علاقے میں تباہی مچا دی تھی۔"..... آصف نے جواب دیا اور توفیق اور میجر پر مود دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"بارش کے متعلق میں نے اخبارات میں تو پڑھا تھا لیکن یہ خیال نہ تھا کہ اس قدر زور دار بارش ہوگی۔"..... میجر پر مود نے ہونٹ پھینچتے ہوئے کہا۔

"آپ تصور بھی نہیں کر سکتے جناب جس قدر بارش ہوئی ہے۔ یہ ساری سڑکیں پانی میں ڈوب گئی تھیں۔"..... آصف نے کہا۔

"ہاں دو روز بعد جمع شدہ پانی کی کیفیت بتا رہی ہے کہ دو روز پہلے کیا حال ہوا ہوگا۔"..... میجر پر مود نے جواب دیا۔ اور پھر کار میں خاموشی طاری ہو گئی۔ تقریباً نصف گھنٹے بعد قصبے کے آثار دور سے نظر آنے لگ گئے۔ آصف نے قصبے کے آغاز سے پہلے ہی ایک سائیڈ پر کار روک دی۔

"میں پہلے وہ بے ہوشی والا کام کر آؤں پھر اطمینان سے چلیں گے۔"..... آصف نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور میجر پر مود نے سر ہلا دیا۔

آصف نے ڈگی کھول کر اس میں سے سامان نکال کر بیسوں میں ڈالا اور پھر ڈگی بند کر کے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا قصبے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی واپسی بیس پچیس منٹ بعد ہوئی۔

”کام ہو گیا“..... میجر پرمود نے پوچھا۔

”یس سروپے میں نے دونوں رہائش گاہوں کے پھانک بھی اندر سے کھول دیے ہیں۔ تاکہ کوئی ہلکن باقی نہ رہے“..... آصف نے کہا اور میجر پرمود نے اثبات میں سر ہلادیا۔ آصف دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور اس نے کار سٹارٹ کر کے آگے بڑھادی اور تھوڑی دیر بعد وہ اسے ایک چھوٹی سی کوٹھی نما عمارت کے کھلے گیٹ سے سیدھا اندر لے گیا۔

”یہ میرے دوست کی کوٹھی ہے۔ میں نے اس کا پھانک کھول دیا تھا“..... آصف نے کہا اور پرمود نے اثبات میں سر ہلادیا۔ آصف نے کار پورچ میں لے جا کر روکی اور پھر وہ سب کار سے نیچے اتر آئے۔

”بڑا پھانک بند کر دو اور ہمیں ڈاکٹر کی رہائش گاہ کے متعلق بتا دو۔ اس کے بعد تم نے یہیں رہنا ہے“..... میجر پرمود نے کہا۔

”آئیے یہاں سے نظر آتی ہے حویلی“..... آصف نے کہا اور پھر صحن میں لا کر اس نے ذرا فاصلے پر موجود ایک اونچی عمارت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انہیں بتایا کہ یہی ڈاکٹر سیلانی کی حویلی ہے۔

”اس گیس کا انٹی مجھے دے دو“..... میجر پرمود نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے کہا اور آصف نے جیب سے ایک شیشی نکال کر میجر

پرمود کی طرف بڑھادی۔ پرمود اور توفیق دونوں اس عمارت سے باہر آنے اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتے وہ اس حویلی کے بڑے سے پھانک پر پہنچ گئے۔ اس کی چھوٹی کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ وہ دونوں اندر داخل ہوئے اور پھر میجر پرمود کے اشارے پر توفیق نے یہ کھڑکی بند کر دی اور وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھائے اصل عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے جاسی اور ڈاکٹر سیلانی کو دریافت کر لیا۔ جاسی کچن میں بے ہوش پڑی ہوئی تھی جب کہ ڈاکٹر سیلانی ایک دفتر ٹنکرے کی کرسی پر بے ہوش موجود تھا۔

”اس جاسی کو اٹھا کر کسی بڑے کمرے میں لے آؤ“..... میجر پرمود نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ توفیق نے جاسی کو اٹھا کر کاندھے پر لاوا اور تھوڑی دیر بعد وہ اسے لے کر ایک سنگٹن روم کے انداز میں بچے ہوئے کمرے میں پہنچ چکے تھے۔ توفیق نے جاسی کو ایک صوفے پر ڈال دیا۔

”اب کہیں سے رسی بھی ڈھونڈ لاؤ۔ مجھے یہ عورت خاصی جاندار لگ رہی ہے“..... پرمود نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور توفیق خاموشی سے واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں رسی کا ایک بنڈل موجود تھا۔ پرمود نے توفیق کی مدد کی اور جند لمحوں میں جاسی کرسی سے اچھی طرح بندھ چکی تھی۔ میجر پرمود نے جیب سے شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن کھول کر اس نے جاسی کی ناک سے لگا دیا۔ پھر اس نے شیشی ہٹائی اور ڈھکن لگا کر اس نے اسے واپس جیب

میں رکھ لیا۔

”وہ خنجر مجھے دے دو تاکہ زیادہ وقت ضائع نہ ہو.....“ پر مود نے کہا اور توفیق نے خاموشی سے جب سے تیز دھار خنجر نکال کر پر مود کی طرف بڑھا دیا۔ سجد منٹ بعد جائسی کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے اور اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں لیکن ابھی ان میں شعور کی چمک نہ آئی تھی۔

”جہار انا م جائسی ہے.....“ پر مود نے سخت لہجے میں کہا تو جائسی یکت چوٹکی اور اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک تیزی سے ابھر آئی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن پھر اپنے آپ کو بندھا ہوا محسوس کر کے اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھرائے۔

”کک کک کون ہو تم اور یہ تم نے مجھے باندھ کیوں رکھا ہے۔“ جائسی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو۔ جہار انا م جائسی ہے اور تم ڈاکٹر سلطانی کی بیوی ہو.....“ پر مود کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

”ہاں۔ مگر تم کون ہو۔ لیرے ہو۔ ڈاکو ہو۔ کون ہو اور تم اندر کیسے آ گئے.....“ جائسی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہمیں ڈی سلوانے بھیجا ہے.....“ پر مود نے تیز لہجے میں کہا۔

”ڈی سلوا۔ وہ کون ہے.....“ جائسی نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بلگاریہ کا ماہر معدنیات جس کی ٹپ پر تم لوگوں نے بلگاریہ سے ”این۔سی“ حاصل کی اور پھر اسے ناقص قرار دے کر ڈی سلوا کو معاوضہ دینے سے انکار کر دیا.....“ پر مود نے تیز اور درشت لہجے میں کہا۔

”بلگاریہ سے ”این۔سی“ حاصل کیا۔ اسے ناقص قرار دیا۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ نہ میں نے ایسا کیا ہے اور نہ میں کسی ڈی سلوا سے واقف ہوں۔“ جائسی نے جواب دیا اور پر مود اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

”جہار افون نمبر کیا ہے.....“ پر مود نے پوچھا۔

”فون نمبر۔ کیوں.....“ جائسی نے حیران ہو کر پوچھا۔

”دیکھو جائسی ہم یہاں تم سے باتیں کرنے یا جہارے اس خوبصورت جسم کی زیارت کرنے نہیں آئے۔ جہار ا تعلق ایک مجرم تنظیم را سکو سے ہے۔ تم اس کی اہم اجنٹ ہو اور را سکو کا و حندہ انتہائی قیمتی معدنیات چوری کرنا ہے۔ ڈی سلوانے بلگاریہ میں انتہائی قیمتی دھات ”این۔سی“ دریافت کی اور اس نے ایکریسیا میں جہارے ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دی جب اسے اس کا طے شدہ معاوضہ نہ ملا تو اس نے ہیڈ کوارٹر سے دوبارہ رابطہ کیا تو ہیڈ کوارٹر سے اسے بتایا گیا کہ ”این۔سی“ ناقص تھی اور یہ رپورٹ تم نے دی ہے۔ اس پر ڈی سلوا یہاں آ کر تم سے ملا اور تم نے اسے پھینکا دیا۔ پھر ڈی سلوانے ہمارے سلسلے تم سے فون پر بات کی اور تم نے جو جواب دیا وہ ہم نے بھی سنا

”اب اس سردار اسلم حیات کا کیا کرنا ہے“..... توفیق نے وہ تھیلی اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

”وہ ہمارا درد سر نہیں ہے۔ ہمارا درد سر وہ ڈی سلوا ہے۔ اس کا خاتمہ اب ضروری ہو گیا ہے۔ باقی رہا یہ سردار اسلم حیات اس کے بارے میں سرکاری طور پر حکومت پاکیشیا کو رپورٹ کر دی جائے گی اور پھر وہ جانیں اور یہ“..... پرمود نے کہا اور تیز قدم اٹھاتا لان کر اس کرتے ہوئے پھانک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اثبات میں سر ملایا۔ تھوڑی دیر بعد توفیق ایک سرخ رنگ کا تھیلا اٹھائے واپس آیا۔ پرمود نے اس سے تھیلا لیا اور اس کے ساتھ منسلک چٹ کو پڑھنے لگا۔ واقعی اس پر لیبارٹری تجزیہ رپورٹ تھی اور نیچے ڈاکٹر سیلانی کے دستخط تھے اور ڈاکٹر سیلانی نے مکمل طور پر ناقص قرار دے دیا تھا۔ پرمود کافی دیر تک اس رپورٹ کو پڑھتا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیا۔

”او۔ کے جانی میں تمہیں زندہ چھوڑ کر جا رہا ہوں لیکن اگر بعد میں مجھے معلوم ہو گیا کہ تم نے مجھ سے معمولی سی بھی غلط بیانی کی ہے تو پھر تمہارا حشر عبرت ناک ہوگا“..... پرمود نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ کھوما اور جانی کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی۔ کنپٹی پر ایک زوردار ضرب کھا کر اس کی گردن ڈھلک گئی تھی۔

”یہ لو شیشی اور اس ڈاکٹر سیلانی کو ہوش میں لا کر سادہ طریقے سے بے ہوش کر دینا ورنہ وہ بوڑھا ڈاکٹر اس گیس کی وجہ سے زیادہ دیر بے ہوش رہا تو اس کا ذہن ہمیشہ کے لئے خراب بھی ہو سکتا ہے“..... پرمود نے جیب سے شیشی نکال کر توفیق کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”اس“۔ ”این“۔ ”سی“ کا کیا کرنا ہے“..... توفیق نے پوچھا۔

”اے ہم ساتھ لے جائیں گے“..... پرمود نے کہا اور توفیق کے جانے کے بعد اس نے آگے بڑھ کر جانی کی رسیاں کھولنا شروع کر دیں رسیاں کھول کر اس نے اسے صوفے پر لٹا دیا۔ اسی لمحے توفیق واپس آ

”یہ سٹار ڈائری کہلاتی ہے اور ایکریمیا میں عام بکتی ہے۔ اس میں خصوصیت یہ ہے کہ اس پیپر پر ایسا کیمیکل لگا ہوتا ہے کہ اس کی فوٹو سٹیٹ بھی نہیں ہو سکتی اور نہ تصویر بنائی جا سکتی ہے۔ سٹار کمپنی ٹاراک اسے تیار کرتی ہے“..... ولیم نے جواب دیا۔

”ارے پھر تو تم نے واقعی بھینس کے آگے ہی بین بجائی ہے۔ او کے شکریہ۔ بھابی کو میرا سلام دے دینا۔ گڈ بائی“..... عمران نے کہا اور سیور رکھ دیا۔

”کچھ پتہ چلا“..... کچن سے بلیک زیرو نے برآمد ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں چائے کی دو بیالیاں تھیں۔ اس نے آگے بڑھ کر ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری لے کر وہ اپنی کرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔

”کچھ بھی نہیں پتہ چلا۔ مجھے تو ایسے احساس ہو رہا ہے جیسے دو محتارب قوتیں ایک دوسرے کو نچاؤ کھانے کے لئے ہمیں استعمال کر رہی ہوں“..... عمران نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔

”ایک کا پتہ نہیں چل رہا آپ نے دو قوتیں بنا دیں“..... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ایک تو یہ جاسی ہے۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اس ڈائری پر تحریر جاسی کی اپنی ہے اور دوسری قوت شاید یہ ڈی سلوا ہو۔ اب ڈی سلوا کے متعلق کچھ معلوم ہو جائے تب بات آگے بڑھ سکے گی ورنہ نہیں“..... عمران نے چائے کی چمکی لیتے ہوئے کہا۔

عمران لائبریری سے واپس آیا تو اس نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھی اور پھر کرسی پر بیٹھ کر اس نے رسیور اٹھا یا اور ولیم رخصمین کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔ بلیک زیرو کچن میں تھا۔ تھوڑی دیر بعد ولیم لائن پر آگیا۔

”عمران بول رہا ہوں ولیم۔ اس بین بجانے کا کوئی نتیجہ نکلا“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں ڈائری کی حد تک تو معلومات مل گئی ہیں لیکن جاسی کے بارے میں ہماری مچنسی میں کوئی مواد موجود نہیں ہے اور میں نے تمہاری خاطر دو اور مچنسیوں سے بھی ذاتی طور پر معلومات کی ہیں وہاں بھی اس کے متعلق کچھ موجود نہیں ہے“..... ولیم نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ڈائری کے متعلق کیا معلوم ہوا ہے“..... عمران نے پوچھا۔

اس لئے اس سے بھی مل لیا جائے اور بھابی سلمیٰ اور بچوں کی خیریت پوچھ لی جائے جتنا بچہ اس خیال کے تحت اس نے کار کا رخ بدلا اور تھوڑی دیر بعد وہ فیاض کی کونھی کے گیٹ پر موجود تھا۔ اس نے نیچے اتر کر کال ہیل کا بن پریس کر دیا تو چند لمحوں بعد اسے ملازم کی شکل نظر آئی لیکن یہ کوئی نیا ملازم تھا۔ کیونکہ عمران نے اسے پہلی بار دیکھا تھا۔

”جی صاحب“..... ملازم نے چھوٹا چھانک کھول کر باہر آتے ہوئے کہا۔

”صاحب اندر ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
 ”جی ہاں لیکن اس وقت وہ آرام کر رہے ہیں۔ انہوں نے منع کیا ہوا ہے کہ کسی کو اندر نہ بلایا جائے“..... ملازم نے بڑے روکھے سے لہجے میں کہا۔

”اچھا بھابی اور بچے تو ہوں گے انہیں جا کر کہو عمران آیا ہے۔“
 عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”وہ بھی موجود نہیں ہیں جتنا“..... ملازم نے جواب دیا اور واپس مڑنے ہی لگا تھا کہ عمران نے ہاتھ بڑھا کر اس کا بازو پکڑ لیا۔
 ”ارے ارے کہاں جا رہے ہو۔ کمال ہے۔ چلو صاحب سو رہے ہیں۔ ان کے بچے موجود نہیں ہیں تم تو موجود ہو۔ کیا نام ہے جہارا۔ کہاں سے آئے ہو۔ کب آئے ہو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہی بات تو سمجھ میں نہیں آرہی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سردار اسلم حیات کو ڈی سلوا کے متعلق کچھ معلوم ہو اور جا سکی چاہتی ہو کہ ہم سردار اسلم حیات سے مل کر ڈی سلوا کے متعلق معلومات حاصل کریں۔“ عمران نے کہا۔

”لیکن ڈی سلوا کا تعلق تو بلگاریہ سے ہے۔ جاسی کو اگر ڈی سلوا کے خلاف کوئی کارروائی کرنی ہوتی تو وہ بلگاریہ حکومت سے رابطہ قائم کرتی..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں دو جمع دو کے حساب سے تو واقعی یہی نتیجہ نکلتا ہے جو تم نے نکالا ہے لیکن میرا خیال ہے۔ نتیجہ چار کی بجائے پانچ نکلتا ہوگا۔ کیسے نکلتا ہوگا۔ یہی بات ہم نے سمجھنی ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے بھی اثبات میں سر ہلادیا۔ عمران نے جانے کی بیالی ختم کی اور پھر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”میں واپس فلیٹ پر جا رہا ہوں۔ اب جب تک بلگاریہ سے اجمل کی کال نہ آجائے بات آگے نہیں بڑھ سکتی..... عمران نے کہا۔

”جو زف کار پہنچا گیا تھا۔ آپ اس وقت لائبریری میں تھے۔“ بلیک زیرو نے کہا اور عمران سر ہلانا ہوا آپریشن روم سے باہر گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کار میں بیٹھا اپنے فلیٹ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ دانش منزل سے نکلنے وقت تو اس کا ارادہ واپس فلیٹ میں جانے کا ہی تھا لیکن راستے میں اس کا ارادہ بدل گیا۔ اس نے سوچا کہ بڑے دن ہو گئے ہیں فیاض سے ملاقات نہیں ہوئی اور اس وقت وہ یقیناً اپنی رہائش گاہ پر ہی ہوگا۔

”میں معصوف ہوں، جناب میرے پاس استا وقت نہیں ہے کہ آپ سے باتیں کرتا رہوں۔“ ملازم نے اپنا بازو چھوڑ دیا ہونے پہلے سے بھی زیادہ روکھے لہجے میں کہا اور تیزی سے مڑ کر اس نے پھانک بند کیا اور بغیر مڑ کر دیکھنے واپس چلا گیا۔

”یہ ملازم تو فیاض سے بھی دو جوتے آگے ہے۔“ عمران نے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر آگے بڑھ کر اس نے کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی اور اس وقت تک انگلی رکھے رکھی جب تک کہ ملازم کی جھٹلائی ہوئی شکل اسے دوبارہ برآمدے میں نظر نہ آئی۔ غصے کی وجہ سے ملازم کا چہرہ کچے ہوئے منائر کی طرح سرخ نظر آ رہا تھا۔ آنکھوں سے چنگاریاں سی نکل رہی تھیں۔

”یہ کیا بد تمیزی ہے جناب میں نے کہا ہے کہ صاحب سو رہے ہیں آپ مسلسل گھنٹی بجائے چلے جا رہے ہیں۔“ ملازم نے قریب آ کر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”تو صاحب کو اٹھا دو اور انہیں کہو کہ علی عمران آیا ہے۔“ کچھے۔ ورنہ قیامت تک اسی طرح گھنٹی بجاتا رہوں گا اور اگر گھنٹی مسلسل چلنے کی وجہ سے جل گئی تو پھانک کھٹکھٹانا شروع کر دوں گا اور اگر پھانک ٹوٹ گیا تو زور زور سے چیخ چیخ کر آوازیں دینا شروع کر دوں گا اور اگر گلا بیٹھ گیا تو کرایے پر آدمی لے آؤں گا جو میری طرف سے آوازیں دے گا اور اگر وہ بھی جھک کر بھاگ گیا تو پھر آخری صورت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگوں گا کہ وہ فوراً قیامت قائم کر دے اور جلد

”جلد صور حضرت اسرافیل سے چھو نکو اے تاکہ تمہارے صاحب کی نیند ختم ہو جائے اور وہ اٹھ بیٹھے۔“ عمران کی زبان چل پڑی اور ملازم ایسی نظروں سے عمران کو دیکھنے لگا جیسے اسے یقین آتا جا رہا ہو کہ عمران کی کھوپڑی ذہن نام کی ہر چیز سے خالی ہے۔

”میں آپ کو لکھیے کچھاؤں جناب۔“ ملازم نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

”کچھانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ میرے ذہنی ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس سر عبدالرحمان آج تک مجھے کچھا کچھا کر تھک گئے ہیں کہ میں کوئی ڈھنگ کا کام کروں اور ان کی معاشرے میں موجود عزت کی لٹا دیسے یا یہ بھی عجیب سی بات ہے کہ بڑے لوگوں کی عزت لٹیا میں بند ہوتی ہے۔“ جسے ہر وقت آسانی سے ڈھوپا جا سکتا ہے۔“ عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔ لیکن ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس کے الفاظ نے ملازم پر جادو کا سا اثر کیا اس کا سخت اور ستا ہوا چہرہ ہلکت ڈھیل پڑ گیا۔

”اوہ اوہ آپ ڈائریکٹر جنرل صاحب کے صاحبزادے ہیں۔“ سوری صاحب۔“ مجھے معلوم نہ تھا صاحب۔“ آئیے میں آپ کو ڈرائنگ روم میں بٹھاتا ہوں۔“ میں صاحب کو اٹھاتا ہوں جناب۔“ ملازم نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور جلدی سے پھانک کھول کر وہ واپس برآمدے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ اس نے شاید جان بوجھ کر یہ الفاظ کہے تھے اور چند لمحوں بعد جب عمران ڈرائنگ روم میں

داخل ہوا تو بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ ڈرائنگ روم کا فرنیچر بھی مختلف تھا اور اس کی سینٹنگ بھی مختلف تھی۔ یہ وہ سوپر فیاض کی کوٹھی والا ڈرائنگ روم تھا ہی نہیں۔

”کیا مطلب یہ فیاض یا بھائی کی کاپائلٹ گئی ہے۔ یہ کیا ہو گیا ہے ملازم بھی نیا فرنیچر بھی نیا اور سینٹنگ بھی نئی..... عمران نے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اسی لمحے اس کی نظریں ایک کونے میں موجود تصویر کے فریم پر پڑ گئیں۔ جس میں کوئی پرانی سی تصویر لگی ہوئی تھی۔ جو خاصی مدہم تھی۔ اس لئے دور سے واضح طور پر نظر نہ آ رہی تھی۔ عمران تیزی سے اس تصویر کی طرف بڑھا اور دوسرے لمحے بے اختیار اس کے حلق سے حیرت سے بھر ایک طویل سانس نکل گیا کیونکہ تصویر کسی بزرگ کی تھی جس نے سر پر بڑا سا گڑباندھ رکھا تھا اس کی بڑی بڑی سفید رنگ کی مونچھیں ہوا میں لہرا رہی تھیں۔ سہجہ عمر و عیار کے چہرے کی طرح سوکھا ہوا تھا۔

”یہ۔۔۔۔۔ فیاض کے بزرگ بھی بدل گئے ہیں شاید۔ یا اللہ یہ مری کار کہیں نام مشین میں تو تبدیل نہیں ہو گئی کہ کہاں تک پہنچتے پہنچتے ہر چیز ہی بدل گئی ہے“..... عمران کے لہجے میں حقیقی حیرت تھی۔ اسی لمحے اسے باہر سے کسی کی بڑبڑاہٹ کی آواز سنائی دی لیکن لہجہ نامانوس سا تھا۔ وہ تیزی سے مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف دیکھنے لگا اور پھر دروازہ کھول کر جو آدمی اندر داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ کیونکہ وہ اس کے لئے قطعی اجنبی

سا تھا۔ لمبوتر سا سپرہ۔ آنکھوں پر مونے فریم اور سیاہ رنگ کی عینک۔ سر آدھے سے زیادہ گنجا۔ چہرے پر شدید بڑبڑاہٹ کے آثار اور جسم پر سینٹنگ گاؤن جیسے وہ اندر آ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں کی کیفیت سے ہی نظر آ رہا تھا کہ اسے گہری نیند سے اٹھایا گیا ہے۔

”میں تو سوپر فیاض سے ملنے آیا تھا..... عمران نے آگے بڑھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا تو وہ آدمی بے اختیار چونک پڑا۔

”تو۔۔۔۔۔ تو۔۔۔۔۔ آپ سپرنٹنڈنٹ فیاض سے ملنے آئے ہیں۔ یہ بات ہے مجھے حیرت تھی کہ سنٹرل انٹیلیجنس کے ڈائریکٹر جنرل کا لڑکا مجھ سے ملنے کیوں آئے گا“..... آنے والے نے چونک کر کہا۔

”لیکن یہ کوٹھی تو سپرنٹنڈنٹ فیاض کی رہائش گاہ ہے۔“ عمران نے مزید حیران ہوتے ہوئے کہا اور وہ شخص بے اختیار مسکرا دیا۔ اب اس کے چہرے پر موجود بڑبڑاہٹ اور ستاؤ دور ہو گیا تھا۔

”تشریف رکھیے۔ میرا نام رانا بلال ہے اور میں محکمہ پینشنل سروس میں چیف سپرنٹنڈنٹ ہوں۔ اس کوٹھی میں پہلے واقعی سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب رہتے تھے۔ لیکن انہیں اے بلاک میں بڑی کوٹھی مل گئی ہے اور وہ وہاں شفٹ ہو گئے ہیں۔ یہ بی بلاک ہے جب کہ میں بہتر رہائش گاہ نہ ملنے کی وجہ سے مجبوراً اسی بلاک میں رہ رہا تھا۔ اب یہ کوٹھی مجھے ملائی ہو گئی ہے اور میں دو روز سے یہیں ہوں ملازم محکمہ آپ سے واقف نہ تھا اور میں گزشتہ دو روز سے بیمار ہوں۔ اس لئے میں نے ملازم کو تاکید کر دی تھی کہ کوئی بھی ملنے آئے وہ مجھے

بلال بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”بہت خوب آپ واقعی بے حد دلچسپ باتیں کرتے ہیں۔ سروے تو حکومت کی طرف سے عام طور پر ہوتے ہی رہتے ہیں۔ لیکن سپیشل سروے کا مطلب ہے کہ حکومت جب بھی کسی خاص مقصد کے لئے سروے کرانا چاہے تو ہمارا محکمہ حکومت کی ہدایت کو سامنے رکھتے ہوئے خصوصی سروے کرتا ہے اور اس کی رپورٹ حکومت کو دے دی جاتی ہے۔ مثلاً کسی خاص موقع پر یا کسی خاص واقعہ کے سلسلے میں رائے نامہ کا سروے، مثلاً طلبہ میں تیل اور گیس کی پیداوار بڑھ رہی ہے یا نہیں وغیرہ وغیرہ..... رانا بلال نے پوری تفصیل سے اپنے کام کے متعلق بتاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ملازم ٹرائی دھکیلتا ہوا اندر آیا چائے کے ساتھ ساتھ مختلف ورائٹی کے بسکٹ بھی موجود تھے۔ اس نے چائے بنا کر ایک ایک پیالی دونوں کے درمیان موجود میز پر رکھی اور پھر بسکٹ کی پلیٹیں رکھ کر وہ خاموشی سے ٹرائی دھکیلتا ہوا واپس چلا گیا۔

”لیجئے..... رانا بلال نے کہا تو عمران نے شکر یہ ادا کر کے پیالی اٹھالی اور پھر رانا بلال کے اصرار پر اس نے چند بسکٹ بھی لئے۔

”آپ کو شاید حیرت ہو لیکن آپ کا نام میں نے تقریباً ایک ہفتہ پہلے ایک غیر ملکی خاتون کے منہ سے سنا تھا۔ اسی نے ہی مجھے یہ بتایا تھا کہ آپ ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس کے اگوتے صاحبزادے ہیں۔ وہ خاتون آپ سے بے حد متاثر تھی..... رانا بلال نے چائے کی

ڈسٹرب نہ کرے۔ آپ کا نام علی عمران ہے۔ میں نے آپ کا نام سنا ہوا ہے لیکن آپ سے ملاقات نہ ہوئی تھی..... رانا بلال نے پوری تفصیل سے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اب ساری صورت حال کی وضاحت ہوئی تھی اسے سو پر فیاض سے ملے۔ وہ نہ کئی ہفتے ہو گئے تھے اس لئے اسے سرکاری طور پر اس تبدیلی کا علم ہی نہ تھا۔

”اوہ پھر تو واقعی آپ سے زیادتی ہوئی ہے۔ آپ کہ میں نے جبراً ڈسٹرب کیا ہے۔ مجھے اجازت دیجئے..... عمران نے اخلاقاً مسکراتے ہوئے کہا۔

”جی نہیں اب آپ بغیر چائے پئے نہیں جاسکتے۔ میرا تعلق رانا خاندان سے ہے اور رانا خاندان کی یہ روایت ہے کہ مہمان کو بغیر تواضع کے واپس نہیں جانے دیا جاتا۔ تشریف رکھیے۔ احمد حسین چائے بنا رہا ہے۔ وہ چائے بے حد اچھی بناتا ہے۔ آپ کو یقیناً پسند آئے گی۔“ رانا بلال نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران ایک طویل سانس لے کر بیٹھ گیا۔ رانا بلال کے بچے میں خلوص تھا اور اس خلوص کی وجہ سے عمران کو مجبوراً بیٹھنا پڑا تھا۔

”یہ سپیشل سروے کیا ہوتا ہے۔ آج کل ایک نیا لفظ متعارف کرایا گیا ہے۔“ سپیشل لوگ ”یعنی ایسے افراد جو ذہنی یا جسمانی طور پر معذور ہوں انہیں سپیشل لوگ کہا جاتا ہے۔ کیا آپ کا سروے بھی اسی طرح کا سپیشل سروے تو نہیں ہے..... عمران نے کہا تو رانا

چسکی لیتے ہوئے کہا۔ اور عمران اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

”غیر ملکی خاتون۔ کون تمہیں وہ..... عمران نے بے اختیار ہو کر پوچھا۔

”مشہور ماہر معدنیات جناب ڈاکٹر سیلانی کی اہلیہ مسز جاسکی تمہیں۔“ رانا بلال نے سرسری سے لہجے میں کہا۔ لیکن عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے سر پر ہار دیا ہو۔ کیونکہ جاسکی سے تو وہ پہلی بار آج ہی ملا تھا۔ جب کہ رانا بلال ایک ہفتہ پہلے کی بات کر رہا تھا۔

”کیا موضوع تھا جس کی وجہ سے میرا ذکر آیا..... عمران نے اپنے آپ پر کنٹرول کرتے ہوئے سادہ سے لہجے میں کہا۔

”ایک ماہ پہلے حکومت کی طرف سے ہدایات آئی تھیں کہ ہم پاکیشیا میں ملنے والی معدنیات کے سلسلے میں خصوصی سروے کریں۔ مطلب ہے کہ سرکاری ریکارڈ کے طور پر کس قسم کی معدنیات ملک میں دستیاب ہیں۔ کتنی مقدار میں نکل رہی ہیں۔ ان کی کھپت کتنی ہے اور محکمہ معدنیات مزید اس سلسلے میں کیا کر رہا ہے اور خصوصی طور پر ہم نے یہ سروے کرنا تھا کہ جن علاقوں سے یہ معدنیات نکل رہی ہیں۔ ان علاقے کے لوگوں کو ان سے کوئی فائدہ حاصل ہو رہا یا نہیں۔ ہم نے تقریباً دو ہفتے تک کام کیا اور رپورٹ تیار کر کے حکومت کو بھجوا دی۔ اس رپورٹ کی تیاری کے سلسلے میں ہمارے آدمیوں نے

ڈاکٹر سیلانی صاحب سے بھی رابطہ قائم کیا تھا۔ میں بھی ایک بار ان سے ملا تھا۔ وہاں ان کی مسز سے بھی بات چیت ہوتی رہی۔ وہ اسی سلسلے میں تشریف لائی تھیں۔ رپورٹ کی ایک کاپی ان کے پاس پہنچ چکی تھی۔ شاید حکومت نے خود انہیں یا ان کے شوہر کو بھیجی ہو۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ رپورٹ نامکمل ہے۔ اس میں ان عام معدنیات کا ذکر تو تفصیل سے ہے جو ہر ملک میں مل جاتی ہیں لیکن ان انتہائی قیمتی معدنیات کا سرے سے کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ جو آج کل سب سے قیمتی سمجھی جاتی ہیں۔ اس کے لئے انہوں نے ایک دھات ”این۔سی“ کا بھی ذکر کیا تھا۔ میں تو دفتری آدمی ہوں مجھے تو اس بارے میں تفصیل کا علم نہ تھا اس لئے میں نے اپنے محکمے کے ایک صاحب کو بلا کر ان سے ملوایا..... رانا بلال نے کہا۔

”لیکن آپ نے یہ نہیں بتایا کہ میرا ذکر کیسے آیا تھا..... عمران نے کہا۔

”ہاں سوری..... وہ بات تو میں بھول ہی گیا تھا۔ دراصل اب عمر اتنی ہو گئی ہے کہ وہ پہلے جیسی یادداشت نہیں رہی۔ دراصل باتوں باتوں میں انہوں نے مجھ سے میری فیوٹیو بچوں کے متعلق پوچھا تو میں نے انہیں بتایا کہ وہ گاؤں گئے ہوئے ہیں اور شاید ایک ہفتے بعد وہ واپس آجائیں لیکن میں نے انہیں ابھی آنے سے روک دیا ہے۔ کیونکہ مجھے بڑی کونھی الاٹ ہو رہی ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ وہاں شفٹ ہونے کے بعد انہیں واپس بلاؤں تو انہوں نے مجھ سے مزید پوچھا کہ

”سوری عمران صاحب..... مجھے اس کو نفی کے نبر کا تو علم نہیں ہے۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ اے بلاک میں شفٹ ہوئے ہیں..... رانا بلال نے معذرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے کار موڑی اور ان کی کو نفی سے باہر آگیا۔ اس کے ذہن میں کھلبلی سی مچی ہوئی تھی۔ رانا بلال جس جاسی کی بات کر رہا تھا وہ اس سے اور فیاض دونوں سے واقف تھی۔ لیکن جس جاسی سے وہ ملا تھا۔ وہ اس سے واقف ہی نہیں تھی اور دونوں کے حلیوں میں بھی زمین آسمان کا فرق تھا۔ یہ ایسی بات تھی جس نے واقعی عمران کے ذہن کو ہلا کر رکھ دیا تھا اور اب اس نے فیاض سے فوری طور پر ملنے کا مضام ارادہ کر لیا تھا۔ کیونکہ رانا بلال سے ملنے والی جاسی نے فیاض کا حوالہ اس طرح دیا تھا جیسے وہ فیاض کی درینہ واقف ہو۔ حالانکہ فیاض نے کبھی اس کا ذکر عمران کے سامنے نہیں کیا تھا اور پھر تھوڑی دیر کی تلاش کے بعد وہ آخر کار فیاض کی نئی کو نفی تلاش کر لینے میں کامیاب ہو گیا۔ کو نفی خاصی بڑی اور پہلے کی نسبت زیادہ وسیع اور شاندار تھی۔ فیاض گھر پر موجود نہیں تھا لیکن اس کی بیوی سلٹی بچے اور ملازم سب موجود تھے۔“

”مبارک ہو بھابی۔ بڑی کوٹھی ملنے سے شاید اب فیاض کا ذہن بھی بڑا ہو جائے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ذہن بڑا ہو جائے۔ کیا مطلب“..... فیاض کی بیوی نے حیران ہو کر کہا۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔

میں کون سی کوٹھی میں شفٹ ہو رہا ہوں۔ میں نے انہیں بتایا کہ یہ کوٹھی سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کی کوٹھی ہے جس پر وہ چونک پڑیں اور انہوں نے کہا کہ اچھا وہ فیاض صاحب جو سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کے اکلوتے لڑکے علی عمران کا دوست ہے۔ میں تو تفصیل نہیں جانتا تھا۔ اس لئے میں نے تو کوئی جواب نہ دیا اور پھر وہ چلی گئیں..... رانا بلال نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

آپ مسر جاسی کا حلیہ بتا سکتے ہیں۔ نام تو میرے ذہن میں نہیں ہے شاید میں جلیے کا انہیں پہچان جاؤں..... عمران نے کہا تو رانا بلال نے حلیہ بتانا شروع کر دیا لیکن عمران حلیہ سن کر بے اختیار چونک پڑا کیونکہ یہ حلیہ اس جاسی سے قطعی مختلف تھا جس سے عمران ملتا تھا۔

”او۔ کے آپ کی اس لذیذ چائے کا شکریہ اور اس بات کی معذرت کہ آپ کو دسرب کیا۔ اب اجازت دیجئے اور ہاں میری طرف سے بڑی کونٹھی میں شغفنگ پر مبارکباد قبول کیجئے“..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور رانا بلال نے اس کی مبارکباد کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ اسے کار تک چھوڑے آئے۔

”اے اودہ میں نے یہ تو پوچھا ہی نہیں کہ سو پر فیاض اے ہلاک کی کون سی کوٹھی میں شفت ہوا ہے.....“ عمران نے کار میں بیٹھتے ہوئے بوجھا۔

کمرے سے باہر نکل گئی۔

”ہاں اب بتاؤ۔ کس قسمت کی بات کر رہے تھے تم“..... فیاض ابھی تک اسی بات پر انکا ہوا تھا۔

”دیکھو یارا اتنی بڑی کوٹھی رہائش کے لئے مل جائے۔ سو پر فیاض جیسا وچرہ۔ جو بصورت اور دولت مند شوہر ہو اور خاص طور پر جب اس کی دوسری منزل بھی خالی ہو۔ اتنے پیارے پیارے بچے ہوں۔ شاندار نوکری ہو۔ رعب و دبدبہ ہو۔ گھر میں نوکر چاکر ہوں تو اس سے زیادہ اچھی قسمت کس خاتون کی ہو سکتی ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو فیاض کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

”لیکن تم نے تو ایسے بات کی تھی جیسے سلی کی قسمت خراب ہو۔ ارے ہاں یہ دوسری منزل خالی ہونے کا کیا مطلب۔ یہ تم نے کیا کہا ہے اور کیوں کہا ہے“..... فیاض نے چونکتے ہوئے کہا۔

”جہاری یہ کوٹھی دو منزلہ ہے ناں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں کیا تم اوپر والی منزل پر گئے تھے“..... فیاض نے چونک کر کہا۔

”نہیں مجھے جانے کی کیا ضرورت ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ دوسری منزل خالی ہوگی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”خواہ مخواہ نیالی ہوگی۔ میں نے وہاں نیافرینچر ایڈجسٹ کیا ہے اور بچوں کے کمرے بھی اوپر ہیں“..... فیاض نے قدرے غصیلے لہجے میں

”ارے آپ تو گھبرا گئیں۔ خدا نخواستہ یہ کوئی بیماری نہیں ہے۔ جسے دل کا بڑا ہوجانا بیماری کہلاتا ہے۔ میرا مطلب تھا ذہن میں بھی کوٹھی کی طرح وسعت آجائے“..... عمران نے کہا اور سلی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”میں تو ڈر گئی تھی کہ تجھ سے اس بات سے آپ کا مطلب کیا ہے“..... سلی نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔ اسی لمحے فیاض بھی جو شاید ابھی واپس آیا تھا ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔

”واہ بہن بھائی میں بڑی رازدارانہ باتیں ہو رہی ہیں“..... فیاض نے اندر داخل ہوتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ اس کا موڈ بے حد خوشگوار لگ رہا تھا۔

”بے چاری بہن بھائی کو رازدار نہ بنائے گی تو اور کسے بنائے گی۔ لیکن میں کیا کر سکتا ہوں جب اللہ تعالیٰ نے بہن کی قسمت ہی ایسی بنائی ہو“..... عمران نے کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کیا ہوا اسے“..... فیاض نے عمران کی بات سن کر بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

”آپ بھی خواہ مخواہ پریشان ہو جاتے ہیں۔ آپ جانتے تو ہیں عمران بھائی کی طبیعت کو۔ آپ یہٹھیں میں چائے بنا لاتی ہوں“..... سلی نے اٹھ کر ہنستے ہوئے کہا۔

”ارے بھائی ابھی چائے پی کر آیا ہوں۔ اس لئے ابھی رہنے دیں۔“..... عمران نے احتجاج کرتے ہوئے کہا لیکن سلی انکار میں سر ہلاتی ہوئی

گئی تھی کہ کوئی گروپ مشہور ماہر معدنیات ڈاکٹر سیلانی سے کوئی غیر قانونی کام کروانا چاہتا ہے۔ لیکن ان کے انکار پر انہیں قتل کی دھمکیاں دی گئیں۔ جہارے ڈیڈی نے تجھے وہاں بھیجا تھا تاکہ ان سے تفصیلات معلوم کی جاسکیں۔ ڈاکٹر سیلانی سے تو ملاقات نہ ہو سکی۔ کیونکہ وہ کسی کام میں مصروف تھے البتہ ان کی بیگم جانی سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ ڈاکٹر سیلانی صاحب وہم کے مریض ہیں۔ انہیں اکثر ایسا وہم ہوتا رہتا ہے کہ ان کی جان کو خطرہ لاحق ہے۔ حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ وہ جہارے ڈیڈی کو اچھی طرح جانتی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ خود دفن پر جہارے ڈیڈی کو کبہ دیں گی۔ اس پر میں واپس چلا آیا اور جہارے ڈیڈی کو رپورٹ دے دی وہ بھی خاموش ہو گئے۔ فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

لیکن جس جانی کو میں جانتا ہوں وہ تو نوجوان۔ انتہائی خوبصورت اور طرحدار عورت ہے۔ تم کبہ رہے ہو ایسا نہیں۔ کہیں تم کسی غلط جانی کے پاس تو نہیں پہنچ گئے تھے۔ ذرا حلیہ بتانا اس کا۔ عمران نے کہا اور فیاض نے حلیہ بتانا شروع کر دیا۔ یہ وہی حلیہ تھا جو اس سے قبل رانا بلال بتا چکا تھا لیکن یہ اس جانی سے قطعی مختلف تھا جس سے عمران مل کر آیا تھا۔ اتنی دریں سلی چائے بنا کر لے آئی اور پھر انہوں نے اکٹھے بیٹھ کر چائے پی اور پھر عمران ان سے اجازت لے کر ان کی کوٹھی سے باہر آ گیا۔

مجھے ایک بار پھر جانی سے ملنا ہوگا۔ عمران نے سوچا اور کار

کہا۔ یہ تو کوٹھی کی بات تھی۔ جہارے اپنی دوسری منزل کا کیا حال ہے سنا ہے آج کل جانی اس پر قابض ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ جانی کون جانی۔ فیاض نے بری طرح اچھلے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر سیلانی کی بیوی جانی۔ سنا ہے بڑی خوبصورت اور طرح دار خاتون ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

خاک طرحدار ہے وہ۔ جہارے کیا ہے۔ بس جنہیں تو کسی عورت کا نام معلوم ہو جائے۔ جھٹ سے اسے خوبصورت اور طرحدار سمجھ لیتے ہو۔ ویسے جانی انتہائی شریف اور باکردار خاتون ہے۔ جہارے ڈیڈی نے ہی مجھے اس کے پاس بھجوایا تھا۔ فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اچھا تو پھر کامیابی ہوئی۔ عمران نے چونک کر کہا۔

کامیابی۔ کیسی کامیابی۔ فیاض نے چونک کر پوچھا۔

اس نئے پیشے کی بات کر رہا ہوں جو تم نے شاید سائنڈ پروفیشن کے طور پر اختیار کر رکھا ہوگا۔ مم۔ میرا مطلب ہے۔ شادی دفتر والا پیشہ۔ عمران نے کہا۔

بکو اس مت کرو۔ اب تم اتنا بے حیا ہو گئے ہو کہ اپنے باپ کو بھی نہیں بخشے۔ نانسنس۔ وہ سرکاری مسئلہ تھا۔ ٹکے کو اطلاع دی

کارخ اس نے نواحی علاقے کی طرف موڑ دیا لیکن پھر اسے اچانک خیال آگیا کہ وہ سیکٹ سروس کے کسی ممبر کی ڈیوٹی لگا دے کہ وہ اس جانی کی نگرانی کرے۔ ہو سکتا ہے اس طرح کچھ زیادہ مفید باتیں سامنے آجائیں۔ چنانچہ اس نے ایک بار پھر کارخ دانش منزل کی طرف موڑ دیا۔

میجر پر مودتیز تیز قدم اٹھاتا کر نل ڈی کے دفتر کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ کر نل ڈی نے اسے فوری طور پر کال کیا تھا۔ دفتر کا دروازہ حسب معمول بند تھا۔ میجر پر مود نے اپنے خاص انداز میں دستک دی۔

”ییس کم آن“..... اندر سے کر نل ڈی کی مخصوص آواز سنائی دی اور میجر پر مود دروازے کو دھکیل کر اندر داخل ہوا۔ کر نل ڈی اپنی مخصوص کرسی پر موجود تھا۔ میجر پر مود نے سلام کیا اور میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔ کر نل ڈی کے سامنے ایک فائل موجود تھی۔

”یہ تم کی پوری کے سلسلے میں جہاری رپورٹ پڑھنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ تم اس کیس کو صحیح طور پر سمجھ ہی نہیں سکتے ہو۔“ کر نل ڈی نے خشک لہجے میں کہا۔

”جی۔ کیا مطلب میں آپ کی بات نہیں سمجھا..... میجر پر مود نے حیران ہو کر کہا۔

تم نے یہی رپورٹ دی ہے کہ یہ ایک گروپ ہے۔ جس کا سرغنہ پاکیشیا کے محکمہ معدنیات کا ایک اعلیٰ افسر سردار اسلم حیات ہے اور بلگاریہ میں ڈی سلوا اور پاکیشیا میں ڈاکٹر سیلانی کی غرض ملکی بیوی جاسی اس گروپ کے لئے کام کرتی ہے۔ یہ دونوں انتہائی قیمتی معدنیات کو تلاش کرتے ہیں۔ سردار اسلم حیات کا گروپ اسے چوری کرتا ہے اور پھر اسے بین الاقوامی منڈی میں فروخت کر دیا جاتا ہے۔ کرنل ڈی کا بچہ اسی طرح خشک تھا۔

”کیس سر..... میجر برمود نے جواب دیا۔

”اور چہاری یہ رپورٹ ہے کہ ڈی سلوا کے کہنے پر اس گروپ نے بلگاریہ سے ”این۔ سی“ چوری کی لیکن جب ڈاکٹر سیلانی نے اس کا تجزیہ کیا تو یہ ناقص نکلی اور اس طرح ڈی سلوا کو اس کا طے شدہ معاوضہ نہ مل سکا اور اس نے یہ سمجھا کہ جاسی نے جان بوجھ کر اسے معاوضہ نہ دینے کے لئے ایسی رپورٹ دی ہے۔ اس لئے اس نے انتقاماً حکومت کو مضرب کر دی کہ ”این۔ سی“ چوری ہو گئی ہے اور اس چوری میں پاکیشیا والوں کا ہاتھ ہے اور یہ بھی چہاری رپورٹ میں شامل ہے کہ تم جاسی سے جا کر ملے اور پھر اس سے وہ ناقص ”این۔ سی“ معد ڈاکٹر سیلانی کی تجزیہ رپورٹ کے واپس لے آئے..... کرنل ڈی نے کہا۔

”جی ہاں..... میجر برمود نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”تم نے واپس آکر ڈی سلوا سے پھر ملاقات کی تھی..... کرنل

ڈی نے غور سے میجر برمود کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔
”نہیں اس کی میں نے ضرورت ہی نہیں سمجھی۔ حکومت خود اس سے منٹ لے گی..... میجر برمود نے کہا۔

”اب پہلی بات تو یہ سن لو کہ تم جو کچھ ”این۔ سی“ کے طور پر لے آئے ہو۔ وہ ”این۔ سی“ نہیں ہے۔ بلکہ ایک معدنی پاؤڈر ہے۔ دوسری بات یہ کہ جو لیبارٹری رپورٹ اس بیگ کے ساتھ منسلک تھی اور جسے تم نے ڈاکٹر سیلانی کی تجزیاتی رپورٹ کہا ہے وہ تجزیاتی رپورٹ اس پاؤڈر سے متعلق تھی اور اس پاؤڈر کو سائنسی زبان میں ”این۔ سی“ کہا جاتا ہے اور اس رپورٹ پر ”این۔ سی“ کی بجائے ”این۔ سی“ کی درج ہے جسے تم نے شاید جلدی میں ”این۔ سی“ سمجھ لیا تھا۔ تیسری بات یہ کہ ڈی سلوا غائب ہو گیا۔ لیکن اس کی رہائش گاہ کے تہ خانے سے اس کی سڑی گئی لاش برآمد ہوئی ہے اور طبی ماہرین کے مطابق یہ لاش ایک ماہ پرانی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ تم جس ڈی سلوا سے ملے تھے وہ اصل ڈی سلوا نہیں تھا۔ چہاری ملاقات اس سے دو روز پہلے ہوئی تھی جب کہ اصل ڈی سلوا کو فوت ہوئے ایک ماہ گزر چکا ہے اور جو تھی بات یہ کہ ڈاکٹر سیلانی اور اس کی اہلیہ جاسی گزشتہ تین ماہ سے یونان میں موجود ہیں۔ وہ حکومت یونان کی خصوصی دعوت پر وہاں کے معدنیاتی سروے میں مصروف ہیں اور اس کا مطلب تم اچھی طرح سمجھ سکتے ہو کہ جس جاسی سے چہاری ملاقات ہوئی وہ بھی جعلی تھی..... کرنل ڈی نے رک رک کر کہا اور ”میجر برمود کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ

شرمندگی کے تاثرات بھی پھیلتے چلے گئے۔

”اوہ ویری بیڈ سر۔ واقعی مجھ سے اس رپورٹ میں شدید کوتاہیاں ہوئی ہیں۔ میں اس کوتاہی پر ہر سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں۔“ میجر پرمود نے انتہائی شرمندہ سے لہجے میں کہا اور کرنل ڈی کے سخت اور پتھر پیلے چہرے پر پہلی بار مسکراہٹ ابھری۔

مجھے جہارے اس اعلیٰ کردار پر فخر ہے میجر پرمود کہ تم نے اپنی کوتاہیوں کا اس بر ملا طور پر اور فوری اعتراف کر لیا ہے۔ لیکن میں اسے کوتاہی نہیں سمجھتا۔ اگر میں اسے کوتاہی سمجھتا تو تمہیں اس طرح طلب کر کے تم سے اس بارے میں گفتگو کرنے کی بجائے تمہارے کورٹ مارشل کرائے جانے کا حکم صادر کر دیتا۔ میں نے اسی لئے پہلے بھی یہی کہا تھا کہ تم اس کیس کو سمجھ نہیں سکتے ہو اور دوسری بات یہ ہے کہ تمہاری تربیت اس انداز میں نہیں ہوئی جس انداز کا یہ کیس تھا۔ اصل میں تو یہ کیس سیکرٹ سرجنوں کا تھا۔ کیونکہ وہ پہلے تحقیقات اور انکوائریاں انتہائی صبر سے کرتے ہیں اور پھر جب وہ کسی نتیجے پر پہنچتے ہیں تو ایکشن لیتے ہیں۔ لیکن بحیثیت ڈی ایجنٹ تمہیں صرف ایکشن لینے کی ہی ٹریننگ دی گئی ہے۔ اس لئے تم نے اپنی فطرت کے مطابق فوری ایکشن لیا اور ڈی سلوا کی نگرانی کرانے اور اصل حقائق تک پہنچنے کی بجائے تم نے جا کر اس کی گردن پکڑ لی اور اس نے تمہیں ایک کہانی سنا کر واپس بھیج دیا اور خود وہ غائب ہو گیا۔ اس نے تمہیں جاسی کا کلیو دیا اور تم نے اسی انداز میں جا کر جاسی کو

پکڑ لیا۔ جاسی نے بھی تمہارے ساتھ وہی سلوک کیا جو ڈی سلوا نے کیا تھا۔ نتیجہ یہ کہ تم مطمئن ہو کر واپس آ گئے کہ تم نے مشن مکمل کر لیا ہے اور جہاں تک مشن کو نہ سمجھنے کی بات ہے۔ اصل مشن یہ نہیں تھا کہ تم نے چوری شدہ ”این۔ سی“ برآمد کرنی ہے۔ اصل مشن یہ تھا کہ بلغاریہ سے انتہائی قیمتی معدنیات مسلسل چوری ہو رہی ہیں۔ تم نے اس گروپ اور اس کے چیف یا میڈ کو انٹر کا کھوج لگانا تھا اور پھر حکومت کو رپورٹ دے دینی تھی۔ حکومت خود ہی ان سے اپنے طور پر نمٹ لیتی۔ کرنل ڈی نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس حوصلہ افزائی کا بے حد شکریہ جناب۔ مجھے واقعی اب احساس ہو رہا ہے کہ میں نے مشن کو درست طور پر نہ سمجھا تھا۔ لیکن اب میں اس مشن کو سمجھ چکا ہوں اور اب اس پر کام کرنے کے لئے تیار ہوں اور انشاء اللہ اس بار کوئی کوتاہی نہ ہوگی۔“ میجر پرمود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب تم کیا لائحہ عمل اختیار کرو گے؟“ کرنل ڈی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”میں اس نقلی ڈی سلوا اور اس نقلی جاسی کو تلاش کروں گا۔“ میجر پرمود نے جواب دیا۔

”کہاں تلاش کرو گے؟“ کرنل ڈی نے کہا تو میجر پرمود خاموش ہو گیا۔ جب کافی دیر تک میجر پرمود نے کوئی جواب نہ دیا تو کرنل ڈی بے اختیار ہنس پڑے۔

”دیکھو پرمودہ بلکاریہ اور پاکیشیا دونوں مسلم ممالک ہیں اور ان کے درمیان انتہائی گہرے اور دوستانہ تعلقات بھی ہیں اور ان کی سرحدیں بھی آپس میں ملتی ہیں۔ نقلی جاسی کی موجودگی یہ بتا رہی ہے کہ یہ چوری صرف بلکاریہ میں ہی نہیں ہو رہی۔ پاکیشیا میں بھی ہو رہی ہے اور دوست ممالک ایک دوسرے سے تعاون طلب کرتے رہتے ہیں۔ اس میں کوئی توہین کی بات نہیں ہے لیکن اس کے باوجود اگر تم اسے توہین سمجھتے ہو تو پھر میرا مشورہ ہے کہ تم اپنے طور پر علیٰ عمران سے ملو اور اس سے اس سلسلے میں بات کرو۔ علیٰ عمران کی صیحت اور فطرت میں جانتا ہوں وہ اس میں ضرور دلچسپی لے گا اور اپنے حریف سے بھی وہ خود ہی اجازت لے لے گا۔ اس طرح تم دونوں کے درمیان مزید دوستانہ تعلقات بھی قائم ہو جائیں گے اور سابقہ چند سیوس میں جس طرح تم ایک دوسرے کے مخالف کام کرتے رہے ہو وہ مخالفت ختم ہو جائے گی اور جہارے یہ دوستانہ تعلقات آئندہ بھی تم دونوں کے درمیان کام آتے رہیں گے۔ کرنل فریدی کو تو تم جانتے ہو۔ آج کل کرنل فریدی اسلامی سیکورٹی سے منسلک ہے لیکن اس سے پہلے وہ کافرستان کا ہی مناسدہ تھا اور کافرستان جو مسلم ملک نہیں ہے اس لئے پاکیشیا اور کافرستان کے درمیان ازلی دشمنی ہے۔ اس کے باوجود کرنل فریدی اور عمران دونوں کے درمیان انتہائی گہرے تعلقات قائم ہیں۔ وہ ایک دوسرے کی مدد بھی کرتے رہتے ہیں اور اپنے ملک کے مفاد میں ایک دوسرے سے ٹکراتے بھی رہتے ہیں

”جہارہ کوئی قصور نہیں ہے میجر پرمودہ..... اصل میں یہ میری غلطی تھی کہ میں نے صرف حب الوطنی کے جوش میں یہ کیس لے لیا۔ یہ جہارے مزاج کا اور جہاری تربیت کا کیس ہی نہیں ہے۔ تمہیں تو ایک فکسڈ نارگٹ ملنا چاہئے اور پھر تم اس فکسڈ نارگٹ پر بھوکے عقاب کی طرح جھپٹ سکتے ہو۔ لیکن نارگٹ فکسڈ کرنے سے پہلے کا کام جہارے بس کا نہیں ہے اور چونکہ اب یہ کیس میں لے چکا ہوں اس لئے اب میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس کیس کو سرانجام دینے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف جناب ایکسٹنسو سے تعاون کی درخواست کروں گا۔ تجھے یقین ہے کہ وہ میری درخواست رد نہیں کریں گے اور یقیناً انہوں نے یہ کیس عمران کے ذمہ لگا دینا ہے اور چونکہ اس میں بہر حال پاکیشیا کے افراد بھی ملوث ہیں اس لئے وہ یقیناً اس کی تفصیلی انکوائری کریں گے اور جب حتمی نارگٹ فکسڈ ہو جائے گا تو پھر تم حرکت میں آؤ گے اور مشن مکمل ہو جائے گا“..... کرنل نے کہا۔

”جناب اس طرح درخواست کرنا ہمارے ملک کی توہین نہ سمجھا جائے گا کہ پورے بلکاریہ میں ایسا کوئی آدمی نہیں ہے جو اس کام کو سرانجام دے سکے اور دوسری بات یہ ہے کہ جب پاکیشیا سیکرٹ سروس نارگٹ فکسڈ کرے گی تو پھر باقی کام بھی وہی سرانجام دینے کی خواہش کرے گی اور ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیں اس سلسلے میں ہوا بھی نہ لگنے دے“..... میجر پرمودہ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

عمران کو کسی ایسی بات پر مجبور کرنے کی کوشش نہ کرنا کہ جس سے پاکیشیا کے مفاد پر ضرب پڑتی ہو۔ ایسی صورت میں تمہیں لامحالہ شرمندگی اٹھانی پڑے گی..... کرنل ڈی نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں جناب۔ مجھے یقین ہے کہ جب یہ مشن مکمل ہو گا تو عمران کو بھی اس بات کا احساس ہو جائے گا کہ میجر پر مودا اگر اس سے زیادہ صلاحیتوں کا مالک نہیں ہے تو کم بھی نہیں ہے..... میجر پر مودنے کہا۔

”اوکے وش یو گڈ لک۔ یہ لو فائل اور اب میں ہر صورت میں اس گروپ کو پس زندان دیکھنا چاہوں گا..... کرنل ڈی نے ایک بار پھر خشک لہجے میں کہا۔

”انشاء اللہ سر..... میجر پر مودنے کہا اور فائل کرنل ڈی سے لے کر وہ مڑا اور تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ اس کے چہرے پر باہر نکلنے ہی انتہائی سختی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ کرنل ڈی نے عمران کے متعلق اس سے جو کچھ کہا تھا درحقیقت میجر پر مود کو وہ سخت ناگوار گزار تھا۔ لیکن وہ کرنل ڈی کو زبانی طور پر کچھ کہنے کی بجائے عملی طور پر اس پر ثابت کر دینا چاہتا تھا کہ وہ عمران سے کم نہیں ہے۔ دفتر سے نکل کر وہ کار دوڑاتا ہوا سیدھا اپنے آفس پہنچ گیا۔ اس کا یہ آفس بظاہر ایک اسپورٹ ایکسپورٹ کا آفس تھا۔ لیکن اس آفس کے نیچے تہہ خانوں میں اس نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کے باقاعدہ دفاتر بنا رکھے تھے۔

لیکن اس نکرانے کے باوجود بھی ان کے ذاتی تعلقات میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں چاہتا ہوں تم بھی ایسے ہی دوستانہ تعلقات عمران سے قائم کر لو۔ اس سے جہاں عمران کو تمہاری صلاحیتوں سے فائدہ پہنچے گا وہاں تمہیں بھی عمران سے بہت کچھ سیکھنے کا موقع مل جائے گا..... کرنل ڈی نے کہا۔

”میں سر آپ کا مشورہ بہترین ہے لیکن سر وہ عمران فصول باتیں بہت کرتا ہے۔ آدمی زچ ہو جاتا ہے اس کی فصول اور لالچنی باتوں سے..... میجر پر مودنے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم کرنل فریدی سے زیادہ سنجیدہ آدمی نہیں ہو۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں تم میں حس مزاح خاصی طاقتور ہے۔ عمران کی باتوں کو انجوائے کرو تو تمہیں اس سے باتیں کرنے میں لطف آئے گا۔ وہ انتہائی ذہین اور باصلاحیت آدمی ہے۔ وہ گھٹیا اور غیر شائستہ مذاق نہ کرتا ہے اور سنتا ہے۔ اساتو میں بھی جانتا ہوں..... کرنل ڈی نے کہا۔

”اوکے سر ٹھیک ہے..... آپ کہیں میرے حوالے کر دیں۔ میں توفیق کے ساتھ پاکیشیا جا کر عمران سے ملتا ہوں اور پھر مزید دیکھوں گا کہ کیا ہوتا ہے..... میجر پر مودنے ایک طویل سانس لے کر ہونے کہا۔

”گڈ۔ بس ایک بات کا ہمیشہ خیال رکھنا کہ علی عمران پاکیشیا کے مفادات میں کسی قسم کی لچک کا کبھی مظاہرہ نہیں کرتا اور ایسی بے لچک حب الوطنی تمہاری بگاریہ کے ساتھ ہے اس لئے کبھی

کرنے کی پوزیشن میں نہ تھا لیکن ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ اس نے کرنل فریدی کی مثالیں دی ہیں۔ لیکن میجر پرمود میجر پرمود ہے نہ ہی وہ کرنل فریدی ہے اور نہ علی عمران۔ اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں یہ گیس خود حل کروں گا اور کرنل ڈی پر ثابت کر دوں گا کہ میجر پرمود کرنل فریدی اور عمران سے کم نہیں ہے۔..... میجر پرمود نے ہونٹ چباتے ہوئے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یس میجر..... یہ ہمارا کیس ہے اور ہم نے اسے حل کرنا ہے۔ یہ بات طے ہے۔..... کیپٹن توفیق نے بھی انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں کہا اور میجر پرمود کے بھرے پر بے اختیار تحسین آمیز مسکراہٹ ابھرائی۔

”گڈ ایسا ہی ہوگا۔ لیکن اب ہم نے اپنے مشن کا آغاز کہاں سے کرنا ہے۔ سب سے پہلے تو میرا خیال ہے اس جعلی ڈی سلوا کا سراغ لگایا جائے کہ وہ کہاں غائب ہو گیا۔..... میجر پرمود نے کہا۔

”میجر جعلی ڈی سلوا تو غائب ہے۔ وہ یقیناً ملک سے فرار ہو گیا ہوگا اور اب وہ ڈی سلوا کے میک اپ میں بھی نہ ہوگا۔ نجانے اس کی اصل شکل کیا ہو۔ اس لئے اس کا سراغ لگانے کی نسبت اگر ہم کام کا آغاز جعلی جاسٹی سے کریں تو زیادہ بہتر ہے۔ وہ یقیناً پاکیشیا میں موجود ہو گی اور اس بار اگر وہ ہاتھ آجائے تو پھر اس سے اس جعلی ڈی سلوا کا بھی سراغ لگایا جاسکتا ہے اور گروہ کا بھی۔..... توفیق نے جواب دیا۔

”ہاں میں معلوم کرتا ہوں کہ اس کی کیا پوزیشن ہے۔..... میجر

کیا بات ہے میجر آپ کے چہرے پر کچھ ناخوشگوار سے تاثرات ہیں۔ کیپٹن توفیق نے میجر پرمود کے دفتر میں داخل ہوتے ہی اٹھتے ہوئے کہا۔ وہ میجر پرمود کے دفتر میں ہی بیٹھتا تھا اور ہر لحاظ سے اس کا دست راست تھا۔

”آج زندگی میں پہلی بار انتہائی شرمندگی کا سامنا بھی کرنا پڑا ہے اور باس سے معافیاں بھی مانگنی پڑی ہیں۔..... میجر پرمود نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل کو مزید پرچختے ہوئے کہا۔

”شرمندگی۔ معافیاں۔ کیا مطلب میں سمجھا نہیں میجر۔..... توفیق کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھر آئے اور میجر پرمود نے کرنل ڈی سے ہونے والی تمام بات چیت اسے تفصیل سے سنا دی۔

”اوہ..... وری بیڈ میجر۔ یہ تو واقعی انتہائی شرمندگی والی بات ہے۔ توفیق نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں ڈی سلوا اور جاسٹی دونوں نے ہمیں انتہائی خوبصورت طریقے سے ڈاج دیا ہے اور اب کرنل ڈی اس کیس کو پاکیشیا سیکرٹ سرورس سے مل کر مکمل کروانا چاہتا ہے اور ہمارے سیکشن کا منہ مزید کالا کروانا چاہتا تھا۔ میں نے بڑی مشکل سے اسے اس ارادے سے روکا ہے۔ لیکن پھر اس نے مجھ پر زور دیا ہے کہ میں جا کر عمران کے پیر پکڑ لوں اور اس سے درخواست کروں کہ وہ میری خاطر یہ کیس حل کر دے۔ کرنل ڈی کا انداز ایسا تھا کہ میں اس وقت اس کی مخالفت

آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ مسٹر راشد۔ حویلی لاک تھی۔
 آپ کیسے مجھ سے ملاقات کر سکتے ہیں..... دوسری طرف سے کہا گیا
 کہ اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا گیا۔ پر مود نے ایک طویل سانس
 لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

عجیب گورکھ دھندہ ہے یہ..... میجر پر مود نے بڑبڑاتے ہوئے

اس کا مطلب ہے میجر کہ وہ جعلی جاسی بھی جعلی ڈی سلوا کی
 طرح غائب ہو چکی ہے..... توفیق نے جو لاؤڈر پر دونوں کے
 درمیان ہونے والی بات چیت سن رہا تھا ہونٹ میچھتے ہوئے کہا۔

ہاں لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آرہی کہ اس گورکھ
 دھندے کا مقصد کیا تھا۔ میرا خیال ہے۔ اس کیس میں ہمیں
 ٹھنڈے داغ سے مغز ماری کرنی پڑے گی ورنہ ہم اس طرح کام کرتے
 رہے تو مزید الجھتے چلے جائیں گے..... میجر پر مود نے کہا۔

آپ کی بات درست ہے میجر۔ اگر ہمیں اس سارے گورکھ
 دھندے کا مقصد سمجھ میں آجائے تو ہمیں کلیو بھی مل جائے گا۔ توفیق
 نے کہا۔

آؤ سٹیپ بائی سٹیپ اس پر غور کریں۔ پہلے ہونے والے
 واقعات کو چیک کر لیں۔ پھر اس کا تجزیہ کریں گے۔ بلگاریہ سے
 'این۔سی' چوری ہوتی ہے۔ ڈی سلوا جو کہ باہر معدنیات ہے اور
 سرکاری آدمی ہے۔ اس کی طرف سے حکومت کو باقاعدہ اطلاع دی جاتی

پر مود نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس نے میز پر رکھا ہوا ہیلی
 فون اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع
 کر دیئے۔

"یس..... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی لیکن
 میجر پر مود یہ آواز سنتے ہی بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ یہ آواز جاسی کی
 نہیں تھی۔

"میں نے مسز جاسی سے ملنا ہے..... پر مود نے ہونٹ میچھتے
 ہوئے کہا۔

"میں جاسی ہی بول رہی ہوں۔ آپ کون صاحب ہیں....."
 دوسری طرف سے اسی نسوانی آواز نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔
 "میں پاکیشیا سے ہی بول رہا ہوں اور میرا نام راشد ہے۔ میرا تعلق
 محکمہ معدنیات سے ہے۔ میں نے چند روز پہلے مسز جاسی سے ملاقات
 کی تھی لیکن ان کی آواز تو آپ سے قطعی مختلف تھی..... پر مود نے
 کہا۔

"چند روز پہلے جاسی سے بات کی تھی یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ میں
 تو دو روز پہلے یونان سے واپس آئی ہوں۔ چند روز پہلے تو میں یہاں
 موجود ہی نہ تھی..... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں
 جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں نے آپ سے آپ کی حویلی جمشید نگر میں ہی ملاقات کی
 تھی..... پر مود نے کہا۔

ہے۔ حکومت تفتیش کرتی ہے۔ لیکن کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ تو کس ہمیں سوچنا جاتا ہے۔ ہم ڈی سلوا سے ملتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ جانی اس کی روح رواں ہے اور چوری اس نے کی ہے۔ ہم جانی کے پاس جاتے ہیں۔ وہ کہتی ہے کہ سردار اسلم حیات اس گروہ کا سرغنہ ہے اور جو "این۔ سی" چوری ہوئی وہ ناقص نکلی ہے۔ وہ ہمیں ناقص "این۔ سی" معذرا ٹری تجزیہ رپورٹ دے دیتی ہے۔ ہم حکومت کو رپورٹ دے کر مطمئن ہو جاتے ہیں۔ پھر نئے انکشافات ہوتے ہیں کہ ڈی سلوا جعلی تھا اور جانی بھی جعلی تھی۔ اصل جانی یونان میں تھی اور اب واپس اپنی حویلی میں پہنچ گئی ہے۔ اصل ڈی سلوا کی لاش تہہ خانے سے ملتی ہے۔ یہ ہیں بنیادی واقعات "..... میجر پرمود نے کہا۔

"میرا خیال ہے میجر کہ جعلی ڈی سلوا اور جعلی جانی دونوں کا تعلق علیحدہ علیحدہ گروپوں سے ہے۔ اصل ڈی سلوا محب وطن آدمی تھا۔ اس نے اپنے طور پر اس چوری کا پتہ چلایا اور حکومت کو اطلاع کر دی۔ اس کا عام جعلی ڈی سلوا کے گروپ کو ہو گیا۔ انہوں نے اصل ڈی سلوا کو ہلاک کر دیا اور اس کی جگہ جعلی ڈی سلوا کو بٹھا دیا۔ ادھر اصل جانی یونان گئی ہوئی تھی۔ اس کی جگہ جعلی جانی نے سنبھال لی اور ڈاکٹر سیلانی بھی جعلی تھا۔ ہم جعلی ڈی سلوا سے ملے تو اس نے ہمارا رخ جعلی جانی کی طرف موڑ دیا اور جب ہم جعلی جانی سے ملے تو اس نے ہمارا رخ جعلی ڈی سلوا کی طرف موڑ دیا اور پھر وہ دونوں ہی غائب ہو گئے....." کمیشن توفیق نے کہا۔

"جہاں تجزیہ خاصا قابل امکان ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اصل ڈی سلوا کے قتل کے بعد جعلی ڈی سلوا کو کیوں اس کی جگہ دی گئی۔ اس کی وجہ کیا تھا....." میجر پرمود نے کہا۔

"یس میجر یہ واقعی قابل غور نکتہ ہے....." توفیق نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ڈی سلوا کے پاس معدنیات کے بارے میں مزید کوئی تحقیقاتی رپورٹ ہو گئی ہے یہ گروپ حاصل کرنا چاہتا ہوگا اور ہو سکتا ہے کہ سرکاری طور پر ڈی سلوا یہ معدنیات نکال بھی رہا ہو۔ اس طرح ڈی سلوا بن کر اس گروپ نے وہ تحقیقاتی رپورٹ بھی اڑائی اور ہو سکتا ہے کہ وہ معدنیات بھی حاصل کر لی ہو اور پھر غائب ہو گیا ہو....." میجر پرمود نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"یس میجر....." یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جعلی ڈی سلوا اس لئے وہاں موجود رہا ہو کہ حکومت اصل ڈی سلوا کی رپورٹ کی تحقیقات کے لئے اس سے رابطہ کرے تو وہ جانی پر بلطہ ڈال دے....." توفیق نے کہا۔

"لیکن جانی بھی تو جعلی تھی۔ نہ ہی جعلی جانی نے کہا کہ ڈی سلوا جعلی ہے اور نہ ڈی سلوا نے کہا کہ جانی جعلی ہے۔ اگر ڈی سلوا سارا المیہ جانی پر ڈالنا چاہتا تو یقیناً وہ ہمیں اس کے جعلی ہونے کا اشارہ بھی کر دیتا۔ اس طرح جعلی جانی نے بھی ڈی سلوا کی موت اور اس کے جعلی ہونے کی کوئی بات نہیں کی۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ دونوں ایک ہی گروپ سے منسلک تھے اور کسی پراسرار وجہ سے

"میں ہو لڑاؤں کریں۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد انکو اڑی آپریٹرنے دونوں نمبر بتا دیے۔

"شکریہ۔" میجر پرمود نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے چپٹل سردار اسلام حیات کا آفس فون نمبر ڈائل کیا۔

"یس۔ پی اے نو اسسٹنٹ جنرل تیجہ۔" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"میں ملٹری انٹیلی جنس سے کرنل توفیق بول رہا ہوں۔ سردار اسلام صاحب سے بات کرائیں۔" میجر پرمود نے تھکمانے لہجے میں کہا۔

"وہ تو سرگزشت ایک ہفتے سے ایئر میا کے سرکاری نو پر ہیں۔ اور ایک ہفتہ بعد ان کی واپسی ہے۔" دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ایئر میا میں ان کا فون نمبر۔" میجر پرمود نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"سوری سرانہوں نے بہت سی ریاستوں کا نو کرنا ہے۔ اس لئے ان کا کوئی فون نمبر فکس نہیں ہے۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"لیکن اگر ان سے ایئر جنسی بات کرنی ہو تو۔" میجر پرمود نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو سر سیکرٹری صاحب کو علم ہوگا۔ ان سے آپ معلوم کر لیں۔" دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور میجر پرمود نے او۔ کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

انہوں نے یہ سارا کھیل کھیلا ہے۔" میجر پرمود نے کہا۔

"میجر ہم اس سردار اسلام حیات کو تو بھول رہے ہیں۔ کیا اسے چیک نہیں کیا جاسکتا۔ ہو سکتا ہے۔ اس سے ہمیں کوئی کھیل مل جائے۔" توفیق نے کہا۔

"ہاں جہاڑی بات درست ہے۔ اس ٹکون کا تیسرا ذویہ وہ سردار اسلام حیات ہے۔ اسے مزید چیک کرنا چاہئے۔ میرا خیال ہے پہلے تجھے فون پر اس بات کو کنفرم کر لینا چاہئے کہ وہ موجود بھی ہے یا وہ بھی غائب ہو چکا ہے۔" میجر پرمود نے ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس کا فون نمبر کیسے معلوم ہوگا۔" توفیق نے چونک کر پوچھا۔

"یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ وہ پاکیشیا کے محکمہ معدنیات میں اعلیٰ افسر ہے۔ اس لئے پاکیشیا ایکس چینج سے اس کا سرکاری اور رہائشی دونوں فون نمبر معلوم کیے جاسکتے ہیں۔" میجر پرمود نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے پاکیشیا کا رابطہ نمبر ڈائل کرنے کے بعد انکو اڑی کا نمبر ڈائل کر دیا۔

"یس۔ انکو اڑی پلیز۔" رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"محکمہ معدنیات کے ایک اعلیٰ افسر ہیں جناب سردار اسلام حیات ان کا آفس فون نمبر اور رہائشی فون نمبر دونوں چاہئیں۔" میجر پرمود نے کہا۔

تیزی سے آگے بڑھا سکیں۔" میجر پر مودنے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور کیپٹن توفیق بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ میجر پر مودنے فائل دراز میں ڈال کر اسے لاک کیا اور پھر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ سب ایک ہی ٹھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ یقیناً یہ سردار اسلم حیات بھی نقلی ہو گا جو نور کا چکر چلا کر جعلی جاسی اور جعلی ڈی سلوا کی طرح فرار ہو گیا ہے۔" میجر پر مودنے جواب دیا اور توفیق نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اب دونوں ہی خاموش تھے اور ان دونوں کے چہروں پر شدید الجھن کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ کیونکہ کسی طرف سے بھی کوئی کلیمو دستیاب نہ ہو رہا تھا۔

"اب کیا کریں۔" میجر پر مودنے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"سر میرا خیال ہے۔ آپ اس سردار اسلم حیات کے بارے میں عمران سے بات کر لیں وہ بڑی آسانی سے اس کا کلیونکال لے گا اور ایک بار کوئی سراہا تھ آگیا تو پھر ہم آسانی سے آگے بڑھ کر مشن مکمل کر لیں گے۔" توفیق نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہیں رہا۔ بہر حال چونکہ سردار اسلم حیات پاکیشیا کا سرکاری افسر ہے۔ اس لئے ہم عمران سے بات کر سکتے ہیں تاکہ اسے کل کو یہ شکایت نہ ہو کہ ہم نے بالا بالا اس کے ملک کے سرکاری افسر پر ہاتھ ڈال دیا ہے۔" میجر پر مودنے باقاعدہ جواز بناتے ہوئے کہا۔

"میں سر۔" کیپٹن توفیق نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"او۔ کے پھر اٹھو۔ میں خود عمران سے ملنا چاہتا ہوں تاکہ جیسے ہی بات آگے بڑھے ہم اس کی کال کا انتظار نہ کرتے رہیں بلکہ ہم اپنا کام

”میں سمندروں کے علاوہ زمین والی فحش کی بات نہیں کر رہا صاحب۔ یہ بڑھاپے کی فحش ہے۔“ سلیمان نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لا حول ولا قوۃ ایک فون کی گھنٹی بجنے سے اب بڑھاپے تک پہنچ جانے کی نوبت آگئی ہے۔“ عمران نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”ہیں بوزحہ اور خشک کانوں والا علی عمران بول رہا ہوں۔“ عمران نے کہا۔

”آپ بوڑھے بھی ہو گئے اور کانوں میں فحش بھی آگئی۔ خیریت۔“ دوسری طرف سے بلیک زیر کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

”سلیمان کے نقطہ نظر سے فون کی گھنٹی نہیں بج رہی تھی بلکہ میرے کان بج رہے تھے اور اس حکیم الکما صاحب نے فوراً ہی اس کی وجہ بھی بتادی ہے کہ ایسا فحش کی وجہ سے ہوتا ہے اور فحش بڑھاپے کی نشانی ہے اور تجھے کانوں میں روغن بادام ڈالنا چاہئے۔ اب تم بتاؤ اس مہنگائی کے دور میں ایسے حکیموں کے نسخوں کا کیا کیا جائے۔ میرا خیال ہے دس کلو باداموں سے شاید دس پندرہ قطرے روغن نکلتا ہو گا اور بڑھاپے میں ایک چھٹانک بادام خریدنے جتنی پنشن تو حکومت دیتی نہیں۔ کہاں دس کلو بادام خریدے جائیں پھر ان کا روغن بھی لٹکایا جائے۔ ظاہر ہے اس پر بھی خاصی رقم خرچ آجائے گی اور پھر حکیم صاحب کی فیس بھی۔ یہ تو پنشن کے ساتھ ساتھ پراویڈنٹ فنڈ اور

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک رسالے کے مطالعے میں مصروف تھا کہ سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ سلیمان چونکہ گاؤں سے واپس آچکا تھا۔ اس لئے عمران نے رسالے سے نظریں ہٹائے بغیر سلیمان کو آوازیں دینا شروع کر دیں۔

”سلیمان۔ سلیمان ذرا دیکھنا۔ یہ ٹیلی فون کی گھنٹی اتنے زور سے کیوں بج رہی ہے۔ کہیں اس میں کوئی خرابی تو نہیں ہو گئی۔“ عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

”آب کے کان بجنے لگے ہیں جناب۔ روغن بادام کانوں میں ڈالا کریں فحش بہت ہو گئی ہے۔“ کچن سے سلیمان کا ترن جواب آیا ٹیلی فون کی گھنٹی مسلسل بجے چلی جا رہی تھی۔

”کمال ہے۔ دنیا اس حد تک سکڑ گئی ہے کہ اب فحش کانوں کے اندر پہنچ گئی ہے۔ حد ہے۔“ عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

دوسرے سارے الاؤنس بھی بوڑھے کو خرچ کرنے پڑ جائیں گے۔
عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

”آپ نے ضرور اسے فون سینے کے لئے کہا ہو گا۔ اس لئے اس نے یہ بات کی ہو گی۔ اس قدر خرچ کرنے کی بجائے بہتر یہی ہے کہ آپ خود ہی رسبور اٹھالیا کریں۔“ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے ہنسنے ہوئے کہا۔

”جہاں اس مشورے کی فیس کا کتنا بل ہو گا۔ کیونکہ آج کل حکیموں اور ڈاکٹروں سے زیادہ فیس مشورہ دینے والے وصول کر لیتے ہیں۔“ عمران نے منہ بتاتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”میرا مشورہ تو مفت ہے جناب۔“ بلیک زیرو نے کہا۔
”تو پھر یہ مشورہ بھی دے دو کہ آغا سلیمان پاشا کی سابتہ تختا ہوں اور اور نام اور الاؤنس کے بل سے کیسے چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے۔“ عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔
”اس کی شادی کر ادیتجئے۔ سارے بل بھول جائے گا۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”ارے ارے یہ کیا کہہ رہے ہو۔ اسی لئے مفت مشورے دیتے ہو کہ جہاں یہ مفت مشورے۔ دوسروں کو اس قابل ہی نہیں چھوڑتے کہ وہ فیس دے سکیں۔ سلیمان کے بل تو ادا نہیں ہوتے۔ اس کی بیگم کے میک اپ اور منٹ سننے لباسوں کے اخراجات اور پھر ان

کے جیادوں میاؤں کے اخراجات۔ نہ بھائی تم بے شک فیس لے لو۔ دو چار پیسے جو لینے ہوں۔ ایسے خطرناک مفت مشورے مت دو۔“ عمران نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا اور بلیک زیرو ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”میں ایک سائنسی رسالے کا مطالعہ کرنے کی ناکام کوشش میں مصروف ہوں۔ اگر اجازت دو تو اس ناکام کوشش کو کامیاب بنانے کی جدوجہد جاری رکھوں۔ ویسے میں نے سن لیا ہے کہ جہاڑی ہنسی بڑی دلکش ہے۔ یوں لگتا ہے۔ جیسے جلتنگ بج رہا ہو۔ اگر کہو تو ایک سرٹیفکیٹ بھی بنا کر دے دوں۔“ عمران نے کہا۔

”سوری عمران صاحب واقعی میں نے آپ کو ڈسٹرب کیا ہے۔ آپ نے خود ہی ایسی باتیں شروع کر دیں۔ بہر حال میں نے کال اس لئے کیا تھا کہ بلگاریہ سے فارن ایجنٹ اجمل کی کال آئی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ ماہر معدنیات ڈی سلوا کی لاش تہہ خانے سے برآمد ہوئی ہے جو ایک ماہ پرانی تھی۔ جب کہ اس کی تحقیق کے مطابق اس دوران وہاں کئی روز تک ڈی سلوا لوگوں سے ملتا جلتا بھی رہا ہے اور سب سے اہم بات اس نے یہ بتائی ہے کہ اس سے ملنے میجر پرمود اور کمیشنر توفیق بھی آئے تھے۔ لیکن پھر وہ ڈی سلوا غائب ہو گیا اور اس کی ایک ماہ پرانی لاش حکومت کو اس کو ٹھکی کی تلاش کے دوران ملی ہے۔“ بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اسے کیسے معلوم ہوا کہ میجر پرمود اور توفیق اس جعلی ڈی سلوا

سے ملے تھے..... عمران نے اس بار اتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔
 "میں نے اس سے پوچھا تھا۔ اس نے میرے سوال کے جواب میں
 بتایا کہ ڈی سلو اور انگومت کی بجائے ایک چھوٹے سے نوآباد قصبے
 میں رہتا تھا۔ جہاں وہ سینٹ فیکٹری میں ملازم تھا۔ وہاں اسے میجر
 پرمود اور کیپٹن توفیق والی بات ایک ایسے آدمی نے بتائی ہے جو ان
 دونوں کو جانتا تھا۔ وہ ان کے سیکشن میں ملازمت کرتا رہا ہے۔"
 بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ہو نہ اس کا مطلب ہے کہ وہاں بھی کوئی چکر چل رہا ہے۔
 جاسٹی کی نگرانی کی کوئی رپورٹ ملی ہے..... عمران نے پوچھا۔

"میں سر وہ دونوں مستقل حویلی میں موجود ہیں۔ باہر ہی نہیں
 نکلتے۔ صدر نے ان کا فون چیک کیا تھا۔ اس نے البتہ ایک عجیب سی
 رپورٹ دی ہے کہ ایک کال جاسٹی نے انڈیا کی ہے۔ کوئی راشد بات
 کر رہا تھا۔ اس نے جاسٹی سے کہا ہے کہ وہ چند روز پہلے اس سے ملنے آیا
 تھا تو اس کی آواز مختلف تھی لیکن اب اس کی آواز مختلف ہے۔ اس پر
 جاسٹی نے حیات کا اظہار کیا اور کہا کہ وہ تو چند روز پہلے ہی یونان سے
 واپس آئی ہے۔ اس دوران حویلی لاگ رہی ہے۔ اس لئے اسے ضرور
 غلط فہمی ہوئی ہے اور اس کے ساتھ ہی جاسٹی نے کال بند کر دی اور
 کوئی کال نہیں آئی..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار سیدھا
 ہو کر بیٹھ گیا۔

"کیا۔ کیا۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ جاسٹی دور و زچہ یونان سے آئی ہے

یہ کیسے ممکن ہے۔ چند روز پہلے تو میں نے اس سے اور ڈاکٹر سیلانی سے
 حیات کی ہے..... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ اس نے اس راشد کو ٹالنے کے لئے یہ بات کہہ دی
 ہو..... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں البتہ ایسا ممکن ہے۔ لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ واقعی کوئی
 چھپا ہوا۔ پھر تو مجھے خود اس سے بات کرنی ہوگی..... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایسا ہو..... بلیک زیرو نے کہا اور
 عمران نے اُدے کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے منبر
 چل کرنے شروع کر دیئے۔

"میں..... کچھ دیر تک دوسری طرف گھنٹی بجنے کے بعد ایک
 سوانی آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"ارے مسز جاسٹی کیا آپ نے کسی وائس سنٹر سے اپنی آواز اور لہجہ
 بھی تبدیل کر لیا ہے۔ کمال ہے۔ پہلے تو بیوی پارلر ہوا کرتے تھے جو
 میک اپ سے چہرے بدل دیا کرتے تھے۔ بالوں کا سٹائل بدل دیا
 کرتے تھے۔ بوٹیک ہوا کرتے تھے جوئے سے نئے لباس ڈیزائن کر کے
 نشین ہی بدل دیا کرتے تھے۔ اب وائس سنٹر بھی بن گئے ہیں جو
 تواترین کی آواز اور لہجہ بھی بدل دیتے ہیں..... عمران نے مسکراتے
 ہوئے کہا۔

"آپ کون صاحب بات کر رہے ہیں..... دوسری طرف سے

حیات بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔

آپ شاید کہیں گئی ہوئی تھیں۔ لیکن آپ کی جوانی اودہ معاف کیجئے
تو جوانی سبہاں آپ کی حویلی میں موجود تھی اور ڈاکٹر سیلانی صاحب کا
پہنچا بھی اور میں نے آپ دونوں سے بڑی بھرپور ملاقات کی تھی۔ یہ
تجد روز پہلے کی بات ہے۔ جب سبہاں طوفانی بارش ہوئی تھی اور مجھے
مدر کو کشتی بنا کر آپ کی حویلی میں تیرتے ہوئے آنا پڑا تھا۔ عمران نے
کہا۔

مجھے حیرت ہو رہی ہے عمران صاحب۔ پہلے کسی صاحب راشد کا
فون آیا تھا۔ انہوں نے بھی یہی بات کی تھی کہ وہ مجھ سے حویلی میں
ملاقات کر چکا ہے لیکن میں تو ڈاکٹر صاحب کے ساتھ گذشتہ ایک ماہ
سے یونان میں تھی۔ ڈاکٹر صاحب حکومت یونان کی خصوصی دعوت
پر گئے تھے۔ اس دوران حویلی لاگ رہی ہے اور اب ہم نے واپس آکر
اس کا لاگ کھولا ہے۔ اس راشد صاحب کے فون پر تو میں یہی سمجھی تھی
کہ اسے ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ لیکن اب آپ بھی وہی بات کر
رہے ہیں۔..... جانی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور عمران
کی پیشانی پر موجود دشمنوں میں مزید اضافہ ہو گیا۔

آپ نے محسوس کیا ہے کہ آپ کی غیر حاضری میں سبہاں کون رہتا
رہا ہے۔ کوئی چیز چھوری تو نہیں ہوئی..... عمران نے کہا۔

نہیں ایسی تو کوئی بات میں نے اور ڈاکٹر صاحب دونوں نے ہی
محسوس نہیں کی..... جانی نے جواب دیا۔

او۔ کے شکر یہ اب آپ سے جلد ہی باقاعدہ ملاقات ہوگی پھر

کمال ہے..... یعنی قوت سماعت بھی بدل گئی کہ آپ میری آواز
ہی نہیں پہچان رہیں۔ میں وہی حقیر فقیر پر تقصیر۔ بیچ مندان بندہ
نادان۔ علی عمران ولد سر عبدالرحمان بول رہا ہوں۔ آپ کو اب یاد
آگیا یا آپ نے یادداشت بھی تبدیل کر لی ہے..... عمران نے کہا
لیکن اس کے چہرے پر ہلکھن اور پریشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے
کیونکہ ظاہر ہے یہ اس جانی کی آواز اور انداز نہ تھا جس سے وہ مل کر
آیا تھا۔

آپ انہی سر عبدالرحمان کے صاحبزادے ہیں جو سنٹرل انٹیلی
جنس میں ڈائریکٹر جنرل ہیں..... دوسری طرف سے حیرت بھرے
لہجے میں کہا گیا۔

ارے کمال ہے۔ یعنی آپ کو ڈیڈی کا تو تفصیلی تعارف معلوم
ہے لیکن..... عمران نے کہا۔

عمران صاحب آپ سے پہلی کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔ البتہ آپ
کے ڈیڈی سے ایک فنکشن میں ملاقات ہو چکی ہے۔ لیکن آپ کا نام اور
آپ کی دلچسپ باتیں کرنے کی شہرت مجھ تک پہنچ چکی ہے۔ لیکن معاف
کیجئے آپ بڑا لوسینڈر ڈنڈا کرتے ہیں۔ کسی خاتون سے اس طرح کی
باتیں اب آؤٹ آف فیشن ہو چکی ہیں۔ جب تعارف حاصل کرنے کے
لئے اس طرح پرانی واقفیت جٹائی جایا کرتی تھی۔ بہر حال۔ فرمائیے
کیسے فون کیا ہے آپ نے..... جانی نے خاصے رخ اور خشک لہجے
میں کہا۔

تفصیل سے باتیں ہوں گی۔..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر واقعی ہلکے اور حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ کوئی پراسرار چکر چل رہا ہے اور چکر بھی اس قدر اعلیٰ پیمانے کا ہے کہ اس کا اپنا ذہن بھی چکر اگیا تھا۔

”یہ راشد کون ہو سکتا ہے۔ جس نے اس جانی سے ملاقات کی تھی۔..... عمران نے چونک کر سوچتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے اٹھا اور سٹینگ روم سے نکل کر خاص کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے الماری سے لانگ ریج مخصوص ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر صفدر کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اس کا بٹن آن کر دیا کیونکہ دارالحکومت سے جمشید نگر کا فاصلہ کافی تھا۔ اس لئے عمران نے لانگ ریج ٹرانسمیٹر کا سہارا لیا تھا۔ ورنہ وہ واضح ٹرانسمیٹر پر بھی بات کر لیتا۔ اسے معلوم تھا کہ سیکرٹ سروس کے ارکان دارالحکومت سے باہر جاتے ہوئے لازماً ٹرانسمیٹر ساتھ لے جاتے ہیں اور وہی ہوا چند لمحوں بعد ہی صفدر نے کال کا جواب دے دیا۔

”ایکسٹنڈ اور۔..... عمران نے ایکسٹنڈ کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”ییس سر۔ صفدر بول رہا ہوں سر اور۔..... صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیارپورٹ ہے اور۔..... عمران نے پوچھا۔

”سر ابھی چند لمحوں پہلے مسز جانی کو عمران صاحب نے فون پر کال

کیا ہے اور۔..... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم کالیں میپ بھی کر رہے ہو یا نہیں اور۔..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”ییس سر میپ کر رہا ہوں سر اور۔..... دوسری طرف سے صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پہلے جو کال تم نے راشد کی میپ کی ہے وہ سنو اور۔..... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”ییس سر اور۔..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد صفدر کی آواز ابھی۔

”سر کال سنئے اور۔..... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ایک سنوانی آواز سنائی دی۔ لیکن اس کے بعد راشد کی آواز ابھری تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ وہ یہ آواز لاکھوں میں پہچانتا تھا۔ یہ بنگالیہ کے میجر ہرمود کی آواز تھی لیکن وہ خاموشی سے کال سنتا رہا۔

جب کال ختم ہوئی تو صفدر کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

”سر عمران صاحب کی کال بھی سنو اور۔..... صفدر نے پوچھا۔

”ہاں اور۔..... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں جواب دیا۔

عمران کو معلوم تھا کہ اگر اس نے یہ کال سننے سے انکار کیا تو صفدر جیسے آدمی کے ذہن میں فوراً شک کا کیرا دینگنا شروع ہو جائے گا کہ کہیں عمران ہی تو ایکسٹنڈ نہیں ہے۔ پھر صفدر نے اس کی کال سنوانی

"ملزئی انٹیلی جنس نے کیا دلچسپی لی ہے"..... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

"صاحب تین چار گھنٹے پہلے ملزئی انٹیلی جنس کے کرنل توفیق صاحب کا فون آیا تھا وہ بھی صاحب کا پوچھ رہے تھے۔ اب آپ بھی سنزل انٹیلی جنس سے انہیں پوچھ رہے ہیں۔ اس لئے مجھے فکر ہو گئی کہ کہیں ہمارے صاحب سے کوئی غلطی تو نہیں ہو گئی"..... پی اے نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"جہارے آفس میں یقیناً تمام سرکاری کالیں ٹیپ بھی ہوتی ہوں گی"..... عمران نے پوچھا۔

"ییس سر"..... پی اے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"تو کرنل توفیق والی کال مجھے سنواؤ۔ یہ اہم معاملہ ہے۔ اگر تم کہو تو جہارے سیکرٹری سے فون کرا دوں"..... عمران نے کہا۔

"اوہ نو سر آپ ذمہ دار آدمی ہیں اور آپ سے تعاون تو ہمارا فرض ہے پھر کرنل صاحب نے کال کو سیکرٹ رکھنے کے لئے بھی نہیں کہا تھا اس لئے آپ ہولڈ کریں۔ میں آپ کو کال سناتا ہوں"..... دوسری طرف سے پی اے نے جواب دیا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ کیونکہ اس نے جان بوجھ کر سیکرٹری کا نام لیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اگر وہ سیکرٹری کا حوالہ نہ دیتا تو شاید پی اے سرکاری کال سنوانے میں لیت و لعل سے کام لیتا۔

"ہیلو سر"..... تھوڑی دیر بعد پی اے کی آواز سنائی دی۔

"ییس"..... عمران نے کہا۔

"کال سنیں؟ جواب"..... پی اے نے کہا اور چند لمحوں بعد جیسے ہی ایک آواز ابھری۔ عمران ایک بار پھر چونک پڑا۔ کیونکہ یہ وہی آواز تھی۔ مگر یہ مود کی وہ ملزئی انٹیلی جنس کا کیپٹن توفیق بن کر کال کر رہا تھا۔ عمران خاموش بیٹھا کال سنتا رہا۔

"آپ نے کال سن لی ہے جواب"..... کال کے اختتام پر پی اے کی آواز سنائی دی۔

"ہاں یہ واقعی کرنل توفیق کی ہی کال ہے۔ لیکن تم گھبراؤ نہیں۔ جہارے صاحب سے کوئی غلطی نہیں ہوئی۔ ایک کیس کے سلسلے میں ان سے صرف انفارمیشن حاصل کرنی تھی"..... عمران نے کہا۔
"اوہ شکریہ سر"..... پی اے کی مطمئن آواز سنائی دی اور عمران نے ہاتھ مار کر کریڈل دبا دیا۔ اس کا تو صاف مطلب تھا کہ اس نے بارش والے دن جس سردار اسلم حیات سے اس کی رہائش گاہ پر بات کی تھی وہ بھی جعلی تھا۔

"حد ہو گئی ہے۔ اب تو مجھے سر سلطان۔ بلیک زیرو بلکہ اپنے آپ پر بھی شک ہونے لگ گیا ہے"..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور ایک بار پھر اٹھایا اور سردار اسلم حیات کی رہائش گاہ کا نمبر ڈائل کر دیا۔

"جی صاحب"..... ایک آواز سنائی دی۔ بولنے والا لہجے سے ہی ملازم لگتا تھا۔ لیکن یہ وہ آواز نہ تھی جس سے کوئی بھی کچھانک پر

رہتا ہے۔ کبھی کبھار باپ سے ملنے آتا ہے اور رشید کو ملازم ہوئے ابھی
تھوڑا ہی عرصہ گزر رہا ہے..... ملازم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے۔“ عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک طویل
سانس لیا۔ صورت حال واقعی بری طرح لکھ گئی تھی۔ لیکن اس ساری
لکھن کا کوئی مقصد اسے سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔ میجر پرمود بھی باقاعدہ اس
کیمیں میں کام کر رہا تھا اور اس نے نہ صرف اس جعلی ڈی سلوا سے
ملاقات کی تھی بلکہ وہ یہاں پاکیشیا کر اس جعلی جاسی سے بھی مل چکا
تھا اور اس کے بعد اس نے سردار اسلم حیات کے بارے میں بھی پوچھا
تھا اور ابھی عمران اس سوچ بچار میں مصروف تھا کہ کال بیل کی آواز
سنائی دی۔

”اب کوئی اور جعلی آدمی تو نہیں آگیا۔“ عمران نے چونک کر

کہا۔

”سلیمان۔ آغا سلیمان پاشا۔ اگر تم اصل سلیمان ہو تو جا کر دروازہ
کھول دو.....“ عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

”جناب اب آپ مجھے نقلی کہہ کر میرا بل مضم نہیں کر سکتے اور یہ
بھی سن لیں کہ یہ آخری وار تنگ ہے۔ کسی اصل آدمی کو نقل کہنا اس
کی توہین ہے اور اس توہین کا مجاوضہ عدالت کے ذریعے بھی وصول کیا
جا سکتا ہے.....“ سلیمان کی غصیلی آواز باورچی خانے سے قریب آتی
ہوئی سنائی دی اور آخری الفاظ کہتا ہوا وہ دروازے کے سامنے سے گزر
گئے بڑھ گیا۔

عمران کی بات ہوئی تھی۔

”یہ سردار اسلم حیات کی رہائش گاہ ہے.....“ عمران نے سخت لہجے
میں پوچھا۔

”جی جناب.....“ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔ لیکن بوجہ پہلے
کی نسبت زیادہ مؤدبانہ ہو گیا تھا۔ شاید یہ عمران کے سخت لہجے کا
رد عمل تھا۔

”میں سنٹرل انٹیلی جنس سے اسسٹنٹ ڈائریکٹر بول رہا ہوں۔“
عمران نے اور زیادہ سخت لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”جی جناب فرمائیے جناب.....“ ملازم کا بوجہ لکھت بھیک مانگنے
والوں جیسا ہو گیا۔

”سردار صاحب کب ایکری میا گئے ہیں.....“ عمران نے کہا۔

”جناب میں تو چھٹی پر گاؤں گیا ہوا تھا۔ میں تو کل واپس آیا ہوں۔“
یہاں دوسرا ملازم رشید موجود ہو گا۔ لیکن میں کل جب آیا ہوں تو رشید
موجود نہ تھا اور چابی ساتھ والی کوٹھی کے ملازم کے پاس تھی۔ اس
ملازم نے بتایا کہ صاحب اور رشید دونوں تین چار روز پہلے کوٹھی بند
کر کے چلے گئے ہیں اور چابی اس کے بیٹے کو دے گئے ہے۔ کیونکہ بقول
اس کے وہ اس وقت موجود نہ تھا.....“ ملازم نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔

”کیا اس ملازم کا بیٹا رشید کو پہچانتا ہے.....“ عمران نے پوچھا۔

”اوہ نہیں جناب وہ تو کسی کا بیٹا نہیں پڑھتا ہے اور وہیں ہوسٹل میں

"عدالت میں یہ بھی ثابت کرنا پڑے گا کہ تم واقعی اصل سلیمان ہو۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن سلیمان نے اس بار کوئی جواب نہ دیا۔ وہ شاید بیرونی دروازے تک پہنچ گیا تھا۔

"کیا عمران صاحب موجود ہیں؟" عمران کے کانوں میں میجر پرمود کی آواز پڑی اور وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"جی ہاں تشریف لائے۔" سلیمان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر قدموں کی آواز ڈرائینگ روم کی طرف بڑھتی سنائی دی۔ دو آدمیوں کے قدموں کی آوازیں تھیں سونکہ ڈرائینگ روم سنگ روم سے چلے آتا تھا۔ اس لئے آوازیں اس طرف کو مڑ گئیں۔

"عمران صاحب سے کہیں کہ بلکاریہ سے میجر پرمود آیا ہے۔" میجر پرمود نے کہا۔

"بہتر جناب۔" سلیمان نے جواب دیا اور عمران مسکراتا ہوا اٹھا اور سنگ روم سے نکل کر ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ سلیمان چونکہ جانتا تھا کہ عمران نے میجر پرمود کی آواز سن لی ہو گی۔ اس لئے اس نے کوئی بات نہ کی اور سیدھا کچن کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج تو شاید میرے اس فلیٹ کی قسمت جاگ اٹھی ہے کہ بھاری بوٹوں کی آوازیں یہاں تک بھی پہنچ گئی ہیں۔" عمران نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا اور صوفے پر بیٹھا ہوا میجر پرمود اور اس کے ساتھ بیٹھا اس کا اسسٹنٹ کیپٹن توفیق مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"وعلیکم السلام عمران صاحب لیکن یہ بھاری بوٹوں کا کیا مطلب ہوا؟" پرمود نے سلام کا جواب دیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"میجر اور کیپٹن جہاں آئیں وہاں دھمک تو آتی ہی ہو گی۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور میجر پرمود اور توفیق دونوں ہنس پڑے۔

"تشریف رکھیں۔" عمران نے کہا اور وہ دونوں دوبارہ صوفوں پر بیٹھ گئے۔

"عمران صاحب آپ کو ایک اطلاع دینی تھی۔ کیونکہ یہ مسئلہ تو آپ کے ملک کا تھا اور میں نہیں چاہتا تھا کہ میں بالا بالا کام کروں اور جب آپ کو معلوم ہو تو آپ ناراض ہو جائیں۔" میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اتنی بلندی پر پرواز کرنے کا ارادہ تھا۔ کمال ہے۔" عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بلندی پر پرواز۔" میجر پرمود نے چونک کر کہا۔

"بالا بالا سے تو یہی معلوم ہوتا ہے۔ اب دیکھئے یہ فلیٹ دوسری منزل پر ہے۔ اس لئے یہ بھی بالا ہی ہے اور آپ فرما رہے ہیں کہ اس سے بھی بالا آپ کام کرنا چاہتے تھے۔ پھر تو واقعی کافی بلندی ہو جاتی ہے۔" عمران نے محصوم سے لہجے میں کہا تو میجر پرمود بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کی باتوں کو سمجھنے کے لئے واقعی خصوصی دماغ چاہیے۔"

وکیلتا ہوا اندر آیا۔ وہ کافی اور سنیکس بنا لایا تھا۔ اس نے کافی کی بیاباں اور سنیکس کی پلینیں سب کے سامنے رکھیں اور پھر ٹرائی لے کر خاموشی سے واپس چلا گیا۔

”لیجئے کافی بیچئے اور پریشان ہونا چھوڑ دیجئے کیونکہ پریشانی سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ سوائے مزید پریشانی کے۔ آپ میجر پرمود صاحب صرف اس فون کی بات کر رہے ہیں، جب کہ مجھے تو یہ بھی معلوم ہے کہ آپ بنگاریہ کے ماہر معدنیات ڈی سلوا سے ملے تھے۔ لیکن بعد میں اصل ڈی سلوا کی لاش اس کی کونھی کے تہہ خانے سے دریافت ہو گئی اور یہ لاش ایک ماہ پرانی تھی..... مجھے تو یہ بھی معلوم ہے کہ آپ جاسی سے کہاں آکر اس کی حویلی میں ملے تھے۔ لیکن پھر جب آپ نے اسے راشد بن کر فون کیا تو اس وقت جعلی جاسی غائب ہو چکی تھی اور اس کی جگہ اصل جاسی یونان سے واپس آگئی تھی اور سارا جگر ایک اہتائی قیمتی دھات تاجم یا اس کا سانس نام لے لیجئے“ این۔ سی۔ کا ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں پریشان نہیں ہوں اور آپ بھی پریشان نہ ہوں۔ اطمینان سے کافی پیئیں۔ سنیکس لیں۔ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے اور جس کے ساتھ اللہ ہو۔ اس کو مزید کسی سہارے کی ضرورت نہیں رہ جاتی۔ شرط صرف صبر کرنا ہے۔ ویسے دنیا میں یہی سب سے مشکل کام ہے۔ لیکن بہادر وہی کہلاتے ہیں جو مشکل کاموں کا بڑا اٹھاتے ہیں۔ آسان کام تو سب کر لیتے ہیں۔ میرا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر تو آسان کام ہے۔ لیکن آزمائشوں میں صبر

بہر حال آپ کے محکمہ معدنیات میں ایک اعلیٰ افسر ہیں..... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سردار اسلم حیات اسسٹنٹ جنرل تیغز اور وہ ایکریما گئے ہوئے ہیں۔ لیکن میجر صاحب حقیقت یہ ہے کہ مجھے بھی ایکریما میں اس کے فون نمبر کا علم نہیں ہے“..... عمران نے مسکرا کر اس کی بات کاٹنے ہوئے کہا اور میجر پرمود اور توفیق دونوں کے چہروں پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”کیا مطلب میں سمجھا نہیں۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں“..... میجر پرمود نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ نے سردار اسلم حیات کے بی۔ اے کو بحیثیت پاکیشیا ملٹری انٹیلی جنس کے کرنل توفیق فون کیا تھا اور اس سے آپ نے پوچھنے کی کوشش کی تھی کہ سردار اسلم حیات جو ایکریما سرکاری نور پر گیا ہوا ہے۔ اس کا فون نمبر کیا ہے۔ لیکن اس نے کہا تھا کہ اسے معلوم نہیں ہے۔ جس پر آپ ناراض ہو گئے اور بی۔ اے نے آپ کو رائے دی کہ آپ سیکرٹری وزارت معدنیات سے معلوم کریں۔ آپ وہی فون نمبر معلوم کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ مجھے اس کا علم نہیں ہے۔ ورنہ آپ جیسے معزز مہمان سے میں کیوں چھپاتا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ حیرت ہے۔ آپ کو یہ سب کچھ کیسے معلوم ہو گیا ہے۔“ میجر پرمود نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے سلیمان ٹرائی

کرنا بڑے جگرے اور بڑے حوصلے کا کام ہے عمران نے مسکراتے ہوئے پوری تقریر کر ڈالی اور میجر پر مودنے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”میں واقعی آپ کی بے پناہ ذہانت۔ آپ کی بے پناہ باخبری اور آپ کے اعلیٰ اور وسیع ظرف کا آج دل سے قائل ہو گیا ہوں۔ مجھے آج احساس ہوا ہے کہ میں آپ کے مقابلے میں محض ایک طفل مکتب ہوں میجر پر مودنے احساس سے بھیگے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ارے ارے اتنی جلدی مرعوب ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ کچھ وقت تو لیجئے۔ ہو سکتا ہے یہ سب ایک چانس ہو۔ ورنہ آپ سوچیں مجھے ولی ہونے کا قطعی دعویٰ نہیں ہے۔ علم نجوم میں محض ایک علم سمجھتا ہوں اور بس۔ صرف فنی علم ایک ایسا علم جس میں صحیح اندازے بھی لگائے جاسکتے ہیں اور یکسر غلط بھی۔ اس کے علاوہ اور کوئی ایسا علم نہیں ہے جس سے میں آپ کی ان ساری سرگرمیوں اور فون کالوں سے اس حد تک واقف ہو سکوں۔ یہ واقعی ایک چانس ہے۔ میں آپ کو تفصیل بتاتا ہوں۔ تاکہ آپ نے میرے متعلق اپنے ذہن میں جو تاثر قائم کر لیا ہے وہ دور ہو سکے اور آپ مجھے بھی اپنی طرح کا ایک طفل مکتب ہی سمجھ لیں اور حقیقت یہی ہے کہ انسان ساری زندگی طفل مکتب ہی رہتا ہے۔ مطلب ہے سیکھتا رہتا ہے۔ مزید جاننے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ڈاکٹر سیلانی صاحب نے سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان کو جو میرے محسن اور بزرگ ہیں اور مجھ پر بے

پناہ شفقت کرتے رہتے ہیں۔ فون کیا اور ان سے کہا کہ ان کے پاس ایک اہم ترین راز ہے۔ انتہائی اہم راز اور ان کی جان کو بھی شدید خطرہ ہے۔ اس لئے فوراً کسی ایسے ذمہ دار آدمی کو بھیجئے جسے میں قتل ہونے سے پہلے یہ راز بتا سکوں تاکہ پاکیشیا کے مفاد پر ضرب نہ پڑے۔ اب یہ الگ داستان ہے کہ سر سلطان مجھ جیسے آدمی کو کیسے ذمہ دار سمجھ لیتے ہیں۔ بہر حال انہوں نے مجھے فون کیا اور فوری طور پر مجھے ڈاکٹر سیلانی کے پاس جمشید نگر پہنچنے کا حکم دے دیا چونکہ ڈاکٹر سیلانی نے کہا تھا کہ چونکہ وہ روزانہ تین گھنٹے روز دس بجے سے ایک بجے تک سوتے ہیں اس لئے اس دوران انہیں ڈسٹرب نہ کیا جائے ورنہ ان پر بلڈ پریشر کا شدید دورہ بھی پڑ سکتا ہے۔ اتفاق سے اس روز وہاں پاکیشیا میں انتہائی خوفناک طوفانی بارش ہو رہی تھی۔ لیکن حکم حاکم مرگ مفاعلات مجھے جمشید نگر جانا تھا۔ ستانچہ میں اپنے ساتھی جو انا کے ساتھ کار میں بیٹھ کر جمشید نگر روانہ ہو گیا۔ راستے میں سڑکیں دریا بنی ہوئی تھیں ہماری گاڑی پھنس گئی۔ لیکن بارش مسلسل ہو رہی تھی لیکن میں نے دیکھا کہ اس وقت بارہ بجے تھے۔ میں نے سوچا کہ ابھی ایک گھنٹہ دیر ہے اور اگر میں ایک بجے سے پہلے وہاں پہنچ گیا تو ان ڈاکٹر صاحب کو بلڈ پریشر کا دورہ پڑ جائے گا اور میں بلڈ پریشر کو ہمیشہ بلڈ پریشن ہی کہتا ہوں۔ لہذا میں ان کے بلڈ کو کسی پریشر مانیٹر سے دیکھ کر پتا چاہتا تھا۔ بہر حال میں وہاں بارش میں پھنسا وقت گزارتا رہا جب ایک بج گیا تو میں نے کار کا ہائیڈرولک سسٹم آن کیا۔ گاڑی کا انجن اور

سینیں پانی سے بلند ہو گئیں اور ہم اسے آہستہ آہستہ چلاتے ہوئے اس حویلی میں پہنچ گئے۔ وہاں ڈاکٹر سیلانی اور ان کی نوجوان اور طرحدار اہلیہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ایک سرحدی گاؤں کے سردار اعظم خان کی کتیا نے گہرے سرخ رنگ کا بچہ دیا ہے۔ انتہائی گہرے سرخ رنگ کا۔ اب یہ اتفاق ہے کہ کچھ روز پہلے میں نے ایک تحقیقی مضمون پڑھا تھا جس میں اس بات کا ذکر تھا کہ اگر کسی پہاڑی میں ناہنم جیسی قیمتی دھات موجود ہو اور کوئی جانور اس دھات کو کافی حد تک چاٹ لے تو پھر اس جانور کی اولاد میں سے لازماً ایک بچہ کا رنگ گہرا سرخ ہوتا ہے سہتا نچہ ان کی بات سنتے ہی میں سمجھ گیا کہ اس کتیا نے ناہنم چاٹی ہوگی۔ اگر میں نے یہ مضمون نہ پڑھا ہوتا تو لازمی بات ہے میں یہی سمجھتا کہ ڈاکٹر سیلانی کا بلڈ پریشان ہو گیا ہے۔ بہر حال میری بات کی انہوں نے تصدیق کی پھر انہوں نے بتایا کہ سردار اعظم خان بلگاریہ اور پاکیشیا کی مشترکہ سرحدی پہاڑی پر واقع ایک گاؤں سے وہ کتیا لے آیا تھا اور وہ اس وقت حاملہ تھی۔ اس کے بعد انہوں نے بتایا کہ وہ وہاں گئے تھے اور انہوں نے وہاں وہ جگہ تلاش کر لی جہاں ناہنم موجود تھی۔ لیکن بقول ان کے ناہنم وہاں سے نکالی جا چکی تھی۔ یہ تھا وہ اہم ترین راز جو وہ بتانا چاہتے تھے۔ خطرے کی بات پر انہوں نے بتایا کہ کچھ لوگ سردار اعظم خان کے پاس ان کے متعلق پوچھنے گئے تھے اور وہ لوگ سردار اعظم خان کو اچھے نہ لگے تھے۔ اس نے انہیں خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ کچھ لوگ انہیں قتل کرنا چاہتے ہیں

مزید بات کرنے پر انہوں نے بتایا کہ جہاں سے ناہنم نکالی گئی ہے۔ جہاں سے انہیں ایک ڈائری ملی ہے جس میں بے شمار رقومات درج ہیں لیکن اس میں دو نام بھی درج ہیں۔ ایک پاکیشیا کے محکمہ معدنیات کے اعلیٰ افسر سردار اسلم حیات کا اور دوسرا بلگاریہ کے ماہر معدنیات ڈی سلوا کا۔ سہتا نچہ میں وہاں سے واپس آیا اور سید حاسر دار اسلم حیات کے گھر پہنچاں سے ملاقات ہوئی۔ وہ ہر بات سے صاف کر گئے بلکہ انہوں نے مجھے بتایا کہ جاسی تو ان کے پاس ایک پونڈ ناہنم فروخت کرنے آئی تھی لیکن وہ قیمت اتنی طلب کر رہی تھی کہ سیکرٹری صاحب نے خریدنے سے انکار کر دیا اور یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے۔ سہتا نچہ میں واپس آگیا۔ میں نے یہ سارا کیس سیکرٹ سروس کے چیف جناب ایکسٹو کے گوش گزار کر دیا۔ انہوں نے فوری طور پر باقاعدہ یہ کیس مجھے سونپ دیا کہ میں معلوم کروں کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے اور کون یہ قیمتی معدنیات چوری کر رہا ہے اور خود انہوں نے سیکرٹری وزارت معدنیات سے بات کر کے اسلم حیات کے متعلق تسلی کی تو سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ اسلم حیات واقعی ایک فرض شناس محب وطن اور دیانت دار آدمی ہے اور اس نے واقعی جاسی کی آفر کے متعلق بات کی تھی لیکن چونکہ جاسی رقم زیادہ مانگ رہی تھی اس لئے سودا نہ ہو سکا ان حالات میں جاسی کا کردار مشکوک ہو گیا میں نے جاسی سے فون پر بات کی تو جاسی نے بتایا کہ ڈائری میں چونکہ سردار اسلم حیات کا نام درج تھا اس لئے وہ تجسس مٹانے کی خاطر اس سے ملی تھی اور

وجہ ملاقات بتانے کے لئے اس نے ہاتھم کی فروخت کی بات کی تھی۔ لیکن رقم اتنی بتادی کہ وہ غریب نہ سکیں۔ ان کے کہنے کے مطابق سردار اسلم حیات اچھا آدمی نظر آیا تھا۔ اس لئے وہ خاموش ہو گئیں اور انہوں نے ڈاکٹر سیلانی کو مجبور کیا کہ وہ سر سلطان کو فون کر کے انہیں یہ سب کچھ بتادیں۔ بات کسی حد تک قرین قیاس تھی اس لئے میں خاموش ہو گیا۔ پھر اتفاقاً ایک صاحب سے مرین ملاقات ہو گئی تو اس نے مجھے بتایا کہ جاسی اس سے ملی تھی اور میرے متعلق ذاتی طور پر جانتی تھی۔ میں بے حد حیران ہوا کیونکہ جب میں پہلی بار جاسی سے ملتا تھا تو اس نے ایسا کوئی تاثر نہ دیا تھا۔ مجھے اچانک ایک خیال آیا تو میں نے اس سے جاسی کا حلیہ پوچھا۔ جو حلیہ اس نے بتایا تھا وہ اس موجودہ جاسی سے قطعی مختلف تھا۔ ایک اور صاحب سے ملاقات ہوئی اور اس مختلف حلیے کی تصدیق ہو گئی اب معاملہ اور زیادہ مشکوک ہو گیا تھا۔ چنانچہ میں نے معلومات فروخت کرنے والی بین الاقوامی جنسیوں سے رجوع کیا کہ شاید جاسی کا سابقہ ریکارڈ موجود ہو۔ جس سے اس کی اصل حیثیت کا علم ہو سکے لیکن کسی طرف سے کوئی ریکارڈ موصول نہ ہوا تو مجھے اس نگوں کے تیسرے زاویے ڈی سلو کا خیال آیا میں نے چیف سے درخواست کی کہ وہ اپنے ذرائع سے ڈی سلو کے متعلق رپورٹ حاصل کریں۔ انہوں نے جو رپورٹ حاصل کی۔ اس نے مجھے مزید حیران کر دیا کہ اصل ڈی سلو ایک ماہ پہلے ہلاک ہو چکا تھا۔ اس کی جگہ کوئی جعلی ڈی سلو وہاں رہا اور آپ اور کیپٹن توفیق

بھی اس قصبے میں اس جعلی ڈی سلو سے ملنے گئے تھے۔ آپ کے سیکشن میں کوئی صاحب کام کرتے رہے تھے وہ اس قصبے میں اب رہتے ہیں انہوں نے آپ کو دیکھا تھا۔ اس طرح آپ کے وہاں جانے کا علم ہو گیا اس کے بعد میں نے چیف کو کہہ کر جاسی کی نگرانی شروع کرادی۔ اس کا فون بھی ٹیپ ہونا شروع ہو گیا۔ پھر آپ نے اس سے فون پر بات کی یہ کال بھی ٹیپ ہو گئی۔ یہ ٹیپ جب مجھ تک پہنچی تو میں آپ کی آواز پہچان گیا اور اس گفتگو سے مجھے معلوم ہو گیا کہ جعلی جاسی قاصد ہو چکی ہے اور یہ اصل جاسی واپس آ گئی ہے۔ شاید یہ تبدیلی اس دوران ہوئی جب اس کی نگرانی نہ ہو رہی تھی۔ اس کے بعد میں نے اصل جاسی سے بات کی تو اس نے پہلے آپ کی کال کا ذکر کیا۔ پھر حال یہ دوسری جعلی واردات سامنے آئی تھی سہ تانچہ میں سردار اسلم حیات کے بارے میں مشکوک ہو گیا۔ میں نے اس کے پی۔ اے سے بات کی تو اس نے بتایا کہ وہ ایک ہفتے سے اکیڑیا گیا ہوا ہے۔ حالانکہ میں اس سے اس کے گھر ملاقات کر چکا تھا۔ اس پی۔ اے نے مجھے بتایا کہ ملٹری انٹیلی جنس کے کرنل توفیق بھی سردار صاحب کے حلق پوچھ رہے تھے۔ یہاں ہر سرکاری کال ریکارڈ ہوتی ہے اور ایک شخص تک اس کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔ میں نے پی۔ اے سے کہہ کر وہ مل سنی تو آپ اپنی اصل آواز میں کرنل توفیق بنے ہوئے تھے۔ پھر حال یہ معلوم ہو گیا کہ جس سردار اسلم حیات سے میں ملا تھا وہ بھی جعلی تھا اور مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آپ بھی اس چکر میں الجھے ہوئے

یہاں عالی شان ہے۔ اب تم نے اگر مہمانوں کے سامنے یہ رونا رویا تو میرے مرید کو حکم دے دوں گا کہ وہ تمہیں میری اعلیٰ طرفی اور وسعت قلبی کے بارے میں سمجھا دے اور جب تم نے میرے اعلیٰ طرفی اور وسعت قلبی کا لوہا مان لیا تو پھر تم اپنی سابقہ تنخواہوں کا بل مانگ ہی نہ سکو گے۔ بولو کیسی رہی "..... عمران نے بڑے چمکنے بھرے لہجے سے کہا اور میجر پر مود عمران کے اس انتہائی گہرے طنز پر بے اختیار ہنس

مسٹر سلیمان آپ کا کتنا بل رہتا ہے۔ مرشد حضرت علی عمران نے دے۔ مجھے بتائیے میں آپ کو ادا کر دیتا ہوں "..... میجر پر مود نے لب تکلف کو بالائے طاق رکھ دیا تھا۔

حساب کرنا پڑے گا بتاب۔ شہر کے تمام کمپیوٹر اکٹھے کرنے میں آئے اور اس کے باوجود سارے حساب کتاب میں دو چار ماہ تو لگ جائیں گے۔ ہو سکتا ہے زیادہ بھی لگ جائیں۔ اس لئے آپ فکر نہ کریں۔ جب بل فائل ہو جائے گا تو میں آپ کو بھی اس کی ایک کاپی دوں گا "..... سلیمان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور میز پر دو سامان ٹرائی میں رکھنا شروع کر دیا۔

تاکہ آپ بھی عبرت پکڑ سکیں اور اپنی آئندہ آنے والی سات بلکہ سات تک ہی محدود کیوں خدا کرے سات ہزار نسلیں ہوں انہیں یہ چاہئے کہ باوردی رکھنے پر ایسے بل ادا کرنے پڑتے ہیں۔ "عمران مسکراتے ہوئے کہا اور میجر پر مود اور توفیق دونوں بے اختیار ہنس

ہیں۔ اتنے میں آپ تشریف لے آئے اور میں نے آپ کو مرعوب کرنے کے لئے آپ کی کالوں اور جاکسی سے ملنے کی باتیں کیں اور آپ میرے داؤ میں آکر مجھ سے مرعوب ہو گئے۔ حالانکہ اصل بات یہ تھی اس لئے آپ اب یہ مرعوبیت ذہن سے جھٹک دیجئے اور مجھے بھی اپنی طرح کا ایک سیدھا سادھا انسان ہی سمجھئے "..... عمران نے پوری تفصیل سے سارے واقعات بتاتے ہوئے کہا۔

"بہر حال میرا تاثر آپ کے متعلق آپ کی اس تفصیلی وضاحت کے باوجود قائم ہے۔ آپ نے جس طرح یہ تفصیل بتائی ہے۔ اس سے آپ کی اعلیٰ طرفی اور وسعت قلبی کا مزید اظہار ہوتا ہے "..... میجر پر مود نے کہا۔

"سلیمان۔ ارے جناب آغا سلیمان پاشا صاحب "..... عمران نے میجر پر مود کی بات کا جواب دینے کی بجائے سلیمان کو آوازیں دینے شروع کر دیں اور میجر پر مود ہونٹ بھیج کر خاموش ہو گیا۔ اس کے چہرے پر اللہ ناگواری کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"جی صاحب "..... سلیمان نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔ "میرے مرید اول جناب میجر پر مود صاحب کی زیارت کرو تم تو مجھے گھاس بھی نہیں ڈالتے۔ ہر وقت اپنی تنخواہوں، ادور ناموں اور سابقہ الاؤنسوں کا رونا روتے رہتے ہو۔ حالانکہ میں نے تمہیں لاکھ بل بھیج دیا ہے کہ کم از کم مہمانوں کے سامنے تو یہ رونا نہ رویا کرو لیکن تم باز ہی نہیں آتے۔ لیکن اب میں نے مرید بنایا ہے اور مرید بھی دیکھ

پڑے۔

”صاحب..... آپ کچھ تو خدا کا خوف کریں مہمانوں کی اور خاطر تواضع نہیں کر سکتے تو کم از کم انہیں بددعا تو نہ دیں اور بددعا بھی ایسی خوفناک کہ سات ہزار نسلوں تک اس کے اثرات چلتے رہیں۔“
 سلیمان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ ”میجر برمود اور کیپٹن توفیق بڑی دلچسپی سے ان دونوں کے درمیان ہونے والی اس نوک جھوک سن رہے تھے۔ ان دونوں کے چہروں پر شدید دلچسپی کے تاثرات نمایاں تھے۔“

”بددعا۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ مجھ جیسا اعلیٰ ظرف اور وسعت قلبی مالک بھلا بددعا کیسے دے سکتا ہے۔“ عمران نے حیران ہو کر کہا اور میجر برمود کے چہرے پر بے اختیار ایک رنگ آکر گزر گیا۔ وہ عمران کی طرف سے اعلیٰ ظرف اور وسعت قلبی کے الفاظ کے بارے میں اور معنی خیر استعمال کا مطلب سمجھ رہا تھا۔

”یہ آپ کی وسعت قلبی کا ہی مظاہرہ ہے کہ آپ نے بددعا کو سات ہزار نسلوں تک وسعت دے دی ہے۔“ سلیمان نے یہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ سامان بھی میں سیٹ کرتا جا رہا تھا۔

”سپنس یونیورسٹی کے دانش چانسلر صاحب اب کچھ بتاؤ۔“
 بھی ہی کہ میں نے کون سی بددعا دے دی ہے یا اس طرح سب سے پہلے جیٹا دے گا۔“ عمران نے ایسے لہجے میں کہا جسے وہ

گیا ہو۔

”آپ نے یہی کہا ہے ناں کہ میجر صاحب کی آئندہ سات ہزار نسلوں کو بھی باورچی رکھنے کی توفیق نہ ہو۔“ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”توفیق کی بات تو میں نے نہیں کی۔ صرف عبرت کی بات کی تھی۔“ عمران نے کہا۔

”ایک ہی بات ہے۔ حالانکہ اس پوری دنیا میں باورچی صرف وہ رکھتے ہیں جو صاحب حیثیت ہوتے ہیں۔ جو مفلس اور قلاش ہوتے ہیں وہ بے چارے باورچی کہاں رکھ سکتے ہیں۔ اس طرح آپ نے دراصل میجر صاحب کو بددعا دی ہے کہ ان کی آئندہ نسلیں اس قدر مفلس و قلاش ہوں کہ باورچی ہی نہ رکھ سکیں۔“ سلیمان نے بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا اور میجر برمود اور کیپٹن توفیق دونوں بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

”یا اللہ اس قدر عالم فاضل باورچی میری ہی قسمت میں رہ گیا تھا۔ لیکن ایک بات ہے پیارے سلیمان کہ تم نے آج کم از کم یہ تو تسلیم کر ہی لیا کہ میں بھی صاحب حیثیت ہوں۔“ عمران نے اس طرح خوش ہوتے ہوئے کہا جیسے اس نے سلیمان کی بات سے بڑا زور دار نکتہ نکالا ہو۔

”ہر اصول میں مستثنیات بھی ہوتی ہیں اس لئے آپ بھی اس منہ بناتے ہوئے جواب دیا

ان کا طریقہ کار ہے۔ آپ دیکھیں ادھر ڈی سلوانے اپنی حکومت کو مخبری کی ادھر اس نقلی ڈاکٹر سلیمانی نے اپنی حکومت کو مخبری کر دی اور وہ نقلی جانسی بھی اس مخبری میں شامل تھی اور پھر خصوصی طور پر ایک ڈائری میرے حوالے کی گئی جس میں سردار اسلم حیات اور ڈی سلوا کا نام سامنے لے آیا گیا۔ اب یہ فرق ہو سکتا ہے کہ آپ کے ہاں اصل ڈی سلوانے مخبری کی اور ہمارے ہاں نقلی لوگوں نے۔ لیکن انہوں نے یقیناً ایک خاص مقصد کے لئے یہ کام کیا اور وہ مقصد تھا ان چوریوں پر حکومت کو چونکانے کا اور جب دونوں حکومتیں اس بارے میں چونک پڑیں تو اصل ڈی سلوا کو ہلاک کر دیا گیا اور نقلی لوگ ایک ایک کر کے سارے غائب ہو گئے۔..... عمران نے کہا۔

”پھر تو توفیق کا انڈیا یاد رست ثابت ہوتا ہے کہ ڈی سلوا اور جانسی دو علیحدہ علیحدہ گروپوں سے متعلق تھے اور ان کا مقصد ایک دوسرے کے خلاف حکومتوں کو ہوشیار کرنا تھا۔..... میجر پرمود نے کہا۔

”جہاں تک میں نے غور کیا ہے۔ دراصل انہوں نے ایک خوبصورت جال پھینکا ہے اور ہم واقعی اس جال میں الجھ گئے ہیں۔ انہوں نے دونوں حکومتوں کو خاص طور پر ناہم کی طرف متوجہ کیا ہے لیکن میرے نزدیک ناہم ایک قیمتی دھات ضرور ہے۔ لیکن اس قدر قیمتی بھی نہیں ہے کہ قطعی نایاب ہو۔ دنیا کے تقریباً ہر معدنی علاقے سے ناہم کم یا زیادہ مقدار میں دریافت ہو ہی جاتی ہے۔ میرا خیال ہے ناہم کی طرف ہمیں متوجہ کرنے سے ان کا مقصد کسی اور انتہائی قیمتی

اور پھر خرابی دھکیلتا ہوا واپس چلا گیا اور عمران نے اس طرح منہ بنایا جیسے وہ سلیمان کے مقابلے میں اپنی بے بسی کا اظہار کر رہا ہو۔

”بہت خوب عمران صاحب۔ جواب نہیں۔ آپ تو آپ۔ آپ کا باورچی سلیمان بھی حاضر جوابی میں مہارت رکھتا ہے۔..... میجر پرمود نے ہنستے ہوئے کہا۔

”مہارت تو وہی رکھتا ہے جناب میں تو بس حاضر تک ہی محدود رہتا ہوں۔ جواب دینے کی کبھی اس نے نوبت ہی نہیں آنے دی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور میجر پرمود ایک بار پھر ہنس پڑا۔ اب فضا میں وہ چپلے جیسا انگلف نہ رہا تھا۔

”میجر صاحب جانسی اور آپ کی ملاقات کیسی رہی تھی۔“ اچانک عمران نے کہا تو میجر پرمود مسکرا دیا اور پھر اس نے چپلے ڈی سلوا اور پھر جانسی سے ملاقات اور پھر آخر میں اپنی رپورٹ کا حشر اور پھر کرنل ڈی کی ساری باتیں تفصیل سے سنائیں۔

”کرنل صاحب ہمارے چیف کی طرح بڑے آدمی ہیں۔ ان کی مہربانی ہے کہ وہ مجھے ایسا سمجھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اس سارے گورکھ دھندے کو میں بھی ابھی تک نہیں سمجھ سکا۔..... عمران نے جواب دیا۔

”عمران صاحب اگر اس کا مقصد سمجھ میں آجائے تو شاید کوئی بات بن جائے۔..... کیپٹن توفیق نے پہلی بار بات کرتے ہوئے کہا۔

”مقصد تو واضح ہے۔ انتہائی قیمتی معدنیات کی چوری۔ اصل بات

دحات کی چوری پر پردہ ڈالنا ہو گا۔ ایک منٹ میرے ذہن میں ایک آئیڈیا ہے۔ میں اسے کنفرم کر لوں۔ اس کے بعد اس پر بات ہو گی۔ عمران نے کہا اور پھر موجودہ فن کار سیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس داور بول رہا ہوں"..... رابطہ قائم ہوتے ہی سرداور کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"جس کے آپ داور ہیں یعنی حاکم اس کا تو آپ نے نام ہی نہیں لیا۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ تم عمران۔ کس کا نام نہیں لیا میں نے"..... سرداور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"سر کا وہ تو ایک چڑآپ کی حاکیت میں ہے۔ بلکہ اسی سے آپ کی داوری یعنی حاکیت قائم ہے۔ ورنہ بے سر کے حاکم تو اس ملک میں لاتعداد ہیں"..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور دوسری طرف سے سرداور بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"کیسے فون کیا۔ میں ایک انتہائی پیچیدہ مسئلے میں لٹھا ہوا ہوں۔" سرداور ہنستے ہوئے کہا۔

"پیچیدہ میں الجھنے کی کیا بات ہے جناب بس پیچ ڈھیلے کر دیں"..... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا اور سرداور بے اختیار ہنس پڑے۔

"اچھا اب اصل بات بھی کر دو کہ کیوں فون کیا تھا"..... سرداور

نے کہا۔

"یہ بتائیں کہ ناہمگ دحات جسے سائنسی زبان میں "این۔سی" کہا جاتا ہے۔ یہ جہاں سے نکلتی ہے۔ وہاں سے کوئی ایسی دحات بھی نکلتی ہے جو ناہمگ سے بھی زیادہ قیمتی ہو"..... عمران نے کہا۔

"اس کا جواب تو ہمیں کوئی ماہر معدنیات ہی دے سکتا ہے۔" حجبہ استا مجھے معلوم ہے کہ جہاں ناہمگ پائی جاتی ہے وہاں تسام نامی دحات بھی لازماً پائی جاتی ہے۔ تسام کا سائنسی نام ٹی ایکس ہے۔ یہ جہاں قیمتی اور نایاب دحات سمجھی جاتی ہے۔ اس کی قیمت کا اندازہ تجربوں لگا سکتے ہو کہ دس پونڈ ناہمگ اور ایک گرام تسام کی قیمت تقریباً برابر ہو گی"..... سرداور نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا تسام ناہمگ کے ذخیرے کے اندر ہی موجود ہوتی ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"اس کا مجھے علم نہیں ہے۔ الیہ پروفیسر ہمایوں اس سلسلے میں جہاری مدد کر سکتے ہیں۔ وہ گریٹ لینڈ میں رہتے ہیں۔ ان کا فون نمبر میرے پاس ہے۔ اگر تم کوہ تو میں ان سے رابطہ کر کے تمہارے متعلق بتا دوں کہ وہ تمہیں اس بارے میں بتا دیں"..... سرداور نے کہا۔

"پروفیسر ہمایوں۔ آپ کا مطلب کہیں پروفیسر ایم ایچ شیخ سے تو نہیں۔ دنیا کے سب سے معروف ماہر معدنیات جو آکسفورڈ یونیورسٹی میں بھی پڑھاتے ہیں"..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”ہاں وہی۔ کیا تم انہیں جانتے ہو؟“ سردار نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”وہ مجھے جانتے ہیں۔ آکسفورڈ میں طالب علمی کے زمانے میں ہمارے ہوسٹل انچارج تھے۔ میں بھلاں جیسے قابل آدمی کو کیسے جان سکتا ہوں؟“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سردار عمران کا اس گہری بات پر بے اختیار ہنس پڑے۔

”وہ اب یونیورسٹی سے ریٹائر ہو چکے ہیں اور صرف لکھنے پڑھنے تک محدود ہیں۔ گزشتہ سال ایک کانفرنس میں ان سے ملاقات ہو گئی تھی وہ ہمارے عزیزوں میں سے ہیں اسی لئے انہوں نے کمال شفقت سے مجھے اپنا فون نمبر دے دیا تھا“ سردار نے جواب دیا۔

”اودہ پھر تو وہ نمبر ضرور بتائیں۔ واپس آپ تعارف نہ کرائیں میں خود اپنے متعلق ان کی یادداشت تازہ کرالوں گا“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سردار نے نمبر بتا دیا۔ عمران نے شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا۔

”تو آپ کا مطلب ہے کہ اصل نارگٹ نامکم نہیں ہے۔ بلکہ کچھ اور ہے۔“ میجر پر مودنے ہوئے جھباتے ہوئے کہا۔

”ہاں میرا یہی خیال ہے“ عمران نے سر ملاتے ہوئے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”ہیں؟“ دوسری طرف سے ایک سخت سی آواز سنائی دی لیکن بولنے والا جوان آدمی لگتا تھا۔

”پروفیسر صاحب سے کہیں کہ پاکیشیا سے علی عمران بات کرنا چاہتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”سوری جناب پروفیسر صاحب کسی سے بات نہیں کرتے۔“ دوسری طرف سے پہلے سے بھی خشک لہجے میں کہا گیا۔

”آپ ان کے سیکرٹری ہیں؟“ عمران نے پوچھا۔

”میں ان کا ہاؤس کیپر ہوں جناب میرا نام آرنلڈ ہے“ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”تو مسٹر آرنلڈ آپ صرف جا کر ان سے استعا کہہ دیں کہ سر پرانڈہ توڑنے کی تھیوری تلاش کر لی گئی ہے اور میں وہ تھیوری انہیں بتانا چاہتا ہوں۔ اس کے باوجود بھی اگر وہ بات نہ کرنا چاہیں تو مجھے کوئی گھم نہ ہوگا“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بہتر جناب ہو لڑاں کریں“ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند منٹ بعد ایک بوڑھی اور قدرے بلغغم زدہ آواز سنائی دی۔

”ہیلو کون صاحب؟“ بولنے والے کے لہجے میں حیرت تھی اور عمران آواز سے ہی پہچان گیا کہ پروفیسر صاحب خود بات کر رہے ہیں۔

”میں علی عمران بول رہا ہوں جناب۔ آپ کو یقیناً یاد ہوگا کہ آپ نے ڈیوک ہوسٹل میں مجھے سر پرانڈہ توڑنے کی تھیوری تلاش کرنے کا کام سونپا تھا“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فون پر خاموشی چھا گئی۔

”اودہ اودہ تم۔ تم وہی علی عمران ہو۔ وہ آفت کے پر کالے۔ مجسم

پروفیسر نے چونک کر کہا۔

”جی ہاں۔ دراصل ایک بلٹن پیش آگئی تھی۔ سردار سے بات ہوئی تو انہوں نے آپ کا ریفرنس دیا کہ آپ اس سلسلے میں ہماری مدد کر سکتے ہیں۔ مگر تعلق پاکستانی حکومت سے ہے۔ یہاں ہمیں ایک رپورٹ ملی کہ پاکستانی قسیتی دعات نامہ کم چوری کی جاری ہے اور حریت انگیز بات یہ ہے کہ یہ رپورٹ خود نامہ کم چوری کرنے والوں نے پی دی اور پھر خود غائب ہو گئے۔ اب ہم بلٹن میں پھنسے ہوئے ہیں کہ انہیں یہ رپورٹ دینے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ مجھے خیال آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ حکومت کو اس بات پر چونکا کر کے کوئی خاص مقصد حاصل کرنا چاہتے ہوں۔ مثلاً نامہ کم کی وجہ سے کوئی ایسی دعات مل سکتی ہو جسے وہ لوگ اپنے طور پر نہ نکال سکتے ہوں البتہ حکومت اپنے چہرے سے یہ کام کر سکتی ہو۔ سردار نے صرف استا بتایا ہے کہ جہاں نامہ کم ہوتی ہے وہاں اس سے زیادہ قیمتی دعات تسام بھی ملتی ہے لیکن مسئلہ حل نہیں ہو سکا۔“ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”جہاں مطلب ہے کہ نامہ کم چوری کرنے والوں نے خود حکومت کو خبری کی کہ نامہ کم چوری ہو رہی ہے۔“ پروفیسر نے حریت بھرے لہجے میں کہا۔

”جی ہاں۔“ عمران نے جواب دیا۔

”تو پھر یقیناً ان کا مقصد یہی ہو گا کہ حکومت اس بات سے آگاہ ہو کہ ان کے علاقے سے نامہ کم جیسی قیمتی دعات مل رہی ہے۔ نامہ کم کی

شیطان اودہ اودہ واقعی۔ میں اب جہاری آواز پہچان گیا ہوں۔“

اچانک پروفیسر صاحب کی آواز سنائی دی۔ لہجے میں بے پناہ جوش اور محبت تھی۔

”شکر ہے آپ کی یادداشت کام کر رہی ہے۔ ورنہ واقعی مجھے سربراہانہ توڑنے کا عملی مظاہرہ کرنا پڑتا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پروفیسر جیسا خشک مزاج آدمی بھی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”بڑے طویل عرصے بعد تم سے بات ہو رہی ہے۔ لیکن جہاری باتیں سن کر تو مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے اب بھی، ہو سٹل کے ہر کمرے میں رہنے والے طالب علم کے سر پر اسرار انداز میں انڈے ٹوٹ رہے ہوں۔“ پروفیسر نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ اپنا سنائیں۔ آپ کے مضمون آج کل چھپ نہیں رہے۔ خیریت ہے۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں گزشتہ کئی ماہ سے میں بیمار ہوں۔ اب کچھ آرام آیا ہے۔ اب کام کروں گا۔ تم نے میرا یہ ذاتی فون نمبر کہاں سے لے لیا۔“ پروفیسر نے کہا۔

”ہمارے پاکستانی میں ایک مشہور سائنس دان ہیں سردار۔ انہوں نے مہربانی کی ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”اودہ اچھا اچھا۔ ٹھیک ہے۔ ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ کیا کوئی خاص مسئلہ پیش آگیا ہے کہ انہوں نے میرا فون نمبر دیا ہے تمہیں۔“

مزید تلاش کے لئے منصوبہ بندی کرے اور جب ناہنم کا سراغ ملے تو پھر وہ لوگ اسے بالائی بالا حاصل کر لیں اور سرداروں نے درست بتایا ہے کہ جہاں ناہنم ملتی ہے وہاں تسام نامی زیادہ قیمتی وحاش بھی لازماً ملتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ ان کا مقصد یہی ہو کہ حکومت ناہنم حاصل کرے جب کہ وہ تسام حاصل کر لیں۔ لیکن منہر و ایک اور بات بھی یہ ہے ذہن میں آرہی ہے۔ کہیں یہ سارا کھیل روکا کس کے حصول کے لئے نہ کھیلا جا رہا ہو..... پروفیسر نے بات کرتے کرتے اس طرح چونک کر کہا جیسے اچانک انہیں کوئی خیال آگیا ہے۔

روکا کس وہ کیا ہے..... عمران نے بھی چونک کر پوچھا۔

”یقیناً یہی بات ہوگی۔ مجھے معلوم ہے کہ اب دنیا میں ایسی مجرم تنظیمیں بھی وجود میں آچکی ہیں جو انتہائی قیمتی وحاشیں چوری چوری نکالتی ہیں اور پھر اسے فروخت کر کے بے پناہ دولت کماتی ہیں۔ روکا کس ایک نو دریافت مائع عنصر ہے جو ناہنم سے ہی نکلتا ہے۔ ناہنم وحاش کو اگر مخصوص کیبیکٹر کے ساتھ ملا کر مخصوص انداز میں تیار کیا جائے تو اس میں سے مائع صورت میں چند قطرے روکا کس کے من جاتے ہیں اور یہ چند قطرے روکا کس بے پناہ توانائی کے حامل ہوتے ہیں۔ آج کل سپر ایور زمین ان کے بے پناہ مانگ ہے۔ کیونکہ غلطی تحقیقات میں روکا کس کے استعمال سے انقلاب لایا جاسکتا ہے اور جب یہ عمل کیا جاتا ہے تو ناہنم ناسخ ہو جاتی ہے۔ وہ ایک دوسرے معدنی پاؤڈر میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ جسے سائنسی زبان میں این کیو

کہا جاتا ہے جو ناقص اور بے وقعت ہو جاتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں نے ناہنم کی معمولی سی مقدار دریافت کی ہو اور وہ لوگ اب بیٹے ہوں کہ اس کی تلاش کا کام وسیع پیمانے پر ہو اور یہ وسیع پیمانے پر کام ظاہر ہے کوئی حکومت ہی کر سکتی ہے اور جب کثیر مقدار میں ناہنم دریافت ہو جائے تو اس حکومت کے محکمہ معدنیات کے خروں سے ساز باز کر کے یہ ناہنم آسانی سے اڑائی جاسکتی ہے۔ اسی لئے انہوں نے حکومت کو مخبری کی ہو..... پروفیسر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران معنی خیز نظروں سے میجر پر مود کو دیکھنے لگا کیونکہ میجر پر مود اسے بتا چکا تھا کہ نقلی جاسی نے اسے ناہنم کی جگہ این کیو کے کرنا ل دیا تھا۔

ایسی کسی تنظیم کا نام جانتے ہیں پروفیسر آپ؟۔ عمران نے پوچھا۔ ایک نام سننے میں آیا تھا۔ اسکو ایکریمیا کا کوئی گروپ ہے۔ مزید میں اس سلسلے میں کچھ نہیں جانتا۔ ہاں البتہ تمہیں ایک ریفرنس دے سکتا ہوں۔ لیکن شرط یہی ہے کہ تم میرا نام درمیان میں نہ لاؤ گے کیونکہ میں بوزھا آدمی ہوں اور یہ لوگ دولت کے لالچ میں وحشی ہتے ہیں..... پروفیسر نے کہا۔

آپ بے فکر رہیں پروفیسر۔ آپ کی زندگی مجھے اپنی زندگی سے بھی عزیز ہے۔ آپ میرے استاد ہیں..... عمران نے کہا۔

شکر یہ کہ یہ شخص ایکریمیا میں رہتا ہے۔ جان ولسن اس کا نام ایکریمیا کے محکمہ معدنیات سے منسلک رہا ہے۔ اس نے ایک

حال بگڑ نہ جائے۔ ادھر اس گروپ نے ناہم حاصل کر کے ڈاکٹر سیلانی کی خالی لیبارٹری کو استعمال کیا اور وہاں اس سے روکا کس حاصل کی اور مزید ناہم کی تلاش کے لئے انہوں نے بھی خبری کردی اور پھر خود غائب ہو گئے۔ سردار اسلم حیات کی جگہ انہوں نے اس لئے اپنا آدمی رکھا ہوگا کہ وہ اس کے معمولات سے اچھی طرح واقف ہو جائے تاکہ کل کو جب حکومت ناہم تلاش کرے تو وہ اس کی جگہ یقیناً اپنا آدمی رکھ کر آسانی سے ناہم اڑالیں۔..... عمران نے کہا۔

”بالکل ایسا ہی ہوا ہوگا۔ آپ کے اس تعاون کا بے حد شکریہ۔ اب ہمیں اجازت دیجئے۔ اب باقی کام ہم آسانی سے کر لیں گے۔..... میجر پرمود نے مسکرا کر کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ کیپٹن توفیق بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

”بس استیخالی رکھیں کہ اگر پاکیشیا کا مفاد ملوث ہو تو آپ مجھے ضرور مطلع کریں گے۔ اس کے علاوہ اگر میری کہیں بھی ضرورت ہو تو مجھے برادر اسلامی ملک بنگار نیہ کی مدد کر کے خوشی ہوگی۔“ عمران نے بھی اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”یقیناً اب تو آپ میرے مرشد بن چکے ہیں۔ خدا حافظ۔..... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اور کیپٹن توفیق تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گئے۔

”یا اللہ تو ہی عزت دینے والا ہے۔ اب یہ زمانہ بھی آگیا ہے کہ میں بھی کسی کا مرشد بن گیا ہوں۔“ عمران نے اونچی آواز میں کہا تاکہ

بار مجھے بتایا تھا کہ وہ ان تنظیموں کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے۔ لیکن چونکہ یہ میری فیئڈ نہ تھی اس لئے میں نے اس کی باتوں میں کوئی دلچسپی نہ لی تھی۔ بوڑھا آدمی ہے۔ ناراک میں اس نے ایک ہوٹل بنایا ہوا ہے۔ اس ہوٹل کا نام بھی ہوٹل جان ولسن ہے۔ نارٹھ ایونیو میں ڈیوس روڈ پر یہ ہوٹل ہے۔ میں ایک بار اس کی خصوصی دعوت پر وہاں گیا تھا۔ ویسے اس سے ملاقات ہونے چار پانچ سال ہو گئے ہیں۔ اب پتہ نہیں کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا ہے۔ بہر حال اگر تم اس سے اپنے طور پر رابطہ کرو تو شاید وہ تمہیں اس معاملے میں کچھ بتا سکے۔“ پروفیسر نے کہا۔

”بہت بہت شکریہ پروفیسر۔ میں اب جب بھی گریٹ لینڈ آیا تو آپ سے شرف ملاقات ضرور حاصل کروں گا۔ خدا حافظ۔..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا چونکہ لاؤڈر کی وجہ سے ساری گفتگو میجر پرمود اور کیپٹن توفیق بھی بیٹھے سن رہے تھے۔ اس لئے جو کچھ پروفیسر نے بتایا تھا وہ ان دونوں نے بھی سن لیا تھا۔

”میرا خیال ہے پروفیسر نے صحیح سمت بتادی ہے۔ ہوا بھی ایسا ہوگا۔ اس گروپ نے بنگار نیہ سے ناہم نکالی ہوگی اور اصل ڈی سلا کو اس کا علم ہو گیا ہوگا۔ اس نے حکومت کو اطلاع کر دی۔ گروپ کو علم ہو گیا ہوگا۔ اس نے ڈی سلا کو ہلاک کر دیا اور پھر آدی انہیں ڈی سلا کی جگہ اس لئے رکھنا پڑا کہ حکومت ظاہر ہے کہ رپورٹ پر انکو انری کرے گی تو ڈی سلا کو گرفتار کر لیں گے۔“

دروازے تک جاتے ہوئے میجر پرمود اور کیپٹن توفیق تک اس کی آواز بخوبی پہنچ سکے۔ چند لمحوں بعد دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی اور عمران نے جلدی سے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔
 "ایکسٹو..... رابطہ قائم ہوتے ہی بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"مرشد پرمود بول رہا ہوں..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "مرشد پرمود۔ کیا مطلب یہ کوئی نئی اصطلاح سوچی ہے آپ نے؟"
 دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں مگر حریت بھرے لہجے میں کہا اور عمران نے اسے میجر پرمود اور کیپٹن توفیق کی آمد اور پھر ان سے ہونے والی بات چیت اور پروفیسر سے گفتگو کے بنیادی پوائنٹس بتا دیے۔

"مگر عمران صاحب ناظم تو پاکیشیا سے ہی چوری ہوئی ہے۔ کیا آپ اس سلسلے میں کچھ نہیں کریں گے؟..... بلیک زیرو نے کہا۔
 "تم جہیلے تو صفدر اور دوسرے لوگوں کو جاسی کی رہائش گاہ سے واپس بلاؤ۔ باقی رہی میرے کام کرنے کی بات تو میں نے اس کے لئے ایک لائحہ عمل سوچ لیا ہے۔ میں اس سلسلے میں تمہارا سا کام کر کے وہیں دانش منزل میں آ رہا ہوں پھر تفصیل سے بات ہوگی۔"
 عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

دروازے پر دستک کی آواز سنتے ہی کمرے میں میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے بوڑھے آدمی نے چونک کر سامنے رکھی ہوئی فائل سے سر اٹھایا۔
 "کم ان..... اس نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک لمبا ترنگا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر گہرے نیلے رنگ کا سوٹ تھا۔ سر پر فطری تختی نمایاں تھی۔ بھاری اور آگے کو نکلی ہوئی ٹھوڑی اس کے سنگدل اور سفاک ہونے کو ظاہر کرتی تھی۔ اس کی آنکھوں میں چمک تھی اور تنگ پیشانی بتا رہی تھی کہ وہ دماغ سے کام لینے کا عادی ہی نہیں ہے۔

"آؤ ڈیوس میں تمہارا انتظار کر رہا تھا..... بوڑھے نے نرم لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسے بیٹھنے کے لئے کہا۔
 نوجوان خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے زبان سے کوئی لفظ ادا

نہ کیا تھا۔

”تازہ ترین رپورٹ تمہیں مل چکی ہو گی“..... بوڑھے نے قدرے آگے کی طرف جھٹکتے ہوئے کہا۔

”حلی تو ہے۔ لیکن میں نے اسے پڑھا نہیں ہے“..... نوجوان نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیوں“..... بوڑھے نے چونک کر پوچھا۔

”اس لئے کہ مجھے ایسی رپورٹیں پڑھنے سے وحشت ہوتی ہے۔ مجھے تو سیدھا سادھا سامشن بتایا جائے اور بس“..... ڈیوس نے اسی طرح خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”دیکھو ڈیوس موجودہ معاملہ بے حد اہم بھی ہے اور بے حد نازک بھی۔ اس معاملے میں بیک وقت دو حکومتیں ملوث ہیں اس لئے میں نے تمہیں وہ رپورٹ بمجبوری تھی تاکہ تم اسے پڑھ کر ساری صورت حال کو اچھی طرح سمجھ سکو“..... بوڑھے کا لہجہ قدرے سخت ہو گیا۔

”آپ بنیادی باتیں بتا دیں۔ مجھ سے ایسی پیچیدہ اور تفصیلی رپورٹ نہیں پڑھی جاسکے گی“..... ڈیوس نے اسی طرح خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بلغاریہ کے میجر پرمود اور پاکیشیا کے علی عمران کو جلتے ہوئے بوڑھے نے کہا۔

”میں یہ نام یہ پہلی بار سن رہا ہوں“..... ڈیوس نے جواب دیا تو بوڑھا چند لمحوں تک خاموش بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک

طویل سانس لیا اور سانسے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کارسیور اٹھالیا۔

”میں باس“..... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”ڈیوس کو میں تمہارے پاس بھیج رہا ہوں۔ اسے مشن کے بارے میں پوری طرح بریف کر دو۔ اس نے رپورٹ نہیں پڑھی اور نہ وہ پڑھنا چاہتا ہے“..... بوڑھے نے تیز لہجے میں کہا۔

”میں باس آپ بے فکر رہیں۔ میں اسے اچھی طرح بریف کر دوں گا۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور بوڑھے نے رسیور رکھ دیا۔

”آر تھر کے پاس جاؤ وہ تمہیں بریف کر دے گا۔ پھر میرے پاس آنا پھر بات ہوگی“..... بوڑھے نے کہا۔

”میں باس“..... ڈیوس نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جب اس کے باہر جانے کے بعد دروازہ

خود بخود بند ہو گیا تو بوڑھے نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے نظریں دوبارہ سانسے رکھی ہوئی فائل پر جمادیں لیکن اسی لمحے سائنڈ پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ بوڑھے نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”میں“..... بوڑھے نے سرد لہجے میں کہا۔

”ذمیر بول رہا ہوں باس۔ ایک اہم رپورٹ دینی ہے آپ کو۔“ دوسری طرف سے تیز تیز بولتے ہوئے کہا گیا۔

”کیا رپورٹ ہے“..... بوڑھے نے چونک کر پوچھا۔

”باس یہ میجر پرمود کو ناراک میں دیکھا گیا ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور بوڑھا اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"ناراک میں کب کی بات ہے۔ کس نے دیکھا ہے اسے۔" بوڑھے نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"سیکشن تھری نے چیک کیا ہے اور وہ اس کی نگرانی کر رہے ہیں۔" میجر پرمود نے جان ولسن سے بھی ملاقات کی ہے اور اس وقت بھی وہ اس ہوٹل کے ایک کیمین میں اپنے ساتھی کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔ انہوں نے شراب منگوائی ہے۔ ویسے سیکشن تھری نے معلوم کر لیا ہے کہ وہ الف ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس کی احتیاط سے نگرانی کرو لیکن سیکشن تھری سے کہہ دینا کہ اسے نگرانی کا بالکل شک نہیں ہونا چاہئے۔ میں جلد ہی اس بارے میں مزید ہدایات دوں گا۔" بوڑھے نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور ایک جھٹکے سے رکھ دیا۔

"جان ولسن سے ملاقات۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ غیر متوقع طور پر ہماری راہ پر لگ گیا ہے۔" بوڑھے نے کہا اور پھر میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ریوٹ کنٹرول جیسا ایک آلہ نکال کر اس نے میز پر رکھا اور اس پر موجود دے شمار پینوں میں سے ایک پین دبا دیا۔ تو اس آلے سے سینی کی آواز نکلنے لگی۔ بوڑھا خاموشی سے بیٹھایا آواز سنتا رہا۔ ٹھوڑی دیر بعد سینی کی آواز بند ہو گئی اور اس پر ایک مردانہ آواز ابھری لیکن آواز سے ہی ظاہر ہو رہا تھا کہ بولنے والا خاصا بوڑھا آدمی ہے۔

"ہیلو ولسن بول رہا ہوں۔" دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ماریوبول رہا ہوں جان ولسن۔ سنا ہے بلگاریہ کے میجر پرمود نے تم سے ملاقات کی ہے۔" بوڑھے نے نرم لہجے میں کہا۔

"ہاں میں تمہیں رپورٹ دیتے ہی والا تھا کہ تمہاری کال آگئی۔" اسے کسی نے راسکو کے بارے میں بتا دیا ہے۔ وہ مجھ سے یہ پوچھنے آیا تھا کہ میں راسکو کے بارے میں کتنا جانتا ہوں۔ میں نے اسے یہی تاثر دیا ہے کہ میں نے صرف اس کا نام سن رکھا ہے۔ لیکن تفصیلات کا علم نہیں ہے۔ میں نے اسے کریدنے کی بے حد کوشش کی ہے کہ اس نے یہ نام کہاں سے سنا ہے اور وہ کیوں اس بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ لیکن وہ ٹال گیا ہے۔ بہر حال میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ اگر وہ چاہے تو میں اس بارے میں تفصیلات حاصل کر سکتا ہوں۔ لیکن اس میں ایک دور دراز لگ جائیں گے۔ وہ اس بات کو مان گیا ہے۔ اب برسوں اس سے ملاقات ہو گئی۔..... دوسری طرف سے جان ولسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اول تو وہ برسوں تک زندہ نہیں رہے گا۔ اگر زندہ رہے تو تم اسے زیر تفصیلات بتا دینا۔ پھر میں اسے سنبھال لوں گا۔" بوڑھے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے جیسے تمہارا حکم لیکن ایک بات ضرور کہوں گا کہ یہ آدمی مجھے انتہائی خطرناک لگ رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ راسکو کو کوئی نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو جائے۔" جان ولسن نے کہا۔

"تم اس کی فکر مت کرو۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔" بوڑھے

نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن دبا کر رابطہ آف کیا اور پھر اس آئے کو اٹھا کر اس نے واپس دراز میں رکھ دیا۔ ابھی اس نے دروازہ بند کی ہی تھی کہ دروازے پر ایک بار پھر دستک کی آواز سنائی دی۔
 ”میں کم ان“..... بوڑھے نے کہا اور دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ڈیوس اندر داخل ہوا۔

”بریف کر دیا تمہیں آرتھر نے“..... بوڑھے نے اسے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”میں باس“..... ڈیوس نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”تمہارا ایک شکار تو نارا ک پہنچ گیا ہے۔ رائف ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہے۔ میں میجر پرمود کی بات کر رہا ہوں۔ اس کے ساتھ ایک اور ایک آدمی بھی ہے۔ تم نے بہر حال میجر پرمود کو نشانہ بنانا ہے۔ لیکن یہ بتا دوں کہ وہ انتہائی خطرناک ڈی ایجنٹ ہے اس لئے اگر تمہیں ناکامی ہوئی تو پھر تمہاری اپنی جان بھی جاسکتی ہے“..... بوڑھے نے سر دلچے میں کہا۔

”میں باس۔ میں سمجھتا ہوں“..... ڈیوس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے جاؤ۔ آرتھر نے تمہیں اس کا حلیہ بتا دیا ہوگا۔ جا کر اپنا مشن مکمل کرو پھر دوسرے مشن کے بارے میں تمہیں احکامات دیئے جائیں گے“..... بوڑھے نے کہا اور ڈیوس سر ملاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

”باس مشن آپ ڈائریکٹ مکمل کرانا چاہتے ہیں یا ان ڈائریکٹ“۔

ڈیوس نے اسی طرح خشک لہجے میں پوچھا۔

”صورت حال دیکھ کر تم خود فیصلہ کر لینا۔ مجھے بہر حال مشن کی کامیابی کی خبر چاہئے“..... بوڑھے نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ڈیوس سر ملاتا ہوا اٹھا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ اس کے باہر جانے کے بعد بوڑھے نے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

”میں باس“..... دوسری طرف سے مردانہ آواز سنائی دی۔
 ”آرتھر ڈیوس کو میں نے میجر پرمود کو نارا گٹ بنانے کا مشن دے دیا ہے۔ میجر پرمود نارا ک میں پہنچ چکا ہے اور رائف ہوٹل میں اپنے ایک ساتھی کے ساتھ ٹھہرا ہوا ہے۔ تم ایسا کرو کہ ایس۔وی۔ایس کو آن کر دو۔ اگر ڈیوس ناکام ہوتا ہے تو پھر تم نے اسے فوری طور پر نقش کر دینا ہے“..... بوڑھے نے کہا۔

”میں باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور بوڑھے نے رسیور رکھا اور پھر سامنے پڑی ہوئی فائل بند کر کے اس نے میز کی سب سے نچلی دراز میں رکھی اور کرسی سے اٹھ کر عقبی دیوار میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے کی دوسری طرف ایک طویل راہداری تھی راہداری کے اختتام پر ایک ٹھوس دیوار تھی۔ اس نے دیوار پر اپنا دیاں ہاتھ رکھ کر اسے مخصوص انداز میں دبایا تو دیوار ہلکی سی سرر کی آواز نکالتی ہوئی درمیان سے پھٹ کر دونوں سائیڈوں میں غائب ہو گئی۔ دوسری طرف ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ بوڑھے نے جیسے ہی دوسری طرف قدم رکھا اس کے عقب میں دیوار خود بخود بند ہو گئی۔ بوڑھا

ایک طرف دیوار میں موجود دروازے کو کھول کر ایک نسبتاً چھوٹے سے کمرے میں آگیا جو ڈریسنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ بوڑھے نے لباس اتارنا شروع کر دیا اور پھر اس نے اپنی پشت کی طرف ہاتھ بڑھائے دوسرے لمحے سر کی آواز کے ساتھ جیسے اس کے جسم سے کھال خود بخود اترتی چلی گئی۔ سر کے بالوں سے لے کر پیروں کے ناخنوں تک سب کچھ اتر گیا اور اب وہاں ایک خوبصورت نوجوان آدمی موجود تھا جس کے جسم کی رنگت بھی مختلف تھی اور چہرے کے نقش ونگار بھی۔ اس نے فرش پر پڑی وہ کھال سمیٹ کر اسے ایک الماری کے نچلے خانے میں پھینکا اور پھر اسے بند کر کے وہ دوسری الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس الماری میں انتہائی قیمتی کپڑوں کے مختلف رنگوں کے سوٹ موجود تھے اس نے براؤن رنگ کا سوٹ نکال کر پہننا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ ڈریسنگ روم سے باہر آیا تو اس کی شخصیت اور عمر مکمل طور پر بدل چکی تھی۔ وہ اب بالکل قطعی ایک مختلف آدمی تھا۔ وہ تیز قدم اٹھاتا ایک کونے میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک سیاہ رنگ کی کپڑے میں بیٹھا ایک کونے کی گینت سے باہر نکل رہا تھا۔ آنکھوں پر جدید انداز کے گھرم کی گاگل تھی اور وہ اب ایک کھنڈرا اور الابالی سا نوجوان لگ رہا تھا۔ کار چلاتا ہوا وہ آگے بڑھا چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد ایک اور بانٹشی کالونی میں پہنچ گیا۔ اس نے پھانک کے سامنے کار روکی اور مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا تو کونے کا بڑا سا پھانک خود

بخود کھلتا چلا گیا۔ نوجوان کار اندر لے گیا۔ برآمدے میں چار مسلح آدمی موجود تھے۔ نوجوان نے کار پورچ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر برآمدے کی طرف بڑھنے لگا۔

”مامام موجود ہیں“..... اس نے ایک مسلح آدمی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”میں مائیکل..... مسلح آدمی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور نوجوان سر ملاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ جتنے لمحوں بعد وہ ایک کمرے کے بند دروازے پر موجود تھا۔ اس نے آستے سے اس پر دستک دی۔

”کون.....“ اندر سے ایک مترنم نسوانی آواز سنائی دی۔

”مائیکل.....“ نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ کم ان مائیکل.....“ اندر سے آواز سنائی دی اور مائیکل دروازے کو دھکیلتے ہوئے اندر داخل ہوا تو سامنے ایک آرام کرسی پر ایک خوبصورت اور نوجوان لڑکی نیم دراز تھی۔ کمرے میں ہلکی ہلکی موسیقی کی آواز ایک کونے سے ابھر رہی تھی۔ لڑکی کے ایک ہاتھ میں شراب کا جام اور دوسرے ہاتھ میں ایک فیشن میگزین تھا۔

”خوب عیش ہو رہے ہیں لڑا.....“ مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”خاک عیش ہو رہے ہیں۔ بیکاری کی وجہ سے سخت بور ہو رہی ہوں۔ تم کوئی کام ہی نہیں دیتے“..... لڑکی نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"جہارے مطلب کا کام آگیا ہے" مائیکل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ایک سائیز پر موجود شراب کی بوتلوں سے بھرے ہوئے ریک کی طرف بڑھ گیا۔ لڑکی کام کاس کر بے اختیار سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ مائیکل نے ریک سے ایک شراب کی بوتل اٹھائی اور اس کا ڈھکن کھول کر وہ اسے لئے ہوئے مڑا اور لڑکی کے سامنے پڑی ہوئی کرسی پر اکر بیٹھ گیا۔

"یہ تو تم نے واقعی خوشخبری سنائی ہے مجھے۔ بولو کیا کام ہے" لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بالکل جہارے مطلب کا کام ہے اور محاذ بھی شاندار۔ بڑی مشکل سے کام ہاتھ میں لیا ہے ورنہ وہ بوڑھا ماریو تو پٹھے پر ہاتھ ہی نہ دھرے دیتا تھا" مائیکل نے شراب کا بڑا سا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔ "وہ بوڑھا کھوسو وہ کسی دن میرے ہاتھوں قبر میں اتر جائے گا۔" لڑانے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے کسی اور کے سامنے یہ بات نہ کہنا ورنہ دوسرا سانس نہ لے سکو گی۔ وہ دنیا کا سب سے خطرناک آدمی ہے۔ اس کی آنکھ کا اشارہ ہو جائے تو اکیریکیا کے صدر کو دوسرا سانس لینے کی ہمت نہیں دی جاتی" مائیکل نے تیز لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ بس تم مجھے اس سے زیادہ نہ ڈرایا کرو۔ بہر حال وہ کام بتاؤ۔ میں تو واقعی بے کار رہ کر زندگی سے بیزار ہو چکی تھی۔" لڑانے کہا۔

"بلگارنیہ کے ڈی ایجنٹ میجر پر مود کو جانتی ہو" مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میجر پر مود کو ہاں کیوں کیا ہوا ہے اسے" لڑانے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسے کچھ ہونے کے لئے تو جہاری خدمات حاصل کی جا رہی ہیں۔" مائیکل نے شراب کا ایک اور گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب میں کبھی نہیں۔ کھل کر بات کرو۔ ایک تو یہ جہاری پہلی بچھوانے والی عادت مجھے زہر لگتی ہے" لڑانے جھٹھا کر کہا۔

"اسے فیش کرنا ہے" مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا تو لڑا بے اختیار کرسی سے اچھل پڑی۔

"ارے کیا واقعی۔ لیکن کیوں۔ کیا قصور کیا ہے اس نے" لڑا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا اس کا یہ قصور کم ہے کہ وہ راسکو کی راہ پر لگ چکا ہے" مائیکل نے جواب دیا تو لڑا کی موٹی اور خوبصورت آنکھیں تیزی سے کانوں تک پھیلی چلی گئیں۔

"میجر پر مود اور راسکو کی راہ پر۔ یہ کیسے ممکن ہے مائیکل یہ تو اس کی فیلڈ ہی نہیں ہے۔ میں اسے اچھی طرح جانتی ہوں" لڑانے کہا۔

"اسی لئے تو ماریو تمہیں یہ کام دینے پر آمادہ بھی ہو گیا ہے" مائیکل نے شراب کا ایک اور گھونٹ لیتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے لڑانے

ہاتھ بڑھا کر اس کے ہاتھ سے بوتل چھپتی لی۔
 پہلے مجھے پوری تفصیل بتاؤ۔ پھر شراب بھی پی لینا۔“ لڑانے
 غصیلے لہجے میں کہا۔
 تم تفصیل کیوں پوچھ رہی ہو۔ کیا کام پسند نہیں آیا۔ معاوضہ
 شاندار ہے۔ تمہاری ڈیمانڈ کے عین مطابق..... مانیکیل نے ہنسنے
 ہوئے کہا۔

نہیں مجھے پوری تفصیل بتاؤ۔ تم تو یقیناً ہر بات جانتے ہو گے۔
 لڑانے بوتل ایک طرف رکھتے ہوئے لاڈلے لہجے میں کہا۔
 ہاں مانیکیل سے کون سی بات چھی رہ سکتی ہے۔ تم اگر ضد کرتی
 ہو تو میں تمہیں مختصر طور پر بتا دیتا ہوں۔ ورنہ تو بڑی لمبی کہانی ہے۔
 راسکو کو اطلاع ملی کہ بنگاریہ اور پاکیشیا کی سرحدی پہاڑیوں میں
 ڈیل کے کانخاسا بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ اب تم تو جانتی ہی ہو کہ ڈیل
 کے کی آج کل قیمت کہاں جا رہی ہے۔ یہ اطلاع بنگاریہ کے ڈی سوا
 نے دی۔ راسکو نے کام ہاتھ میں لے لیا۔ ویری اپنا گروپ لے کر
 پاکیشیا پہنچ گئی۔ اتفاق سے وہاں ماہر معدنیات ڈاکٹر سیلانی اپنی بیوی
 جانیسی کے ساتھ رہتا تھا اور وہ یونان گیا ہوا تھا ویری نے اپنے آپ کو
 مکمل طور پر کیسوفلاج کرنے کے لئے جانیسی کا روپ دھار لیا اور کارسن
 کو ڈاکٹر سیلانی بنا دیا گیا۔ تم جانتی تو ہو کارسن ڈاکٹر سیلانی کی کس
 طرح کالی کر لیتا ہے۔ پینانچہ وہ دونوں ان کی حویلی میں رہائش پذیر ہو
 گئے اور گروپ نے کام شروع کر دیا۔ لیکن ڈی سلوا کی دی ہوئی

رپورٹ غلط ثابت ہوئی۔ وہاں سے ناسٹم کی اتنی مقدار نہ مل سکی جس
 سے ڈیل کے تیار کی جاسکے۔ بہت تھوڑی مقدار ملی۔ جس سے بہت
 معمولی سی مقدار تیار ہوئی جو کارسن نے ڈاکٹر سیلانی کی لیبارٹری میں
 ہی تیار کر لی۔ لیکن گروپ کو یہ بہر حال علم ہو گیا کہ ڈیل کے وہاں
 کافی بڑی مقدار میں موجود ہے۔ لیکن وہ اس قدر گہرائی میں ہے کہ اسے
 اگر گروپ نکالے تو اس میں اغراجات بھی کافی آسکتے ہیں اور وقت بھی
 بے حد لگ سکتا ہے اور حکومت کو بھی اس کی اطلاع مل سکتی ہے۔
 ویری سلوا کو جب معاوضہ کم ملا تو وہ بگڑ گیا اور اس نے انتقامی طور
 پر حکومت کو مخبری کر دی کہ ناسٹم چوری کی جا رہی ہے اور اس نے
 پاکیشیا کا نام جان بوجھ کر اس رپورٹ میں لے دیا تاکہ حکومت
 پاکیشیا اور بنگاریہ جب حرکت میں آئیں گی تو ویری خوفزدہ ہو کر
 سے زیادہ معاوضہ دینے پر مجبور ہو جائے گی۔ لیکن ویری کو تم جانتی
 ہو وہ بھی ایک ہندی عورت ہے۔ اس نے ڈی سلوا کے خلاف
 ہمدردی شروع کر دی۔ ڈی سلوا کا ساتھی محکمہ معدنیات کا ایک اعلیٰ
 خسر سردار اسلم حیات ہے۔ سناچہ اس نے ایک ڈائری تیار کی۔ اس
 میں ان دونوں کا نام واضح طور پر لکھا اور کارسن کے ذریعے اس نے
 پاکیشیا حکومت کے ایک اعلیٰ عہدے دار تک یہ راز پہنچا دیا کہ ناسٹم
 چوری کی جا رہی ہے۔ اس کا خیال تھا کہ ڈی سلوا اور اس کا ساتھی
 سردار اسلم حیات دونوں ہی حکومت کے ہاتھ آجائیں گے۔ لیکن اسی
 دوران ماریو کو اس ساری جگر بازی کی رپورٹ مل گئی۔ اس نے فوری

طور پر چند فیصلے کیے۔ ڈی سلوا کو ہلاک کر دیا گیا اور اس کی رپورٹ کا تاثر ختم کرنے کے لئے اس کی جگہ نقلی ڈی سلوا کو دے دی گئی۔ ادھر سردار اسلم حیات کا بھی خاتمہ کر دیا گیا اور سرکاری طور پر اسے الیکریسیا کے نورپردہ دکھایا گیا۔ پلاننگ یہ تھی کہ یہاں کسی بھی ایکسیڈنٹ میں اس کی جلی ہوئی اور قدرے ناقابلِ شناخت لاش پولیس کو دکھا کر یہ باب بھی ختم کر دیا جائے گا۔ لیکن سردار اسلم حیات کے پاس چونکہ معدنیات کے متعلق اہم تحقیقاتی رپورٹیں موجود تھیں اس لئے گروپ کا ایک آدمی اس کے روپ میں اس کی کوٹھی میں پہنچا دیا گیا۔ اس کے ملازم کی جگہ بھی یہی کارروائی کی گئی۔ تاکہ اطمینان سے یہ تحقیقاتی رپورٹیں حاصل کی جاسکیں۔ لیکن آدمی جو سوچتا ہے اور جس انداز میں سوچتا ہے۔ ضروری نہیں کہ سب کچھ ویسے ہی ہو جائے۔ چنانچہ واقعات میں تبدیلیاں آنی شروع ہو گئیں۔ وٹیری کے پاس پاکیشیا کا انتہائی خطرناک ترین آدمی علی عمران پہنچ گیا۔ حالانکہ وٹیری کا خیال تھا کہ کسی ماہر معدنیات کو بھیجا جائے گا۔ کیونکہ ڈاکٹر سیلانی کا تعلق معدنیات سے ہی تھا۔ لیکن آگیا علی عمران۔ وٹیری نے بہر حال اسے ذیل کیا اور پھر وہ ڈائری اس کے حوالے کر دی۔ تاکہ سردار اسلم حیات اور ڈی سلوا کے خلاف کام کرتا رہے گا۔ ماریو کو یہ معلوم نہ ہوا تھا کہ وٹیری انتقامی طور پر یہ کارروائی کر چکی ہے۔ وٹیری سلوا کی طرح وہ اس کا کوئی بھی بندوبست کرتا۔ عمران وٹیری سے ملنے کے بعد فوراً جا کر اس نقلی سردار اسلم حیات سے ملا۔ سردار اسلم

حیات نے بھی اسے مشکل سے ملا اور ماریو سے بات کی۔ تب ماریو کو اصل حالات کا علم ہوا۔ اس نے فوری طور پر اس نقلی سردار اسلم حیات کو اس کے ملازم سمیت وہاں سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔ ادھر نقلی ڈی سلوا کے پاس بھی کوئی ماہر معدنیات آنے کی بجائے ڈی سیکشن کا میجر برمود پہنچ گیا۔ میجر برمود جس انداز میں کام کرتا ہے۔ تم اس کے بارے میں اچھی طرح جانتی ہو۔ نقلی ڈی سلوا نے اپنی جان بچانے کے لئے اسے جاسی کے متعلق بتا دیا۔ اس کا خیال تھا کہ وٹیری اسے آسانی سے سنبھال لے گی اور میجر برمود کے جانے کے بعد اس نے ماریو کو رپورٹ دی تو ماریو اور زیادہ پریشان ہو گیا۔ اس نے اسے بھی سکریں سے فوری طور پر ہٹا دیا۔ ادھر میجر برمود آندھی اور طوفان کی طرح سیدھا وٹیری کے پاس پہنچ گیا اور اس نے وٹیری کو رسیوں سے جکڑ کر اس پر تشدد شروع کر دیا۔ وٹیری نے بڑی مشکل سے اسے این کیو دے کر اور ادھر ادھر کی بانک کر اپنی جان بچائی اور میجر برمود کے جاتے ہی اس نے ماریو سے بات کی تو ماریو نے اسے اور کلاس دونوں کو فوری طور پر واپس آنے کا کہہ دیا۔ اس طرح وہ بھی واپس آگئے اور معاملہ ہر لحاظ سے بظاہر ختم ہو گیا۔ لیکن پھر بنگار نیہ میں ماریو کے مخبروں نے اطلاع دی کہ اصل ڈی سلوا کی لاش تہہ خانے سے دستیاب ہو چکی ہے اور کرنل ڈی نے میجر برمود کو علی عمران سے رابطہ کرنے اور اس مسئلے کو حل کرنے کا حکم دیا ہے۔ پھر اطلاع ملی کہ میجر برمود جا کر اس عمران سے ملا ہے اور ان کے درمیان کافی طویل

ہوتی ہے۔ اس پر ماریو نے فوراً ہی فیصلہ کر لیا کہ اب دونوں کو ختم کرانے بغیر تنظیم نہیں بن سکتی کیونکہ اسے معلوم ہے کہ یہ دونوں اب کسی عفریت کی طرح تنظیم کے پیچھے لگ جائیں گے اور چاہے تنظیم کتنی ہی خفیہ کیوں نہ ہو۔ یہ لوگ اپنے سابقہ ریکارڈ کے مطابق بہر حال اس کا سراغ لگا ہی لیں گے۔ سچا نچہ اس نے اس کام کے لئے سپیشل کھر ز کے چیف ڈیوس کی خدمات حاصل کر لی ہیں لیکن چونکہ ماریو کا تعلق ان خفیہ تنظیموں سے کافی گہرا ہے۔ اس لئے اس نے ان پر تابد توڑ حملوں کا پروگرام بنایا ہے اور اس کے لئے اس نے سری سفارش پر جہارے گروپ کا بھی انتخاب کر لیا ہے۔ اسی دوران توقع کے عین مطابق ایک اور اطلاع ملی کہ میجر پرمود ناراک پہنچ گیا ہے اور اس نے بوڑھے جان ولسن سے ملاقات کر کے اس سے راسکو کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ ماریو کا اندازہ درست ہے۔ ان لوگوں نے انتہائی پراسرار انداز میں نہ صرف راسکو کا پتہ چلا بلکہ جان ولسن کے بارے میں بھی معلوم کر لیا ہے۔ حالانکہ پاکیشیا اور بنگالیہ میں نہ ہی راسکو کا نام استعمال ہوا ہے اور نہ ہی راسکو کا کوئی آدمی پکڑا جاسکا ہے۔ اس کے باوجود میجر پرمود یہاں پہنچ بھی گیا ہے اور اس نے جان ولسن جیسے آدمی کی نپ بھی تلاش کر لی ہے۔ ماریو کا پہلے ارادہ یہ تھا کہ وہ ڈیوس کو میجر پرمود کے پیچھے لگائے گا اور جہاں علی عمران کے پیچھے۔ لیکن اب میجر پرمود کی جہاں آمد کی اطلاع ملتے ہی اس نے فیصلہ بدل دیا ہے۔

اب تم بھی میجر پرمود پر حملہ کرو گی۔ اگر وہ ڈیوس سے بچ نکلے تو جہارے ہاتھوں ختم ہو جائے۔ اس کے خاتمے کے بعد پھر علی عمران کا نمبر آئے گا۔ ویسے تنظیم کے آدمی پاکیشیا میں موجود ہیں اور علی عمران کی نقل و حرکت کی نگرانی کی جا رہی ہے۔..... مائیکل نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ہو نہہ واقعی لمبی کہانی ہے۔ ابھی تو تم نے مختصر کر کے سنائی ہے کہاں ہے یہ میجر پرمود اور اس کا ساتھی“..... لڑانے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہوئل رائف میں رہائش پذیر ہے“..... مائیکل نے جواب دیا۔
 ”او۔ کے“..... لڑانے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سائیڈ پر رکھا ہوا انٹر کام اٹھالیا۔
 ”یس مادام“..... ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔
 ”رائف سے کہو کہ مجھے فوراً کراٹے“..... مادام نے کہا اور رسیور دکھ دیا۔

”اگر ڈیوس نے پہلے میجر پرمود کو ہلاک کر دیا تو پھر مجھے تو معاوضہ نہیں ملے گا“..... لڑانے کہا۔

”جس نے کامیابی حاصل کی اسے پورا۔ دوسرے کو آدھا“۔ مائیکل نے جواب دیا اور لڑانے اشتباہ میں سر ہلادیا۔ سجدہ لکھوں بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبا تونگا نوجوان اندر داخل ہوا۔

”رائف جہارے ہم نام ہوئل میں بنگالیہ کا ایک ڈی ایجنٹ میجر

پر مود اپنے ایک ساتھی کے ساتھ آکر ٹھہرا ہے۔ ہم نے اسے فٹش کرنے کا کام لے لیا ہے۔ ڈیوس کو بھی یہ کام دیا گیا ہے۔ لیکن میں چاہتی ہوں کہ یہ کام ہمارے ہاتھوں مکمل ہو۔ تم فوری طور پر اپنے چلہ آدمیوں کو لے کر وہاں جاؤ اور اس کی نگرانی کرو۔ میں وہیں پہنچ رہی ہوں۔ ہم نے فوری اور ڈائریکٹ ایکشن لینا ہوگا..... لڑانے کہا۔

”یس مادم.....“ رالف نے جواب دیا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”تم ساتھ چلو گے یا.....“ لڑانے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”تم اپنا کام کرو میں صرف تماشا دیکھوں گا.....“ مائیکل نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر وہ بھی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ لڑا ایک سائیڈ پر موجود ڈیریٹنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔

جولیا اپنے فلیٹ میں بیٹھی ٹیلی ویژن پر ایک ایڈوچر فلم دیکھنے میں مصروف تھی کہ دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔ جولیا چونک پڑی۔ اس نے ریموٹ کنٹرول کے ذریعے ٹیلی ویژن آف کیا اور پھر اچھو کر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

”کون.....“ جولیا نے احتجاجاً اونچی آواز میں پوچھا۔

”در دل پر ہمارے علاوہ اور کون دستک دے سکتا ہے؟“ باہر سے عمران کی آواز سنائی دی اور جولیا بے اختیار مسکرا دی۔

”در دل اب تم پر نہیں کھل سکتا.....“ جولیا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”کوئی بات نہیں ہم قیامت تک انتظار کر سکتے ہیں.....“ باہر سے عمران نے جواب دیا اور جولیا نے ہنستے ہوئے دروازہ کھول دیا۔

”اب کم از کم تمہیں تو قیامت تک انتظار نہیں کروا سکتی“۔ جو

”چیف نے حکم دیا ہے کہ جو یا کو لے کر یہاں سے فوراً اٹھ کر بیجاؤ اور پھر جو جی چاہے کرو۔ مطلب ہے تفرق کرو۔ جتن مسرت مناؤ۔ وغیرہ وغیرہ تاکہ حاسدان عمران کو خبر نہ ہو سکے۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیوں کیا کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے؟..... جو یا نے خلاف توقع خوش ہونے کی بجائے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

”نیا کیس۔ ارے یہ کیس تو ازل سے شروع ہے۔ تم اسے نیا کہہ رہی ہو۔ بابا آدم اور اماں حوا سے یہ کیس شروع ہوا تھا اور نجانے اس کیس کا آخری جوڑا کون سا ہو۔ بہر حال یہ کیس بہت پرانا ہے نیا نہیں ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو جو یا کے چہرے پر ایک بار پھر رنگ سے بکھرنے لگے۔

”میں اسے کبھی تسلیم ہی نہیں کر سکتی کہ چیف تمہیں اور مجھے اکٹریا تفرق کرنے بھیجے گا۔ اصل بات بتاؤ..... جو یا نے مصنوعی غصے سے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہو سکتا ہے۔ چیف نے یہاں اپنا کیس شروع کرنے کا فیصلہ کر لیا ہو۔ اس لئے وہ تمہیں باہر بھیجتا چاہتا ہو۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”سٹاپ۔ چیف کے متعلق کوئی بکواس نہیں چلے گی۔ میں چیف سے خود بات کرتی ہوں۔“..... جو یا نے کہا اور فون کی طرف مڑنے ہی لگی تھی کہ لیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور جو یا نے چونک کر

نے ہنستے ہوئے کہا۔

”لیکن میں نے تو قیامت تک انتظار کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ فوراً ہی قیامت آجائے گی اور مجھے جلوہ حور دیکھنے کو مل جائے گا۔“..... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا اور جو یا ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ اس کا چہرہ مسرت سے گنار ہو رہا تھا۔ حالانکہ وہ اچھی طرح جانتی اور سمجھتی تھی کہ عمران یہ ساری باتیں صرف دل لگی کے طور پر کرتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ اپنے دل کے ہاتھوں مجبور تھی جو عمران کی فطرت سمجھنے کے باوجود خود بخود عمران کی انہی باتوں سے تیز دھڑکنا شروع کر دیتا تھا۔

”آج کیسے میرا فلیٹ تمہیں یاد آگیا۔“..... جو یا نے دروازہ بند کر کے مڑتے ہوئے کہا۔

”آج ایک ایسی اطلاع ملی ہے کہ دل باغ باغ ہو گیا لیکن مسئلہ یہ تھا کہ باغ میں پھول ہی نہ تھا۔ کٹنے ہی کاٹنے بھرے ہوئے تھے۔ میں نے سوچا کہ جلو اس باغ کو سدا بہار پھول سے مزین کر لوں۔“۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو جو یا کا چہرہ مسرت اور شرم کے ملے جلے جذبات سے گھلوں سا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھرائی اور چپلے ہی تیزی سے دھڑکتا ہوا دل کچھ اس قدر تیز دھڑکنے لگا جیسے ابھی آجمل کر باہر آجائے گا۔

”کک کک کیسی اطلاع۔“..... جو یا نے فرط مسرت سے اٹکتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

پہلے سرگھا کر عمران کی طرف دیکھا جو بڑے مطمئن انداز میں پیر
پسارے کرسی پر نیم دراز ہو چکا تھا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے
فون کا رسیور اٹھالیا۔

”جولیا بول رہی ہوں“..... جولیا نے سٹاٹ لہجے میں کہا۔

”ایکسٹن۔ عمران پہنچ گیا ہے جہارے پاس“..... دوسری طرف
سے مخصوص سرڈ آواز سنائی دی۔

”میں سر ابھی چند لمحے پہلے آیا ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ آپ نے مجھے
اور عمران کو ایکری میا تفریح پر جانے کی اجازت دی ہے“..... جولیا
نے دسریکے ہوئے دل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”تفریح بھی کر سکتی ہو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تم فوری
طور پر عمران کے ساتھ ایر پورٹ پہنچ جاؤ۔ تم نے اس کے ساتھ
ایکری میا جانا ہے۔ فوراً بغیر کسی توقف کے“..... ایکسٹن نے کہا اور اس
کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور جولیا نے ایک طویل سانس لیتے
ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات تھے۔
”یہ کیسے ممکن ہے۔ یہ تو ممکن ہی نہیں ہے“..... جولیا نے
عمران کی طرف مڑتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔

”کیا ممکن نہیں ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”یہی کہ چیف مجھے اور تمہیں بغیر کسی مقصد کے ایکری میا بھیج دے
ضرور کوئی ایسی بات ہے جو مجھ سے چھپائی جا رہی ہے“..... جولیا نے
ہوٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”اصل بات بتا دوں یقین کرو گی“..... عمران نے آگے کی طرف
جھکتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
”ہاں بتاؤ“..... جولیا نے چونک کر کہا۔

”میں نے اس بار جہارے چیف کو مہالو بنا دیا ہے“.....
عمران نے کہا۔
”پھر وہی بکواس۔ سیدھی طرح بات کرو“..... جولیا نے جھنجھلا کر
کہا۔

”ارے تم سو تو سہی۔ وہی تو بتا رہا ہوں۔ بنگارنیہ میں ایک
ساتسی دھات چوری ہوئی ہے جس کے مجرمہاں پاکیشیا میں بھی کام
کر چکے ہیں لیکن یہاں چوری کی کوئی رپورٹ نہیں ہے۔ الٹ بنگارنیہ
حکومت اس چوری اور چوری کرنے والوں کے خلاف حرکت میں آگئی
ہے اور کہیں میجر پر مود کے سپرد کر دیا گیا۔ اب کرنل فریدی تو میرا
مرشد ہے۔ لیکن بدقسمتی سے وہ میجر پر مود مجھے اپنا مرشد سمجھتا ہے۔
چنانچہ وہ اپنے ساتھی کیپٹن توفیق کے ساتھ میرے فلیٹ پر سلام
گرنے اور مجھ سے کامیابی کا تعویذ لینے کے لئے پہنچ گیا۔ تعویذ تو میں نے
اپنے خلیفہ سلیمان پاشا سے دلوا دیا۔ جب کہ سلام خود وصول کر لیا۔
اس نے تعویذ کے ساتھ دعا کی درخواست کی تو میں نے اسے بتایا کہ بچہ
دعا تو میں کر دیتا ہوں لیکن دعا کی منظوری کے لئے تمہیں ایکری میا جانا
پڑے گا۔ چنانچہ وہ فوراً ایکری میا روانہ ہو گیا۔ لیکن اسے ایکری میا کا
منصورہ دینے کے بعد میرے اپنے دل میں کھدبہ ہونے لگ گئی کہ مرید

تو ایکریکیا کی سر کرے اور میں یہاں فلیٹ پر بیٹھا کھیاں مارتا رہوں۔
 جتنا چہ میں نے چیف کو فون کر کے اسے کہانی سنا دی کہ جناب جس
 گروپ کے مجھے مجرہ رمود گیا ہے۔ وہ گروپ یقیناً پاکیشیا کی معدنیات
 بلکہ پوری پہاڑی بھی چوری کر سکتا ہے اس لئے مجھے بھی ضرور حفظ
 ماتقدم کے طور پر جانا پڑے تاکہ اگر مجرہ رمود اس گروپ کا خاتمہ نہ
 کر سکے تو ان کا خاتمہ باخیر میرے ہاتھوں انجام پذیر ہو جائے مگر جہارا
 چیف ایک کچھ آدمی ہے۔ اس نے صاف جواب دے دیا کہ جب
 پاکیشیا کا کس ہی نہیں ہے تو پاکیشیا کے عوام کا ٹیکس اس پر ضائع
 نہیں کیا جاسکتا۔ مجبوراً مجھے اسے آفر دینی پڑی کہ جناب آپ عوام کے
 ٹیکس کا پیسہ خرچ نہ کریں۔ میں سو پر فیاض کے بینک اکاؤنٹ کو
 حرکت میں لے آؤں گا۔ مگر اس کے باوجود چیف نے سیکرٹ سروس کو
 بھیجنے سے صاف انکار کر دیا اور مجھے کہا کہ تم چونکہ سیکرٹ سروس کے
 ملازم نہیں ہو۔ اس لئے یہاں چاہے جاسکتے ہو۔ ایکریکیا چھوڑ جہنم میں
 بھی جاسکتے ہو۔ اس پر میں نے درخواست کی کہ اگر جہنم میں بھیجتا ہے
 تو جو کیا کو ساتھ بھجوا دو۔ تاکہ کم از کم جہنم کی سختیاں جو کیا جیسی دیک
 روح کی وجہ سے قدروں کم ہو جائیں گی۔ خرچہ میرے ذمے۔ تو یہ
 نہیں کیوں چیف مان گیا اور ساتھ ہی حکم دے دیا کہ اگر جانا ہے ہی تو
 پھر فوراً جاؤ سب تنہا میں یہاں آگیا۔ یہ ہیں تفصیلات اب تم بتاؤ کہ کیا
 تم میرے ساتھ ایکریکیا جانے کے لئے تیار بھی ہو یا نہیں۔ عمران
 نے کہا۔

تم ایکریکیا کہہ رہے ہو میں جہارے ساتھ واقعی جہنم میں بھی
 جانے کے لئے تیار ہوں۔ جو کیا نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا اور تیری
 سے ڈرینگ روم کی طرف بڑھ گئی اور عمران کا ہاتھ بے اختیار اپنے سر
 پر چبھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جو کیا واپس آئی تو وہ لباس تبدیل کر چکی تھی۔
 - جلو..... جو کیا نے عمران سے کہا۔
 - وہ۔ وہ۔ کرایہ اور وہاں رہائش کی رقم بھی لے لی ہے۔ عمران
 نے جھجکتے ہوئے کہا۔
 - کیا مطلب۔ کیسی رقم..... جو کیا نے چونک کر پوچھا۔
 - ہم۔ ہم میرا مطلب ہے۔ تم جانتی تو ہو کہ میں تو..... میں نے
 سو پر فیاض سے مانگے تھے مگر اس نے صاف انکار کر دیا۔ ڈیڈی تو ایک
 شہر کچھ نہیں ہیں۔ وہ تو ایہ پورٹ تک پہنچنے کا کرایہ نہیں دیتے کہاں
 ایکریکیا کا کرایہ دیں گے۔ اماں بی سے اس لئے نہیں مانگے کہ اماں بی
 ایکریکیا کا نام سنتے ہی بگڑ جاتی ہیں کہ وہ سدا کا فروں کا ملک ہے ایک
 آیا کا سہارا ہو کر تاتھا وہ اپنے جیب خرچ سے کبھی کبھار ضرورت کے
 وقت مدد کر دیا کرتی تھی مگر اب اس کی بھی شادی ہو چکی ہے۔ اس لئے
 اب میں کیا کہوں۔ مجبوری ہے۔ ویسے تم فکر نہ کرو یہ ساری رقم ادھار
 ہوگی۔ میں لازماً وہاں کوئی نہ کوئی کس۔ اسے برنوں گا اور پھر چیف
 کے جو بھیک دے گا وہ میں تمیں دے دوں گا۔ مگر اب..... عمران
 نے جھجکتے ہوئے انداز میں بااورد پھر اس طرح خاموش ہو گیا جیسے اب
 سے بات کرتے ہو۔ بھی شرم آ رہی ہو۔

س ہو اور وہ خود اسے آزادانہ طور پر خرچ کرے۔ عورتوں سے رقم
سننے سے ساری تفریح اور خوشی کا فوراً ہو جاتی ہے اور پھر تم نے ہر بار
کہا ہے۔ یہ کیوں اور وہ کیوں۔ چلو چھوڑو جو کیا۔ تم آرام کرو میں بھی
بھی فلیٹ جاتا ہوں۔ جب میرے پاس کچھ رقم اکٹھی ہو جائے گی تو
پروگرام بنائیں گے۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے
کے انتہائی مردہ سے لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف اس طرح
سننے لگا جیسے جواری اپنی آخری بازی بھی ہار کر جا رہا ہو۔

”نمبر و مرد نہیں۔ میں رقم تمہیں دے دوں گی جس طرح چاہنا
ہے کرنا مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔“..... جو یانے مسکراتے ہوئے
اور عمران بے اختیار خوشی سے اچھل پڑا۔

”واہ پھر تو واقعی مزہ آجائے گا۔ آؤ پھر دیر کیوں کر رہی ہو۔ چیف کا
م نہیں سنا تھا تم نے کہ دیر مت کرو۔“..... عمران نے خوش ہوتے
کے کہا اور جو یانے اختیار ہنس پڑی۔

”عجیب ہوتی ہے تم مردوں کی نفسیات بھی۔“..... جو یانے ہنستے
کے کہا۔

”اب کیا کروں مرد جو ہوا۔ مجبوری ہے۔“..... عمران نے
ہناڑے سے باہر آتے ہوئے کا نہ ہٹا چکا کہ کہا اور جو یانے اس کے اس
کے پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں
بھی میں بیٹھے ہوئے مین مارکیٹ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔
بلکہ عمران بھی وہاں ٹیکسی پر ہی آیا تھا۔ مین مارکیٹ وہاں سے

”ہونہ نہ ٹھیک ہے۔ راستے میں بینک ہو کر ایئر پورٹ چلیں گے۔
لیکن یہ سن لو تم نے وہاں کوئی گیس وغیرہ نہیں بنانا ہم نے صرف
تفریح کرنی ہے۔ صرف تفریح۔“..... جو یانے کہا۔
”مگر پھر وہ چیک اور وہ ادھار وہ کیسے اترے گا۔“..... عمران نے
چونک کر کہا۔

”کوئی ادھار وغیرہ نہیں ہے۔ سب خرچہ میری طرف سے ہوگا۔
چلو۔“ جو یانے کہا۔

”ارے واہ پھر تو مزہ آگیا۔ وہ کیا کہتے ہیں مفت کی شراب تو.....
ارے نہیں مشروب کا ذکر چھوڑو مفت کی تفریح اور وہ بھی جو یانے
ساتھ۔ واہ جب اللہ تعالیٰ کرم کرنے پر آئے تو سارے راستے کھل
جاتے ہیں۔“..... عمران نے کرسی سے اٹھ کر انتہائی مسرت
بھرے لہجے میں کہا مگر فقرے کے آخر میں لیکن کہہ کر اس طرح خاموش
ہو گیا جیسے کسی بات کی وجہ سے یقیناً جھجک کر رک گیا ہو۔

”اب کیا ہوا ہے۔“..... جو یانے چونک کر پوچھا۔
”وہ وہ رقم تو تم اپنے پاس رکھو گی۔“..... عمران نے ہونٹ چباتے
ہوئے پوچھا۔

”اپنے پاس رکھوں گی۔ کیا مطلب میں سمجھی نہیں۔“..... جو یانے
حیران ہو کر پوچھا۔

”در اصل ہم مردوں کی عجیب سی نفسیات ہوتی ہے۔ خاص طور پر
مشرقی مردوں کی۔ اسے خوشی اس وقت ہوتی ہے جب رقم اس کے

قربیب ہی تھی اور میں مارکیٹ میں واقع بینک میں جو لیا کا اکاؤنٹ تھا۔
"کتنی رقم نکلاؤں..... بینک کے سامنے ٹیکسی رکوا کر جو یہ
نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"دس پندرہ کروڑ تو نکلا ہی لو۔ آخر تفریح کرنی ہے اور وہ بھی
ایکریسیا میں سنا ہے براہینگ ملک ہے..... عمران نے بڑے سادہ سے
لہجے میں کہا۔

"اتنی رقم دماغ تو نہیں خراب..... جو لیا نے غراتے ہوئے کہا
اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹیکسی ڈرائیور کی طرف ایک جھوٹا نوٹ
بزخایا اور پھر تیز قدم اٹھاتی بینک کی طرف بڑھ گئی۔ عمران کا اندھے
اچکا تا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ جو لیا بینک میں داخل ہوتے ہی سیدھی
نیجر کے کمرے کی طرف چل پڑی چونکہ یہاں اس کا کافی طویل عرصے
سے اکاؤنٹ تھا۔ اس لئے یہاں کا سبب عمدہ اسے اچھی طرح پہچانتا تھا۔
"اوہ مادام آپ۔ آئیے تشریف رکھیے..... نیجر نے اخلاقاً کرسی
سے اٹھ کر جو لیا کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

شکریہ..... جو لیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی پر بیٹھ گئی
عمران خاموشی سے ساتھ والی کرسی پر اگر اس طرح بیٹھ گیا جیسے وہ
محاط سے قطعی متعلق ہو۔ جو لیا نے جینٹ کی جیب سے چیک کے
نمونہ اور اسے سامنے رکھ کر اس نے مزید موجود قلمدان سے قلم نکال
اور بینک بھرتے میں مصروف ہو گئی۔ عمران خاموش بیٹھا ہوا
ظہر آدھ اور دیکھ رہا تھا جیسے زندگی میں پہلی بار بینک میں آیا ہو۔

"یہ چیک لیجئے اور اس رقم کے جھوٹے اور بڑے فارن کرنسی ٹریولرز
چیک دے دیجئے۔ ایکریسیا میں سنا ہے کمپنی کے..... جو لیا نے چیک
تحریر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"تو ایکریسیا جانے کا پروگرام ہے..... نیجر نے مسکراتے
ہوئے کہا اور جو لیا نے کوئی جواب دینے کی بجائے صرف اثبات میں سر
ہلایا نیجر نے انٹرکام کارسیور اٹھایا اور کسی کو ہدایات دیتے لگا اور پھر
نے چڑاسی کو بلا کر چیک اس کے حوالے کر کے کسی کو پہنچانے کا

"آپ کچھ پینا پسند فرمائیں گی..... نیجر نے جو لیا سے مخاطب ہو کر
کہہ دیا جو لیا سے ہی مخاطب تھا۔ اس نے عمران کی طرف ذرا سی بھی
بھونک دی تھی۔

"جی نہیں شکریہ..... جو لیا نے جواب دیا۔
"مجھ سے اگر آپ پوچھیں تو میرا جواب یہ ہوگا کہ میں پینا پسند
نہیں گا..... اچانک عمران نے نیجر سے مخاطب ہو کر کہا اور نیجر
کے عمران کی طرف متوجہ ہوا۔

"جی فرمائیے۔ کیا پینا پسند کریں گے..... نیجر نے اخلاقاً پوچھا۔
"پینے کے لئے کیا کیا ملتا ہے یہاں..... عمران نے ایسے پوچھا
تحریر کسی ہو ٹل کا ویز ہو۔

"خاموش رہو ہمیں جلدی ہے..... جو لیا نے عمران کا مود
تحریر اس سے مخاطب ہو کر سخت لہجے میں کہا۔

"اچھا تو جھاڑ بھی ملتی ہے پینے کے لئے یہاں۔ بہت خوب۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

یہ بات نہیں بھابھ۔ آپ جو حکم دیں وہ مل جائے گا۔" نے اخلافا کہا۔

"بلیک ہارس مل جانی گی۔" عمران نے سرگوشیاں لہجے میں
ایئر نیجریوں کرسی پر اچھلا جیسے کرسی میں اچانک طاقتور ایکٹ
کرنٹ آگیا ہو۔

جج۔ جی۔ کیا کہا آپ نے۔" نیجر نے انتہائی حیرت
لہجے میں کہا لیکن اسی لمحے دروازہ کھلا اور دو آدمی اندر داخل ہوئے
دونوں بینک کے کوئی معزز گاہک لگتے تھے۔ انہیں دیکھ کر نیجر
کہرا ہوا۔

"خاموش بیٹھے رہو کچھ۔" جو یانے دانت پیستے
غصیلے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا لیکن لہجہ سرگوشیاں ہی تھا
"اگر تم نے مجھے ایسے ہی ڈانٹنا ہے تو پھر میں باز آیا تو فرج
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے چڑاسی اندر
اس نے ایک لفافہ نیجر کی طرف بڑھا دیا۔ نیجر نے لفافے سے
چیک نکالے اور انہیں چیک کرنے کے بعد اس نے انہیں
لفافے میں ڈالا اور لفافہ جو یانے کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ لہجے چیک کر لیجئے۔" نیجر نے کہا وہ اب جان
عمران کی طرف نہ دیکھ رہا تھا۔

"ٹھیک ہوں گے شکریہ۔" جو یانے کہا اور لفافہ لے کر اٹھ
کھڑی ہوئی۔

"آؤ۔" جو یانے عمران سے کہا اور پھر تیزی سے دروازے کی
طرف بڑھ گئی۔

"پلانے کی آفر ادھار رہی۔" عمران نے مسکرا کر نیجر سے
مخاطب ہو کر کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
"یہ تو تم رکھ لو اور جس طرح چاہے خرچ کرو۔ اب تو خوش ہو۔"
بینک کی عمارت سے باہر آ کر جو یانے لفافہ عمران کی طرف بڑھاتے
ہوئے کہا۔

"کتنی ماییت کے ہیں۔" عمران نے لفافہ لیتے ہوئے پوچھا۔
"دس لاکھ روپے کے ہیں۔" جو یانے جواب دیا اور ساتھ ہی
اس نے ایک جاتی ہوئی خالی ٹیکسی دیکھ کر اسے ہاتھ سے رکھنے کا اشارہ
کر دیا۔ اتنے میں ٹیکسی قریب آ کر رک گئی اور جو یانے دروازہ کھول کر
عقبی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ عمران بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔
"ایئر پورٹ چلو۔" جو یانے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا اور ٹیکسی
ڈرائیور نے سر ملاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

"کنگ روڈ سے ہو کر چلنا۔" میں نے وہاں جتد لمحوں کے لئے رکنا
ہے۔" عمران نے ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے اثبات میں سر ملا
دیا۔

"کیوں۔" فلیٹ پر کیوں جا رہے ہو۔" جو یانے مشکوک سی

نظروں سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”مجھے یقین ہی نہ تھا کہ تم رقم خرچ کرنے پر آمادہ ہو جاؤ گی۔ اس لئے میں نے سلیمان کو بتایا ہی نہیں کہ میں ایک بیجا جا رہا ہوں جب کہ اسے بتانا ضروری ہے۔ تاکہ کہیں وہ رات کا کھانا نہ تیار کر دے اس طرح بجٹ کا نقصان ہو جائے گا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”وہاں ایئر پورٹ سے فون کر دینا تھا“..... جو لیا نے کہا۔

”اوہ ہاں چلو اب تو کنگ روڈ نزدیک آگئی ہے“..... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے فون کا خیال ہی نہ آیا ہو۔ کنگ روڈ پر پہنچنے ہی عمران نے کار فلیٹ کے سامنے رکوالی اور پھر کار سے اتر کر وہ تیز چل قدم اٹھاتا سیڑھیاں چرھتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔ دروازہ بند تھا۔ عمران نے کال بیل کا بزن پریس کرنے کی بجائے دروازے پر دستک دی تو دوسرے لمحے دروازہ کھل گیا اور دروازے پر جوزف موجود تھا۔

”کیا ہوا“..... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”وہ غیر ملکی سنگ روم میں پڑا ہے“..... جوزف نے عمران کے پیچھے آتے ہوئے کہا۔

”گڈ“..... عمران نے کہا اور تیزی سے سنگ روم میں پہنچ گیا جہاں ایک غیر ملکی فرش پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

”اے اٹھا کر عقبی طرف سے لے جا کر طاہر تک پہنچا دو۔ میں اسے فون کر دیتا ہوں“..... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور

جوزف سر ملاتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے جھک کر غیر ملکی کو کاندھے پر اٹھایا اور تیزی سے سنگ روم سے باہر نکل گیا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ایکسٹنڈ“..... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں جناب میں جو لیا کے ساتھ ایئر پورٹ جا رہا ہوں۔ ایک آدمی میرے فلیٹ کی نگرانی کر رہا تھا۔ میں نے اسے چیک کر لیا تھا۔ لیکن میں یہاں لٹھنا نہیں چاہتا تھا۔ اس لئے میں نے جوزف کو بلا کر اسے ٹریپ کر لیا تھا۔ جوزف اسے دانش منزل لے آ رہا ہے۔ فلائٹ کی روانگی میں ابھی ایک گھنٹہ در ہے۔ آپ اس سے پوچھ گچھ کر کے مجھے ایئر پورٹ فون کر دیں“..... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا پوچھ گچھ کرنی ہے“..... دوسری طرف سے اسی لہجے میں کہا گیا۔

”سہی جناب کہ وہ کس کے کہنے پر نگرانی کر رہا تھا۔ ایکری میا میں وہ پورٹ کسے دیتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ باقی آپ خود سمجھا رہیں۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ گو اسے معلوم تھا کہ جو لیا فلیٹ سے باہر ہے۔ لیکن وہ جو لیا کی عادت کو اچھی طرح جانتا تھا کہ ہو سکتا ہے وہ عمران کے اس طرح اچانک فلیٹ میں آنے سے مشکوک ہو کر پل کی طرح دبے پاؤں چلتی ہوئی اندر آچکی ہو

اس لئے وہ احتیاط کر رہا تھا۔

”سلیمان“..... عمران نے رسیور رکھ کر سلیمان کو آواز دی۔
 ”جی صاحب“..... سلیمان نے کچن سے باہر نکل کر آتے ہوئے
 موبائل سمجھے میں کہا۔

”یہ“..... نزچیک ہیں انہیں ابھی جا کر جولیا کے اکاؤنٹ میں واپس
 جمع کروادو۔ سنی بینک مین مارکیٹ براچ“۔ عمران نے جیب سے لفافہ
 نکال کر سلیمان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور خود تیزی سے مڑ کر
 دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا باہر ہی تھی۔ پھر عمران جیسے ہی
 فلیٹ کا دروازہ کھول کر باہر نکلا اس نے جولیا کو انتہائی احتیاط بھرے
 انداز میں سیزھیاں چڑھتے دیکھ لیا۔

”ارے ارے کیا ہوا۔ کیا ٹیکسی والا بھاگ گیا ہے“..... عمران
 نے تیزی سے سیزھیاں اترتے ہوئے کہا۔

”تم نے اتنی دیر کیوں لگا دی“..... جولیا نے چونک کر غصیلے
 میں کہا۔

”وہ دراصل سلیمان فصد کر رہا تھا کہ اگر مس جولیا کا خرچہ ہو رہا ہے
 تو میں بھی ساتھ جاؤں گا۔ بڑی مشکل سے ٹافوں کے ایک پینٹ کا
 لالچ دے کر اسے بہلایا ہے“..... عمران نے سیزھیاں اتر کر ٹیکسی
 کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور جولیا خاموشی سے مڑ کر اس کے پیچھے آ گئی۔
 جتد لمحوں بعد ٹیکسی تیزی سے ایئر پورٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔
 ”کیا ٹیکس فوری طور پر مل جائیں گی“..... جولیا نے اچانک

چونک کر کہا۔

”اب اسنا بھی کیا گزرا نہیں ہے سلیمان کہ اس کے کچن کی پرانی
 کیتلیوں اور چائے دانیوں میں سے دو آدمیوں کے ایکریمیاٹک کا کرایہ
 ہی نہ نکل سکے۔ اس لئے فکر مت کرو ٹیکس میں نے پہلے ہی بک کر مالی
 ٹھیس“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا بے اختیار ہنس
 پڑی۔

”تو سلیمان رقم کیتلیوں اور چائے دانیوں میں چھپا کر رکھتا ہے۔“
 جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

”بے چارہ کو شش تو بہت کرتا ہے کہ ایسی جگہوں پر رقم چھپائے
 جہاں سے میں اسے تلاش نہ کر سکوں۔ لیکن اس معاملے میں اللہ تعالیٰ
 نے مجھے بیگمات والی خصوصیات عنایت کر رکھی ہیں“..... عمران
 نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”بیگمات والی۔ کیا مطلب“..... جولیا نے چونک کر پوچھا۔
 ”جب تم مس سے بیگم ہونگی تو پھر تمہیں مطلب بھی سمجھ میں آ
 جائے گا۔ پچارہ شوہر لاکھ رقم کو بیگم کی نظروں سے چھپا کر رکھے لیکن
 بیگم ایک لمحے میں تلاش کر لیتی ہے اور پچارہ شوہر پھر نئی جگہ سوچتا
 شروع کر دیتا ہے“..... عمران نے کہا اور جولیا ایک بار پھر بے اختیار
 کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”ایسا وہ بیویاں کرتی ہوں گی جنہیں ان کے شوہر رقم نہ دیتے ہوں
 “..... جولیا نے ہنس لیتے ہوئے کہا۔

فیصد ایسا ہی ہوتا ہے۔..... ڈرائیور نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔
 "لیکن تم تو تنخواہ دار نہیں ہو اور تمہاری بیوی کو کیا معلوم کہ تم
 کتنا کمالاتے ہو۔ لازمی بات ہے کبھی کم کماتے ہو گے اور کبھی
 زیادہ۔" جویانے منہ بناتے ہوئے کہا۔ شاید اسے خیال آگیا تھا کہ
 بات عورتوں کے خلاف ہو رہی ہے اور وہ بہر حال ان دو مردوں کے
 درمیان عورتوں کی واحد نمائندہ ہے۔
 "اے میری شکل دیکھ کر ہی پتہ چل جاتا ہے کہ آج کتنی کمائی
 ہوئی ہے۔..... ڈرائیور نے بڑے مطمئن سے لہجے میں کہا اور اس بار
 جویا کے ساتھ ساتھ عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔
 تھوڑی دیر بعد وہ ایر پورٹ پہنچ چکے تھے۔ عمران نے ٹیکسی ڈرائیور
 کو جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر دیتے ہوئے کہا۔
 "باقی بھی رکھ لو اور سنباقی رقم میں سے ایک چھوٹی سی پرفیوم کی
 شیشی اپنی بیوی کے لئے خرید لینا۔ عورت کو جب تحفہ ملتا ہے تو اسے
 اتنی خوشی ہوتی ہے کہ اس کی باقی صلاحیتیں میں سب ماؤف ہو جاتی
 ہیں۔ اس لئے باقی رقم آسانی سے چھپا لو گے۔..... عمران نے کہا اور
 تیزی سے مڑ کر ایر پورٹ کی طرف بڑھ گیا۔ البتہ مڑتے ہوئے اس نے
 ڈرائیور کے چہرے پر ایسے تاثرات ضرور دیکھ لئے تھے جیسے اسے عمران
 کا یہ قیمتی مشورہ بے حد پسند آیا ہو۔
 عمران نے جا کر بورڈنگ کارڈ لئے اور پھر وہ دونوں اندر لاؤنج میں
 جا کر بیٹھ گئے۔ ابھی فلائٹ کی روانگی میں ایک گھنٹہ در تھی۔

"ارے کچھ نہ کچھ تو تنخواہ پر بچارے شوہر کا بھی حق ہوتا ہے۔ چائے
 پینی ہوتی ہے۔ کبھی دوستوں کی پارٹی کرنی پڑ جاتی ہے لیکن بیگم تو
 کھڑے کھڑے ساری تنخواہ وصول کر لیتی ہے۔ اس لئے مجبوراً بچارے
 شوہر کو فی اے بل۔ میڈیکل بل اور ایسی ہی رقومات چھپا کر رکھنی
 پڑتی ہیں۔ لیکن اے بسا اڑو کہ خاک شدہ۔ بیگم ہو اور اس کی نظروں
 سے رقم چھپ سکے۔ ناممکن اور بچارے شوہر کو اسی طرح بس کا کرایہ
 لینے کے لئے گھنٹہ بیگم کو سمجھانا پڑتا ہے کہ پیدل چلنے سے صحت ضرور
 بنتی ہے لیکن آدمی تھک جاتا ہے اور تھکا ہوا آدمی دفتر میں کام صحیح طور پر
 نہیں کر سکتا اور کام صحیح طریقہ پر نہ کیا جائے تو نوکری سے چھٹی بھی ہو
 سکتی ہے۔ اس طرح سالم تنخواہ کے بھی لالے پڑ سکتے ہیں اور مجبوراً بیگم
 کو ساری تنخواہ کے خاتمے کی منسوخت بات سننے کی وجہ سے بس کا کرایہ
 دینا پڑتا ہے۔..... عمران کی زبان فحشی کی طرح چل رہی تھی اور جویا
 کا چہرہ ہنسی روکنے کی وجہ سے یکے ہوئے مٹاثر کی طرح سرخ پڑ گیا تھا۔
 کیونکہ اس نے بیک مرد میں ڈرائیور کو بھی ہنستا ہوا دیکھ لیا تھا اور اسے
 خیال آگیا تھا کہ وہ بہر حال ٹیکسی میں بیٹھی ہوئی ہے۔
 "بچارے شوہر..... جویانے ہنستے ہوئے کہا۔
 "ہاں شوہر بچارے ہی ہوتے ہیں کیوں مسٹر ڈرائیور تم بچارے
 ہو یا باچارے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہ
 ڈرائیور سے مخاطب ہو گیا۔

www.urdukorner.com

تھا کہ میں تو خرچہ نہیں کرتا اپنے خرچے پر جاؤ۔ اب کیسے مانا ہے۔
عمران کے لہجے میں ایسی مسرت تھی جیسے اس نے کوئی بہت بڑا قلعہ لڑ
کر فتح کر لیا ہو۔

”مری رقم نکالو۔۔۔۔۔ جو یانے تیز لہجے میں کہا۔

”رقم کیسی رقم۔۔۔۔۔“ عمران نے چونک کر کہا۔ اس کے چہرے پر
ایسے تاثرات ابھرا آئے تھے جیسے وہ جو یا کو سرکاری خرچے کا بتا کر اب
پچھتا رہا ہو۔

”وہ دس لاکھ روپے کے ٹریولز چیک۔۔۔۔۔ جو یانے سخت لہجے
میں کہا۔

”اچھا وہ۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے لے لینا۔ اب واپس جا کر ہی تم نے بینک
میں جمع کرانے ہیں۔ اتنی بھی کیا بے صبری ہے کچھ دیر مجھے خوش ہو
ٹھینے دو کہ میرے پاس جو یا کے دس لاکھ روپے ہیں۔۔۔۔۔“ عمران نے
کہا۔

”نہیں نکالو انہیں۔۔۔۔۔ جو یا کا لہجہ اور سخت ہو گیا۔

”لیکن وہ تو تم نے مجھے دے دیئے تھے۔۔۔۔۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں لیکن اس وقت ذاتی خرچے کی بات تھی لیکن اب ایسا نہیں
ہے۔ اس لئے مری رقم واپس کرو۔۔۔۔۔ جو یانے کہا۔

”کمال ہے۔ کیا مجھ پر دس لاکھ روپے کا بھی اعتبار نہیں ہے۔“
عمران نے کہا۔

”ہر گز نہیں۔ دو مجھے یہ مری ذاتی رقم ہے۔۔۔۔۔ جو یا بھی شاید

سلنے۔ یعنی دوسری طرف سے آتی ہوئی ہلکی سی آواز سن رہی تھی بے
اختیار چونک پڑی۔

”یس سر۔ اسی لئے تو میں نے صرف دو نسلوں تک کے سربتاے
تھے۔ یعنی نو سر۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور جو یا بے اختیار مسکرا
دی۔

”فصول باتیں مت کیا کرو۔ ناراک کے الیگزینڈر گروپ کو
چیک کر لینا۔ الیگزینڈر بار سمیتھ فیلڈ روڈ ناراک۔۔۔۔۔ ایکسٹو نے
سرد لہجے میں کہا۔

”م۔ م۔ مگر سریہ تو سرکاری کام شروع ہو گیا۔ ہم تفریح کے لئے
جارہے ہیں اور خرچہ بھی ہمارا اپنا ہے سر۔ یہ تو زیادتی ہے سر۔“ عمران
نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

”اس اطلاع کے بعد اب یہ مشن سرکاری ہو چکا ہے۔ اس لئے جو یا
اور تم سرکاری طور پر جارہے ہو۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایکسٹو نے
اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

”شش شش شکر۔ یہ بڑی بڑی مہربانی۔ اب اس گروپ تو کیا
میں پورے ناراک کو چیک کر سکتا ہوں۔“ عمران نے اہتائی
مسرت بھرے لہجے میں کہا اور فون پیس آف کر کے میز پر رکھ دیا۔
کیونکہ دوسری طرف سے رابطہ آف ہو چکا تھا۔

”مبارک ہو جو یا اب ہم سرکاری تفریح پر جا رہے ہیں۔ دیکھا کیسا
داؤنگیا ہے کہ جہاز اچیف پاروں شانے چٹ گرا ہے۔ ہونہ کہہ رہا

”سلیمان میں عمران بول رہا ہوں۔ وہ مس جولیا کے ٹریولز چیک اس کے بینک میں جمع کرا دیے ہیں“..... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”جی ہاں صاحب ابھی جمع کرا کر واپس آ رہا ہوں۔ فلیٹ میں داخل ہوتے ہی آپ کی کال انڈی کی ہے۔“ سلیمان نے جواب دیا۔

”اچھا ایسا کرو۔ سپیشل سیف میں سے بیس لاکھ روپے نکال کر ابھی جا کر مس جولیا کے اکاؤنٹ میں جمع کرا دو۔ اس بچاری کو بے حد ضرورت ہے اور ساتھیوں کی ضرورت کا خیال تو بہر حال کرنا ہی پڑتا ہے“..... عمران نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔

”جی صاحب“..... دوسری طرف سے سلیمان نے جواب دیا اور عمران نے بن آف کر کے دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔ چونکہ وہ بینک میجر کے دفتر میں کافی دیر بیٹھا رہا تھا اس لئے اس نے فون پر لکھے ہوئے نمبر دیکھ لئے تھے۔

”میجر سنٹی بینک میں مارکیٹ برانچ“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”مس جولیا کے اکاؤنٹ میں دس لاکھ روپے کے ٹریولز چیک جمع ہو چکے ہیں یا نہیں“..... عمران نے کہا۔

”یس سر ابھی واپس جمع کرائے گئے ہیں“..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”ارے تم اپنے آپ میں اور مجھ میں فرق سمجھتی ہو۔ لاجول ولا قوہ۔ میں نے تو کبھی فرق نہیں سمجھا“..... عمران نے ایک اور انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”تم پہلے وہ ٹریولز چیک دو برس میں نے کہہ دیا ہے۔ اب میں تمہاری کوئی بات نہیں سنوں گی“..... جولیا واقعی عورتوں کی مخصوص نفسیات کی بنا پر ضد پرترا آئی تھی۔

”مگر وہ۔ وہ تو میں نے سلیمان کو دے دیئے تھے۔ اس کی تنخواہوں کے بل میں۔ میں نے سوچا کچھ تو ادھار اترے گا۔ وہاں ایکری میا میں کچھ نہ کچھ ہو ہی جائے گا۔ کسی پرانے دوست کے گلے پڑ جائیں گے۔“ عمران نے بڑے مسکے سے لہجے میں کہا۔

”کیا..... کیا کہہ رہے ہو۔ تم نے رقم سلیمان کو دے دی ہے۔ ہونہہ اسی لئے فلیٹ پر گئے تھے۔ چلو اٹھاؤ فون کرو سلیمان کو اور اسے کہو کہ فوراً رقم یہاں ایئر پورٹ پر دے کر جائے۔ اٹھاؤ فون ورنہ..... جولیا نے غصے سے آگ بجولا ہوتے ہوئے کہا عمران چند لمبے

خاموشی سے جولیا کو دیکھتا رہا پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فون پتیس اٹھایا اور اپنے فلیٹ کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔ جولیا اسی طرح ہونٹ بھیجنے انتہائی سخت نظروں سے عمران کو دیکھ رہی تھی۔

”سلیمان بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی سلیمان کی آواز

”وہی آدمی بیس لاکھ روپے کیش لے کر آ رہا ہے وہ بھی مس صاحبہ کے اکاؤنٹ میں جمع کر لینا“..... عمران نے کہا۔
 ”بہتر جت اب آپ کون صاحب بول رہے ہیں“..... منیجر نے جواب دیا۔

”وہی جسے جہارے دفتر میں کسی مشروب کی بجائی جھاڑ پتی پڑی تھی۔ مس جولیا کی“..... عمران نے جواب دیا اور ہٹن آف کر کے اس نے فون پیس میز پر رکھ دیا۔ جولیا بت بنی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے پر شدید ترین شرمندگی کے تاثرات نمایاں تھے۔

”تم نے بینک منیجر کی آواز سن لی ہوگی۔ یہ میں نے اس لئے کنفرمیشن نہیں کی کہ مجھے سلیمان پر اعتماد نہیں تھا۔ بلکہ اس لئے کی ہے کہ تم کنفرم ہو جاؤ۔ ورنہ ہو سکتا ہے۔ تم اسے بھی ڈرامہ سمجھتیں میں اس لئے فلیٹ پر گیا تھا تاکہ میں سلیمان کو ٹریولز چیک دے کر اسے واپس بینک بچھا دوں۔ اند کا۔ م ہے۔ اب اسٹا بھی گیا گزرا نہیں ہوں میں۔ میں نے تو تم سے رقم اس لئے لی تھی کہ مجھے اس سے مسرت ہوئی تھی کہ تم میرا اسٹا خیال رکھتی ہو اور میں نے بیس لاکھ روپے بھی اس لئے جہارے اکاؤنٹ میں جمع کرا دیئے ہیں تاکہ جہیں معلوم ہو سکے کہ عمران کو تم سے صرف رقم لے کر خوشی نہیں ہوئی۔ دے کر بھی خوشی ہوئی ہے۔ اس رقم سے تم اپنی آئندہ سالگرہ پر میری طرف سے کوئی تحفہ خرید لینا“..... عمران نے انتہائی خشک لہجے میں کہا اور پھر فون پیس اٹھا کر وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا تاکہ فون پیس

واپس کرنے کے ساتھ ساتھ کاؤنٹر پر کالوں کی ادائیگی بھی کر دے۔
 ”میں سخت شرمندہ ہوں عمران۔ مجھے واقعی ایسا رویہ اختیار نہیں کرنا چاہیے تھا۔ نجانے کیوں بس مجھ پر ضد سوار ہو گئی تھی میں واپس آ کر جہاری رقم بھی تمہیں دے دوں گی اور وہ دس لاکھ روپے بھی۔ تم بے شک میری طرف سے انہیں کسی فلاحی ادارے کو دے دینا لیکن دنا اپنے ہاتھوں سے۔ مجھے معاف کر دو“..... جولیا نے انتہائی شرمندہ لہجے میں کہا۔ اس کی آواز جذبات کی وجہ سے لرز رہی تھی۔
 ”وعدہ“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں وعدہ“..... جولیا نے جواب دیا۔
 ”گڈ اس کا مطلب ہے ڈرامہ کامیاب رہا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔
 ”ڈرامہ۔ کیسا ڈرامہ“..... جولیا نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

”جیہی رقم واپس کرنے والا اور بیس لاکھ روپے مزید دینے والا۔ سلیمان اب واقعی بہت بڑا اداکار بن گیا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب سلیمان کی اداکاری کا اس میں کیا تعلق“..... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”سنو مجھے معلوم تھا کہ ایکسٹونو کسی بھی لہجے ہمیں کام بتا دینا ہے“..... عمران نے کہا۔

پیشگی یہ سب کچھ سوچ سکتے ہو..... جو یانے ہنستے ہوئے کہا۔
 "دولت کمائی بڑی مشکل ہے مس جو یا۔ خاص طور پر ہم جیسے فری
 لانس کے لئے۔" ہمیں تو بھاری تنخواہیں مل جاتی ہیں اور سارے
 اغراجات سیکرٹ سروس ادا کرتی ہے۔ جب کہ ہمیں ایک معمولی سا
 چیک دے کر ٹر خا دیا جاتا ہے۔ اس لئے ایسے ڈراسے نہ کیے جائیں تو
 واقعی آدمی بھوکا مر جائے۔" عمران نے کہا۔ اس نے یہ بات اس
 لئے بنائی تھی کہ جو یا واقعی انتہائی شرمندہ ہو رہی تھی۔
 "تم اگر کہو تو میں چیف سے اصرار کر کے تمہیں سیکرٹ سروس
 میں باقاعدہ شامل کر ا دوں۔" مجھے یقین ہے کہ جب میں نے اصرار کیا تو
 چیف میری بات نہیں ٹالے گا۔" جو یانے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "ارے ارے ایسا غضب نہ کرنا ورنہ میرا روشن مستقبل تاریک
 ہو کر رہ جائے گا۔" عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔
 "روشن مستقبل تاریک ہو جائے گا۔ کیا مطلب....." جو یانے
 حیران ہو کر کہا۔

"اگر میں سیکرٹ سروس میں شامل ہو گیا تو تمہیں معلوم ہے کہ
 میری ملازمت کا آغاز اب ہو گا۔ اس طرح میں پوری نیم میں سب سے
 جو نیئر ممبر ہوں گا اور ساتھ ہی سرکاری قواعد و ضوابط بھی مجھ پر لاگو ہو
 جائیں گے اور جو نیئر آدمی کو صدر مملکت بھی جہاںیں تو سیکرٹ سروس کا
 چیف نہیں بنا سکتے۔ جب کہ اب میں فری لانس ہوں اور آئین کے
 مطابق سیکرٹ سروس کے سربراہ کی موت کے بعد اس وقت کے صدر

جیسا پتھر دل آدمی یہ برداشت کر سکے کہ ہم بغیر کسی کام کے یوں
 ایکریٹیا میں تفریق کرتے پھریں اور مجھے یہ بھی معلوم تھا کہ جیسے ہی
 ایکسٹونے کام بتایا تم نے اپنی رقم واپس دیمانہ کر لینی ہے اس سے
 حفظ ماتقدم کے طور پر میں نے رقم اپنی تحویل میں لے لی تھی۔ میں
 فلیٹ پر اترا اس لئے تھا کہ سلیمان کو پورا ڈرامہ سمجھا دوں۔ اسے میں
 نے لفاظی دے کر کہا کہ تمہا وہ جہارے بینک جا کر نیجر سے ملے اور یہ
 ٹرولر چیک بھی کیش کرالائے اور نیجر کی آواز بھی اچھی طرح سن لے
 باقی باتیں بھی میں نے اسے سمجھا دی تھیں۔ تم نے غور نہیں کیا کہ
 دوسری بار میں نے بینک میں نہیں بلکہ دوبارہ اپنے فلیٹ پر ہی فون
 کیا تھا اور سلیمان نے نیجر کی آواز کی نقل کامیابی سے کر لی۔ اس طرح
 دو کالوں کی مدد سے رقم خرچ کر کے دس لاکھ روپے کمالینا کھانے کا
 سودا نہیں رہا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جو یا کے
 چہرے پر ایک بار پھر غصے کے تاثرات پھیلنے چلے گئے۔

"لیکن میں نے تو وعدہ یہ رقم کسی فلاحی ادارے کو دینے کا کیا
 ہے۔ جو یا بے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"دارالحکومت میں سب سے بڑا فلاحی ادارہ تو میرا فلیٹ ہے
 سلیمان اس کا نیجر ہے۔ اگر تم جاہو گی تو باقاعدہ رسید بھی جاری کر دی
 جائے گی۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جو یا کے
 اختیار ہنس پڑی۔

نے بڑے حتیٰ لچے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "اوه اس کا مطلب ہے اب دو صورتوں پر سوچنا پڑے گا۔
 عمران نے چونک کر کہا۔

"کون سی دو صورتیں؟..... جو لیانے چونک کر پوچھا۔
 "ایک صورت تو یہ ہو سکتی ہے کہ حریف سے منت کی جائے کہ وہ
 اپنے وصیت نامے میں مجھے اپنا جانشین مقرر کر جائے۔ مجھے امید ہے
 کہ حکومت حریف کی خدمات کے عوض ان کی وصیت کا احترام کرے
 گی۔" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 "منہ دھور کھوایا ممکن ہی نہیں۔ حریف سختی سے اصول و ضوابط
 کا پابند ہے وہ کوئی ایسی وصیت کر ہی نہیں سکتا..... جو لیانے
 جواب دیا۔

"دوسری صورت ذرا دماغ تک سی ہے۔ چلو پھر کبھی کریں گے۔ آؤ
 کچھ کھا پی لیں۔" جہیں معلوم تو ہے کہ آج کل فلائٹ میں انسانوں کو
 بیٹونیٹوں جیسی خوراک دی جاتی ہے..... عمران نے مسکراتے
 ہوئے کہا۔

"نہیں اب فلائٹ جانے میں زیادہ وقت نہیں رہا بیٹھو۔ تم جیٹے
 بتاؤ دوسری کون سی ایسی صورت ہے جسے تم رومانٹک کہہ رہے ہو۔"
 جو لیانے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا کرو گی پوچھ کر تم پھر خواہ مخواہ ناراض ہو جاؤ گی..... عمران
 نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

مملکت کو اختیار حاصل ہو گا کہ وہ سیکرٹری وزارت خارجہ کی سفارش
 پر اس سیٹ کے لئے کسی کی بھی نامزدگی کر سکتا ہے اور چاہئے تو
 سناریائی کے لحاظ سے سیکرٹ سروس کے ممبر کو حریف کی جگہ دی جا سکتی
 ہے اور میں نے سر سلطان سے وعدہ لے رکھا ہے کہ جیسے ہی جہاز
 باس صاحب اس جہان فانی سے انتقال فرمائیں وہ فوراً میری بطور
 ایکسٹنشن سفارش صدر مملکت سے کر کے مجھے حریف بنادیں اس لئے میں
 تو سیکرٹ سروس کا حریف بن کر اپنا روشن مستقبل ہمیشہ کے لئے
 روشن کرنا چاہتا ہوں اور تم مجھے سیکرٹ سروس میں شامل کرنا کرنا
 روشن مستقبل تاریک کر دینا چاہتی ہو..... عمران نے تفصیل
 بتاتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو تم یہ امید لگائے بیٹھے ہو اور حریف کے خلاف سازشوں میں
 مصروف ہو لیکن جہاز یہ حسرت کبھی پوری نہیں ہو گی۔ اول تو ان
 تعالیٰ حریف کو پاکیشیا کے بارہ کروڑ عوام کی دعاؤں سے عمر خضر عطا
 فرمائے گا لیکن اگر کبھی ایسا موقع ابھی گیا تب بھی اس عہدے پر کوئی
 نامزدگی نہیں ہو گی سمجھئے..... جو لیانے آنکھیں ٹکلاتے ہوئے کہا۔
 "وہ کیسے۔ کیوں نہیں ہو سکتی نامزدگی..... عمران نے منہ
 بناتے ہوئے کہا۔

"اس لئے کہ سیکرٹ سروس کے اپنے رولز ہیں جنہیں قومی اسمبلی
 بھی تبدیل نہیں کر سکتی اور ان رولز کے مطابق سیکرٹ سروس کا
 حریف سیکرٹ سروس سے ہی ہو سکتا ہے۔ باہر سے نہیں..... جو

بے اختیار چو تنک پڑی۔

”لیکن کیا“..... جولیا کا رنگ تیزی سے بدلنے لگا تھا۔

”لیکن مجبوری یہ ہے کہ رقیب روسیہ۔ اودہ سوری رقیب روسیہ کی موجودگی میں یہ خیال است و محال است والا معاملہ ہو جاتا ہے۔ اب دیکھو ابھی صرف بات ہی ہوئی ہے کہ وہ صاحب آن پہنچے ہیں۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کون۔ کون آن پہنچا ہے“..... جولیا نے چونک کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ واقعی تنویر کو تیزی سے اپنی میز کی طرف بڑھتے دیکھ کر حیران رہ گئی۔

”تنویر تم اور یہاں کیسے آنا ہوا“..... جولیا نے تنویر کے قریب پہنچنے پر انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں آپ کے ساتھ ایکری میا جاؤں گا سہیف نے فون کر کے کہا ہے کہ میں فوراً ایر پورٹ پہنچ جاؤں۔ میری ٹکٹ اور سیٹ کا بندوبست ہو چکا ہے۔ وہاں مس جولیا اور عمران موجود ہوں گے۔“..... تنویر نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور بڑے اطمینان سے ایک خالی کرسی ٹھیک کر بیٹھ گیا۔

”مگر ہم دونوں تو تفرغ کے لئے جا رہے ہیں سہیف نے اجازت دی ہے“..... جولیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ہاں پہلے تم واقعی تفرغ کے لئے جا رہے تھے۔ لیکن اب نہیں۔“ حیف نے مجھے خود بتایا ہے کہ پہلے وہ دونوں اپنے ذاتی غرض پر تفرغ کے

”تم بتاؤ“..... وعدہ ناراض نہیں ہوں گی“..... جولیا نے ایک بار پھر ضد کرتے ہوئے کہا۔

”تم سیکرٹ سروس کی سیکنڈ چیف ہو اور ظاہر ہے۔ قواعد کے مطابق فرسٹ چیف کے بعد سیکنڈ چیف کا ہی نمبر آتا ہوگا۔ اس لئے یقیناً چیف کے بعد تم سیکرٹ سروس کی چیف بن جاؤ گی۔ اس طرف بھی تو کام بن سکتا ہے۔ چاہے نصف بدتر جیسا کام ہی کیوں نہ ہو۔ بہر حال نصف تو ہے۔ باقی نصف کا بھی بندوبست ہو جائے گا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے اور قدرے شرماتے ہوئے لہجے میں کہا تو جولیا منہ پھڑپھڑا کر چند لمحوں تک اسے اس طرح دیکھتی رہی جیسے اسے عمران کی بات کی سمجھ ہی نہ آئی ہو۔

”نصف بدتر۔ کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو“..... جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جب بیگم کو نصف بہتر کہا جائے گا تو یہ چارہ شوہر نصف بدتر ہی کہلائے گا“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور جولیا نے کھٹ اس طرح مسکرا دی جیسے کوئی سہانا خواب دیکھتے ہوئے نیند میں سونے کے باوجود آدمی کے چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ رنگنے لگتی ہے۔

”پھر۔ پھر تو نصف کیا بلکہ“..... جولیا نے لاشعوری انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر بہار کے سارے رنگ بیک وقت کچھ گئے تھے۔

لیکن..... اچانک عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو جولیا

لئے جا رہے تھے۔ لیکن پھر سرکاری کام نکل آیا اور اب چونکہ خرچہ سرکاری ہے اس لئے اب میں بھی ساتھ جاؤں گا اور انہوں نے کہا کہ اگر عمران صاحب ضرورت محسوس کریں تو باقی ٹیم کو بھی بھجوا یا جاسکتا ہے۔..... تنویر نے مزے لے لے کر جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے وہ اس طرح یہاں آنے اور ساتھ جانے پر بے حد مسرت محسوس کر رہا ہو لیکن جولیا کے ہونٹ بھینچ گئے تھے۔

”دیکھا جولیا ابھی معاملہ صرف تجویز کی حد تک ہی تھا کہ جہاز چیف کو خبر ہو گئی۔ عجیب نجومی قسم کے چیف سے پالا پڑ گیا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ تنویر نے آخری لمحات میں انہیں جوا عن کرنا ہے۔ وہ شروع سے ہی تنویر اور جولیا کو ساتھ لے جانے کا پروگرام بنا کر چلا تھا۔ لیکن صرف شرارت کی بنا پر جولیا کو تنگ کرنے کی خاطر اس نے یہ سارا ڈرامہ کھیلا تھا۔

”ہونہد اب کہا بھی کیا جاسکتا ہے..... جولیا نے بے بسی سے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا آپ میرے ساتھ جانے پر خوش نہیں ہیں۔ اگر ایسی بات ہے تو میں واپس چلا جاتا ہوں۔..... تنویر نے غصیلے میں کہا۔

ارے ارے۔ کیسے واپس جاسکتے ہو۔ جہازے ہونے سے کم از کم میں تو پولیس کے ہاتھوں محفوظ رہوں گا۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پولیس کے ہاتھوں کیا مطلب.....“ تنویر نے چونک کر پوچھا۔

”جب بھائی ساتھ ہو تو پولیس کچھ نہیں کہتی۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا بے اختیار ہنس پڑی مگر تنویر نے اس طرح منہ بنالیا جیسے غصے سے دانت پیس رہا ہو۔ اسی لمحے فلائٹ کی روانگی کا اعلان ہونا شروع ہو گیا اور وہ تینوں باقی مسافروں کے ساتھ کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

”پردہ برابر کر دو“..... میجر پرمود نے توفیق سے کہا اور توفیق نے ہاتھ بڑھا کر پردہ برابر کر دیا اور دوسرے لمحے پرمود کی جیب سے سینی جیسی آواز برآمد ہوئی اور میجر پرمود کے ساتھ ساتھ توفیق بھی چونک پڑا۔ میجر پرمود نے جلدی سے جیب سے وہی باکس نکال کر میز پر رکھ دیا۔

”ہیلو ولن بول رہا ہوں“..... جان ولن کی آواز سنائی دی۔
 ”ماربو بول رہا ہوں جان ولن۔ سنا ہے بلنگار نیہ کے میجر پرمود نے تم سے ملاقات کی ہے“..... ایک دوسری آواز سنائی دی۔ بولنے والے کی آواز اور لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ بوڑھا آدمی ہے اور پھر ان دونوں کے درمیان بات چیت شروع ہو گئی۔ پرمود اور توفیق دونوں خاموش بیٹھے سنتے رہے۔ آواز اتنی ہلکی تھی کہ انہیں یقین تھا کہ آواز کہیں سے باہر نہ جاری ہوگی اور ایسے کیبنز کے اصولوں کو بھی وہ جانتے تھے کہ جب تک پردہ برابر رہے گا۔ ویٹر اندر داخل نہیں ہوگا۔ اس لئے وہ دونوں اطمینان سے بیٹھے ہوئے تھے۔ گفتگو ختم ہوتے ہی باکس سے آوازیں نکلتی بھی بند ہو گئیں۔ میجر پرمود نے باکس کا بن آف کر کے اسے جیب میں ڈال لیا۔

”دونوں جام ادھر کھلے میں الٹا دو اور سنو ہماری نگرانی ہو رہی ہے۔ اس لئے پہلے مجھے اس نگرانی کرنے والوں کا بندوبست کرنا ہوگا۔ پھر اس بوڑھے جان ولن سے باتیں ہوں گی ورنہ ماریو کو پھر خبر مل جائے گی کہ میں دوبارہ جان ولن کے پاس گیا ہوں“..... میجر پرمود نے کہا۔

”میجر اس جان ولن کا رویہ کچھ پراسرار سا لگتا ہے۔ مجھے تو یوں محسوس ہوا ہے جیسے وہ جان بوجھ کر غلط بیانی کر رہا ہو“..... جان ولن کے کمرے سے باہر نکل کر ہوٹل کے ہال کی طرف آتے ہوئے کیبن توفیق نے کہا۔

”ہاں وہ سب کچھ جانتا ہے۔ مگر ہمیں چکر دینے کی کوشش کر رہا ہے“۔ میجر پرمود نے کہا اور پھر تیزی سے ہیرڈنی گیٹ کی طرف جانے کی بجائے وہ ایک سائین پر پہنچے ہوئے کیبنز کی طویل قطار کی طرف مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں ایک خالی کیبن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میجر پرمود نے ویٹر کو شراب لانے کے لئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا باکس نکالا اور اس کا ایک بن پریس کر کے اس نے یہ باکس دوبارہ جیب میں ڈال لیا۔ ویٹر نے شراب سے بھرے ہوئے دو جام لا کر ان کے سامنے رکھ دیے۔

"لیکن کس طرح چینگ ہوگی۔ نجانے کتنے افراد ہوں۔" توفیق نے کہا۔

"یہاں ایک دو سے زیادہ آدمی نہ ہوں گے اور لازمی بات ہے کہ ایک اندر ہوگا اور ایک باہر ہم دونوں یہاں سے اکٹھے باہر جائیں گے۔ پھر تم ادائیگی کے لئے کاؤنٹر کی طرف بڑھ جانا جب کہ میں دروازے کے پاس تمہارے انتظار کے لئے رک جاؤں گا۔ اندر موجود آدمی ظاہر ہے یہی سمجھے گا کہ ادائیگی کے بعد ہم لامحالہ باہر جائیں گے اس لئے نفسیاتی طور پر وہ ہم سے پہلے باہر جا کر اپنے ساتھی کو آگاہ کرنا چاہے گا اور اس کے بعد ان دونوں کو اغوا کرنا اور اس ہوٹل کی عقبی گلی میں لے آنا ہمارا کام ہوگا۔" میجر پرمود نے کہا اور توفیق نے سر ملادیا۔ پھر وہ دونوں اٹھے اور کیمین سے باہر آگئے۔ توفیق جیب میں ہاتھ ڈالتا ہوا کاؤنٹر کی طرف مڑ گیا جب کہ میجر پرمود آستہ آستہ چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ لیکن اس کی تیز نظروں نے ایک لمحے میں ہال میں موجود افراد کا جائزہ لے لیا تھا اور پھر وہ دروازے کے پاس پہنچ ہی تھا کہ اس نے میز پر اکیلے بیٹھے ہوئے آدمی کو اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ لیا۔ اس نے ایک نوٹ میز پر پڑے ہوئے جام کے نیچے اس طرح رکھ دیا تھا جیسے اسے جانے کی انتہائی جلدی ہو اور وہ ویڑکے آنے اور اسے بل دینے کا انتظار نہ کر سکتا ہو اس کے اس انداز سے ہی پرمود سمجھ گیا کہ یہی آدمی ان کی نگرانی پر مقرر ہے۔ وہ آدمی پرمود کے قریب سے تیزی سے گزر کر باہر نکل گیا۔

اسی لمحے توفیق بھی اٹھا۔

"آؤ میں نے اسے چیک کر لیا ہے۔" میجر پرمود نے کہا اور تیزی سے باہر نکل آیا۔ اس نے اس آدمی کو دیکھا وہ تیز قدم اٹھاتا ہوا پارکنگ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ پرمود نے بھی اپنا رخ پارکنگ کی طرف موڑ دیا پرمود اسے پارکنگ کی طرف جاتے دیکھ کر ہی سمجھ گیا کہ یہ اکیلا ہی نگرانی کر رہا ہے۔ اس لئے باہر نکلا ہے تاکہ کار میں بیٹھ کر ان کے پیچھے جاسکے۔ سچا سچ جب وہ دونوں پارکنگ میں پہنچے تو وہ آدمی سفید رنگ کی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ رہا تھا۔ پرمود اور توفیق ہوٹل رالف کی کار پر یہاں پہنچے تھے اور یہ بھی پارکنگ میں موجود تھی پرمود نے آنکھ سے توفیق کو اشارہ کیا اور پرمود تیزی سے گھوم کر سفید کار کے سائیڈ دروازے کی طرف آیا اور دوسرے لمحے اس نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا اور اچھل کر اس آدمی کے ساتھ سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ توفیق عقبی سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔

"خاموشی سے کار چلاتے ہوئے باہر چلو رن۔" میجر پرمود نے ہاتھ میں موجود ریوالور کی نال اس کی پسلیوں میں گھسیڑتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"کلک کلک کون ہو تم۔" اس آدمی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرے ہاتھ میں بھی ریوالور ہے مسٹر۔ ایک لمحے میں ڈھیر کر دوں گا۔" عقبی سیٹ سے توفیق کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”چلو اور سنو اگر تم نے کسی کو اشارہ دینے کی کوشش کی تو پھر دوسرا سانس بھی نہ لے سکو گے۔“ میجر پرمود نے کہا اور اس آدمی کے چہرے پر خوف کے حقیقی تاثرات ابھر آئے۔ اس نے کار آگے بڑھا دی۔

”عقبی گلی میں لے چلو۔ ہم نے صرف تم سے چند باتیں پوچھنی ہیں۔“ بھانگ پر پہنچنے ہی میجر پرمود نے کہا اور اس آدمی کے چہرے پر قدرے چمک سی ابھرائی اور پھر اس نے واقعی بڑے سعادت مندانہ انداز میں کار کو آگے بڑھا کر سائیڈ روڈ پر لے جاتے ہوئے ہوٹل کی عقبی گلی میں موڑ دیا۔ عقبی گلی آگے جا کر بند ہو جاتی تھی لیکن وہاں عقبی سمت بھی ہوٹل کے کئی دروازے تھے۔

”ان دروازوں کے پیچھے کیا ہے؟“ میجر پرمود نے اسی آدمی سے پوچھا۔

”سنورز ہیں مگر تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو؟“ اس آدمی نے گھبراہٹے ہوئے لہجے میں کہا۔

”نیچے اترو۔“ میجر پرمود نے کہا اور اسی لمحے توفیق بھلی کی سی تیزی سے پہلے نیچے اتر گیا اور پھر اس آدمی کے نیچے اترتے ہی میجر پرمود بھی کار سے باہر آگیا۔ اسی لمحے اس آدمی کی چیخ سنائی دی اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر کار سے نکل آیا اور پھر نیچے جا کر ا۔ توفیق کا مکاپوری قوت سے اس کی کنپٹی پر پڑا تھا۔ نیچے گر کر اس نے اٹھنا ہی چاہا تھا کہ توفیق کی لات چلی اور وہ بے حس و حرکت ہو گیا۔

”یہ جیب میں ہاتھ ڈال رہا تھا۔“ توفیق نے کہا تو میجر پرمود نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ تیزی سے ایک دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ لاکڈ تھا۔ پرمود نے جیب سے ایک تار نکالی اور اسے کھولنے کی کوشش شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد ہی وہ تالا کھول لینے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے پینڈل دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ پرمود اندر داخل ہوا۔ یہ ایک بڑا ہال کمرہ تھا جس میں کاٹھ کباڑ بھرا ہوا تھا۔ اندرونی طرف ایک اور دروازہ تھا۔ جو بند تھا۔ پرمود تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھا اور اس نے پینڈل دبا کر دروازے کو کھولا اور دوسری طرف بھاگ کر اس نے دروازہ دوبارہ بند کر دیا۔ دوسری طرف ایک طویل راہداری تھی۔ وہ مطمئن ہو گیا اور پھر واپس بیرونی دروازے کی طرف آگیا۔

”اسے اندر لے آؤ۔“ پرمود نے توفیق سے مخاطب ہو کر کہا اور دوسرے لمحے توفیق اس آدمی کو کاندھے پر لاد کر تیزی سے اندر داخل ہوا۔

”تم باہر نگرانی کرو گے۔“ پرمود نے کہا اور توفیق اس آدمی کو محفے فرش پر ڈال کر واپس باہر چلا گیا۔ پرمود نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اسے ایک رسی کا بندل نظر آگیا۔ اس نے رسی اٹھائی اور اس آدمی کے ہاتھوں ہاتھ عقب میں باندھ کر اس نے اسے اٹھایا اور ایک بڑے سے لمبی سیال سے بھرے ہوئے ڈرم کے ساتھ کھڑا کر کے باقی رسی سے اس نے اسے ڈرم کے ساتھ ہی باندھ دیا۔ ایک ہاتھ سے اس نے اسے

”کیا۔ کیا تم واقعی ایسا کرو گے۔ مجر پر مود“..... جیمز نے چونک کر کہا۔

”ہاں میں اپنا وعدہ پورا کرنے کا عادی ہوں اور ویسے بھی مجھے لوگوں کے خون سے ہاتھ رگنے کا کوئی شوق نہیں ہے“..... پر مود نے سر دلچے میں کہا۔

”میرا تعلق راسکو کے سیکشن تھری سے ہے۔ سیکشن تھری کا کام نگرانی ہے۔ ہمیں اور جہازے ساتھی کو ایئر پورٹ پر ہی چیک کر لیا گیا تھا۔ پھر تم رالف ہوٹل پہنچے اور وہاں سے سیدھے جان ولسن کے ہوٹل میں آ گئے۔ تم نے جان ولسن سے ملاقات کی تو میں نے رپورٹ دے دی اپنے باس کو۔ باس کا نام بیکر ہے اور سیکشن تھری کا اڈہ باسٹن روڈ پر واقع ٹاپ ہلز بار کے نیچے تہہ خانوں میں ہے۔ بس مجھے احساس محظوم ہے“..... جیمز نے جلدی جلدی سب کچھ بتاتے ہوئے کہا۔

”ماریو کا اڈہ کہاں ہے“..... پر مود نے سر دلچے میں پوچھا۔

”میں کسی ماریو کو نہیں جانتا۔ ہو سکتا ہے بیکر جانتا ہو۔ میں جج رہا ہوں کہ میں نہیں جانتا“..... جیمز نے کہا۔

”بیکر کا حلیہ بتاؤ اور اڈے کے بارے میں پوری تفصیل وہاں کتنے لوگ ہوتے ہیں اور کہاں کہاں ہوتے ہیں“..... پر مود نے پوچھا تو جیمز نے پوری تفصیل بتادی۔

”فون نمبر کیا ہے“..... پر مود نے پوچھا تو جیمز نے وہ بھی بتا دیا۔

”بیکر کی رہائش گاہ کہاں ہے“..... پر مود نے پوچھا۔

تھامے رکھا تھا جبکہ دوسرے ہاتھ سے رسی کو ڈرم کے عقب سے لے جا کر اس نے اسے باندھا تھا۔ دو چار بل دے کر اس نے گانٹھ لگائی اور پھر پیچھے ہٹ کر اس نے اس آدمی کے چہرے پر لگا تار تھپوں کی جیسے بارش سی کر دی۔ چند لمحوں بعد اس آدمی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس کا چہرہ تھپوں کی ضرب سے سرخ پڑ گیا تھا۔

”کیا نام ہے جہازا“..... پر مود نے غراتے ہوئے کہا۔

”جج جیمز۔ مم۔ مگر۔ مگر“..... اس آدمی نے کراہتے ہوئے جواب دیا۔

”ماریو کا اڈہ کہاں ہے“..... پر مود نے جیب سے ریو اور نکال کر اس کی نال اس آدمی کے سینے پر رکھ کر اسے دباتے ہوئے کہا۔

”ماریو۔ کون ماریو“..... جیمز نے حیران ہو کر کہا۔

”جو جہازا چیف ہے اور جس کے حکم پر تم ہماری نگرانی کر رہے تھے۔ دیکھو جج بتا دو ورنہ تم جلتے ہو کہ یہاں جہازا کیا حشر ہو سکتا ہے جج تو بہر حال تمہیں اگنا ہی پڑے گا لیکن پھر باقی زندگی تم سسک سسک کر گزارو گے اور میں جانتا ہوں کہ جس قسم کے طہقے سے جہازا تعلق ہے وہ جہازا کوئی مدد کرنے کی بجائے ایک گولی جہازا سے سینے میں اتارنا زیادہ آسان سمجھیں گے لیکن میرا وعدہ کہ اگر تم جج بتا دو تو میں تمہیں بے ہوش کر کے یہاں سے نکل جاؤں گا۔ پھر بعد میں تم جو بہانہ چاہے اپنے ساتھیوں سے کرتے رہنا مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا۔

پر مود نے سر دلچے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”وہ براڈوے کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ بی میں رہتا ہے۔ ٹاپ ہلز بار کالنگ ہے اس لئے عام طور پر وہ بار میں اپنے مخصوص کمرے میں ہی بیٹھتا ہے۔“ جیمز نے جواب دیا اور پرمود نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے، علی کی سی تیزی سے ہاتھ گھمایا اور جیمز کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی۔ اس کا جسم تیزی سے تڑپا لپکن پھر ساکت ہو گیا۔ وہ کنپنی پر پڑنے والی ایک ہی ضرب سے بے ہوش ہو چکا تھا۔ پرمود نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اس کے دل کی دھڑکن چیک کی اور پھر تیزی سے باہر کی طرف مڑ گیا۔ باہر توفیق موجود تھا۔

”چلو اب اس جان ولسن سے بھی دو دو باتیں ہو جائیں۔“ پرمود نے توفیق سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہ کار میہیں کھڑی رہے۔“ توفیق نے پرمود کو پیل بی بڑک کی طرف بڑھتے دیکھ کر کہا اور پرمود نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تمبوی دیر بعد وہ دونوں ایک بار پھر ہوٹل کے بال میں داخل ہو رہے تھے۔ جان ولسن کے کمرے کا چونکہ انہیں علم تھا اس لئے وہ سیدھے اس کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ جان ولسن کے دروازے پر چونکہ کوئی دربان وغیرہ نہ تھے اس لئے پرمود اور توفیق کو کسی نے نہ روکا۔ پرمود نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو وہ کھلتا چلا گیا اور میجر پرمود اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔ بوڑھا جان ولسن ایک آرام کرسی پر نیم دراز تھا۔

”ارے وہ تم تم۔“ پھر آگئے۔ خیریت۔ میں نے تو پرسوں کی بات کی تھی۔“ بوڑھے جان ولسن نے پرمود کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر

چوٹکتے ہوئے کہا۔

”کچھ باتیں رہ گئی تھیں۔ میں نے سوچا کہ وہ بھی ہو جائیں۔“ پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا تو جان ولسن کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیلنے چلے گئے۔

”دروازہ بند کر دو توفیق۔“ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ بوڑھے جان ولسن کی جینٹیں باہر تک نہ جاسکیں گی۔“ پرمود نے توفیق سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔“ جان ولسن نے اچھلتے ہوئے کہا۔ ”خبردار اپنی جگہ سے نہ ہلنا۔ ورنہ ایک لمحے میں گردن توڑ دوں گا۔“ میجر پرمود نے جیب سے ریوالور نکال کر اس کی نال جان ولسن کی غریبوں بھری گردن سے لگاتے ہوئے غرا کر کہا تو جان ولسن کے چہرے پر خوف کے تاثرات پھیلنے چلے گئے۔

”مم۔ مم۔ مگر۔ تم۔ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ میں تو۔“ جان ولسن نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

”توفیق جان ولسن کی تلاشی لو۔“ پرمود نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے توفیق کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ میرے پاس تو کچھ نہیں ہے۔ میں تو بوڑھا آدمی ہوں۔ تم مجھ سے کیا سلوک کرنا چاہتے ہو۔ تم آخر چاہتے کیا ہو۔“ بوڑھے جان ولسن نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن پرمود نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ خاموش کھڑا رہا۔ جب کہ توفیق نے ایک

اور بڑھ گئی اور جان ولسن کا چہرہ لکھت ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا۔ اس کی آنکھوں سے شدید خوف جھلکنے لگا۔ وہ بولنے کے لئے منہ کھولتا لیکن آواز اس کے منہ سے نہ نکل رہی تھی۔

”سنو جان ولسن۔ تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو۔ تمہاری یہ بوڑھی گردن ایک لمحے میں ٹوٹ سکتی ہے۔ لیکن میری اور تمہاری کوئی جنگ نہیں ہے۔ میرے ملک کے خلاف راسکو نے کام کیا ہے۔ اس نے میری دشمنی راسکو سے ہے اور اب بھی اگر تم چچ مجھے بتا دو کہ راسکو کا اڈہ کہاں ہے۔ کون کون لوگ اس سے متعلق ہیں تو اب بھی تمہیں معاف کیا جاسکتا ہے۔ لیکن ایک بار پھر بتا دوں کہ دوبارہ جھوٹ بولنے کی صورت میں میرا تو کچھ نہیں بگڑے گا لیکن تمہارا حشر عبرت ناک ہوگا“..... پرمود نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں تمہیں وہ سب کچھ بتا دیتا ہوں جو میں جانتا ہوں اور سنو میں اب کوئی جھوٹ نہیں بولوں گا۔ اب مجھے احساس ہو گیا ہے کہ تم واقعی ایک خطرناک آدمی ہو۔ ماریو راسکو کے مین سیکشن کا چیف ہے۔ میری طرح بوڑھا آدمی ہے۔ ایکریمیا کی کئی خفیہ جھنسیوں سے متعلق رہا ہے۔ اس کا اڈہ رولز روڈ پر مانیسویں نمبر کی عمارت ہے اس عمارت کے نیچے حصے میں شاپنگ سنٹر ہے۔ اوپر والے حصے میں دفاتر ہیں۔ ان میں ایک دفتر ماریو کا ہے۔ ماریو امپورٹ ایکسپورٹ ماریو ریشن اس دفتر کا نام ہے۔ ویسے ایک بات بتا دوں کہ راسکو کوئی جھوٹی تنظیم نہیں ہے۔ اس کے بے شمار سیکشنز ہیں۔ بین الاقوامی

لمحے میں بوڑھے جان ولسن کی تلاشی مکمل کر لی۔

”کچھ نہیں ہے..... توفیق نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

”تم نے مجھے ڈاج دینے کی کوشش کی ہے جان ولسن۔ حالانکہ میں نے تمہیں ایک بھاری رقم بھی دی تھی اور مزید بھی بھاری رقم دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اگر تم مجھے صاف صاف کہہ دیتے کہ تم مجھے کچھ نہیں بتا سکتے تو میں خاموشی سے واپس چلا جاتا لیکن تم نے مجھے دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں صاف گوئی کی بنا پر اپنا بڑے سے بڑا نقصان تو گوارا کر لیتا ہوں لیکن میں جھوٹ، دھوکہ اور منافقت کسی صورت اور کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتا..... میجر پرمود نے غراتے ہوئے مجھے میں کہا۔ اس کے لہجے میں ایسی غراہٹ تھی کہ بوڑھے جان ولسن کا جسم بے اختیار جھجھریاں سی لینے لگا۔

”تم۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں نے تم سے کوئی دھوکہ کوئی فریب نہیں کیا۔ جان ولسن نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تم نے ماریو سے جو گفتگو کی ہے۔ اس کی ٹیپ میری جیب میں ہے۔ کہو تو سنو اداؤں۔ تمہیں اس نے یہی کہا ہے ناں کہ اول تو میں برسوں تک زندہ نہیں رہوں گا۔ لیکن اگر زندہ رہوں تو تم مجھے زندہ تفصیلات بتا دینا۔ یہی کہا تھا ناں اس نے۔ بولو اب بھی یہی کہو گے کہ تم نے کوئی دھوکہ نہیں کیا..... پرمود کے لہجے میں غراہٹ کچھ

تفہیم ہے۔..... جان ولسن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
 "اس تفہیم کا چیف کون ہے۔ کیلہ ہی ماریو ہے۔..... پرمود نے
 پوچھا۔

"نہیں اس کا چیف خفیہ رہتا ہے۔ ماریو محض مین سیکشن کا چیف
 ہے۔ تمام سیکشنز کو کنٹرول کرتا ہے۔ شاید اسے معلوم ہو کہ چیف
 کون ہے۔ باقی کسی کو معلوم نہیں ہے۔..... ولسن نے کہا۔

"او۔ کے لیکن تم نے مجھ سے جھوٹ بول کر اپنے زندہ رہنے کا حق
 کھو دیا ہے۔..... پرمود نے کہا اور اس سے پہلے کہ جان ولسن کچھ کہتا
 پرمود نے ٹریگر دبا دیا۔ جان ولسن کے جسم نے جھٹکا کھایا اور پھر اس کا
 چہرہ تیزی سے بگڑتا چلا گیا۔ اس کی آنکھیں اوپر کو چڑھتی گئیں۔ یہ
 راست دل میں اتر جانے والی گولی نے اسے چند سیکنڈز سے زیادہ ترسے
 کی بھی مہلت نہ دی اور وہ آگے کی طرف جھکا اور پھر پہلو کے بل نیچے
 کر سکت ہو گیا۔ اس کے سینے سے خون نکل کر قالین میں جذب ہو
 شروع ہو گیا۔

"آؤ..... پرمود نے ریو الورجیب میں ڈالتے ہوئے توفیق سے کہا
 اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
 "میجر میرا خیال ہے ہمیں میک اپ وغیرہ کر لینا چاہئے۔" توفیق
 نے کہا۔

"نہیں میں اب مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ میں جا رہا ہوں
 کہ ایک لمحہ دیر کے بغیر اس ماریو کی گردن ناپ لوں۔..... میجر پر

نے کہا اور ہوٹل سے نکل کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتے پارکنگ کی طرف
 بڑھ گئے۔ چند لمحوں بعد وہ رالف ہوٹل کی طرف سے لی گئی کار میں
 بیٹھے۔ پوری رفتار سے رولز روڈ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ رولز
 روڈ وہاں سے کافی فاصلے پر تھا اور انہیں وہاں تک پہنچنے کے لئے شہر کے
 ایک کونے سے دوسرے کونے تک جانا پڑ رہا تھا۔ پرمود کار دوڑائے
 آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور چہرے پر
 ہتھکڑی مٹی بنائیاں تھیں۔ یہ اس کا مخصوص انداز تھا۔ وہ جب بھی ایکشن
 میں ہوتا تھا تو اس کے چہرے پر ایسی ہی ہتھکڑی مٹی اُبھر آتی تھی۔ کار
 آندھی اور طوفان کی طرح اڑی چلی جا رہی تھی کہ اچانک ایک موڑ
 مڑتے ہی اسے عقب سے پولیس کار کے سائرن سنائی دینے لگے اور
 پرمود نے کار کی رفتار کھٹ کم کر دی۔

"نافسنس یہ کہاں سے فیک پڑے۔..... پرمود نے کار کو ایک
 سائیڈ پر کرتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے پولیس کار ان کے سلسلے آکر رکی اور
 اس میں سے دو آدمی نیچے اترے۔

"جلدی سے جرمانے کا کوپن دو آفسیر میرے پاس ضائع کرنے کے
 لئے وقت نہیں ہے۔..... پرمود نے ان کے قریب آتے ہی تیز لہجے میں
 کہا۔

"کوپن ابھی دیتے ہیں۔..... ایک نے بڑے استہزائیہ انداز میں
 کہا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ اٹھا تو پرمود بے اختیار چونک پڑا۔ اس
 کے ہاتھ میں مشین گن تھی جس کا رخ پرمود کی طرف تھا۔ جبکہ

کام نہیں کیا کرتے..... پرמוד نے توفیق سے کہا اور پھر بھاگ کر وہ اپنی کار میں آکر بیٹھا اور اس نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا کر اسے بائیں طرف موڑ دیا۔ درختوں کے گھنے جھنڈ میں پہنچ کر اس نے جیسے ہی کار روکی۔ عقب میں توفیق بھی پولیس کار لے کر پہنچ گیا۔ پرمود نے توفیق کی مدد سے ان دونوں کو کار سے باہر نکالا اور پھر ان کی بیٹلیس سے لنگی ہوئی کپ ہتھکڑیوں کی مدد سے اس نے ان دونوں کے ہاتھ عقب میں کھپ کر دیئے۔

"اب اسے ہوش میں لے آؤ یہ زیادہ باتیں کر رہا تھا....." پرمود نے اس آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جس نے پرمود سے باتیں کی تھیں اور کیپٹن توفیق نے جھک کر اس آدمی کے چہرے پر تھمبوں کی بارش کر دی۔ چند لمحوں بعد ہی اس آدمی نے چہیتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور توفیق پیچھے ہٹ گیا۔

"ہاں اب بولو کون ہو تم....." پرمود نے یلکھت اس آدمی کی پسلیوں میں لات مارتے ہوئے غرا کر کہا۔ وہ جیچتا ہوا اچھلا مگر پرمود کی لات تو جیسے مشین میں تبدیل ہو گئی۔ اس آدمی کی جیچنوں سے ماحول گونج اٹھا۔ پسلیوں، سینے اور چہرے پر پڑنے والی زور دار لاتوں نے چند لمحوں میں ہی اسے بے حال کر کے رکھ دیا تھا۔ اس کی ناک اور منہ سے خون نکلنے لگا۔ چہرے کا گوشت کئی جگہ سے پھٹ گیا تھا۔

"بتاؤ کون ہو تم....." پرمود نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔
"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ بتانا ہوں۔ کاش میں نے ڈیوس کے حکم

دوسری طرف موجود پولیس آفیسر نے بھی مشین گن کا رخ سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے توفیق کی طرف کر دیا تھا۔

"کیا مطلب یہ گئیں....." پرمود نے حیران ہو کر کہا کیونکہ وردی تو انہوں نے ٹریفک پولیس والوں کی ہی پہنچی ہوئی تھی۔

"تم نے کوپن مانگا تھا ناں۔ میجر پرمود۔ وہی دے رہے ہیں تمہیں موت کا کوپن....." اسی آدمی نے بڑے طنزیہ انداز میں کہا لیکن دوسری لمحے پرمود نے یلکھت کار کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھولا اور

دروازے کی ضرب کھا کر وہ آدمی بری طرح جیچتا ہوا الٹ کر پیچھے ہٹا ہی تھا کہ میجر پرمود نے چھلانگ لگائی اور اچھل کر اس کے اوپر جا گرا۔

دوسری طرف توفیق نے دوسرا کام کیا تھا۔ اس نے یلکھت نیچے سے ہاتھ اٹھا کر اس کی گن کو ایک زوردار جھٹکے سے واپس دھکیل دیا تھا اور گن

کی ہی ضرب کھا کر وہ آدمی لڑکھاتا ہوا جیسے ہی پیچھے ہٹا۔ توفیق نے پوری قوت سے دروازہ کھولا اور وہ شخص بھی جیچتا ہوا اچھل کر نیچے جا کر

اور پھر توفیق اور پرمود نے ان دونوں کو بے ہوش کرنے میں چند لمحوں سے زیادہ نہ لگائے۔ یہ سڑک چونکہ آف روڈ تھی۔ اس لئے اس پر

ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی۔ یہی وجہ تھی کہ پولیس آفیسروں سے لڑائی کے دوران کوئی مداخلت نہ ہوئی تھی۔ پرمود نے ان دونوں کو

اٹھا کر پولیس کار کی عقبی نشست پر ڈالا۔

"تم پولیس کار لے کر ادھر بائیں طرف چلو۔ ادھر درختوں کا ایک جھنڈ ہے۔ یہ مجھے پولیس آفیسر نہیں لگتے۔ یہاں کے پولیس والے اسے

”میں نے کہا ہے کہ وہ نہیں آئے گا۔ لیکن میں کوشش کر لیتا ہوں۔“ جانسن نے کہا اور سائے سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جب کہ دوسری طرف سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے توفیق نے پولیس کار میں

”وہ یہاں نہیں آئے گا۔ وہ اپنے آدمی بھیجے گا یا ہمیں کہے گا کہ ہم

نصب ٹرانسمیٹر پر اس کی بتائی ہوئی فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس کا
بٹن دبا دیا۔

”ہیلو ہیلو جانسن کالنگ اور“..... جانسن نے تیز لہجے میں کال
دینا شروع کر دی تھی۔

”یس ڈیوس انٹرننگ یو اور“..... چند لمحوں بعد ایک خشک سی
آواز سنائی دی۔

”باس میں نے اور کلاک نے میجر پر مود اور اس کے ساتھ ہی کو مار
گرایا ہے۔ وہ رالف ہوٹل کی کار میں اچانک ڈربی روڈ پر نمودار ہوئے
ہم وہاں ڈیوٹی پر تھے۔ ہم نے پولیس سائرن آن کر کے ان کی کار
رکوائی اور پھر ان پر مشین گن کا اچانک فائر کھول دیا۔ ان دونوں کے
جسم جھلنی ہو چکے ہیں۔ ہم انہیں اور ان کی کار کو لارڈک بائی روڈ پر
واقعہ درختوں کے گھنے جھنڈ میں لے آئے ہیں۔ آپ یہاں آجائیں اور
انہیں چیک کر لیں کیونکہ قربے سے دیکھنے سے مجھے شک پڑ رہا ہے کہ
وہ میک اپ میں ہیں۔ میں نے اپنے طور پر تو چیک کرنے کی کوشش
کی ہے لیکن میں حتمی طور پر کچھ کہہ نہیں سکتا اور“..... جانسن نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میک اپ میں۔ کیا مطلب۔ وہ میک اپ میں کیسے ہو سکتے ہیں
اور“..... دوسری طرف سے اسی طرح خشک لہجے میں کہا گیا۔

”میرا شک ہے باس۔ ہو سکتا ہے غلط“..... جانسن نے کہا۔
”تم وہاں سے فوراً چلے جاؤ۔ میرے آدمی خود ہی ان کی لاشیں اٹھا

لائیں گے۔ پھر چیکنگ ہو جائے گی۔ اور اینڈ آئل“..... دوسری طرف
سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ توفیق نے ہاتھ بڑھا
کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔
”میں نے کہا تھا کہ وہ خود نہیں آئے گا“..... جانسن نے پر مود کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”تو پھر تمہیں مرنا پڑے گا“..... پر مود نے خشک لہجے میں کہا اور
دوسرے لمحے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کا رخ اس نے اس کے
سینے کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ گولی سیدھی اس کے دل میں اتر گئی
اور جانس ایک چیخ مار کر ڈرائیونگ سیٹ پر ہیلو کے بل گرا۔ جب کہ
توفیق جھلے ہی باہر نکل گیا تھا جسند لمحے تڑپنے کے بعد وہ اوندھے منہ
آگے خالی جگہ پر گر کر اور ساکت ہو گیا۔ پر مود نے تیزی سے رخ موڑا اور
دوسرے لمحے ایک اور دھماکہ ہوا اور گولی زمین پر بے ہوش پڑے
ہوئے کلاک کے سینے میں اتر گئی۔ کلاک کا جسم ایک لمحے کے لئے
تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔

”آؤ نکل چلیں یہاں سے۔ ورنہ دھماکے سن کر کوئی بھی یہاں آ سکتا
ہے“..... میجر پر مود نے ریوالور جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور چند
لمحوں بعد ان کی کار درختوں کے جھنڈ سے نکل کر دوبارہ مین روڈ پر پہنچ
گئی۔

”میجر اب ہمیں ہر صورت میں میک اپ کر لینا چاہئے۔ نہ جانے
ڈیوس کے کتنے آدمی کہاں کہاں اور کس کس روپ میں موجود ہوں۔“

توفیق نے کہا اور میجر پر مود نے اثبات میں سر ملادیا۔

”ہمارا سامان تو رائف ہو ٹل میں ہے۔ لیکن وہاں ہمارا ان حلیوں میں جانا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اس لئے ہمیں میک اپ کا سامان بھی نیا خریدنا پڑے گا اور یہ کار بھی چھوڑنی پڑے گی۔“ میجر پر مود نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔ اس نے اب کار کا رخ آف روڈ سے شہر کے اس حصے کی طرف کر دیا تھا جہاں کمرشل مارکیٹیں تھیں اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ بخیر وعافیت ایک مارکیٹ تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے۔ میجر پر مود نے کار ایک پارکنگ میں روکی اور دوسرے لمحے وہ کار سے نیچے اتر آئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک ڈیپارٹمنٹل سنور سے نئے لباس، جوتے اور میک اپ کا ضروری سامان خرید چکے تھے۔ ڈیپارٹمنٹل سنور بہت وسیع و عریض تھا اور وہاں گاہکوں کا بھی خاصا رش تھا۔ میجر پر مود کو معلوم تھا کہ یہاں ضرور گاہکوں کے لئے ہاتھ روم بھی بنائے گئے ہوں گے۔ وہ ابھی ان ہاتھ رومز کو تلاش کر رہی رہا تھا کہ اچانک ایک نوجوان لڑکی نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ میجر پر مود تیزی سے اس کی طرف مڑا۔

”آپ کا نام میجر پر مود ہے اور آپ کا تعلق بنگالہ سے ہے۔“ لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں لیکن تم مجھے کیسے جانتی ہو۔“ میجر پر مود نے حیران ہو کر کہا۔

”میرے ساتھ آؤ۔ تم یہاں خطرے میں ہو۔ مادام گروپ کے آدمی

کسی بھی لمحے تمہیں گولی سے اڑا سکتے ہیں۔ میں تمہاری ہمدرد ہوں۔“ اس لڑکی نے کہا اور تیزی سے ایک سائیڈ پر موجود الماری کی طرف بڑھ گئی۔ میجر پر مود نے حیرت بھرے انداز میں کاندھے اچکائے اور پھر وہ اس کے پیچھے چل پڑا۔ لڑکی انہیں اس راہداری سے گزار کر ڈیپارٹمنٹل سنور کے عقبی طرف لے آئی اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک سڑک پر گھومتے ہوئے ایک چھوٹی سی کونٹری میں پہنچ چکے تھے۔ لڑکی نے کونٹری کا بھانک بند کیا اور اس کے ساتھ ہی اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔

”مجھے ہر لمحے ہی خطرہ تھا کہ کسی طرف سے بھی گولیوں کی بوچھاڑ آئے گی اور تمہاری جان لے لی لیکن شکر ہے کہ تم بچ کر یہاں آ گئے۔“ لڑکی نے بھانک بند کر کے عمارت کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”تم پہلے اپنا تعارف کراؤ ہماری فکر چھوڑو۔ ہمارا ایمان ہے موت اور زندگی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔“ میجر پر مود نے سپاٹ لیجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور وہ لڑکی اس طرح حیرت سے پر مود کی طرف دیکھنے لگی جیسے اس کے اطمینان پر اسے حیرت ہو رہی ہو۔

”بتاتی ہوں۔“ لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور چند لمحوں بعد وہ سنگ روم میں پہنچ گئی۔

میرا نام جینٹ ہے اور میرا تعلق مادام لڑاکے گروپ سے ہے۔ اس مادام لڑاکے گروپ سے جس کو تمہارا قتل کا مشن سونپا گیا ہے اس لئے مجھے تمہارے حلیوں کا پوری طرح علم تھا۔ لیکن میرا تعلق فیلڈ سے

سکتی تھی۔ اس لئے میں نے صرف دعا کی کہ تم محفوظ رہو۔ آج مراد فتر سے آف ہے اور میں خریداری کے لئے شاپنگ سنٹر میں گئی تو مجھے تم نظر آگئے اور میں تمہیں یہاں لے آئی ہوں اور یہ سب کچھ صرف بلکاریہ کی خاطر میں نے کیا ہے۔ ورنہ اگر مادام لڑکا کو معلوم ہو جائے کہ میں نے ایسا کیا ہے تو میری لاش سے بھی لوگ عبرت حاصل کریں گے..... جینٹ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

گڈ۔ مجھے تمہارے جذبات کی قدر ہے۔ تم قطعی بے فکر رہو۔ ہم فوراً تمہاں سے چلے جائیں گے۔ لیکن تم سے چند مزید معلومات ضرور حاصل کریں گے۔ پہلے ہم میک اپ کر لیں اور لباس تبدیل کر لیں۔ میجر رمود نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

”اوہ یہ تو اور بھی اچھا ہے۔ اس طرح وہ تمہیں پہچان نہ سکیں گے تم یہ کام کرو میں تمہارے لئے کافی بناتی ہوں..... جینٹ نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور میجر رمود بھی مسکرا دیا۔ جینٹ کے اس انداز نے اسے بتا دیا تھا کہ جینٹ واقعی ایک سیدھی سادھی اور پر خلوص لڑکی ہے۔ ورنہ اب تک وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ ہو سکتا ہے یہ بھی کوئی نئی چال ہو اور تقریباً ایک گھنٹے بعد جب وہ دوبارہ سنگ روم میں بیٹھے کافی پی رہے تھے تو میجر رمود اور توفیق دونوں کے نہ صرف لباس یکسر بدل چکے تھے بلکہ وہ اب بلکاریہ کی بجائے ایک عجمی نظر آ رہے تھے۔

”تم لوگ تو جادو گر ہو۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم لوگ اس طرح بھی بدل سکتے ہو۔ اب تو کوئی تمہیں نہ پہچان سکے گا۔“

نہیں ہے مادام لڑکا کے دفتر میں کام کرتی ہوں۔ بظاہر لڑکا کھلونوں کا کاروبار ہے لیکن دراصل مادام لڑکا ایک انتہائی خطرناک پیشہ ور قاتلہ ہے۔ میرا چونکہ بچپن اور نوجوانی کا طویل حصہ بلکاریہ میں گزرا ہے اور میں وہیں پیدا ہوئی تھی۔ اس لئے بلکاریہ سے مجھے بالکل اسی طرح محبت ہے جس طرح کسی بلکاریہ کو ہو سکتی ہے۔ حالانکہ اب میں ایکریسیا کی شہری ہوں۔ میرے والد بلکاریہ فوج میں طویل عرصے تک انسٹرکٹر رہے ہیں۔ ہم وہیں رہتے تھے۔ پھر ریٹائر ہو کر مستقل طور پر واپس آگئے۔ میں نے اپنی زندگی کے پندرہ سال بلکاریہ میں گزارے ہیں اور اب مجھے یہاں آنے ہوئے دس سال ہو چکے ہیں۔ میں اپنے والدین کی اکلوتی بیٹی تھی۔ میرے والدین کا بوائے جہاز کے ایک حادثے میں انتقال ہو گیا تھا۔ اس لئے اب میں اکیلی اس کوٹھی میں رہتی ہوں۔ میں نے تو اپنے طور پر کھلونوں والی کارپوریشن میں ملازمت کی تھی لیکن پھر بعد میں مجھ پر یہ راز کھلا کہ مادام لڑکا تعلق قاتلوں کے ایک گروپ سے ہے۔ لیکن چونکہ میرا تعلق آفس ورک سے ہے اس لئے میں خاموش رہی۔ تنخواہ چونکہ وہاں انتہائی معقول تھی ہے اس لئے میں نے ملازمت بھی جاری رکھی۔ مادام لڑکا نے جب تمہارے قتل کا مشن لیا اور اس نے اپنے گروپ کو ہدایات دیں تو میں نے بھی وہ ہدایات سن لیں۔ تمہارے چلیے بھی تفصیل سے بتائے گئے تھے اور تمہارے نام بھی۔ جب میں نے سنا کہ تمہارا تعلق بلکاریہ سے ہے۔ تو میرے دل میں بلکاریہ کی محبت اٹھ آئی۔ لیکن میں کچھ بھی نہ

جینٹ نے حریت اور مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔

”تم ابھی اس فیلڈ کو اچھی طرح جانتی نہیں ہو جینٹ۔ جو لوگ اس فیلڈ میں کام کرتے ہیں وہ پہچان بھی لیتے ہیں۔ بہر حال تھوڑا اس بات کو۔ تم اب یہ بتاؤ کہ مادام لڑا کہاں مل سکے گی“..... پر مود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ۔ تو نجانے کہاں ہوگی۔ جب بھی کوئی مشن وہ ہاتھ میں لیتی ہے تو پھر وہ اپنے کسی خاص اور خفیہ اڈے میں منتقل ہو جاتی ہے اور جب تک مشن مکمل نہ ہو جائے اس وقت تک وہ سامنے نہیں آتی۔“ جینٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اچھا یہ بتاؤ کسی ڈبوس کو جانتی ہو“..... پر مود نے کہا۔

”ہاں وہ بھی مادام لڑا کی طرح پیشہ ور قاتلوں کا ایک خطرناک گروپ ہے۔ کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو“..... جینٹ نے چونک کر پوچھا۔

”وہ بھی ہمارے پیچھے لگا ہوا ہے۔ اس کا مطلب ہے۔ راسکونے ہم دونوں کے قتل کے لئے بیک وقت دو گروپوں کو میدان میں اتارا ہے۔“ پر مود نے کہا۔

”راسکونے۔ وہ کون ہے“..... جینٹ نے چونک کر پوچھا۔

”ایک تنظیم ہے جو بنگالیہ سے انتہائی قیمتی معدنیات چوری کر رہی ہے اور اس کے خلاف کام کرنے ہم یہاں آئے ہیں“..... پر مود نے جواب دیا۔

”معدنیات۔ اوہ اوہ معدنیات کی چوری کے سلسلے میں تو یہاں ایک تنظیم بڑی مشہور ہے۔ اس کا نام بلیک گولڈ ہے۔ میں نے اس کا نام چیری سے سنا تھا۔ چیری کا تعلق اس تنظیم سے ہے“..... جینٹ نے کہا۔

”چیری۔ وہ کون ہے“..... پر مود نے چونک کر پوچھا۔

”چیری میرا دوست تھا۔ اس نے مجھ سے شادی کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن پھر اس نے بے وفائی کی ہے اور اس نے ایک اور لڑکی سے شادی کر لی تو میں نے اس سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ وہ لارڈز ہونٹل میں چیف سپروائزر ہے۔ انتہائی جھوٹا اور کمینہ آدمی ہے۔ اس نے مجھ سے پانچ سال تک کورٹ شپ کی۔ شادی کے وعدے کیے۔ لیکن۔“ جینٹ نے انتہائی مغموم سے لہجے میں کہا۔

”کیا تم اب بھی اس سے محبت کرتی ہو“..... پر مود نے پوچھا۔

”نہیں اب تو میں اس کے منہ پر تھوکتا بھی گوارہ نہیں کروں گی اور ویسے بھی اس نے شادی کر لی ہے۔ اب تو میں اس سے کبھی دوبارہ دوستی نہیں کر سکتی“..... جینٹ نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔

”او۔ کے جینٹ۔ تمہارا بے حد شکریہ تم نے بروقت ہماری مدد کی ہے۔ اب ہمیں اجازت دو اور سو کسی کو ہرگز نہ بتانا کہ تم نے ہماری مدد کی ہے۔ تم سیدھی سادھی لڑکی ہو۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری وجہ سے تمہیں کوئی نقصان پہنچ جائے“..... پر مود نے کہا۔

”میں خود محتاط رہوں گی۔ ورنہ مادام لڑا تو مجھے کیا چبا جائے گی۔“

مائیکل ایک دفتر کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں بڑی بے چینی کے عالم میں نہل رہا تھا۔ اس کے ہونٹ ہنسنے ہوئے تھے اور پھرے پر شدید اضطراب اور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ میجر پرمود اور اس کا ساتھی غائب ہو چکے تھے۔ جان ولسن کو اس کے دفتر میں قتل کی رپورٹ بھی اسے مل چکی تھی اور اس کے قتل سے مائیکل کو احساس ہو گیا تھا کہ اس نے جس کو آسان شکار سمجھا ہے وہ اتنا بھی آسان شکار نہیں ہے اور اس نے یقیناً اس بوڑھے جان ولسن سے ماریو اور اس کے دفتر کے متعلق معلومات حاصل کر لی ہوں گی لیکن اسے معلوم تھا کہ وہ وہاں سے کچھ حاصل نہ کر سکے گا۔ اس نے ڈیوس کو بتا دیا تھا کہ میجر پرمود اور اس کا ساتھی ماریو کے آفس پر چھاپہ مار سکتے ہیں۔ اس لئے ڈیوس نے وہاں بھی اپنے آدمی تعینات کر دیئے تھے۔ اسے ڈیوس نے یہ بھی بتا دیا تھا کہ اس کے گروپ سے متعلق دو پولیس آفسیر زان دونوں

لیکن تم مجھے ملتے رہنا۔ اس کے علاوہ کبھی بھی تمہیں میری مدد کی ضرورت ہو تو جو کچھ مجھ سے ہو سکے گا میں ضرور کروں گی۔ مجھے بلگارنیہ سے اپنی ماں کی طرح محبت ہے۔..... جینٹ نے کہا تو پرمود نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر وہ دونوں پیدل چلتے ہوئے اس کو ٹھہی سے باہر آگئے۔

مارکیٹ سے کوئی ٹیکسی پکڑیں اور پہلے ماریو سے بات کر لیں پھر بعد میں ڈیوس اور مادام لزا سے بھی نمٹ لیں گے۔..... پرمود نے کو ٹھہی کے گیٹ سے باہر نکلے ہوئے کہا اور توفیق نے اثبات میں سر ہلادیا۔

سے نکل گئے تھے اور گو پولیس آفیسر جانسن نے اسے ٹرانسمیٹر اطلاع دی تھی کہ اس نے دونوں کو مار گرایا ہے۔ لیکن جب اس کے آدمی وہاں پہنچے تو وہاں جانسن اور اس کے ساتھی آفیسر کلارک کی لاشیں پڑی ہوئی ملیں۔ ان دونوں کے ہاتھ عقب میں انہی کی سرکاری ہتھیاروں میں لپک کر دیئے گئے تھے اور جانسن کی لاش جس حالت میں ملی تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ پہلے اس پر بے پناہ تشدد کیا گیا ہے اور پھر اس سے کال کرائی گئی۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ ڈیوس وہاں پہنچ جائے لیکن جب ڈیوس نے بذات خود وہاں آنے سے حسب عادت انکار کر دیا تو انہوں نے ان دونوں کو ہلاک کیا اور نکل گئے۔ رالف ہوٹل کی کار جو ان کے استعمال میں تھی۔ ایک مارکیٹ کی پارکنگ میں کھڑی مل گئی تھی۔ لیکن ان دونوں کا کوئی تپ نہ تھا اور اس سے بھی زیادہ پریشان کرنے والی ایک اور اطلاع بھی اسے پاکیشیا سے ملی تھی کہ پاکیشیا کا علی عمران ایک عورت اور ایک مرد کے ہمراہ ناراک کے لئے روانہ ہو گیا ہے۔ مائیکل نے ایئر پورٹ پر ہی ان تینوں کے خاتمے کا بندوبست کر لیا تھا اور اب وہ اس اطلاع کے انتظار میں تھا۔ کیونکہ فلائٹ اب ناراک پہنچ چکی تھی اور ابھی وہ سب سوچ رہا تھا کہ میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے پلٹ کر رسیور اٹھایا۔

"میس مائیکل بول رہا ہوں"..... مائیکل نے تیز لہجے میں کہا۔

"روڈی بول رہا ہوں"..... مایو کے آفس میں دو افراد کو مایو کے متعلق پوچھ گچھ کرتے ہوئے جب تک کیا گیا ہے۔ وہ دونوں ابکری می

لیکن ان کے قد و قامت میجر پر مود اور اس کے ساتھی سے ملتے ہیں۔ وہ پوچھ گچھ کرنے کے بعد واپس چلے گئے ہیں۔ ٹی ایس ان کی نگرانی کر رہے ہیں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"نگرانی کیوں کر رہے ہیں انہیں گولیوں سے اڑا دو"..... مائیکل نے حلق کے بل پتختے ہوئے کہا۔

"وہ چونکہ ابکری می ہیں اس لئے آپ کی اجازت کی ضرورت تھی"..... دوسری طرف سے کہے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"جو بھی مشکوک آدمی نظر آئے اسے گولیوں سے اڑا دو کچھ"۔ یہ میرا حکم ہے"..... مائیکل نے کہا۔

"یس باس"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور مائیکل نے رسیور کرڈل پر پینج دیا۔ لیکن اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور مائیکل نے دوبارہ رسیور اٹھایا۔

"یس مائیکل بول رہا ہوں"..... مائیکل نے کرفت لہجے میں کہا۔ "الیکٹرنیڈ بول رہا ہوں چیف۔ عمران اور اس کے ساتھی ناراک نہیں پہنچے۔ وہ رستے میں کلاڈو ایئر پورٹ پر ہی ڈراپ ہو گئے ہیں۔"..... الیکٹرنیڈ نے کہا۔

"اوہ اس کا مطلب ہے کہ انہیں کسی طرح یہ معلوم ہو گیا ہے کہ ہم ان کے خلاف جہاں جال بچھائے ہوئے ہیں۔ بہر حال سارے گروپ کو کہہ دو کہ وہ ایئر پورٹ اور دوسرے ان تمام راستوں کی نگرانی کریں جہاں سے ناراک میں کوئی داخل ہو سکتا ہے اور سنو جو

سائیڈوں میں بیٹی اور اندر ایک بڑی سی الماری نمودار ہو گئی اس الماری کا ایک ہی بڑا سا خانہ تھا اور اس کے اندر ایک جدید ساخت کا بڑا سٹرائٹسمیٹر موجود تھا۔ مائیکل نے اس کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ تو ٹرائٹسمیٹر پر لگے ہوئے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے اور اس کے اندر سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں اور مختلف ڈائلوں پر سونیاں حرکت کرنے لگیں۔ مائیکل نے ان تمام ڈائلوں کے نیچے موجود نامہیں گھما کر اور ڈائلوں پر موجود سوئیوں کو مختلف ہندسوں پر ایڈجسٹ کرنا شروع کر دیا۔ ٹرائٹسمیٹر پر چھ ڈائل تھیں۔ جب اس نے چھ کے چھ ڈائلوں کو ایڈجسٹ کر دیا تو اس نے ایک بڑا سا سرخ بٹن دبایا تو مشین میں سے ٹوٹ ٹوٹ کی آوازیں نکلنے لگیں۔ ایک سائیڈ پر لچھے دار تار کے ساتھ منسلک مائیک ایک ہک پر لٹکا ہوا تھا۔ مائیکل نے وہ مائیک اتار کر ہاتھ میں لیا اور پھر ٹرائٹسمیٹر کا ایک اور بٹن دبایا۔

”ہیلو، ہیلو سپر چیف کانگ آل دی سیکشنز چیفس آف راسکو اور۔“

مائیکل نے تیز تیز لچھے میں کہنا شروع کر دیا۔ وہ مسلسل کال دیتا رہا اور پھر باری بار ہر ڈائل کے اوپر لگا ہوا بلب سبز رنگ میں جلنا شروع ہو گیا جب تک تمام بلب سبز نہ ہو گئے وہ مسلسل کال دیتا رہا۔

”سیکشن چیفس کو حکم دیا جاتا ہے کہ تا حکم ثانی تمام سیکشنز مکمل طور پر رگولز کر دینے جائیں۔ متعلقہ اور اہم افراد ایکریسیا سے باہر چلے جائیں سہاں رہنے والے تمام افراد مکمل طور پر انڈر گراؤنڈ ہو جائیں۔ تمام سنورز۔ تمام متعلقہ عمارتیں مکمل طور پر گیمو مغلوج کر دی جائیں

بھی مشکوک آدمی نظر آئے چاہے وہ کسی جلیے میں ہو۔ اسے گولی سے اڑا دو۔“ مائیکل نے چبھتے ہوئے کہا۔

”یس چیف۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس بار مائیکل نے رسیور کیڈل پر چٹا اور بجائے ٹپلنے کے کرسی پر بیٹھ گیا۔

”مجھے اب ان کے خلاف کوئی اور لائحہ عمل سوچنا پڑے گا۔“

مائیکل نے کرسی پر بیٹھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے آنکھیں بند کر کے کرسی کی نشست سے سر ٹکا دیا۔ کافی دیر بعد اس نے آنکھیں کھولیں اور پھر سیرھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے وہ کسی حتی فیصلے پر پہنچ گیا ہو۔ کرسی سے اٹھ کر وہ اس کمرے کی عقبی دیوار میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے کی دوسری طرف ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کے اختتام پر ایک ٹھوس دیوار تھی۔ اس دیوار کے قریب پہنچ کر مائیکل رکا اور اس نے تیزی سے یہ دیوار کی جڑ میں ایک مخصوص جگہ پر مارا تو دیوار درمیان سے شق ہو کر سائیڈوں میں کسک گئی۔ دوسری طرف سیرھیاں نیچے جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ تیزی سے سیرھیاں اترتا نیچے چلا گیا اور پھر جیسے ہی اس نے آخری سیرھی پر قدم رکھا اس کے عقب میں دیوار برابر ہو گئی۔ اب وہ ایک خاصے بڑے ہال نما کمرے میں موجود تھا جو بالکل خالی پڑا تھا۔ چاروں طرف بند دیواریں تھیں۔ مائیکل ایک دیوار کی طرف بڑھا اور اس نے ایک جگہ پر اپنا ہاتھ دیوار پر رکھا اور اسے زور سے دبایا۔ دوسرے لمحے ہلکی سی سرسراہٹ کے ساتھ وہاں سے دیوار

ہر قسم کی سرگرمی تا حکم ثانی بند کر دی جاتی ہے۔ اس حکم پر فوری طور پر عمل درآمد ہو گا۔ فوری طور پر بارہ گھنٹوں کے اندر اندر حکم پر مکمل طور پر عمل درآمد ہو جانا چاہئے۔ جوانی کاشن نمبر وار دو اور۔" مائیکل نے اسی طرح تیز لہجے میں کہا اور اس لئے ایک ڈائل پر بٹلنے والا سبز رنگ کا بٹن جھماکے سے سرخ ہو گیا۔ پھر دوسرا۔ پھر تیسرا۔ اس طرح یکے بعد دیگرے چھ کے چھ بلب سرخ ہو گئے۔

"او۔ کے اور اینڈ آل"..... مائیکل نے کہا اور وہ بڑا سا سرخ بٹن آف کر دیا۔ پھر مائیک کا بٹن آف کر کے اس نے اسے دوبارہ ہک کے ساتھ لٹکایا اور پھر باری باری سارے بٹن آف کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد وہ دیو ہیکل ٹرانسمیٹر پہلے کی طرح خاموش اور بے جان ہو گیا تو اس نے الماری کے نیچے دیوار کی جڑ میں مخصوص انداز میں پیر مارا تو سر کی تیز آواز کے ساتھ دیوار برابر ہو گئی۔ اب کوئی تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ یہاں کوئی الماری بھی ہو سکتی ہے۔

"اب تلاش کر لو راسکو کو اور کر لو اس کے خلاف کارروائی۔" مائیکل نے پیچھے ہٹتے ہوئے ایک طویل سانس لے کر کہا اور پھر وہ ایک اور دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے وہاں بھی وہی پہلے والا عمل دوبارہ کیا۔ یہاں بھی ایک الماری کے اندر ایسی ہی ایک مشین موجود تھی۔ لیکن اس مشین کا رنگ سیاہ تھا اور اس کے گرد سنہرے رنگ کا باڈر بنا ہوا تھا جب کہ پہلی مشین کا رنگ سفید تھا۔ اس نے مشین کے مختلف بٹن دبائے شروع کر دیئے اور پھر پہلے کی طرح اس نے ہر ڈائل کے نیچے

موجود ناپوں کو گھما کر ڈائلوں پر موجود سونیوں کو مخصوص ہندسوں پر ایڈجسٹ کیا اور اس کے بعد سائیڈ پر لٹکا ہوا مائیک اتار کر اس نے سرخ رنگ کا بٹن دبایا اور مائیک کے ساتھ لٹکا ہوا بٹن دبا کر اس نے کال دینا شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو سپر چیف کالنگ آل دی سیکشنز چیف آف بلیک گولڈ اور....." مائیکل تیز تیز لہجے میں مسلسل بولتا چلا جا رہا تھا۔ اس مشین پر چار ڈائل تھے اور پھر کافی وقفہ وقفہ سے ایک ایک کر کے چاروں ڈائلوں کے اوپر موجود بلب روشن ہو گئے لیکن ان کے رنگ سرخ تھے۔

"سیکشن چیفس کو حکم دیا جاتا ہے کہ بلیک گولڈ کو اوپن کیا جا رہا ہے۔ تمام سرگرمیاں شروع کر دی جائیں۔ تمام اڈے کھول دیئے جائیں اور تمام متعلقہ افراد کو بلایا جائے۔ چوبیس گھنٹوں کے اندر بلیک گولڈ کا کاروبار مکمل طور پر شروع ہو جانا چاہئے۔ چیف آف بلیک گولڈ گیلارڈ کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر اپنا آفس سنبھال لیں اور کام کا آغاز کر دیا جائے۔ جوانی کاشن نمبر وار دیا جائے اور....." مائیکل نے اسی طرح تیز لہجے میں کہا اور پھر ایک ایک کر کے چاروں سرخ بلب سبز ہوتے چلے گئے۔

"او۔ کے اور اینڈ آل"..... مائیکل نے کہا اور ایک بار پھر اس نے مشین کو آف کرنا شروع کر دیا۔ مشین کو مکمل طور پر آف کرنے کے بعد اس نے دیوار برابر کی اور پھر اطمینان سے مڑ کر وہ ایک سائیڈ پر

لفٹی شروع ہو گئیں تو مائیکل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے دونوں اطراف میں سب سے نیچے لگے ہوئے بین پریس کیے تو ان بنٹوں کے اوپر دو چھوٹی چھوٹی سکرینیں روشن ہو گئیں اور ان پر ریڈی فار ورک کے الفاظ جلنے لگے۔ مائیکل سیدھا کھڑا ہوا اور اس نے اپنے جسم پر موجود لباس اتارنا شروع کر دیا۔ جب اس کے جسم پر صرف اندر ویرہ گیا تو اس نے دائیں طرف لگے ہوئے ایک بڑے سے مینڈل کو ایک جھٹکے سے کھینچا۔ کھٹاک کی آواز کے ساتھ مینڈل باہر نکلا تو درمیانی قد آدم خالی جگہ درمیان سے پھٹی اور اس کی دیواریں سائیڈوں پر غائب ہوتی چلی گئیں۔ اب اندر ایک چوڑا اور اونچا خانہ سا نظر آنے لگا۔ مائیکل نے اس خانے کی طرف پشت کی اور لٹے قدموں چلتا ہوا اس خالی خانے کے اندر جا کر اس طرح کھڑا ہو گیا جیسے آدمی تنگ سی لفٹ میں کھڑا ہوتا ہے۔ پھر اس نے ایک پیر کو اٹھا کر آہستہ سے مشین کے فرش پر مارا تو کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی درمیانی جگہ برابر ہو گئی اور مائیکل اب اندر گھپ اندھیرے میں کھڑا تھا۔ اس کے ذہن پر جیسے تیز روشنی کی بارش سی ہونے لگی اور پھر اس کا شعور تیزی سے تاریک دلدل میں دھنسا چلا گیا۔ اس کے تمام احساسات جیسے فنا ہو کر رہ گئے۔ پھر جس طرح گہرے سیاہ بادلوں میں آسمانی بجلی چمکتی ہے اس طرح اس کے ذہن پر چھائی ہوئی سیاہی میں روشنی کی لکیر سی نمودار ہوئی اور آہستہ آہستہ یہ روشنی واضح ہوتی چلی گئی اور چند لمحوں بعد ہی اس کا شعور پوری طرح بیدار ہو گیا۔ جیسے ہی اس کا شعور بیدار

موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے پر لگا ہوا مخصوص انداز کا لاک کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک بڑا سا کمرہ تھا۔ جو بالکل خالی پڑا ہوا تھا۔ مائیکل نے دروازہ بند کیا اور پھر دو قدم اندر بڑھ کر اس نے یکے بعد دیگرے مخصوص انداز میں باری باری چار بار دونوں پیروں کو اٹھا کر زمین پر مارا تو تیز گڑگڑاہٹ کی آوازیں فرش کے نیچے سے سنائی دینے لگیں اور پھر کمرے کے وسط میں فرش تیزی سے سائیڈوں پر ہنسا چلا گیا اور پھر اس میں سے ایک کافی چوڑی سی مشین اوپر کو ابھرنا شروع ہو گئی۔ گڑگڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ مشین اوپر آتی چلی گئی اور جب اس کی اونچائی تقریباً دس فٹ کے قریب ہو گئی تو وہ رک گئی اور اس کے ساتھ ہی سائیڈوں سے فرش تیزی سے واپس اس مشین کی سائیڈوں سے آکر لگ گیا۔ اب دیکھنے سے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے یہ مشین شروع سے ہی فرش میں نصب شدہ ہو۔ مائیکل آگے بڑھا اور اس نے مشین کے مختلف بین پریس کرنے شروع کر دیے۔ مشین کی دونوں سائیڈوں پر اوپر سے نیچے تک ڈائل، نابین، بنٹن اور بلب لگے ہوئے تھے جب کہ درمیانی جگہ جو کہ تقریباً چھ فٹ چوڑی تھی یکسر ہر قسم کی چیز سے صاف تھی۔ مائیکل دونوں اطراف پر بین پریس کرتا رہا۔ نابوں کو دائیں بائیں گھما کر ڈائلوں پر موجود سویچوں کو مخصوص ہندسوں میں ایڈجسٹ کرتا رہا۔ دونوں حصوں پر بے شمار چھوٹے بڑے مختلف رنگوں کے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے اور ان میں سے مخصوص قسم کی گھون گھون اور زوں زوں کی آوازیں

ہوا سر کی تیز آواز کے ساتھ ہی سلسلے والی دیوار ہنی اور مائیکل قدم بڑھاتا مشین سے باہر آگیا۔ باہر آکر اس نے اپنے جسم کو دیکھنا شروع کر دیا اب اس کی جسمانی رنگت پہلے سے یکسر تبدیل ہو چکی تھی۔ اس کے جسم پر ہر جگہ برص کے داغ موجود تھے جو قطعی حقیقی تھے۔ اس کے باہر آنے پر خانہ خود بخود بند ہو گیا اور اب اس کی بیرونی سطح کسی آئینے کی طرح چمکدار ہوتی چلی گئی۔ چند لمحوں بعد وہ جگہ ایک قد آدم آئینے میں تبدیل ہو چکی تھی اور اس آئینے میں مائیکل کا بگڑا ہوا اور یکسر مختلف چہرہ صاف نظر آ رہا تھا۔ اس کے چہرے کے تمام خدوخال یکسر تبدیل ہو چکے تھے۔ سچے سچے پر بھی جگہ جگہ برص کے داغ تھے۔ اس کے علاوہ منہ مل شدہ زخموں کے نشانات۔ بالوں کا ڈیزائن اور رنگ بھی یکسر بدل چکا تھا۔ آنکھوں کا رنگ بھی تبدیل ہو چکا تھا اور اب اس کا چہرہ دیکھ کر کسی ایسے آدمی کا تاثر ابھرتا تھا جس کی ساری عمر لڑائی بھڑائی میں گزری ہو اور جو حد درجہ قالم اور سفاک آدمی ہو۔ وہ کافی دیر تک آئینے میں اپنے آپ کو دیکھتا رہا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھرتے تھے اور پھر اس نے فرش پر پڑا ہوا لباس اٹھا کر اسے پہننا شروع کر دیا۔ لباس پہننے کے بعد اس نے مشین آف کی اور پھر پیچھے ہٹ گیا۔ ایک بار پھر تیز گڑ گڑاہٹ کے ساتھ مشین زمین میں غائب ہوئی شروع ہو گئی اور تھوڑی دیر بعد جب وہ مکمل طور پر زمین میں غائب ہو گئی تو فرش تیزی سے برابر ہو گیا۔ مائیکل مڑا اور واپس اس دروازے کو کھول کر اس بڑے ہال میں آگیا جہاں سے سیدھیان

اوپر کو جا رہی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس کمرے میں موجود تھا جہاں اس نے نیل فون رسپونڈ کیے تھے۔ وہ کرسی پر بیٹھا اور اس نے رسپونڈ اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔
 "واکر سپیکنگ"..... دوسری طرف سے ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

"گیلارڈ بول رہا ہوں"..... مائیکل کے حلق سے ایسی غراہٹ آمیز آواز نکلی جیسے کوئی بھوکا بھڑیا غرا رہا ہو۔ لہجہ اور آواز پہلے سے یکسر بدل چکی تھی۔

"یس باس"..... واکر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
 "رپورٹ دو"..... گیلارڈ نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا۔
 "سیکشن اے نے مکمل طور پر کام شروع کر دیا ہے باس"۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"او۔ کے۔" تفصیلی ہدایات تمہیں مین آفس سے پہنچ جائیں گی۔
 مائیکل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

"فرانسو سپیکنگ چیف آف سیکشن بی"..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک سپاٹ سی آواز سنائی دی۔

"گیلارڈ بول رہا ہوں"..... مائیکل نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس سے رپورٹ طلب کر کے اسے بھی تفصیلات بھیجنے کا کہہ کر اس نے کریڈل دبایا اور ایک بار پھر نمبر ڈائل کیے تو اس بار دوسری طرف سے

”یس..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی بچہ
مُودبانہ ہی تھا۔

”گیلارڈ سپینگ..... مائیکل نے اسی طرح غراتے ہوئے لہجے
میں کہا۔

”یس باس مرنی بول رہا ہوں باس۔ آپ تشریف لے آئے ہیں۔“
دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے میں مسرت تھی۔

”ہاں اور سنو روٹھ کو فوراً میرے پاس بھیج دو۔ تاکہ میں تمام
سیکشنز کو ضروری ہدایات اسے لکھوا دوں۔“..... مائیکل نے کہا اور اس
کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔ اب وہ مکمل طور پر بلیک گولڈ نامی اس
تتھم کے چیف گیلارڈ کے روپ میں آچکا تھا۔ اس نے شروع سے ہی
سپینگ ایسی کر رکھی تھی کہ بیک وقت دو علیحدہ علیحدہ تنظیمیں بنائی
ہوئی تھیں جن کا ایک دوسرے سے کوئی رابطہ یا کوئی تعلق نہ تھا۔
ایک تنظیم کا نام راسکو تھا۔ وہ بحیثیت ماریو راسکو کا سر چیف تھا۔

جب کہ دوسری تنظیم کا نام بلیک گولڈ تھا اور بحیثیت گیلارڈ وہ اس کا
سر چیف تھا۔ وہ اس کا خصوصی اڈہ تھا۔ جس کا علم سوائے اس کی
قات کے اور کسی کو نہ تھا۔ ماریو کے لحاظ سے وہ بوڑھا تھا جب کہ
گیلارڈ کے لحاظ سے برص زدہ اور اس مشین کی مدد سے اس نے جو حلیہ
تبدیل کیا تھا۔ اسے نہ تو اس مشین کے علاوہ تبدیل کیا جاسکتا تھا اور
نہ کسی میک اپ واشری کی مدد سے اس کی اصلیت کو چنک کیا جاسکتا تھا
ہرہ کمال کی رنگت۔ بالوں اور آنکھوں کا رنگ سب اور بجنٹل انداز

سیکشن سی کے چیف ہیرالڈ نے بات کی۔ اس سے بھی اس نے وہی جھپٹے
والی بات چیت کی اور ایک بار پھر کریڈل دبا کر اس نے نمبر ڈائل کیے
اور اس بار سیکشن ڈی کے چیف سلفرڈ نے بات کی۔ اس سے بھی وہی
جھپٹے تینوں کی طرح بات کر کے مائیکل نے رسیور رکھا اور ایک طویل
سانس لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر اب گہرے اطمینان کے
تاثرات نمایاں تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنی اس مخصوص کمین گاہ سے
نکل کر سیاہ رنگ کی کار میں بیٹھا۔ شہر کی مصروف سڑکوں سے ہوتا ہوا
آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ایک رہائشی کالونی میں
داخل ہوئی اور پھر اس نے کار ایک کونجی کے بند گیٹ کے سامنے
روکی اور مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا تو بڑا سا گیٹ خود بخود
کھلتا چلا گیا۔ مائیکل کا راندر لے گیا۔ پورچ میں جا کر اس نے کار روک
تو برآمدے میں موجود چار مشین گنوں سے مسلح افراد نے اس کے کار
سے اترتے ہی اسے باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ مارا۔

”آل اڈا۔ اوکے..... مائیکل نے اسی طرح غراتے ہوئے لہجے میں
کہا۔

”یس باس..... چاروں نے جواب دیا اور مائیکل سر ہلاتا ہوا
تیزی سے راہداری کر اس کرتا ہوا ایک بڑے سے کمرے کے دروازے
کے سامنے رکا۔ اس نے دروازے کو دھکیل کر کھولا۔ یہ بڑا سا کمرہ درخت
کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ بڑی سی میز کے چپے موجود کرسی پر بیٹھ کر اس
نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا۔

میں تبدیل ہو جاتا تھا۔ آواز اور لہجہ بھی یکسر بدل جاتا تھا۔ اس کی عادت تھی کہ وہ جب بھی ضرورت محسوس کرتا۔ راسکو کو حرکت میں لے آتا اور جب ضرورت محسوس کرتا بلیک گولڈ کو حرکت میں لے آتا۔ راسکو کا سیٹ اپ اس نے ایسا کر رکھا تھا کہ یہ تنظیم صرف براعظم ایشیا کے ممالک کو ذیل کرتی تھی اور وہاں سے انتہائی قیمتی معدنیات تلاش کر کے پھر انہیں فروخت کیا جاتا تھا۔ جب کہ بلیک گولڈ کا دائرہ کار یورپ، افریقہ اور براعظم افریقہ تھا اور جب وہ بحیثیت سرچیف خصوصی ٹرانسمیٹرز کے ذریعے آرڈر کرتا تھا تو تنظیم قطعی آف کر دی جاتی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اس کے آرڈر کے بعد اب راسکو کا نام و نشان ہی صفحہ ہستی سے مٹ چکا ہو گا۔ تمام سرکردہ افراد افریقہ یا اسے باہر چلے جائیں گے۔ دفاتر اور سنورز بند کر دیئے جائیں گے۔ راسکو سے متعلق تمام افراد روپوش ہو جائیں گے اور پھر جب تک وہ دوبارہ آرڈر نہیں کرے گا۔ یہ تنظیم دوبارہ سلسلے نہ آنے کی اور اب اس نے بلیک گولڈ کو اوپن کر دیا تھا۔ جب کہ گذشتہ آٹھ ماہ سے اس نے اسے کھول کر دیا تھا۔ لیکن اب اس کے آرڈر پر سب لوگ اس طرح دوبارہ کام کر دیں گے جیسے یہ تنظیم کبھی کھوڑی نہ ہوئی ہو اور پہلے تو وہ کاروباری طور پر ایسا کرتا رہتا تھا لیکن اس بار اس نے بلغاریہ اور پاکیشیا کے ہینچمنوں کی وجہ سے مجبوراً ایسا کیا تھا۔ کیونکہ ڈی سلوا اور ویری کی غلطی کی وجہ سے ان دونوں ممالک کے ہینچمن راسکو کے پیچھے لگ گئے تھے اور چونکہ اس کا اپنا تعلق بھی سرکاری تنظیم سے رہا تھا اس لیے

ان دونوں اور ان کے علاوہ براعظم ایشیا کے دوسرے مشہور سیکرٹ ہینچمنوں کے بارے میں ساری تفصیلات جانتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ پرمود اور علی عمران دونوں ہی عنقریب کی طرح راسکو کے پیچھے لگ جائیں گے اس لیے اس نے مجبوراً اسے مکمل طور پر آف کر دیا تھا۔ اب ڈوہی صورتیں تھیں یا تو لڑا اور ڈیوس گروپوں کے ہاتھوں یہ لوگ مارے جائیں گے یا پھر یہ راسکو کی تلاش میں نگرہیں مار مار کر آخر کار ناکام ہو کر واپس چلے جائیں گے۔ ویسے اس نے علی عمران کے بارے میں بھی ڈیوس اور لڑا کو تفصیلات مجھادی تھیں۔ تاکہ وہ اس کے خلاف بھی کام کر سکیں اور خود وہ اب اطمینان سے گیلارڈ کے روپ میں کام کرتا رہے گا اور اس تک کوئی بھی نہ پہنچ سکے گا۔ اس طرح یقینی طور پر اس نے ان دونوں کو مکمل طور پر شکست دے دی تھی۔

لجوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”ہیلو رابرٹ بول رہا ہوں“..... بولنے والے کا لہجہ سپاٹ تھا۔

”پرنس بول رہا ہوں رابرٹ“..... عمران نے کہا۔

”نمبر نوٹ کریں اور دس منٹ بعد اس نمبر پر فون کریں۔“

دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک نمبر بتا دیا گیا۔
عمران نے خاموشی سے رسیور رکھ دیا۔

”یہ سب کیا کر رہے ہو تم سبہاں اس ریاست میں کیوں ڈراپ ہوئے ہو اور یہ فون، رابرٹ، یہ سب کیا ہے۔ تم تو کہہ رہے تھے کہ ہم نے صرف تفرق کرنی ہے“..... جو لیانے عمران کے رسیور رکھتے ہی ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”ابھی بتاتا ہوں۔ ذرا یہ فون والا کام مکمل ہو جائے“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا تو جو لیانے ہونٹ بھینچنے لگے جب کہ تنویر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اللہ اس کے بچے پر ایسی طرزیہ مسکراہٹ موجود تھی جیسے جو لیانے کہہ رہا ہو کہ وہ خواہ مخواہ عمران جیسے شخص سے توقعات لگائے ہوئے ہے۔ یہ آدمی انتہائی خود غرض ہے۔ دس منٹ بعد عمران نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور رابرٹ کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ہیس“..... اس بار دوسری طرف سے براہ راست رابرٹ کی آواز سنائی دی۔

”پرنس بول رہا ہوں رابرٹ“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

عمران، جو لیا اور تنویر تینوں کلاڈیو کے ایک ہوٹل کے کمرے میں موجود تھے۔ عمران نے کلاڈیو ایر پورٹ پر آگے جانے کا ارادہ ترک کر دیا تھا اور پھر وہ تینوں ٹیکسی میں بیٹھ کر اس ہوٹل میں پہنچے اور عمران نے یہاں مختلف ناموں سے تین کمرے حاصل کیے لیکن اس وقت تینوں ایک ہی کمرے میں موجود تھے۔ عمران نے کمرے میں آتے ہی رسیور اٹھایا اور اس کے نیچے لگا ہوا این پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ہیس بیور فور ڈکار پوریشن“..... دوسری طرف سے ایک نسوٹنگ آواز سنائی دی۔

”اسسٹنٹ مینجر رابرٹ سے بات کراؤ۔ میں پرنس بول رہا ہوں۔“ عمران نے لہجے کو تبدیل کرتے ہوئے کہا۔

”ہیس سر ہوڈ آن کیجئے“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور

”پرنس آپ کہاں سے بات کر رہے ہیں۔ کیا کلاڈیو سے“۔ دوسری طرف سے رابرٹ نے پوچھا۔

”ہاں۔ کیوں“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”اس لئے کہ یہاں ناراک ایئر پورٹ پر آپ کا باقاعدہ انتظار کیا جاتا رہا ہے۔ ایگزینیٹر گروپ کے آدمی ایئر پورٹ پر موجود تھے ایگزینیٹر گروپ ویسے تو اپنے طور پر کام کرتا رہتا ہے۔ لیکن کبھی کبھار ان کا چیف جس کا نام مائیکل ہے۔ انہیں ہدایات دے دیتا ہے۔ آپ نے مجھے ایگزینیٹر گروپ کے بارے میں تفصیلات حاصل کرنے کے لئے کہا تھا۔ وہاں میرا ایک آدمی ہے۔ میں نے اس سے رابطہ کیا تو یہ بات سامنے آئی کہ پاکستان میں موجود ایگزینیٹر کے کسی آدمی نے اسے اطلاع دی کہ آپ ایک خاتون اور ایک ساتھی کے ساتھ ناراک کے سے روانہ ہو گئے ہیں۔ آپ کا فلائٹ نمبر بھی بتا دیا گیا۔ ایگزینیٹر نے یہ ہدایات اپنے چیف مائیکل کو پہنچائیں تو مائیکل نے اسے ہدایات دیں کہ ایئر پورٹ پر جیسے ہی آپ لوگ پہنچیں آپ کو وہیں براہ راست فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا جائے ایگزینیٹر کے چار آدمی وہاں فلائٹ کا انتظار کرتے رہے لیکن جب فلائٹ آئی تو آپ فلائٹ میں نہ تھے۔ اس کے آدمیوں نے آفس سے معلومات حاصل کیں تو انہیں بتایا گیا کہ آپ راستے میں کلاڈیو ایئر پورٹ پر ڈراپ ہو گئے ہیں جس کی اطلاع انہوں نے ایگزینیٹر کو دے دی۔ ایگزینیٹر نے یہ اطلاع مائیکل کو دی تو مائیکل نے اسے حکم دیا کہ ناراک میں داخل ہونے والے تمام

راستوں کی مکمل پکٹنگ کی جائے اور آپ کو ٹریس کر کے گولیوں سے اڑا دیا جائے اور جو بھی مشکوک آدمی نظر آئے اسے اڑا دیا جائے اور اب ایگزینیٹر کے آدمی آپ کے انتظار میں ناراک میں داخل ہونے والے ہر راستے پر موجود ہیں“..... رابرٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ایگزینیٹر کا تعلق کیا صرف مائیکل سے ہی ہے یا وہ کسی اور کے لئے بھی کام کرتا ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”وہ فری لانسر گروپ ہے جناب۔ رقم لے کر وہ آپ کے لئے بھی کام کرنا شروع کر دے گا۔ ویسے اس کی مستقل ایجنٹ کسی سے بھی نہیں ہے۔ سوائے اس مائیکل کے“..... رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا وہ اتنا بڑا گروپ ہے کہ پاکستان میں اپنے ایجنٹ مقرر کر سکے“۔ عمران نے پوچھا۔

”یس سر۔ ان معاملات میں وہ بے حد وسیع جہان پر کام کرتا ہے“۔ رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ معدنیات کی چوری کے سلسلے میں بھی کچھ کام کیا ہے تم نے“۔ عمران نے پوچھا۔

”یس سر میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں۔ ان کے مطابق یہاں اکیریا میں کئی تنظیمیں اس دھندے میں ملوث ہیں۔ کیونکہ یہ مخصوص انداز کا دھندہ ہے۔ اس میں زیادہ قتل و غارت بھی نہیں کرنی پڑتی اور انتہائی کثیر دولت بھی آسانی سے ہاتھ میں آجاتی ہے۔ میری

معلومات کے مطابق دو تنظیمیں سب سے بڑی اور موثر ہیں۔ ان میں سے ایک تنظیم کا نام راسکو ہے۔ اس تنظیم کا دائرہ کار براعظم ایشیا ہے جب کہ دوسری تنظیم کا نام بلیک گولڈ ہے۔ اس کا دائرہ کار ایشیا کے علاوہ دوسرے براعظم میں۔ یہ راسکو کے دھندے میں کبھی رخنہ نہیں ڈالتے۔ راسکو کے چیف کا نام یاریو ہے۔ وہ بوڑھا آدمی ہے۔ لیکن اکثر ناراک سے باہر ہی رہتا ہے۔ کبھی کبھار آجاتا ہے اور بلیک گولڈ کے چیف کا نام گیلار ڈے۔ وہ بھی کبھی کبھار ہی سامنے آتا ہے۔ ان کا کام بھی مسلسل نہیں ہے۔ کبھی راسکو کام شروع کر دیتی ہے اور کبھی بلیک گولڈ۔ چونکہ ان کا کام مخصوص قسم کا ہے۔ اس لئے اکثر یہ تنظیمیں طویل عرصے تک کام ہی نہیں کرتیں۔ شاید جب تک معدنیات تلاش ہوتی رہتی ہوگی۔ ان کی سرگرمیاں بھی بند رہتی ہوں گی۔ رابرٹ نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”راسکو کا کوئی خاص اڈہ..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں جناب باوجود کوشش کے کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ آپ نے جان ولسن کی مپ دی تھی۔ جان ولسن کو کسی نے اس کے دفتر میں گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایسا کرنے والے دو بنگالوئی آدمی تھے۔ بس اس سے زیادہ معلومات حاصل نہیں ہو سکیں۔“ رابرٹ نے جواب دیا۔

”او۔ کے.....“ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”تم نے جواب پوچھا تھا۔ اب اس کا جواب سن لو۔ چونکہ اس بار

ہماری تعداد محدود ہے۔ اس لئے تم دونوں کو بھی مجبوراً انداز میں کام کرنا ہوگا۔ جیسا کہ میں نے تمہیں پہلے تفصیل بتائی تھی کہ بنگالیہ میں معدنیات چوری ہو رہی تھی جس کے خلاف بنگالیہ کا ڈی ایجنٹ میجر یرمود کام کر رہا ہے۔ میجر یرمود میرے پاس آیا تھا۔ چونکہ اس چوری میں پاکیشیا کے محکمہ معدنیات کا ایک اعلیٰ افسر کو بھی ملوث کیا جا رہا تھا اور اس کے ساتھ ہی ایسے شواہد بھی ملے تھے کہ پاکیشیا سے بھی انتہائی قیمتی سائنسی معدنیات کو تلاش کر کے چوری کا پلان بنایا جا رہا ہے۔ اس لئے تمہارے چیف نے پورے شواہد ملنے تک مشن کو سینڈنگ کر دیا۔ لیکن میں چونکہ میجر یرمود سے وعدہ کر چکا تھا کہ میں غیر سرکاری طور پر اس کی مدد کروں گا اور اپنے طور پر میں نے جو تحقیقات کیں اس کے مطابق ایک تنظیم راسکو نامی یہ دھندہ کرتی ہے اور اس بارے میں ایک مپ جان ولسن کی ملی۔ یہ مپ میں نے میجر یرمود کو دے دی۔ میرا خیال تھا کہ حفظ ماتقدم کے طور پر تمہارا چیف ایک مشن اس تنظیم کے خاتمے کے لئے میری سربراہی میں بھجوائے گا۔ لیکن اس نے مکمل شواہد ملنے تک سرکاری طور پر مشن مکمل کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر میں نے اس سے کہا کہ اگر میں اپنے خرچے پر ایکریمیا جاؤں اور میجر یرمود کی مدد کروں تو اسے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ اس نے اس کی اجازت بھی دے دی۔ میں نے تفریح کے سلسلے میں جولیا کو بھی ساتھ لے جانے کی اجازت مانگی تو تمہارے چیف نے میری توقع کے خلاف یہ اجازت دے دی۔ اسے میرے پروگرام کا علم تھا۔ اس

نے شاید اپنے فادرانہ لکھنے سے رابطہ کیا ہوا تھا اور پھر اسے کہیں سے اطلاع ملی کہ پاکیشیا میں بھی بہر حال معدنیات کی چوری کا دھندہ ہو رہا ہے اور الیگزینڈر بار کا یہ اس نے چلا لیا اور ایئر پورٹ پر مجھے اس پر کام کرنے کا حکم دیا اور مشن کی سرکاری قرار دے دیا اور سرکاری قرار دینے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے ہم دونوں کی نگرانی کے لئے تنویر کو بھی ہمارے ساتھ بھجوادیا۔ میں نے راستے میں بریک جرنی کے دوران ایئر پورٹ پر تم دونوں سے ہٹ کر رابرٹ کو فون کیا۔ رابرٹ کا خفیہ تعلق بھی جرائم پیشہ گروہوں سے ہے۔ اس کا کام بالکل اس انداز کا ہے جیسے ٹائیگر کرتا رہتا ہے۔ وہ میرا ذاتی دوست بھی ہے۔ میں نے رابرٹ کو کال کر کے اسے جان ولسن سے ملنے اور الیگزینڈر کو ٹھونکنے اور اس کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی میں نے فیصلہ کر لیا کہ ہمیں براہ راست نارا ک پہنچنے کی بجائے راستے میں ڈراپ ہو جانا چاہیے۔ تاکہ رابرٹ سے رپورٹ لینے کے بعد وہاں کی صحیح صورت حال علم میں آجائے کے بعد وہاں جانے اور کام کرنے کا لائحہ عمل تیار کر سکیں اور رابرٹ نے جو رپورٹ دی ہے وہ تم نے سن لی ہے۔ اگر ہم براہ راست نارا ک جاتے تو اب تک ہماری لاشیں پولیس کے مردہ خانے میں عبرت نگاہ بنی پڑی ہوتی ہوتیں۔ جان ولسن کی ٹپ کا میجر پرمود کو علم تھا اور رابرٹ کی یہ رپورٹ کہ جان ولسن کے قتل کا شبہ دو بلکاریوں پر کیا جا رہا ہے۔ یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ میجر پرمود وہاں کام میں مصروف ہے اور اب

صورت حال یہ ہے کہ اگر ہم چاہیں تو ایکریمیا میں صرف تفریق کرتے رہیں۔ جب میجر پرمود اپنے مشن میں کامیاب ہو جائے تو اس سے رپورٹ لے کر چیف کر دے دیں اور اطمینان سے واپس چلے جائیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ہم خود بھی کام کریں اور اس تنظیم کا خاتمہ کریں۔ اس طرح میجر پرمود کی بھی مدد ہو جائے گی اور ہمارے ملک کی معدنیات بھی چوری ہونے سے آئندہ کے لئے بچ جائیں گی۔ چونکہ فی الحال پاکیشیا کو اس تنظیم سے فوری خطرہ بھی نہیں ہے اور اس نے پاکیشیا کی معدنیات بھی چوری نہیں کی۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ ہم نارا ک جانے کی بجائے ولسن چلے جائیں اور اطمینان سے تفریق کرتے رہیں۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ چیف ہمیں مشن پر بھیجے اور ہم تفریق کرتے رہیں۔ اگر کوئی تفریق کرنی بھی ہے تو مشن کے بعد بھی ہو سکتی ہے۔“ تنویر نے تیز اور غصیلے لہجے میں کہا۔

”مشن تو بہر حال میجر پرمود مکمل کر ہی لے گا۔“ عمران نے جواب دیا۔

”نہیں دوسرے کا مارا ہوا شکار کھانا بزدلی اور بے غیرتی ہے۔“ تنویر کے لہجے میں غصہ عود کر آیا تھا۔

”تنویر درست کہہ رہا ہے عمران۔ چیف نے جب اسے سرکاری مشن قرار دے دیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اب ہم ڈیوٹی پر ہیں اور ڈیوٹی کے دوران تو تفریق کے بارے میں سوچا بھی نہیں جاسکتا اور میجر

پر مود کی مدد کا یہ طریقہ بھی تو ہے کہ ہم خود شکار کر کے اپنا کیا ہوا شکار اسے دے دیں۔ اس میں پاکیشیا سکیٹ سروس کی عزت ہے۔ جو لیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”لیکن تم خود ہی تو تفریح کا رونا رو رہی تھیں۔ اس وقت تمہیں ڈیوٹی کا خیال نہ آیا تھا“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اس وقت مجھے تم نے یہ سب تفصیل نہیں بتائی تھی۔ میں چیف سے مشن کے بعد خود ہی تفریح کی اجازت لے لوں گی اور پھر ہم تفریح کر کے واپس جائیں گے۔ یہ میرا وعدہ“..... جولیا نے کہا۔

”اور سنا اگر تم کام نہیں کرنا چاہتے تو نہ کرو بے شک واپس چلے جاؤ میں اور جو لیا اس مشن پر خود ہی کام کر لیں گے“..... تنویر نے موقع غنیمت دیکھتے ہوئے کہا۔

”نہیں چیف نے ایئر پورٹ پر عمران کو فون کر کے اسے ہدایات دی تھیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اس نے ہماری ٹیم کا لیڈر عمران کو منتخب کیا ہے۔ ورنہ اسے معلوم تھا کہ میں عمران کے ساتھ ہوں۔ وہ مجھے کال کر کے بھی ہدایات دے سکتا تھا“..... جولیا نے کہا۔

”چیف کو بھی نجانے اس کے سر پر کون سے سرخاب کے پر نظر آ جاتے ہیں کہ ہر بار اسی کو لیڈر بنا دیتا ہے“..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میری طرف سے مکمل اجازت ہے۔ تم دونوں میں سے جو چاہے لیڈر بن جائے۔ میں ایک عام کارکن کی طرح کام کروں گا۔“ عمران

نے بڑے کھلے دل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں چیف نے تمہیں لیڈر بنایا ہے۔ اس لئے لیڈر تم ہی ہو گے۔“ جولیا نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

”کاش چیف مجھے کچھ اور بھی بنا دیتا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا بے اختیار مسکرا دی جب کہ تنویر نے ہونٹ بھنج لے۔ وہ دونوں ہی عمران کی بات کا مفہوم سمجھ چکے تھے۔

”اب کیا پروگرام ہے۔ اس کی بات کرو“..... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”لازمًا میرے ساتھ تم دونوں کے بھی چلیے الیکٹریڈر گروپ تک پہنچ چکے ہوں گے اس لئے اب تم دونوں کو بھی میرے ساتھ میک اپ کرنا ہوگا۔ اس کے علاوہ وہ لوگ چیکنگ کے دوران خاص طور پر اس بات کا خیال رکھ رہے ہوں گے کہ ہم دوسروں اور ایک عورت کا گروپ ہیں۔ اس لئے یہاں سے روانگی کے بعد تنویر ہم سے علیحدہ رہے گا جب کہ جولیا اور میں علیحدہ رہیں گے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اگر گروپنگ اس طرح کر لی جائے کہ میں اور جولیا ایک جگہ لہیں اور تم علیحدہ رہو تو اس میں کیا حرج ہے“..... تنویر نے فوراً ہی دوسری تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

”چلو اس کا فیصلہ جولیا کر دے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بڑی امید بھری نظروں سے جولیا کو دیکھنے لگا جب کہ تنویر کی

کے اکٹھے رہنے کا تو سکوپ ختم ہو جاتا تھا۔

”او۔ کے اس کا مطلب ہے۔ اب نئے سرے سے کاغذات تیار کرانے پڑیں گے۔ چلو کوشش کر لیتا ہوں۔ ایک ٹپ میرے پاس ہے۔ اسی لئے تو میں نے کلاڈیو میں ڈراپ ہونے کا فیصلہ کیا تھا۔ لیکن اگر اس ٹپ نے پہچان لیا تو..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”یس جسمین سپینگ..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

”جسمین تو بڑا نرم دناک سا پھول ہوتا ہے۔ لیکن جہاری آواز تو اس قدر کرخت ہے کہ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے جسمین جنت کی بجائے جہنم میں آگیا ہو..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کون بول رہے ہو..... اس بار دوسری طرف سے انتہائی فصیلے لہجے میں کہا گیا۔

”ارے ارے پھر وہی غصہ۔ تم ایسا کرو اپنا نام بدل کر بار کر رکھو۔ مطلب ہے۔ بار کنگ کرنے والا۔ بھونکنے والا..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ تو تم کوئی خاص چیز ہو۔ جو ایسی باتیں کر رہے ہو۔ اپنا خلاف کر اؤ ذرا۔ تاکہ مجھے بھی تو معلوم ہو سکے کہ جسمین سے اس لہجے اور اس انداز میں ایسی باتیں کرنے والا آخر کون ہو سکتا ہے۔“ دوسری

نظریں بھی جو لیا پر جمی ہوئی تھیں۔

”اگر گرہنگ ہی کرنی ہے تو پھر زیادہ بہتر یہی ہے کہ تم دونوں اکٹھے رہو اور میں علیحدہ رہوں گی..... جو لیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران تو بے اختیار مسکرا دیا جب کہ تنویر کے ہجرے پر ہلکے سے مایوسی کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

”اے کہتے ہیں کباب میں ہڈی..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”فصول باتیں مت کرو۔ میرا خیال ہے۔ گرہنگ کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ جب کہ ہم میک اپ کر لیں گے۔ کاغذات بھی ہمارے تبدیل ہو جائیں گے تو پھر وہ لوگ ہمیں کیسے شناخت کر سکیں گے۔ ہماری طرح کے دو مردوں اور ایک عورت کے سینکڑوں گرہپ ناراک میں آ جا رہے ہوں گے۔ بغیر تصدیق کے اب وہ سب کو تو ہلاک کرنے سے رہے..... تنویر نے جو لیا کا فیصلہ سنتے ہی سرے سے گرہنگ سے ہی انکار کر دیا تھا۔

”یہ ہو سکتا ہے کہ ہم ایمپورٹ پر ایک دوسرے سے اجنبی رہیں۔ ہمیں ٹھکانہ معلوم ہو تو ہم نگرانی کا خیال کرتے ہوئے علیحدہ علیحدہ اس ٹھکانے پر پہنچ جائیں۔ اس طرح کسی کو بھی شک نہ پڑے گا۔ جو لیا نے کہا۔

”یہ واقعی بہترین تجویز ہے..... تنویر نے فوراً جو لیا کی اس تجویز کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ کم از کم اس طرح عمران اور جو

طرف سے بھجنے بھجنے لگے میں کہا گیا۔ انداز ایسا تھا۔ جیسے انتہائی مشکل سے اپنے غصے کو کنٹرول میں کر کے بات کر رہا ہو۔

"تعارف ہاں۔ تعارف کرانے میں واقعی کوئی حرج نہیں ہے۔ اچھا تو سنو۔ برا عظم ایشیا کے سلسلہ ہائے کوہ میں ایک ریاست ہے جس کا نام ہے ڈھپ۔ اب یہ نام کیوں رکھا گیا ہے اور اس کا معنی کیا ہے۔ یہ کچھ بھی نہیں معلوم۔ شاید یہاں کے لوگ بہرے ہوں اس لئے ڈھول بجا بجا کر ایک دوسرے کو متوجہ کرتے ہوں۔ اس لئے ڈھول کی آواز ڈھم ڈھم مل کر ڈھپ کی شکل اختیار کر گئی ہو۔ بہر حال ریاست ڈھپ کا ایک پرنس ہے۔ پرنس آف ڈھپ۔ جس کا کلاڈو میں ایک دوست ہے۔ اس کا نام جسمین یعنی جتیل کا بھول۔ کافی ہے استعارف یا مزید بھی کرانا ہوگا..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پرنس آف ڈھپ۔ نام تو سنا ہوا ہے۔ لیکن..... اس بار جسمین کے لہجے میں نرمی تھی۔

"شکر ہے کہ صرف سنا ہوا ہے۔ ورنہ اتنے طویل عرصے کے بعد اگر تم کہتے کہ پرنس ابھی تک پرنس کیوں ہے۔ کنگ کیوں نہیں بن سکا تو بیچارہ علی عمران کیا جواب دے سکتا تھا..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا۔ اودہ۔ اودہ۔ علی عمران۔ اودہ ہاں مجھے یاد آگیا۔ اودہ گاڈیا تم علی عمران ہو۔ اودہ ہاں مجھے یاد آگیا۔ بالکل یاد آگیا۔ اب میں

جہادری آواز پہچان گیا ہوں۔ الو کی دم تم ابھی تک زندہ ہو۔ کمال ہے حیرت ہے۔ تم جیسے آدمی کو تو اب تک مرے ہوئے بھی کئی سال گزر جاتے چاہئیں تھے۔ تم بھلا! بالی غیر سنجیدہ، غیر ذمہ دار آدمی آخر کس طرح اس خود غرض اور سفاک دنیا میں زندہ رہ گیا اور تم بول کہاں سے رہے ہو اور تم نے اتنے طویل عرصے تک مجھ سے رابطہ کیوں نہیں کیا۔ بولو جواب دو۔ تمہیں شرم نہیں آئی۔ نانسس..... جسمین نے حلق پھاڑ کر اس طرح چیتے ہوئے کہا جیسے وہ عمران کا نام یاد آنے سے اس بری طرح بوکھلا گیا ہو کہ اسے سمجھ ہی نہ آ رہی ہو کہ وہ کیا کہے اور کیا نہ کہے۔ اس کی گفتگو سے اس کی ذہنی حالت کا اچھی طرح اندازہ ہو رہا تھا۔

"ارے ارے تم واقعی اپنا نام بار کر رکھ لو۔ کم از کم جہادری اسماء بھاری بھر کم اور میڑھا میڑھا نام منہ سے ادا کرتے ہوئے جبڑے تو میڑھے نہ کرنے پڑیں گے۔ ویسے مجھے معلوم ہی نہ تھا کہ تم ناراک چھوڑ کر یہاں کلاڈو میں ڈیرہ لگا چکے ہو گے۔ بہر حال میں آ رہا ہوں۔ لہٰذا تمہارے پاس تفصیل سے باتیں ہوں گی..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے کوئی بات سننے بغیر ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"کام بن گیا۔ اس نے پہچان لیا ہے۔ اب کاغذات بن جائیں گے۔ عمران نے رسیور رکھ کر جو لیا اور تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ تم ہر جگہ پرانے واقف کہاں سے ڈھونڈ لیتے ہو..... جو لیا

نے ترکی بہ ترکی جواب دیا اور عمران ایک بار پھر اس کے انتہائی خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

”گلد۔ آج واقعی جہارا دن ہے اور کیوں نہ ہو۔ جو لیا جو ساتھ ہے۔“ عمران نے لغت کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور اس بار تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔

”آخر یہ تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔ میرا نام کیوں لیا جا رہا ہے۔“ جو لیا نے تھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”وہ ہمارے ہاں کے ایک شاعر نے اس کچھ نیش پر شاید شعر کہتے ہوئے کہا تھا کہ پتہ۔ پتہ۔ بوٹا۔ بوٹا بلکہ سارا باغ میرے حال سے واقف ہے۔ لیکن اگر میرے حال سے کوئی واقف نہیں ہے تو صرف بھول ہی نہیں ہے۔ حالانکہ میرا یہ حال ہوا بھی اس بھول کی وجہ سے ہی ہے۔“ عمران نے لغت میں داخل ہوتے ہوئے کہا اور تنویر ہنس پڑا۔

”سنو، ہسپیلوں اور شاعری میں باتیں مت کیا کرو مجھے سخت ملھن ہوتی ہے۔ صاف اور سیدھی بات کیا کرو۔“ جو لیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اس پر بھی ایک شاعر کا شعر ہے کہ چاہے بات مشاہدہ حق کی کیوں نہ ہو لیکن مجبوراً اسے بادہ و ساغر کے پیرائے میں کہنا پڑتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”چمروہی شاعری۔ وہی ملھی ہوئی باتیں۔“ جو لیا نے بری طرح

نے کرسی سے اٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے یہ ہم پر رعب ڈالنے کے لئے یہ سب ڈرامہ کرتا ہے۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ اس کے ایسے نئے اور پرانے دوست دنیا کے ہر خطے میں مل جاتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ جب یہ جہنم میں جائے گا تو وہاں بھی آگ کے کوڑے مارنے والے فرشتوں میں اس کے کئی پرانے دوست نکل آئیں گے۔“ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اسی لئے تو کہتا ہوں کہ تم بھی دوست بنا لیا کرو تاکہ مجھے وہاں جہنم کوڑے کھاتے تو نہ دیکھنا پڑے۔“ عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”ہم تو ایک ہی سے دوستی کے قائل ہیں۔ یک در گیر و محکم گیر۔“ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار چونک کر تنویر کی طرف دیکھا اور دوسرے لمحے کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”بہت خوب واقعی بیڑی طاقتور ہو تو تم جیسے کی عقل میں بھی روشنی کی ایک آدھ کرن ٹپک ہی جاتی ہے۔“ عمران نے ہنسے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔“ کیسی بیڑی۔“ کیسی بیڑی۔“ کہنے سے باہر آتے ہوئے جو لیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

”اس کے باوجود تم جیسے کی عقل میں تو ایک آدھ کرن بھی کچھ پیدا نہیں ہو سکی۔“ تنویر بھی شاید آج موڈ میں تھا۔ اس لئے اس

بھنائے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران اور تنویر دونوں ہی مسکرا دیئے۔
ہوٹل سے باہر آکر انہوں نے ایک خالی ٹیکسی روکی اور عمران نے
اسے بلو ہاؤس کلب چلنے کا کہہ دیا اور ٹیکسی آگے بڑھ گئی۔ عمران
ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا جب کہ جو لیا اور تنویر عقبی
سیٹ پر تھے اور تنویر کے ہجرے پر شاید اس بات سے جذبات کی گہری
سرخی پھیلتی چلی جا رہی تھی کہ وہ عمران کے مقابلے میں جو لیا کے زیادہ
قریب بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن ٹیکسی میں خاموشی طاری رہی۔ کسی نے کوئی
بات نہ کی تھی اور تھوڑی دیر بعد ٹیکسی ایک عظیم الشان تین منزل
عمارت کے کپاؤنڈ میں داخل ہوئی۔ جس پر بلو ہاؤس کلب کا شاندار
اور عظیم الشان نیون سائن مل رہا تھا۔ کلب میں آنے جانے والوں
کا خاصا رشتہ تھا۔ ان میں عورتوں کی تعداد بہر حال مردوں سے زیادہ تھی
تھی لیکن وہ سب انتہائی خوش پوش اور اعلیٰ گھرانوں کے افراد لگتے تھے
ٹیکسی نے مین گیٹ کے سامنے انہیں اتار دیا اور عمران اور اس کے
ساتھی نیچے اتر آئے۔ عمران نے اسے کرایہ دیا اور پھر مڑ کر وہ مین گیٹ
کی طرف بڑھ گیا۔ کلب کا بال خاصا وسیع تھا اور انتہائی نفیس انداز میں
سجا ہوا تھا۔ ہال میں باوجود رش کے خاموشی طاری تھی جس میں تھے
بلکے ترنم قہقہوں اور سرگوشیوں کی ملی جلی آوازیں ایسے سنائی دے
تھیں جیسے پس منظر موسیقی سنائی دیتی ہے۔ ایک طرف وسیع و عریض
کاؤنٹر تھا جس پر چار ایکڑ می لڑکیاں مصروف تھیں۔

”سفید پھول کس کیاری میں آگے ہوئے ہیں..... عمران

کاؤنٹر پر کھڑی ایک لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”سفید پھول کیاری۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ..... لڑکی نے حریت
سے بھنویں اچکاتے اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو غور سے دیکھتے
ہوئے کہا۔

”میں نے کیاری کہا ہے۔ اس لئے سفید پھول جسمیں ہی ہو سکتا
ہے۔ اگر میں کھیت کہتا تو پھر شاید آپ کو غلط فہمی ہو سکتی تھی کہ میں
نے جسمیں کی بجائی گو بھی کے پھول کی بات کی ہے۔ کیونکہ وہ بھی
سفید ہوتا ہے اور اگر میں کیاری کی بجائے کچھ کہتا تو پھر یقیناً آپ اسے
کنول کا پھول سمجھ سکتی تھیں۔ وہ بھی سفید ہوتا ہے..... عمران نے
بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تو آپ باس کی بات کر رہے ہیں۔ وہ اپنے دفتر میں ہیں۔ لیکن وہ
بغور وقت مخصوص کیے کسی سے ملاقات نہیں کرتے..... لڑکی نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

”کچھ شخصیات ایسی ہوتی ہیں جن سے وقت مخصوص کیے بغیر بھی
ملنا پڑتا ہے۔ مثلاً موت کا فرشتہ۔ پر سن آف ڈھب۔ علی عمران وغیرہ
وغیرہ..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو لڑکی بے اختیار چونک
پڑی۔

”علی عمران اوه۔ اوه آپ ہیں۔ باس تو آپ کے منتظر ہیں آئیے۔
آئیے..... لڑکی نے بری طرح بو کھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور تیزی
سے کاؤنٹر کی سائیڈ سے باہر آ گئی۔ اس کے ہجرے پر بے پناہ بو کھلاہٹ

تھی۔

”ارے ارے راستہ بتا دیجئے، ہم خود ہی چلے جائیں گے۔ ہمارے ساتھ جو خاتون ہے۔ اس کی موجودگی میں آپ کو رہنا نہیں بنایا جا سکتا ورنہ کشتوں کے پٹھے لگ جائیں گے۔“ عمران نے کہا۔

”آئیے۔ آئیے۔ جلدی کیجئے۔ باس آپ کے منتظر ہیں۔“ لڑکی نے عمران کی بات شاید کبھی ہی نہ تھی اور اگر کبھی تھی تو اس شدید بوکھلاہٹ کے عالم میں اس نے اس پر کوئی توجہ ہی نہ دی اور دوسرے لمحے وہ سائیڈ میں جاتی ہوئی ایک راہداری میں مڑ کر تیزی آگے بڑھتی چلی گئی۔

”مجبوری ہے مس جولیا نا فز وائر۔“ عمران نے اس طرف کا اندھے اچکاتے ہوئے جولیا کی طرف دیکھ کر کہا جیسے کہہ رہا ہو اب وہ کیا کر سکتا ہے۔

”ہر جگہ مذاق اچھا نہیں لگتا۔ چلو۔“ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اچھا پھر تنویر کے کانوں سے بچا کر مجھے بتا دو کہ وہ کون سی جگہ ہے جہاں ہمیں مذاق اچھا لگتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”پاگل خانہ۔“ جولیا کے بولنے سے پہلے ہی تنویر بول پڑا۔

”یعنی جہارا اپنا رہائشی فلیٹ۔ اوہ پھر تو بات وہیں آگئی۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور اس بار جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

راہداری خاصی طویل تھی اس لئے وہ باوجود تیز چلنے کے مسلسل

آگے ہی بڑھے چلے جا رہے تھے۔

”تم نے کیسے یہ کہہ دیا کہ تنویر کا فلیٹ پاگل خانہ ہے۔“ جولیا نے شاید لطف لیتے ہوئے کہا۔

”خانہ گھر کو کہتے ہیں اور پاگل خانہ وہ گھر ہوتا ہے جہاں پاگل رہتا ہو۔“ کیوں تنویر میں نے درست کہا ہے۔ اب اتنے بھی تو پاگل نہیں ہوئے ہو گئے تم کہ پاگل کا مطلب ہی نہ سمجھ سکو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے معلوم ہیں معنی۔ پاگل کا معنی ہے عمران۔“ تنویر نے جواب دیا اور جولیا اور عمران دونوں ہی بے اختیار ہنس پڑے۔

راہداری کا ایک موڑ مڑتے ہی وہ ایک دروازے کے سامنے پہنچ گئے۔ ان کی رہائش لڑکی باہر موجود فون پر پہلے ہی اندر اطلاع دے چکی تھی اور جیسے ہی عمران دروازے کے قریب پہنچا۔ دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے لمحے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا ایک خوش پوش آدمی باہر آیا۔ اس کے ہجرے پر بے پناہ مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

”تم۔ تم۔ تم عمران۔ تم زندہ ہو۔ اوہ گاڈ کس قدر مسرت کا یہ لمحہ ہے۔“ اس آدمی نے باہر نکلے ہی بجلی کی سی تیزی سے جھپٹ کر عمران کو بازوؤں میں جکڑا اور پھر وہیں ایک لحاظ سے اس نے رقص کرنا شروع کر دیا۔

”ارے ارے میری پسلیاں۔ ارے ان پر گر کر لیٹنے کی پالش اب اتر چکی ہے۔“ عمران نے بھنپنے بھنپنے لہجے میں کہا اور جسمین نے اسے

”یہ ہے ہی ایسی چیز اس سے ملنے کے بعد آدمی اپنے آپ کو سب کو بھول جاتا ہے۔ آئیے اندر تشریف لے آئیے“..... جسمین نے کہا اور پھر وہ انہیں اندر کمرے میں لے آیا۔ کمرہ انتہائی شاندار لیکن انتہائی نفاست سے سجا ہوا تھا۔

”واہ بڑے ٹھاٹ ہیں۔ گلتا ہے۔ جراثیم کا گراف کافی اونچا جا رہا ہے۔“ عمران نے دفتری سجاوٹ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”جراثیم کا گراف۔“ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ خرددار اگر آئندہ تم نے میرے متعلق ایسے الفاظ کہے۔ میں نے جرم اسی کلمے دفن کر دیا تھا جب تم نے مجھ جیسے خونی قاتل پر قابو پالینے کے باوجود معاف کر دیا تھا۔ اس کے بعد آج تک میں نے جراثیم سے ہمیشہ اپنا دامن پاک رکھا۔“ جسمین نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”تو کیا آپ قاتل تھے..... جو لیانے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔“ قاتل۔“ مس جو لیانے شخص دنیا کا بدنام ترین پیشہ ور قاتل تھا۔ خدا کی پناہ گریٹ لینڈ میں اس کے نام کا ڈنکا بجتا تھا۔ میں اس وقت آکسفورڈ میں پڑھتا تھا اور ہم چند دوستوں نے جراثیم کے خلاف جدوجہد کے لئے باقاعدہ ایک سوسائٹی بنارکھی تھی اور پھر اس کے بعد ساتھی ہماری سوسائٹی کی وجہ سے جیل کی تاریک کونھوں میں پہنچ گئے تو اس نے قسم کھائی کہ یہ مجھے ہر صورت میں قتل کر کے جھوڑے گا اور اس نے باقاعدہ اس کا اعلان بھی کر دیا۔ اس وقت اس کا نام بلڈی بار کر تھا کیونکہ یہ بولتا بہت تھا۔ ہر وقت ڈینگیں مارتا رہتا تھا۔ میرے

جھوڑا اور پھر بچے ہٹ گیا۔

”تم زندہ ہو۔ واقعی حیرت ہے۔ اوہ تمہارے ساتھ خاتون۔ لیتھا یہ بھابی ہوگی۔ بھابی۔ آپ نے اس شیطان، لالہ بالی، غیر سنجیدہ اور غیر ذمہ دار آدمی سے شادی کر کے اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی ہے مجھے آپ سے ہمدردی ہے“..... جسمین نے جو لیانے کی طرف مڑتے ہوئے انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا اور جو لیانے کے چہرے پر شرم کے تاثرات ابھرتے چلے گئے۔

”مسٹر آپ کم از کم چیلے پوچھ تو لیا کریں۔ خواہ مخواہ آپ نے فضول باتیں شروع کر دیں۔ میرا نام تنویر ہے اور ان کا نام جو لیانا فزوانر ہے اور یہ آپ کی بھابی نہیں ہیں“..... تنویر نے انتہائی خفتمائیں لہجے میں کہا۔

”اوہ اوہ۔ آئی۔ ایم۔ ویری سوری۔ ریلی ویری سوری۔ میں معافی چاہتا ہوں۔ دراصل اس شیطان سے اس قدر طویل عرصے بعد ملاقات ہو رہی ہے کہ میں اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکا“..... جسمین کے چہرے پر انتہائی شرمندگی کے تاثرات پھیلنے چلے گئے۔

”کوئی بات نہیں مسٹر جسمین ان حالات میں آدمی ایسا بھی سوچ سکتا ہے۔ بہر حال مجھے یہ دیکھ کر انتہائی حیرت ہو رہی ہے کہ بقول آپ کے آپ اس قدر طویل عرصے کے بعد ملے ہیں۔ اتنے عرصے میں تو آدمی ایک دوسرے کو بھول جاتا ہے۔ لیکن آپ کی دوستی کے جذبات ذرا سے بھی ماند نہیں پڑے“..... جو لیانے مسکراتے ہوئے کہا۔

دوستوں نے اسی کے اعلان کے بعد خوفزدہ ہو کر مجھے مشورہ دیا کہ میں گریٹ لینڈ سے فرار ہو جاؤں۔ لیکن مجھے معلوم تھا کہ جو بھونکتے ہیں وہ کالتے نہیں ہیں۔ اس لئے میں نے بھی جوابی اعلان شائع کر دیا کہ بار کر جب بھی مجھ سے نکرایا۔ آئندہ بھونکتا تو ایک طرف غزا بھی بھول جائے گا اور پھر ایک روز ہمارا ایک ہوٹل میں آنا سامنا ہو ہی گیا۔ یہ اس وقت بڑا شہ زور اور مارشل آرٹ کا ماہر ہوا کرتا تھا اور میں بس ایسے ہی ایک عام سا طالب علم۔ لیکن مسئلہ انا کا تھا۔ چنانچہ ہمارے درمیان بڑی خوفناک لڑائی ہوئی۔ اس نے میری گردن توڑنے کی ہر ممکن کوشش کر ڈالی لیکن قدرت نے مجھے ہر بار بال بال بچایا اور آخر کار یہ میرے ایک ایسے داؤ میں آ گیا کہ میری ذرا سی حرکت سے اس کی گردن یقیناً ٹوٹ جاتی اور اس نے اپنی شکست کھلے عام تسلیم کر لی اور درخواست کی کہ میں اس کی گردن توڑ دوں۔ لیکن مجھے اس کے اس طرح کھلے عام شکست تسلیم کر لینے سے معلوم ہو گیا کہ یہ باجوہ خونخوار قاتل ہونے کے ابھی تک آدمی ہے اور اس کے اندر ابھی ضمیر زندہ ہے۔ چنانچہ میں نے اسے معاف کر دیا اور خاموشی سے ہوٹل سے نکل گیا۔ بس اس کے بعد اس نے قتل و غارت اور جراثیم کی دنیا چھوڑ دی اور پھر یہ میرا نہ صرف دوست بن گیا بلکہ ہماری سوسائٹی کا ممبر بھی بن گیا اور اس کی وجہ سے ہماری سوسائٹی نے بڑے بڑے معرکے مارے۔ اس کے بعد یہ اچانک غائب ہو گیا اور آج اتنے طویل عرصے بعد پھر اس سے ملاقات ہو رہی ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے

جسمین کے ساتھ اپنے پرانے تعلقات کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
 "تم نے میرا کھوج آخر کیسے لگا گیا۔ میں تو تب سے کلاڈیو میں شفت ہو گیا تھا۔ یہاں ہماری کچھ آبائی جائیداد تھی۔ جو میں نے فروخت کر دی اور یہاں یہ کلب قائم کر لیا اور آج یہ کلب پورے کلاڈیو کی شان ہے۔..... جسمین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا نام اچانک ایک ڈائریکٹری میں مطالعہ کرتے ہوئے میرے سامنے آ گیا اور میں نے نوٹ کر لیا۔ لیکن پھر فرصت ہی نہ ملی تم سے ملنے کی اور یہ مجھے معلوم تھا کہ اگر میں نے تمہیں فون کر دیا تو تم فوراً ملنے پر اصرار کر دو گے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا باتیں بعد میں پہلے یہ بتاؤ کہ کھانے میں کیا پسند کرو گے اور فوری طور پر کیا پینا پسند کرو گے اور مس صاحب آپ بھی اور مسز تنویر آپ بھی بلا تھک بتا دیں۔..... جسمین نے کہا۔

"نہ کھانا نہ پینا۔ تم نے ہمارا ایک مسئلہ حل کرنا ہے۔ وہ حل کر دو۔ وہی ہمارا کھانا بھی ہو گا اور پینا بھی۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیسا مسئلہ۔..... جسمین نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہم نے ناراک جانا ہے اور وہاں ہمارے دشمن ہر جگہ ہماری نگہات میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس لئے ہمیں نئے کاغذات چاہئیں لیکن شرط یہ ہے کہ وہ کاغذات اور بیجٹل ہوں۔ میرا مطلب ہے کہ وہ لوگ

بھنے ہوئے نہیں ہو..... جسمین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 "ہاں پاکیشیا سے معدنیات چوری کی جا رہی ہیں۔ انتہائی قیمتی
 معدنیات اور پتہ چلا ہے کہ کوئی تنظیم راسکو اس کی ذمہ دار ہے۔"
 عمران نے کہا۔
 "راسکو۔ مگر راسکو تو آف ہو گئی ہے..... جسمین نے جواب
 دیتے ہوئے کہا۔

"آف ہو گئی ہے کیا مطلب؟" عمران نے چونک کر پوچھا۔
 "راسکو اور بلیک گولڈ دو تنظیمیں ہیں۔ معدنیات کی چوری میں
 ملوث۔ کبھی راسکو کو آف کر دیا جاتا ہے اور کبھی بلیک گولڈ کو۔ پہلے
 بلیک گولڈ آف تھی۔ اب پتہ چلا ہے کہ گیلارڈ واپس آ گیا ہے اور اس
 نے بلیک گولڈ کو اوپن کر دیا ہے جب کہ راسکو آف کر دی گئی ہے۔
 یعنی مکمل طور پر بند۔ سب کچھ ختم۔ اب راسکو کا نام و نشان بھی جہیں
 نہیں ملے گا..... جسمین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "کیا یہ گیلارڈ ہی دونوں تنظیموں کا چیف ہے؟" عمران نے
 کہا۔

"ارے نہیں گیلارڈ بالکل علیحدہ آدمی ہے۔ راسکو کا چیف تو بوڑھا
 ماریو ہے۔ وہ بالکل مختلف آدمی ہے۔ لیکن شاید ان کے درمیان کوئی
 خفیہ معاہدہ ہے کہ ایک کام کرتی ہے تو دوسری بند کر دی جاتی ہے۔
 حالانکہ دونوں کا دائرہ کار قطعی مختلف ہے..... جسمین نے کہا۔
 "آپ کو یہ ساری تفصیلات کا کیسے علم ہو گیا کیا آپ کا تعلق بھی

اگر چیک کریں تو کاغذات درست ثابت ہوں۔" عمران نے
 مسکراتے ہوئے کہا۔
 "بن جائیں گے یہ کون سا مشکل کام ہے یہاں کلاڈیو میں میرے
 لئے یہ کام کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ تفصیل بتاؤ۔ کس قسم کے
 کاغذات چاہتے ہو تم؟..... جسمین نے تیز لہجے میں کہا۔

"ایک ایکریمن لڑکی اور دو ایکریمی مردوں کے کاغذات چاہئیں۔
 لڑکی جرنلسٹ ہے۔ جب کہ مرد بزنس مین....." عمران نے اس بار
 سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہو نہ میں سمجھ گیا۔ ٹھیک ہے....." جسمین نے کہا اور اس
 نے مزید رکھے ہوئے انٹرکام کارسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔
 "سنو فرینک ایک ایکریمن جرنلسٹ لڑکی اور دو ایکریمن بزنس
 مین مردوں کے مکمل کاغذات تیار کر اگر جس قدر جلد ممکن ہو سکے مجھے
 لا دو اور سنوئیہ کاغذات اور جنرل ہوئے چاہئیں۔ جیننگ پراگر ان پر رڈز
 سا بھی شبہ ہوا تو تمہارے حق میں اچھا نہ ہوگا....." جسمین نے عصبی
 لہجے میں کہا اور پھر سیور رکھ دیا۔

"آجائیں گے کاغذات لیکن ناراک میں تمہارا دشمن کون ہے؟"
 جسمین نے کہا۔

"الیزبیتھ بار کا مالک الیزبیتھ اور اس کا چیف ہے مائیکل۔"
 عمران نے جواب دیا تو جسمین بے اختیار چونک پڑا۔

"الیزبیتھ۔ مائیکل۔ اوہ اوہ کہیں تم معدنیات کے چکر میں تو

”سوچ لو۔ کل کو تم گھر کرو گے کہ گیلارڈ، راسکو، ماریو، یا الیگزینڈر میرے دوست ہیں۔“..... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور جسمیں غور سے عمران کو اس طرح دیکھنے لگا جیسے کوئی اجنبی کسی دوسرے اجنبی کو دیکھتا ہے اور جو لیا اور تنویر دونوں اس کے اس انداز پر بے اختیار چونک پڑے۔

”جہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ میرے دوست ہیں۔“..... جسمیں کا لہجہ قدرے غصیلاتا تھا۔

”مجھے تو یہ بھی معلوم ہے کہ تمہاری تنظیم بلیو باکسر کا تعلق بھی معدنیات کی چوری سے ہے۔ لیکن تمہارا کام دوسرا ہے۔ تم درمیانی رابطہ ہو۔ مطلب ہے کہ ان بڑی تنظیموں سے مال خریدتے ہو اور پھر آگے فروخت کرتے ہو۔“..... عمران کے لہجے میں ہلکتی سنجیدگی آگئی۔

”اوہ تو یہاں آنے سے پہلے تم نے میرے متعلق پوری تفصیلات حاصل کی ہیں۔ مجھ سے واقعی غلطی ہوئی ہے۔ مجھے تمہاری فطرت کا اندازہ ہونا چاہیے تھا۔ ٹھیک ہے عمران۔ مجھے تسلیم ہے کہ میں اس معدنیات کے دھندے میں لوٹ ہوں۔ لیکن یہ کوئی جرم نہیں ہے بزنس ہے۔“..... جسمیں نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”جب کہ جہیں معلوم ہے کہ یہ مال چوری شدہ ہے۔ کیا پھر بھی یہ صرف بزنس ہی رہ جاتا ہے۔ جرم نہیں بنتا۔“..... عمران کے لہجے میں تلقینی آگئی تھی۔

”مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ مال کیسا ہے اور کیسا

ان سے ہے۔“..... اچانک تنویر نے کہا اور جسمیں بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے کا رنگ یکھٹ بدل گیا۔

”ارے نہیں جتاپ دراصل میں کلب کا مالک ہوں اور کلب ایک ایسی جگہ ہے جہاں ہر قسم کے لوگ آتے ہیں۔ اس لئے ساری دنیا کی معلومات ملتی رہتی ہیں۔ بہر حال پہلے آپ بتائیں آپ کیا پینا پسند کریں گے۔ میرا خیال ہے کافی منگوا لوں۔“..... جسمیں نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھالیا۔ عمران کے ہونٹ بھینچ گئے۔

”اچھا یہ بتاؤ عمران تم نے شادی کی ہے یا نہیں۔“..... جسمیں نے رسیور رکھتے ہوئے کہا۔

”ارے ابھی سے۔ ابھی میری عمر ہی کیا ہے۔“..... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور جسمیں بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ہاتھ میں ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں ہاٹ کافی کی پیالیاں رکھی ہوئی تھیں۔ اس نے ایک ایک پیالی سب کے سامنے رکھی اور پھر ٹرے میز پر رکھ دی جس میں دوسرا سامان موجود تھا اور خاموشی سے باہر نکل گیا۔

”ہاں تم گیلارڈ کے بارے میں بتا رہے تھے۔“..... عمران نے کہا۔

”ارے جھوڑو یا رہا۔ بس جتنا مجھے معلوم تھا اس میں نے بتا دیا۔ اس سے زیادہ کہ مجھے علم نہیں ہے۔“..... جسمیں نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

نہیں ہے۔ میں رقم دے کر اسے خریدتا ہوں خود چوری نہیں کرتا۔
بہر حال اگر تم نے میرے متعلق معلومات حاصل کر بھی لی ہیں تو پھر
مجھے میرا دامن ہر قسم کے جرائم سے پاک ہے۔ جسمین کا بچہ بھی
تلخ ہو گیا تھا۔

”او۔ کے شکریہ۔ اب ہمیں اجازت عمران نے کرسی سے
اٹھتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے وہ تمہارے کاغذات تیار ہو رہے ہیں۔ کیا
مطلب۔۔۔ جسمین نے چونک کر تیز لہجے میں کہا۔
”سوری جسمین اب ان کاغذات کو ہم استعمال نہیں کر سکیں گے
مجھے معلوم ہے کہ تم کبھی بھی نہیں چاہو گے کہ دونوں تنظیمیں ختم
ہو جائیں اور تمہارا یہ لاکھوں کروڑوں ڈالر کا اہتہائی منافع بخش دھندہ
ختم ہو جائے۔ مجھے تمہاری ذہنی کیفیت کا علم ہے۔ اگر تمہیں درمیان
میں بات کر کے تمہاری ذہنی رو بدلا دیتا تو میں تم سے بہت کچھ
معلوم کر لیتا۔ لیکن اب ایسا ممکن نہیں ہے۔ تمہارے ساتھ دوستی
اس وقت تک قائم رہے گی جب تک تم قائم رکھنا چاہو گے۔ گڈ بائی
..... عمران نے اہتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور تیزی سے دروازے کی
طرف مڑ گیا۔ جسمین ہونٹ بھینچنے خاموش بیٹھا رہ گیا اور وہ تینوں باہر
آگئے۔

”انی۔ ایم۔ سوری عمران مجھے یہ اندازہ ہی نہ تھا کہ تم اسے ایک
خاص کیفیت میں لے آکر اس سے پوچھ گچھ کر رہے ہو۔ میں تو سمجھا تو

کہ وہ واقعی تمہارا اس قدر گہرا دوست ہے طویل راہداری میں
واپس چلتے ہوئے تمہارے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جو کچھ میں نے اس کے متعلق بتایا ہے وہ بھی درست ہے۔ وہ
واقعی میرا دوست رہا ہے اور اہتہائی مخلص۔ میں نے یہاں آنے سے پہلے
اس کے متعلق تفصیلی معلومات حاصل کر لی تھیں۔ مجھے معلوم ہے کہ
جو تنظیمیں یہ سائنسی معذنیات چوری کرتی ہیں وہ خود اسے فروخت
نہیں کیا کرتیں بلکہ لازماً درمیانی رابطے رکھتی ہیں اور کسی بھی سپر
پاور کی بڑی لیبارٹری سے اس رابطے کا علم ہو سکتا ہے۔ سچا سچ اس کے
لئے میں نے سرور اور کاہارالیا اور سرور اور کی وجہ سے ہی کلاڈیو کا جسمین
سلئے آیا اور پھر ایک معلومات فروخت کرنے والی بھینسی سے اس کا
پس منظر بھی سلئے آگیا تب مجھے معلوم ہوا کہ یہ وہی جسمین ہے۔ جو
کسی زمانے میں آکسفورڈ میں ہماری سوسائٹی میں کام کرتا تھا۔ سچا سچ
میں بحیثیت دوست اس سے ملنے آیا اور پھر وہ اس وقت تک سب کچھ
بتاتا رہا جب تک اسے یہ احساس نہیں ہو گیا کہ ان سے تعلقات کے
بارے میں بھی اس پر شک کیا جاسکتا ہے۔ جیسے ہی تمہارے یہ سوال
آیا وہ ذہنی طور پر کھٹک گیا اور تم نے دیکھا کہ اس نے موضوع ہی
بدل دیا۔ اس وجہ سے مجھے پھر کھل کر اس سے بات کرنی
پڑی عمران نے ہومل کے بیرونی گیٹ تک پہنچتے پہنچتے اپنی
بات جاری رکھی۔

”تم تو علیحدہ ہو جاؤ اس سے ابھی ساری بات اگوا لیتا ہوں۔“

یوں لگتا تھا جیسے نجانے کتنے دنوں سے اس کی صفائی تک نہیں کی گئی
میز کے پیچھے ایک گینڈے جیسے جسم مگر چھوٹے سے سروال آدمی بیٹھا ہوا
تھا۔ اس کے جسم پر سیاہ رنگ کا سوٹ تھا۔ ہرے پر شباشت جیسے
چھائی ہوئی تھی۔ دانت پیلے اور بد نما تھے۔ آنکھوں سے عیاری اور
مکاذی صاف تھکتی تھی۔ یہ ایک ایسا ہجرہ تھا جیسے دیکھتے ہی بغیر کسی
وجہ کے کراہت کا احساس ہونے لگتا تھا۔ اس کے ہاتھ میں شراب کی
بو مل تھی۔

”اودہ اودہ۔ ارے۔ اس قدر خوبصورت لڑکی اور میرے دفتر میں یہ تو
موتی ہے۔ آج تو سو کا کی قسمت زوروں پر ہے۔ کہاں سے اٹھالائے ہو
تم ایسا شاندار تحفہ؟“ سوکانے میلے اور گندے دانت نکلتے
ہوئے انتہائی مکروہ لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں میں موجود چمک کچھ اور
بڑھ گئی تھی لیکن یہ چمک صاف شیطانی چمک تھی۔ اس کی نظریں جولیا
پر اس طرح جم گئی تھیں جیسے لوہا مقناطیس سے چمٹ جاتا ہے۔

”جہارا نام سو کا ہے“ عمران نے سرد لہجے میں بوجھا۔
”ارے ہاں میرے علاوہ اور کون سو کا ہو سکتا ہے۔ تم صحیح جگہ پر
پہنچے ہو۔ اس خوبصورت تحفے کا شکر یہ“ سوکانے جلدی سے
ٹھٹھتے ہوئے کہا اور پھر جیب سے چھوٹے نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور
اس طرح عمران کی طرف پھینک دی جیسے کسی فقیر کے کشکول میں
مکہ پھینکا جاتا ہے۔

”یہ لور تم اور بھاگو یہاں سے اتنی رقم بھی میں ہی دے رہا ہوں۔“

تغیر نے کہا۔

”نہیں میں اسے جانتا ہوں۔ وہ مرتو جائے گا لیکن اپنی مرضی کے
بغیر زبان نہیں کھولے گا۔“ عمران نے کہا اور ایک خالی ٹیکسی کو
اشارہ کر دیا۔

”باکٹن روڈ پر زرو بار ہے۔ وہاں لے چلو۔“ عمران نے ٹیکسی
میں بیٹھتے ہوئے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے
جولیا اور تغیر کے عقبی سیٹ پر بیٹھنے کے بعد گاڑی آگے بڑھا دی۔
تھوڑی دیر بعد وہ ایک عام سی بار کے سامنے پہنچ چکے تھے۔ ایسی بار جس
میں آنے جانے والے سب افراد جرائم پیشہ لگتے تھے۔ بار ہال منشیات
کے دھویں اور سستی شراب کی بو سے بھری ہوئی تھی۔ ایک طرف
کاؤنٹر کے پیچھے ایک سڈول جسم کا نوجوان کھڑا تھا۔

”سو کا سے ملاقات ہو سکتی ہے۔ اس کے لئے کام ہے میرے
پاس۔“ عمران نے کاؤنٹر میں سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں کیوں نہیں۔ وہ اپنے دفتر میں بیٹھا کام کا ہی انتظار کر رہا ہو گا
بائیں ہاتھ پر چلے جاؤ تیسرا دروازہ اسی کے دفتر کا ہے۔“ نوجوان
نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران سر ملاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ تیسرے
دروازے پر واقعی سو کا کے نام کی پلیٹ موجود تھی۔ دروازہ بند تھا۔
عمران نے ہاتھ اٹھا کر اس پر دستک دی۔

”یس کم آن۔“ اندر سے ایک چچیٹی ہوئی آواز سنائی دی
عمران دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو یہ ایک گندہ اور سیلا سا دشتہ

سوکانے مکروہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا کی طرف اس طرح ہاتھ بڑھایا جیسے اس کا بازو تھا منہ چاہتا ہو۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے گال پر ایک زور دار تھپڑا اور وہ بے اختیار جھٹکتا ہوا واپس کرسی پر جا گرا۔ اسی لمحے تنویر کے ریلوے فائر ہوا اور سوکانے کان کی لو کوٹ گئی۔ اس کے حلق سے ایک بار پھر جھنجھکی نکلی اور وہ کرسی پر ہی ترپنے لگا۔

”اگر مجھے جیسپر کا خیال نہ ہوتا تو اب تک جہارے جسم کا ایک ایک ریشہ علیحدہ ہو چکا ہوتا“..... عمران نے غزاتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو کون جیسپر“..... سوکانے ایک ہاتھ کان پر رکھتے ہوئے کہا وہ اب جہارے سے انتہائی خوفزدہ نظر آ رہا تھا۔ جند لمحے پہلے اس کی آنکھوں میں شکاری کتے جیسی چمک تھی لیکن اب اس کی آنکھوں سے شدید خوف صید تھا۔

”رنگی کا جیسپر۔ اس نے جہاری ٹپ دی تھی اور ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ اگر وہ فضول بکواس کرے تو اس کی گردن بھی توڑی جاسکتی ہے۔“ عمران نے کہا تو سوکانے تیزی سے کرسی سے اٹھا اور دوسرے لمحے عمران کے پیروں میں جھک گیا۔

”مم۔ مم۔ مجھے معاف کر دو۔ میں کمینہ ہوں۔ مجھے معاف کر دو۔“ سوکانے گڑگڑاتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر وہ تیزی سے جولیا کی طرف بڑھا۔

”مجھے معاف کر دو مادام میں معافی چاہتا ہوں۔ جیسپر نے تمہیں

بھیجا ہے اور میں کمینہ میں کتنا خواہ مخواہ بغیر سوچے کھجے رال بہا بیٹھا۔ مجھے معاف کر دو“..... سوکانے کی حالت واقعی دیکھنے والی ہو رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اگر اسے معاف نہ کیا گیا تو وہ ابھی دھڑام سے گرے گا اور مرجائے گا۔

”ایک صورت میں معاف کیا جاسکتا ہے کہ اب تم کوئی گھنٹیا بات نہیں کرو گے“..... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں“..... سوکانے نے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

”تو پھر معاف کیا۔ بیٹھ جاؤ اور اطمینان سے ہماری بات سنو۔“ عمران نے کہا۔

”شکریہ شکریہ“..... سوکانے ایسے لہجے میں کہا جیسے عمران نے لفظ معافی استعمال کر کے اس کو نئی زندگی بخش دی ہو۔

”اگر اگر آپ اجازت دیں تو میں کان کی سینڈیج کرالوں“..... سوکانے کہا اور عمران کے اثبات میں سر ملانے پر اس نے تیزی سے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک ڈبہ نکال کر اس نے باہر رکھا اور پھر اسے کھول کر اس میں سے نیپ نکالی اور انتہائی پھرتی اور خاصی مہارت سے اس نے نیپ اپنے کان کی کٹی ہوئی لوپر لیٹ دی۔ جولیا اور تنویر دونوں خاموش کھڑے ہوئے تھے۔

”بیٹھ جاؤ تم دونوں بھی“..... عمران نے تنویر اور جولیا سے کہا اور وہ دونوں ہونٹ سکڑے ایک طرف صوفے پر بیٹھ گئے۔ جولیا کے

بجرے پر ایسی فاحشہ مسکراہٹ تھی جیسے عمران اور تنویر نے اس کی عزت کی حفاظت کر کے اسے بے حد مسرت بخشی ہو۔ جب کہ تنویر کے بجرے پر ابھی تک غصے کا تاثر موجود تھا اور یہ تھی بھی حقیقت کہ نجانے تنویر نے کس طرح اپنے آپ پر کنٹرول کیا کہ اس نے گولی سوکا کے سینے میں اتارنے کی بجائے صرف اس کے کان کی لوکاٹنے تک ہی اپنے آپ کو محدود رکھا نہ ایسی پکونیشن میں تنویر سے کچھ بعید نہ تھا کہ وہ ریو الوور کا پورا میگزین ہی سوکا کے جسم میں منتقل کر دیتا۔ عمران خود بھی ایک کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

”ہاں اب بتاؤ جیسپر نے تمہیں میرے پاس کیوں بھیجا ہے اور ہاں تم کیا مینا پسند کرو گے..... سوکانے ڈپ واپس میز کی دراز میں رکھتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے میز پر پڑی ہوئی رقم بھی اٹھا کر اپنی جیب میں ڈال لی تھی۔ وہ اب عمران کی طرف دیکھ رہا تھا اور اس کے انداز سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ جان بوجھ کر تنویر اور جولیا کی طرف دیکھنے سے گریز کر رہا ہے۔

”بلیو باکسر کا مال تم اٹھاتے ہو اور آگے پارٹیوں تک پہنچاتے ہو۔“ عمران نے کہا تو سوکا بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب کون سا مال۔ کون بلیو باکسر۔ سوکا کے بجرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھرائے تھے۔

”وہی بلیو باکسر جس کا چیف جسمین ہے۔ بلیو ہاؤس کلب والا۔“ عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

”مم۔ مم مگر میں تو۔ میں تو ایک عام سا آدمی ہوں۔ مم۔ مم میرا کیا تعلق ان چکر بازیوں سے..... سوکا واقعی بری طرح بوکھلا گیا تھا۔ سوچ لو۔ ہمیں جیسپر نے جہارے متعلق سب کچھ بتا دیا ہے اور ہم نے تم سے صرف معلومات حاصل کرنی ہیں اور اس کا بھاری معاوضہ بھی ادا کریں گے..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”نہیں یہ غلط ہے۔ میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ کسی بلیو باکسر سے۔“ اس بار سوکانے قدرے سنہیلے ہوئے لہجے میں کہا۔ دوسرے لمحے عمران نے جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور اپنے سامنے میز پر رکھ لی۔ سوکا کی نظریں گڈی پر جم گئیں اور اس کی آنکھوں میں لالچ کی تیز چمک ابھرائی۔

”تو جہار ابھی جواب ہے۔ پھر ہم واپس چلے جائیں..... عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”تم۔ تم جہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ تمہیں واقعی جیسپر نے بھیجا ہے۔ سوکانے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”نیل فون جہارے سامنے پڑا ہے۔ رسیور اٹھاؤ نمبر ڈائل کرو اور جیسپر سے بات کر لو..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”نن نن نہیں۔ اس طرح میں بات نہیں کر سکتا۔ تم۔ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو۔“ سوکانے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اس کے بجرے پر شدید ترین تذبذب کے آثار نمایاں تھے جیسے وہ اندر ہی اندر کسی شدید جنگ میں مصروف ہو۔

”صرف چند سوالات“..... عمران نے کہا۔
”مثلاً کیسے سوالات“..... سوکانے پوچھا۔

”یہ بعد میں بتاؤں گا۔ پہلے تم بتاؤ تم تعاون کرنے پر آمادہ ہو یا نہیں“..... عمران نے کاروباری انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔
”کتنی رقم دو گے“..... اچانک سوکانے کہا اور عمران مسکرا دیا۔
”یہ بڑے نوٹوں کی ساری گڈی جہاری ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ تم صبح اور درست جواب دو اور یہ بھی بتا دوں کہ تم جو کچھ بتاؤ گے وہ راز رہے گا۔ تم جانتے تو ہو جیسپر کو وہ کسی غلط آدمی کو تو جہارے پاس ریفر کر ہی نہیں سکتا اور یہ بھی سن لو کہ جہارے لئے جیسپر بڑی چیز ہے لیکن میرے لئے نہیں۔ کہو تو ابھی جہارے سامنے بات کر کے اسے یہاں بلوالوں“..... عمران نے کہا۔
”ارے ارے نہیں۔ ٹھیک ہے۔ مجھے اب یقین آ گیا ہے۔ رقم مجھے دو اور پوچھو جو پوچھنا ہے“..... سوکانے اچانک فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

”رقم بھی مل جائے گی۔ یہ میں جہارے لئے ہی لے آیا ہوں۔ پہلے میرے سوالوں کے جواب دو“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”اچھا پوچھو“..... سوکانے کہا۔
”تم مال کہاں سے اٹھاتے ہو“..... عمران نے پوچھا۔
”جہاں کا تپہ مجھے بلیو باکس والے دیتے ہیں“..... سوکانے جواب دیا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”گذا اس کا مطلب ہے کہ تم صحیح جواب دے رہے ہو۔ اب پھر بتاؤ کہ راسکو کا مال کہاں سے اٹھایا جاتا ہے اور کون ڈیلیوری دیتا ہے۔“
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سوکا بے اختیار چونک پڑا۔ وہ چند لمحے خاموش بیٹھا رہا۔ عمران کی نظریں اس کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔
”راسکو کا مال ایگزینیٹر بار سے سپلائی کیا جاتا ہے۔ ایگزینیٹر خود سپلائی کرتا ہے“..... نکھت سوکانے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
”آخری بار کب تم نے مال وصول کیا تھا“..... عمران نے پوچھا۔
”ایک ماہ ہو گیا ہے۔ لیکن اس بار بہت معمولی سامان تھا۔ صرف ایک بلیو باکس تھا“..... سوکانے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”اور بلیک گولڈ کا مال کون سپلائی کرتا ہے“..... عمران نے پوچھا تو سوکا ایک بار پھر چونک پڑا۔ وہ اس طرح حیرت سے عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے عمران کی معلومات پر حیرت ہو رہی ہو۔
”اس کا مال ایڈراک بار سے سپلائی کیا جاتا ہے“..... سوکانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کہاں ہے یہ ایڈراک بار“..... عمران نے پوچھا۔
”ناراک میں کو لمبیا روڈ پر بار ہے۔ ڈونڈ اس کا مالک ہے۔ وہی سپلائی کرتا ہے“..... سوکانے جواب دیا۔
”آخری بار کب بلیک گولڈ سے سپلائی لی تھی“..... عمران نے پوچھا۔

”سات آٹھ ماہ تو ہو ہی چکے ہیں“..... سوکانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے بس یہی پوچھتا تھا“..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر رقم دو مجھے“..... سوکانے رقم کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

”چونکہ تم نے تعاون کیا ہے۔ اس لئے میری تو یہی خواہش تھی کہ اس کے جواب میں تم سے تعاون کیا جائے لیکن تم نے مس جولیا پر بری نظریں ڈال کر بہت بذا جرم کیا ہے۔ اس لئے“..... عمران نے یلغٹ سرد لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ریو الور نکال کر اس کا رخ سوکا کی طرف کر دیا۔

”مم۔ مم میں نے معافی مانگ لی تھی“..... سوکانے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہاں تم نے معافی مانگ لی تھی۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ ہمارے جانے کے بعد تم نے الیگزینڈر یا ڈونلڈ یا جیمین ان میں سے کسی کو ضرور بتا دیتا ہے کہ ہم نے تم سے پوچھ گچھ کی ہے“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”نہ نہ نہیں میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں“..... سوکانے تیزی سے کہنا شروع کیا لیکن دوسرے لمحے ایک دھماکہ ہوا اور گولی سوکا کی پیشانی میں گھس کر اس کی کھوپڑی کو توڑتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی

اور وہ بغیر جتنے وہیں کر سی رہی ڈھیر ہو گیا۔

”آؤ چلیں“..... عمران نے ریو الور جیب میں رکھتے ہوئے کہا اور پھر نوٹوں کی گڈی اٹھا کر وہ کر سی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ باہر آنے کے بعد عمران نے دروازہ لاک کر دیا اور کمرہ چونکہ ساؤنڈ پروف بنا ہوا تھا۔ اس لئے اسے یقین تھا کہ باہر کسی نے ریو الور کے دھماکوں کی آواز نہ سنی ہوں گی اور تھا بھی ایسا ہی۔ راہداری میں لوگ آ جا رہے تھے لیکن کسی نے انہیں کچھ نہیں کہا اور وہ تیز قدم اٹھاتے چند لمحوں میں ہی بار سے باہر آ گئے۔

”اب کیا پروگرام ہے“..... تنویر نے پوچھا۔

”اب ناراک روانچی کا پروگرام ہے۔ میک اپ اور کاغذات کی تیاری کے لئے ایک جگہ جانا پڑے گا اور پھر واپس“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور چند قدم آگے چلنے کے بعد ہی انہیں خالی ٹیکسی مل گئی۔

وعریف ہال میں جدید مشینوں کے ذریعے بڑے بھرپور انداز میں ہوا ہو رہا تھا اور ہال ہر طبقے کی عورتوں اور مردوں سے بھرا ہوا تھا۔ میجر پرمود تیز تیز قدم اٹھاتا ایک طرف بہتے ہوئے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔
 "فرنگیو سے کہو کہ بنگارنیہ کے میجر پرمود نے دوا دی بھیجے ہیں۔"
 میجر پرمود نے کاؤنٹر مین سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ اچھا سر..... کاؤنٹر مین نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر کاؤنٹر پر رکھے ہوئے انزکام کارسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر کے اس نے وہی فقرہ دہرایا۔

"یس سر..... دوسری طرف سے جواب سن کر اس نے رسیور رکھا اور ایک طرف کھڑے ہوئے باوردی آدمی کو اشارے سے بلایا۔
 "ان صاحبان کو باس کے دفتر پہنچا دو..... کاؤنٹر مین نے اس باوردی آدمی سے کہا اور اس نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"آیے سر..... باوردی آدمی نے میجر پرمود اور توفیق سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر اس کی رہنمائی میں وہ تھوڑی دیر بعد ایک شاندار انداز میں کچے ہوئے دفتر میں موجود تھے۔ دفتر میں ایک لمبا تونگا لیکن بھاری اور مضبوط جسم کا آدمی موجود تھا۔

"تشریف رکھیں اور فرمایے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"
 اس آدمی نے غور سے میجر پرمود اور توفیق کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
 "راسکو کے متعلق چند معلومات چاہئے تھیں..... میجر پرمود نے خشک لہجے میں کہا تو وہ آدمی بے اختیار چونک پڑا۔

میجر پرمود کے ہونٹ بھنجے ہوئے تھے۔ ماریو دفتر میں نہ مل سکا تھا جس جگہ وہ گئے تھے وہاں عام سادفتری اور کاروباری ماحول تھا۔ اس لئے میجر پرمود وہاں کسی سے اپنے مطلب کی پوچھ گچھ بھی نہ کر سکا تھا۔
 "میجر میرا خیال ہے۔ ڈیوس کو پکڑا جائے پھر اصل حالات سامنے آئیں گے..... توفیق نے کہا۔

"ہاں اب میں بھی یہی سوچ رہا ہوں لیکن اب تک یقیناً اسے ان دو پولیس آفیسروں کی ہلاکت کا پتہ چل گیا ہو گا اور اب وہ زیادہ ہوشیار ہو چکا ہو گا۔ بہر حال آؤ..... میجر پرمود نے کہا اور چند لمحوں بعد وہ خالی ٹیکسی میں بیٹھے نارا ک کی مصروف ترین سڑکوں پر آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ٹیکسی نے انہیں ڈراک اسٹیل نامی گیم کلب کی عمارت کے سامنے ڈراپ کر دیا۔ خاصی بڑی عمارت تھی۔ میجر پرمود نے کرایہ ادا کیا اور پھر وہ دونوں عمارت کے مین گیٹ میں داخل ہو گئے۔ وسیع

"راسکو وہ کون ہے"..... اس آدمی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔
 "معدنیات چوری کرنے والی ایک مجرم تنظیم ہے۔ اس کے
 سربراہ کا نام ماریو بتایا جاتا ہے"..... میجر پرمود نے جواب دیتے ہوئے
 کہا۔

"سوری جناب میں نہ ہی کسی راسکو تنظیم کے بارے میں کچھ جانتا
 ہوں اور نہ ماریو کے بارے میں"۔ اس آدمی نے سپاٹ لہجے میں جواب
 دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن میجر پرمود نے تو جہاری بڑی تعریف کی تھی"..... میجر پرمود
 نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جب میں جانتا ہی نہیں تو میں کیا کر سکتا ہوں"..... اس آدمی
 نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ فریگو اور جانتا نہ ہو"..... اس بار میجر پرمود نے اپنی
 اصل آواز میں کہا تو وہ آدمی بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا۔

"اوہ اوہ۔ تم۔ تم۔ میجر پرمود۔ مگر"..... فریگو کے بہرے پر شدید
 حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اب کچھ یاد آیا یا باقاعدہ یاد دلانا پڑے گا"..... میجر پرمود نے
 مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ تم خود۔ اوہ میں تو پہچان ہی نہیں سکا۔ کمال کامیک اپ
 کیا ہے تم نے"..... فریگو نے ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھتے ہوئے
 کہا اور دوسرے لمحے وہ میجر پرمود سے اس طرح لپٹ گیا جیسے طویل

عرصے کے بعد بچھڑے ہوئے ملتے ہیں۔

"یہ میرا ساتھی ہے کیپٹن توفیق اور کیپٹن توفیق یہ ناراک میں
 میرا اکلوتا دوست ہے۔ فریگو"..... میجر پرمود نے فریگو اور توفیق کا
 تعارف کراتے ہوئے کہا اور ان دونوں نے مصافحہ کرنے کے ساتھ
 ساتھ باقاعدہ رسمی جملے بھی ادا کیے۔

"آؤ ادر سپیشل روم میں آجاؤ"..... فریگو نے عقبی دروازے کی
 طرف مڑتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ انہیں ایک سنگٹ روم میں
 لے آیا۔ اس نے فریج کھول کر اس میں سے مشروب کی بوتل اور تین
 گلاس نکالے اور مشروب تیار کرنا شروع کر دیا۔

"ہاں..... اب بتاؤ یہ راسکو کے چکر میں تم کیوں پھنس گئے ہو
 وہ تو انتہائی منظم اور وسیع تنظیم ہے۔ خاصی خوفناک بھی ہے".....
 فریگو نے توفیق اور میجر پرمود کے سامنے مشروب کے گلاس رکھتے
 ہوئے کہا۔

"میں نے جنہیں تو نہیں کہا کہ تم ان کے مقابلے پر آؤ"..... میجر
 پرمود نے مسکرا کر کہا اور گلاس اٹھالیا۔

"ارے تمہاری خاطر تو یہ راسکو کیا میں پورے ناراک سے بھی
 نکرا سکتا ہوں۔ لیکن مسئلہ کیا ہے۔ مجھے تفصیل بتاؤ۔ تاکہ میں صحیح
 طریقے سے تمہاری مدد کر سکوں"..... فریگو نے مشروب کی چمکی لیتے
 ہوئے کہا۔

"راسکو نے بلگار نیو سے انتہائی قیمتی معدنیات چوری کی ہے اور

مزید چوریوں کا اس کا پلان ہے۔ میں اس کا خاتمہ کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے معلوم ہوا کہ ماریو اس کا چیف ہے۔ میں اس کی تلاش میں اس کے دفتر گیا تو پتہ چلا کہ وہ غائب ہے۔ ویسے اسے میرے متعلق علم ہو چکا ہے اور اس نے یہاں کے دو پیشہ ور قاتلوں کے گروپس کو میری موت کے لئے تعینات کر دیا ہے۔ ان میں سے ایک ڈیوس گروپ ہے اور اس کے دو آدمی مجھ سے ٹکرا بھی چکے ہیں۔ دونوں پولیس آفیسر تھے۔ جب کہ ایک اور گروپ مادام لڑاکا ہے۔ ابھی تک اس سے ٹکراؤ تو نہیں ہوا۔ میں جہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ میں اس کا ہیڈ کوارٹر یا اس ماریو کا پتہ معلوم کرنا چاہتا ہوں اور اگر ایسا جہارے لئے ممکن نہ ہو تو پھر ڈیوس کا یا اس مادام لڑاکا پتہ چلا کر مجھے بتاؤ کہ یہ دونوں کہاں مل سکتے ہیں..... میجر پر مودنے کہا۔

”راسکو کے بارے میں تو میں نے صرف سنا ہوا ہے۔ البتہ ڈیوس کو میں اچھی طرح جانتا ہوں اور مادام لڑاکا کو بھی۔ دونوں ہی انتہائی خطرناک ترین گروپس ہیں اور اگر تم اب تک ان سے بچے ہوئے ہو تو یہ جہاری خوش قسمتی ہے۔ بہر حال میں ابھی معلوم کر ادیتا ہوں کہ ڈیوس کہاں ہے۔ اس کا پتہ آسانی سے چل جائے گا..... فرنگی نے کہا اور میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اس کے نیچے موجود ایک بن دبا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”بینی بول رہا ہوں..... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”فرنگی بول رہا ہوں بینی..... فرنگی نے دوستانہ لہجے میں کہا۔
”اوہ فرنگی تم..... کیسے فون کیا ہے..... دوسری طرف سے بھی دوستانہ لہجے میں کہا گیا۔

”ایک کام آگیا ہے۔ ڈیوس کو دینا ہے۔ کہاں مل سکے گا وہ۔“ فرنگی نے پوچھا۔

”ڈیوس کو اوہ اچھا۔ لیکن وہ تو بڑے بڑے کاموں میں ہاتھ ڈالتا ہے یہ سوچ لینا..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”فرنگی کو بھی تو تم جانتے ہو کہ چھوٹے کام کے قریب بھی نہیں جاتا۔“ فرنگی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں بہر حال میں اس کا پتہ بتا دیتا ہوں۔ پرل بار اس کا اڈہ ہے۔ لیکن وہاں پہلے فون کر لینا۔ تمہیں تو وہ جانتا ہی ہوگا۔ اس لئے بات ہو جائے گی..... بینی نے کہا۔

”شکریہ.....“ فرنگی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”پرل بار ٹھیک ہے۔ میں تلاش کر لوں گا۔ شکریہ.....“ میجر پر مودنے مشروب کا آخری گھونٹ حلق میں اندھیلنے کے بعد میز پر گلاس رکھتے ہوئے کہا۔

”مجھے فون کرنا پڑے گا۔ کیونکہ بینی اس کا خاص آدمی ہے اور وہ لازماً بات کرے گا اور اگر میں نے فون نہ کیا تو وہ ڈیوس وہی آدمی ہے کسی اور جگہ میں پڑ جائے گا.....“ فرنگی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم بات کر لو میں نہیں چاہتا کہ وہ جہاری طرف

”اوہ فریگیو تم۔ آج کیسے فون کیا ہے۔ میں ڈیوس بول رہا ہوں۔“
اس بار دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ خاصا نرم تھا۔

”ایک پارٹی آئی ہے میرے پاس۔ کام تمہارے مطلب کا ہے۔
معاوضہ بھی تمہارے مطلب کا مل سکتا ہے اور ظاہر ہے کمیشن بھی
حیرے مطلب کا بن جائے گا۔ اگر موڈ ہو تو بھیج دوں انہیں۔“ فریگیو
نے کہا۔

”کون ہیں اور کام کی نوعیت کیا ہے۔“ ڈیوس نے چونک کر
پوچھا۔

”پارٹی ہے۔ میرے ایک دوست کی ٹپ لے کر آئے ہیں۔ کسی
بہت بڑے ادارے کے سربراہ کو فنش کرانا ہے انہوں نے۔ میں نے
ان سے تمہارا نام لیا تو وہ رضامند ہو گئے۔ میں نے انہیں بتا دیا کہ تم
معاوضہ اپنی مرضی کا لیتے ہو۔ وہ اس پر رضامند ہیں لیکن ان کی شرط
بھی ہے کہ کام زیادہ سے زیادہ دو روز کے اندر بے داغ طریقے سے
مکمل ہونا چاہئے۔“ فریگیو نے کہا۔

”ان سے پہلے فون پر میری بات کراؤ۔“ ڈیوس نے کہا۔
”ٹھیک ہے ہولڈ کرو میں انہیں دوسرے کمرے سے بلواتا ہوں۔“
فریگیو نے کہا اور مائیک پر ہاتھ رکھ دیا۔ پھر تین چار منٹ بعد اس نے
رسیور میجر پر مود کی طرف بڑھا دیا۔

”رائس بول رہا ہوں۔“ میجر پر مود نے لہجہ بدل کر بات کرتے
ہوئے کہا۔

سے مشکوک ہو جائے۔ اس طرح مجھے بھی علم ہو جائے گا کہ وہ وہاں
موجود بھی ہے یا نہیں اور سنو تم کو شش کرنا کہ تم اپنی طرف سے
ہمیں وہاں بھجوا سکو۔“ میجر پر مود نے کہا۔

”ہاں یہ ٹھیک ہے۔ اس طرح تمہاری آسانی سے اس سے ملاقات
ہو جائے گی لیکن پھر اسے زندہ نہیں رہنا چاہئے ورنہ وہ سمجھ جائے گا کہ
میں نے اس کے خلاف تمہاری مدد کی ہے۔“ فریگیو نے کہا۔

”تم فکر نہ کرو تمہاری طرف کوئی آنکھ بھی میڈھی نہ کر سکے گا۔“ میجر
پر مود نے کہا اور فریگیو نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر
دیے۔

”پرل بار۔“ چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ چونکہ
لاؤڈر آن تھا۔ اس لئے پر مود اور توفیق دوسری طرف سے آنے والی
آوازیں بخوبی سن رہے تھے۔

”فریگیو بول رہا ہوں ڈارک اسمبل سے۔ ڈیوس سے بات کراؤ۔“
فریگیو نے حکمانہ لہجے میں کہا۔

”ہیلو کون بول رہا ہے۔“ چند لمحوں بعد ایک آواز سنائی دی۔
لہجہ بے حد خشک سا تھا اور میجر پر مود آواز سننے ہی پہچان گیا کہ یہی
ڈیوس ہے۔ کیونکہ وہ پہلے اس پولیس آفیسر جانسن کے ذریعے اس کی
آواز سن چکا تھا۔

”فریگیو بول رہا ہوں۔ ڈارک اسمبل گیم کلب سے۔“ فریگیو نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کیا چاہتے ہیں مسٹر رانسن"..... دوسری طرف سے پوچھا گیا
 "کیا یہ پہلے بتانا ضروری ہے"..... میجر پرمود کا پلہ خشک ہو گیا۔
 "ہاں ویسے بے فکر رہیں اگر میں نے آپ کا کام ہاتھ میں نہ بھی لیا
 تب بھی آپ کا راز راز ہی رہے گا"..... دوسری طرف سے ڈیوس نے
 جواب دیا۔

"او۔ کے رائٹ سنٹیل کارپوریشن کے چیف ایگزیکٹو ہنری میک
 کو فٹش کرنا ہے۔ لیکن وقت محدود ہے۔ بزنس کا معاملہ ہے۔ زیادہ
 سے زیادہ دو روز کا وقت دیا جاسکتا ہے اور کام بھی بے داغ انداز میں
 ہونا چاہئے۔ میرا مطلب ہے کوئی اچانک ٹھگڑا۔ کوئی ڈاکے کی
 واردات۔ یا پھر ایکسپنٹ۔ میرا خیال ہے تم سمجھ گئے ہو گے".....
 میجر پرمود نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے میں اپنے آدمیوں سے بات کر کے ابھی فریگیو کو فون کرتا
 ہوں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سوری مسٹر ہمیں صرف آپ سے بات کرنی ہے۔ آپ کے
 آدمیوں سے نہیں"..... میجر پرمود نے تیرےچے میں کہا۔
 "کام میں ہی کروں گا۔ بے فکر رہو"..... دوسری طرف سے کہا
 گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"کیا تم نے نام درست بتایا ہے۔ اب وہ چیکنگ کرے گا۔" فریگیو
 نے پریشان ہو کر کہا۔

"کرتار ہے۔ میں نے فون ڈائریکٹری میں یہ نام دیکھا تھا۔ اس لئے

ظاہر ہے درست ہی ہوگا"..... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور
 فریگیو نے بھی اطمینان بھرے انداز میں سر ملادیا۔
 "اگر وہ چیف ایگزیکٹو ناراک میں موجود نہ ہوا تو"..... توفیق نے
 کہا۔

"تو کیا ہوا آجائے گا۔ چیف ایگزیکٹو زیادہ عرصہ ہیڈ آفس سے باہر
 نہیں گزرا کرتے"..... پرمود نے جواب دیا اور تھوڑی دیر بعد فون کی
 گھنٹی بج اٹھی تو فریگیو نے رسیور اٹھالیا۔

"باس پرل کلب سے ڈیوس صاحب کا فون ہے"..... دوسری
 طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
 "ہاں بات کراؤ" فریگیو نے کہا۔

"ہیلو ڈیوس بول رہا ہوں"..... چند لمحوں بعد ڈیوس کی آواز سنائی
 دی۔

"میں فریگیو بول رہا ہوں"..... فریگیو نے جواب دیا۔
 "وہ مسٹر رانسن ہوں گے جہارے پاس ان سے بات کراؤ۔"
 دوسری طرف سے ڈیوس نے کہا اور فریگیو نے مسکراتے ہوئے رسیور
 میجر پرمود کی طرف بڑھا دیا۔

"میں رانسن بول رہا ہوں"..... میجر پرمود نے کہا۔
 "مسٹر رانسن میں آپ کا کام لینے کے لئے تیار ہوں۔ معاوضہ دو
 لاکھ ڈالر ہو گا اور وہ بھی ایڈوانس اور کمیشن۔ کام آپ کے حسب منشا ہو
 جائے گا"..... ڈیوس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”شکر یہ مجھے ہی امید تھی۔ لیکن معاوضہ آپ نے بہت زیادہ بتایا ہے۔ کیا ایسا ممکن نہیں ہے کہ آپ سے براہ راست بات چیت اس معاملے میں کر لی جائے۔“ میجر ہرمود نے نرم لہجے میں کہا۔

”سوری میں معاوضہ اپنی مرضی کا لیتا ہوں۔ آپ بے شک فرنگی سے پوچھ سکتے ہیں۔ اس میں کوئی کمی نہیں ہو سکتی۔ بولیں کیا آپ تیار ہیں یا نہیں۔ ہاں یا ناں میں جواب دیں مجھے اور بہت سے اہم کام منٹانے میں۔“ ڈیوس کا بوجھ لیخت بے حد سخت ہو گیا تھا۔

”ٹھیک ہے۔ اگر آپ بصد ہیں تو ہم کیا کہہ سکتے ہیں لیکن معاوضے کا کارکنی چیک میں خود آپ کے ہاتھ میں دوں گا۔ یہ بے حد بھاری معاوضہ ہے اور میں اس سلسلے میں کوئی رسک نہیں لے سکتا۔“ میجر ہرمود نے کہا۔

”کس بینک کا چیک ہے۔“ ڈیوس نے چونک کر پوچھا۔

”انٹرنیشنل بینک کا۔ آپ بے فکر رہیں گارٹنڈ چیک ہوگا۔“ میجر ہرمود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے آپ آجائیں۔ ہرل بار کے کاؤنٹر پر آپ صرف اپنا نام لیں گے۔ رائسن۔ آپ کو بھجے تک پہنچا دیا جائے گا۔“ ڈیوس نے آمادہ ہوتے ہوئے کہا۔

”میرا ساتھ ہی بھی ہے۔ ہم دو افراد ہیں۔“ ہرمود نے کہا۔

”آپ کے ساتھ ہی کیا نام ہے۔“ ڈیوس نے پوچھا۔

”کلارک۔“ میجر ہرمود نے جواب دیا۔

”او۔ کے وہ بھی اپنا نام کاؤنٹر پر لیں گے۔ لیکن آپ جلد از جلد پہنچ جائیں۔“ ڈیوس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے ہم آ رہے ہیں۔“ میجر ہرمود نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی۔ میجر ہرمود نے رسیور رکھ دیا۔

”آؤ توفیق چلیں۔ فرنگی ہمیں باہر پہنچاؤ اور کوئی کار بھی دے دو۔“ میجر ہرمود نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”سنوہ بے حد محتاط اور وہبی آدمی ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ جہاز ارمیک اپ وغیرہ بھی چیک کیا جائے اور اسلحہ بھی وہ لوگ رکھوا لیں گے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تمہیں ڈیوس سے ملنے سے پہلے اس کے آدمیوں کو چیک ثبوت کے طور پر دکھانا پڑے گا۔“ فرنگی نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”تو پھر ایسا کرو کہ فوری طور پر چیک منگوادو۔ وعدہ رہا کہ اسی طرح واپس آجائے گا۔ یا اگر نہ آیا تو بدگاریہ حکومت تمہیں یہ رقم مع منافع وادار کرے گی۔“ میجر ہرمود نے کہا۔

”اوہ ایسی کوئی بات نہیں۔ دو لاکھ ڈالر میرے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ میں ابھی منگوا لیتا ہوں۔ اچھا ہوا تم نے انٹرنیشنل بینک کا نام لے دیا۔ اس کی ایک برانچ بھی یہاں سے قریب ہی ہے لیکن تم میک اپ کا کیا کرو گے اور اسلحہ کے بغیر تو تم وہاں بے بس ہو کر رہ جاؤ گے۔“ فرنگی نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”میک اپ کا کام۔“ میجر ہرمود نے کہا۔

”آپ کے پاس کوئی اسلحہ ہو تو وہ یہاں چھوڑ دیں واپسی میں آپ کو مل جائے گا۔“..... ان میں سے ایک نے قدرے کرخت لہجے میں کہا۔
 ”سوری مسٹر ہم کاروباری لوگ ہیں۔ ہمارے پاس کوئی اسلحہ نہیں ہے۔ آپ بے شک تلاش لے سکتے ہیں۔“..... میجر پرمود نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور واقعی ان دونوں کے پاس کوئی اسلحہ نہ تھا۔

”تلاشی تو آپ کی باس تک پہنچنے سے پہلے خود بخود ہو جائے گی۔“ اس آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر میز پر بڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پر پس کر دیا۔
 ”سر مہمان پہنچ چکے ہیں اب کیا حکم ہے۔“..... اس آدمی نے اہتیائی مودبانہ لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف سے آنے والی آواز سنتا رہا اس کے بعد اس نے او۔ کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

”باس نے کہا ہے کہ آپ کے پاس بھاری مالیت کا چیک ہوگا۔ وہ آپ مجھے دکھائیں گے۔“..... اس آدمی نے کہا اور میجر پرمود نے خاموشی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور تہہ شدہ چیک نکال کر اس نے اس آدمی کے سامنے اسے کھول دیا لیکن اسے رکھا پہنے ہی ہاتھ میں تھا۔ اس آدمی نے بغور چیک کو دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیلنے چلے گئے۔

”ٹھیک ہے۔ اسے رکھ لیجئے اور آئیے میرے ساتھ۔“..... اس آدمی نے کہا اور میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے چیک تہہ کر کے واپس

اعتماد بھرے لہجے میں کہا اور فرنگی نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ پرل بار کے وسیع و عریض کاؤنٹر پہنچ چکے تھے۔
 ”میرا نام رانسن ہے اور میرے ساتھی کا نام کلارک ہے اور ہم نے مسٹر ڈیوس سے ملنا ہے۔“..... میجر پرمود نے کاؤنٹر پر کھڑی چار پانچ لڑکیوں میں سے ایک سے مخاطب ہو کر کہا اور اس کی بات سن کر لڑکی بے اختیار چونک پڑی۔

”اوہ یس سر باس آپ کے منتظر ہیں۔ آپ بائیں طرف راہداری میں چلے جائیں۔ راہداری کے آخر میں ایک دروازہ ہے اس کے باہر دو مسلح آدمی موجود ہوں گے۔ آپ انہیں اپنا نام بتا دیں وہ آپ کو باس تک پہنچا دیں گے۔“..... لڑکی نے کہا۔

”شکریہ۔“..... میجر پرمود نے کہا اور تیزی سے مڑ کر بائیں طرف کو جانے والی راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ توفیق اس کی پیروی کر رہا تھا۔ راہداری کے اختتام پر واقعی ایک دروازہ تھا جس کے باہر دو مسلح افراد کھڑے تھے۔

”ہمارا نام رانسن اور کلارک ہے اور ہم نے تمہارے پاس ڈیوس سے ملنا ہے۔“..... میجر پرمود نے کہا۔

”اوہ یس سر آئیے۔“..... ان میں سے ایک نے قدرے مودبانہ لہجے میں کہا اور دوسرے نے دروازہ کھول دیا۔ دروازے کی دوسری طرف ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کا اختتام ایک کمرے پر ہوا تھا۔ کمرے میں دو اور مسلح افراد موجود تھے۔

کمرے کی دونوں سائیڈوں کی دیواروں کے ساتھ بھی مشین گنوں سے مسلح دو دو محافظ موجود تھے۔

”آؤ میرا نام ڈیوس ہے“..... اس نوجوان نے صوفے سے اٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”مجھے رانس کہتے ہیں اور یہ میرا ساقی ہے کلارک“..... میجر پر مود نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ڈیوس نے باری باری دونوں سے مصافحہ کیا اور میجر پر مود نے محسوس کیا کہ ڈیوس کا ہاتھ خاصا بھاری اور سخت ہے۔ جس سے صاف پتہ چلتا تھا کہ وہ خاصا جسمانی طاقت کا مالک ہے۔

”تشریف رکھیں“..... ڈیوس نے مسکراتے ہوئے ایک سائیڈ کے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا لیکن میجر پر مود اور توفیق اکٹھے ایک صوفے پر بیٹھنے کی بجائے آمنے سامنے بیٹھ گئے۔

”دیں وہ چٹیک۔ میں صرف آپ کے لئے یہاں بیٹھا ہوا ہوں ورنہ مجھے بے حد ضروری کام تھے“..... ڈیوس نے خشک لہجے میں کہا۔

”کیا آپ کاروباری معاملات اس طرح چھ مسلح افراد کے سامنے نمٹاتے ہیں“..... میجر پر مود نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیوں آپ کو اس پر کوئی اعتراض ہے“..... ڈیوس نے چونک کر کہا۔

”نہیں مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ آپ چاہے پورے مجمع کے سامنے کام کریں۔ میں تو ایسے ہی پوچھ رہا تھا“..... میجر پر مود نے

جیب میں رکھا اور پھر اس آدمی کے پیچھے چلتے ہوئے وہ ایک لفٹ میں پہنچے۔ لفٹ نے انہیں کافی گہرائی میں لے جا کر اتار دیا۔ لفٹ کا دروازہ کھلتا تو سامنے ایک اور راہداری تھی جس کا اختتام ایک دروازے پر ہو رہا تھا اور اس دروازے کے باہر مشین گنوں سے مسلح دو محافظ کھڑے ہوئے تھے۔

”سامنے بائیں موجود ہے۔ ملے جاؤ“..... اس آدمی نے کہا اور میجر پر مود راہداری کی چھت کو دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ ان میں چیکنگ مشینیں نصب ہیں لیکن وہ خاموشی سے آگے بڑھتا چلا گیا اور چند لمحوں بعد وہ دونوں ان مسلح محافظوں کے پاس پہنچ چکے تھے۔ ان کے قریب پہنچتے ہی ایک مسلح محافظ نے ہاتھ بڑھا کر ساؤنڈ پروف بھاری دروازہ کھول دیا اور میجر پر مود اور کیپٹن توفیق دونوں اطمینان سے قدم بڑھاتے اندر داخل ہو گئے۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں آمنے سامنے صوفوں کی دو قطاریں موجود تھیں جب کہ سامنے درمیان میں ایک صوفہ رکھا ہوا تھا۔ اس درمیانی صوفے پر ایک لمبا بڑا نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ جس کے جسم پر گہرے براؤن رنگ کا سوٹ تھا۔ سہرے پر فطری تختی نمایاں تھی۔ بھاری اور آگے کو نکلی ہوئی ٹھوڑی اور تنگ پیشانی کا مالک تھا۔ الٹے آنکھوں میں تیز چمک تھی اور اس کی نظریں کمرے میں داخل ہوتے ہوئے میجر پر مود اور توفیق پر اس طرح جتی ہوئی تھیں جیسے نظروں ہی نظروں میں وہ ان کی چیکنگ کر رہا ہو۔ اس کے عقب میں دو مشین گنوں سے مسلح آدمی کھڑے تھے جب کہ

ہو سکے گا..... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "آپ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی محتاط ہیں۔ اس کی وجہ"۔ ڈیوس
 نے کہا۔

"اس دنیا میں زندہ رہنے کے لئے محتاط ہونا ہی پڑتا ہے۔ آپ نے
 بھی تو بے حد احتیاط کر رکھی ہے اور یہ اچھی بات ہے۔ لیکن ایک بات
 بتا دوں۔ جب آدمی کا برا وقت آجائے تو ساری احتیاطیں دھری کی
 دھری رہ جاتی ہیں اور یہ چھ افراد بھی آدمی کو اس برے وقت سے نہیں
 بچا سکتے..... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی
 اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا چیک ڈیوس کی طرف بڑھا دیا۔ ڈیوس نے
 چیک لیا اور پھر اسے کھول کر دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔ اسی لمحے میجر
 پرمود نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور چند سینکڑ بعد جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو
 اس کے ہاتھ میں سفید رنگ کا ایک چھوٹا سا کیپول دبا ہوا تھا۔ پرمود
 نے سر کی حرکت سے توفیق کو اشارہ کیا اور توفیق نے بھی اثبات میں
 سر ملایا۔ تو پرمود نے ہاتھ جھٹکا اور کیپول نیچے فرش پر گر گیا۔ پرمود
 نے اس پر بوٹ رکھ دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سانس روک لیا۔
 چند سینکڑ بعد ہی ڈیوس جو اب چیک کو تہہ کر رہا تھا اچانک اوہ کی آواز
 نکالتا ہوا ایک جھٹکے سے جھلو کے بل صوفے پر گر گیا اور اسی لمحے مشین
 گنوں اور آدمیوں کے گرنے کے دھماکوں کی آوازیں بھی سنائی دیں۔
 پرمود اور توفیق دونوں ہی سانس روکے خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔
 البتہ ان کی آنکھوں میں موجود چمک تیز ہو گئی تھی۔ سارے مسلح محافظ

مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور تہہ
 شدہ چیک باہر نکال لیا۔

"دیکھئے..... ڈیوس نے قدرے پر جوش لہجے میں کہا۔
 "آپ اس کے بدلے مجھے کیا گارنٹی دیں گے..... میجر پرمود نے
 خشک لہجے میں کہا۔

"گارنٹی۔ کیسی گارنٹی۔ اگر آپ چیک لے کر ان مسلح محافظوں
 کے ہاتھوں ہم دونوں کو گولی مروادیں تو یہ چیک تو پھر بھی کیش ہو
 جائے گا اور آپ کو کام بھی نہ کرنا پڑے گا۔ معاف کرنا مسٹر ڈیوس
 کاروباری اصول انی جگہ..... میجر پرمود نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
 "ہو نہ آپ کس قسم کی گارنٹی چاہتے ہیں..... ڈیوس نے
 ہونٹ چبائے ہوئے کہا۔ اس کی نظروں میں حدی آگئی تھی اور پھر سے
 پر موجود سفاکی میں مزید انصاف ہو گیا تھا۔

"یہ خیال مجھے نہ آتا مسٹر ڈیوس لیکن آپ نے جس انداز میں یہاں
 چھ مسلح افراد کھڑے کیے ہوئے ہیں۔ اس نے مجھے یہ سب کچھ سوچنے پر
 مجبور کر دیا ہے..... میجر پرمود نے کہا۔

"اور اگر میں ویسے ہی آپ کو گولی مروادوں تو آپ چیک کی
 حفاظت کیسے کریں گے..... ڈیوس نے لچکتے غراتے ہوئے کہا۔

"اس کی فکر نہ کریں۔ اس کا بندوبست ہم نے پہلے ہی کر لیا ہے۔
 اگر ایک گھنٹے بعد ہم دونوں نے بذات خود بینک جا کر بینک حکام کو
 رپورٹ نہ کی تو پھر یہ چیک باوجود گارنٹی شدہ ہونے کے بھی کیش نہ

آگے بڑھا اور ڈیوس کے عقب میں پڑے دونوں بے ہوش محافظ بھی گولیوں کی زد میں آگئے۔ اب اس کمرے میں چھ لاشیں اور ان کے خون کے علاوہ صرف ڈیوس ہی زندہ مگر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

”تم اس لفٹ کے ذریعے اوپر جاؤ اور اس کمرے میں اور راہداری میں موجود افراد کا خاتمہ کرو تا کہ کسی قسم کی مداخلت کا کوئی امکان بنی باقی نہ رہ جائے۔“ میجر پرمود نے توفیق سے کہا اور توفیق مشین گن اٹھا کر سر ملاتا ہوا تیزی سے گیلری میں دوڑتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ میجر پرمود واپس مڑا اور اس نے سب سے پہلے تو ڈیوس کے ہاتھ میں دبا ہوا جھیک نکال کر اسے تھمہ کیا اور واپس جیب میں ڈال لیا اور اس کے بعد اس نے اسے اٹھا کر بٹھایا اور ایک ہاتھ سے اسے تھام کر دوسرے ہاتھ سے اس نے اس کا کوٹ عقب سے کافی نیچے تک اتار دیا اب ڈیوس بے بس ہو چکا تھا۔ پرمود نے اسے ایک بار پھر ہبلو کے بل لٹایا اور پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھی جو گیس اس نے بے ہوش کرنے کے لئے استعمال کی تھی وہ خصوصی قسم کی گیس تھی جو انتہائی زود اثر بھی تھی اور اس کے اثرات فضا میں زیادہ سے زیادہ دو منٹ تک قائم رہتے تھے۔ اس لئے میجر پرمود اور توفیق کو دو منٹ تک سانس روکنا پڑا تھا۔ اس کے علاوہ اس گیس کا اثر انسانی حواس پر صرف دس منٹ تک رہتا تھا۔ دس منٹ بعد اس کا شکار خود بخود ہوش میں آجاتا تھا اور پانچ منٹ گزر چکے تھے۔ پھر مزید پانچ منٹ اب پوری طرح نہ گزرے تھے کہ توفیق واپس آگیا۔

فرش پر ڈھیر ہو چکے تھے۔ پرمود نے ہاتھ پر بندھی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھا اور پھر اس نے ہاتھ سے توفیق کو اشارہ کیا کہ ابھی ایک منٹ مزید اس نے سانس روکنا ہے۔ توفیق کا چہرہ اب مٹاثر کی طرح سرخ پڑ گیا تھا لیکن بہر حال وہ مزید ایک منٹ نکال گیا۔

”او۔ کے۔“..... پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی ایک طویل سانس لیا۔ توفیق نے بھی دو تین جلدی جلدی طویل سانس لئے اور اس کا چہرہ بھی نارمل ہو گیا۔

”دروازے کے باہر دو آدمی موجود ہیں ان کا خاتمہ بھی ضروری ہے۔“ پرمود نے کہا اور تیزی سے صوفے کی سائیڈ سے نکل کر اس نے عقبی طرف پڑے ہوئے محافظوں کے ہاتھوں سے نکلی ہوئی مشین گن اٹھائی اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے توفیق کو دروازہ کھولنے کا اشارہ کیا اور توفیق نے آگے بڑھ کر دروازہ ایک جھٹکے سے کھول دیا۔ باہر موجود مسلح افراد ابھی سنبھلے بھی نہ تھے کہ پرمود نے ٹریگر دبا دیا اور دوسرے لمحے وہ دونوں بری طرح چبھتے ہوئے نیچے فرش پر گرے اور بری طرح ترپنے لگے۔ پرمود نے راہداری کی چھت کی طرف مشین گن کا رخ کیا اور دوسرے لمحے ہلکے ہلکے دھماکوں کے ساتھ چھت پر نصب لائیں تباہ ہوتی چلی گئیں۔ اس دوران دونوں آدمی بھی ساکت ہو چکے تھے۔ پرمود تیزی سے مڑا اور اس کے ساتھ ہی اس کی مشین گن ایک بار پھر شعلے اٹھنے لگی اور چند لمحوں میں اس نے دونوں سائیڈوں میں پڑے ہوئے چاروں افراد کو بے ہوشی کے دوران ہی ختم کر دیا۔ پھر وہ

”میں نے اندر موجود سب کا خاتمہ کر دیا ہے اور سب سے پہلے والے دروازے کو اندر سے لاک کر دیا ہے اور وہاں اوپر والے کمرے میں سی کا بنڈل بھی موجود تھا وہ بھی لے آیا ہوں۔“

”گڈ۔ اس کے ہاتھ عقب میں کر کے باندھ دو اور پیر بھی۔ جلدی کرو یہ ہوش میں آنے والا ہے۔“..... پر مود نے کہا اور توفیق نے آگے بڑھ کر تیزی سے اس کی ہدایت پر عمل کرنا شروع کر دیا اور پیر جب ڈیوس نے کر رہتے ہوئے آنکھیں کھولیں تو اس کے ہاتھ اور پیر رسیوں میں جکڑے جا چکے تھے۔

”اے اٹھا کر بٹھا دو۔“..... پر مود نے کہا اور توفیق نے بازو سے پکڑ کر ڈیوس کو ایک جھٹکے سے سیدھا کر کے بٹھا دیا۔

”تم۔ تم لوگوں نے یہ۔ یہ کیوں کیا۔“..... ڈیوس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس لئے ڈیوس تاکہ تمہیں معلوم ہو سکے کہ میجر پر مود تمہارے جیسے تھرڈ کلاس پیشہ ور قاتلوں کے بس کا نہیں ہے۔“..... میجر پر مود نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا اور ڈیوس بری طرح چونک پڑا۔

”تم۔ تم میجر پر مود ہو۔ اوہ گاڈ۔ یہ کیا ہو گیا۔ اس کا مطلب ہے فرنگیو نے مجھ سے غداری کی ہے۔“..... ڈیوس کے چہرے پر غصہ اور سفاکی پھیلنے لگی تھی۔

”اس بے چارے کو تو صرف کمیشن سے مطلب تھا۔ اسے تو کسی میجر پر مود کے بارے میں علم نہ تھا۔ بہر حال اب تم یہ بتاؤ گے کہ

راسکو کا بیٹا کو اوٹر کہاں ہے اور ماریو کہاں ہے۔“..... میجر پر مود نے سرد لہجے میں کہا۔

”اگر ایک روز پہلے تم پوچھتے تو شاید تمہیں اس سے کوئی فائدہ بھی حاصل ہو جاتا۔ لیکن اب تم اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکو گے راسکو کو مکمل طور پر کلوز کر دیا گیا ہے۔ اس کے آفسر ختم کر دیئے گئے ہیں۔ تمام اہم افراد ملک سے باہر جا چکے ہیں اور باقی افراد انڈر گراؤنڈ ہو چکے ہیں اور ماریو بھی یقیناً اس وقت کسی غیر ملک میں کسی نئے نام اور کسی نئے میک اپ میں موجود ہو گا۔ اب تمہیں پورے ایکریڈیا میں کہیں بھی راسکو نام کا نہ کوئی آدمی ملے گا اور نہ ہی اس کا کوئی اڈہ۔“..... ڈیوس نے جواب دیا تو۔ میجر پر مود کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات پھیلنے چلے گئے۔

”کیسے ممکن ہے۔ تم مجھے بچہ سمجھتے ہو۔“..... میجر پر مود نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”راسکو کے لئے یہ ممکن ہے۔ اس کا سیٹ اپ ہی ایسے کیا گیا ہے کہ ایک کال پر سب کچھ مکمل ہو جاتا ہے اور ماریو اکثر ایسا کرتا رہتا ہے ہو سکتا ہے۔ اس نے تمہاری وجہ سے اس بار ایسا کیا ہو لیکن اب وہ اسے ایک سال بعد بھی اوپن کر سکتا ہے اور چار سال بعد بھی۔ کل مجھے اطلاع مل گئی تھی کہ راسکو کو کلوز کر دیا گیا ہے۔ اس لئے میں بھی تمہارے مشن کی طرف سے بے پرواہ ہو گیا تھا کیونکہ اب راسکو کے کلوز ہونے کے بعد مجھ سے بھی پوچھ گچھ نہ ہو سکتی تھی۔“..... ڈیوس

نے جواب دیا۔

”مادام لزا کہاں ہوگی“..... میجر یرمود نے یکتھ پوچھا تو ڈیوس ایک بار پھر چونک پڑا۔

”مادام لزا..... کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو“..... ڈیوس نے کہا۔

”جہاری طرح وہ بھی میرے خلاف کام کر رہی ہے۔ میں جہاری باتوں کی تصدیق اس سے کرانا چاہتا ہوں“..... میجر یرمود نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ کیونکہ ڈیوس کا بوجہ بتا رہا تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ درست ہے۔

”ہاں ہو سکتا ہے..... ماریو نے مادام لزا کو بھی حفظ ماتقدم کے طور پر یہ مشن دے دیا ہو۔ وہ ایسا ہی کرتا ہے۔ بیک وقت دو دو تین تین گروپ گنچ کر لیتا ہے۔ مادام لزا کا خاص اڈہ میکمن روڈ پر واقع عمارت ہے جس کا نام لزا ہاؤس ہے نمبر نو تھری ٹو۔ تم بیشک اس سے تصدیق کر لو۔ میں نے جو کچھ کہا ہے وہی درست ہے اور سناوب مجھے جہارے قتل سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ تم بے شک جو چاہو کرتے پھرو۔ اب میری اور جہاری کوئی دشمنی نہیں ہے“..... ڈیوس نے کہا۔

”اس کا فون نمبر کیا ہے“..... میجر یرمود نے پوچھا اور ڈیوس نے فون نمبر بتا دیا۔

اس کی تصدیق کراؤ لیکن ایک بات ذہن میں رکھنا کہ اگر تم نے اسے ہمارے متعلق کچھ بتانے یا کسی قسم کا کوئی اشارہ کرنے کی کوشش کی تو پھر نتیجہ جہارے حق میں اچھا نہیں نکلے گا“..... میجر یرمود نے کہا۔

”مجھے کیا ضرورت ہے ایسا کرنے کی جب کہ مشن ہی ختم ہو چکا ہے اب مجھے جہارے قتل سے کوئی دلچسپی نہیں رہی“..... ڈیوس نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”توفیق کال ملو! اور ڈیوس کی مادام لزا سے بات کراؤ“۔ میجر یرمود نے توفیق سے کہا اور توفیق نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور ڈیوس کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”یس لزا ہاؤس“..... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی اور توفیق نے رسیور ڈیوس کے کان سے لگا کر اس کی گردن میں ایڈجسٹ کر دیا۔

”پرل بار سے ڈیوس بول رہا ہوں۔ مادام سے بات کراؤ“۔ ڈیوس نے اسی طرح خشک لہجے میں کہا۔

”یس سر ہو لڈ آن کریں“..... دوسری طرف سے مودبانہ آواز سنائی دی۔ فون میں لاؤڈر کی گنجائش موجود تھی اس لئے دوسری طرف کی آواز بخوبی سنائی دے رہی تھی اور میجر یرمود اور کیپٹن توفیق دونوں اس آواز کی طرف ہی متوجہ تھے۔

”یس لزا بول رہی ہوں“..... کچھ در بعد ایک انتہائی دلکش اور

"ذیوس بول رہا ہوں لڑا۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تمہیں بھی ان بلگار نوی مجنوں کو نقش کرنے کا کام دے دیا گیا ہے۔ کیا یہ درست ہے۔۔۔۔۔ ذیوس نے کہا۔

"ہاں کیوں۔ کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"ہونا کیا ہے۔ میں نے خاصا کام کر لیا تھا۔ میرے دو آدمی ان لوگوں سے نگرابھی چکے تھے لیکن پھر اطلاع ملی کہ راسکو ہی کلوز کر دی گئی ہے۔ اس لئے میں تو خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ ذیوس نے کہا۔

"ارے وہ کیوں ذیوس۔ مشن تو مکمل کرنا ہی ہے۔ اس مشن کے لئے ہی تو راسکو کو کلوز کیا گیا ہے۔ جیسے ہی مشن مکمل ہوگا۔ راسکو کو دوبارہ اوپن کر دیا جائے گا اور اگر مشن مکمل نہ ہوا تو پھر راسکو کیسے اوپن ہوگی۔۔۔۔۔ ماوام لڑانے کہا۔

"میں نے تو یہی سمجھا تھا کہ نبھانے پھر کب راسکو اوپن ہو۔ اس لئے میں نے تو کام چھوڑ دیا تھا۔۔۔۔۔ ذیوس نے جواب دیا۔

"تو پھر تو تم نے پاکیشیائی مجنوں کے بارے میں بھی کچھ نہ کیا ہوگا۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے لڑانے کہا اور اس کی بات سن کر میجر پرمود اور کیپٹن توفیق دونوں بے اختیار چونکے اور ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھنے لگے۔

"پاکیشیائی مجنوں۔ وہ کون ہیں۔۔۔۔۔ ذیوس کے لہجے میں موجود حیرت حقیقی تھی۔

"اچھا تو ماریو نے یہ مشن تمہیں دیا ہی نہیں۔ اوکے پھر اس نے اس مشن میں انگریز نیز اور مجھے ڈالا ہے اور بلگاریوں کے خلاف تم اور میں شامل ہیں۔۔۔۔۔ لڑانے کہا۔

"تم نے ان بلگار نوی مجنوں کے بارے میں کچھ کیا ہے۔ ذیوس نے کہا۔

"ہاں میرا گروپ ان کی نگرانی کر رہا ہے اور وہ میرے نشانے میں ہیں۔ جیسے ہی موقع ملے میں انہیں گولیوں سے اڑا دوں گی۔۔۔۔۔ لڑا نے کہا اور ذیوس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"کیا وہ اپنے اصل حلیوں میں ہیں۔۔۔۔۔ ذیوس نے پوچھا۔

"یہ بزنس سیکرٹ ہے۔ ذیوس آئی ایم سوری۔ اس کے متعلق کچھ نہیں بتایا جاسکتا۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے لڑانے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جو چاہے کرتی رہو۔ میں نے تو یہ مشن ختم کر دیا ہے۔ جب راسکو اوپن ہوگی تو میں خود ہی ماریو سے بات کر لوں گا۔۔۔۔۔ ذیوس نے منہ نہاتے ہوئے کہا اور اس نے سر سے توفیق کو کال ختم کرنے کا اشارہ کیا تو توفیق نے رسیور لے کر اسے کریڈل پر رکھ دیا۔

"او۔۔۔۔۔ کے شکریہ ذیوس تم نے واقعی تعاون کیا ہے۔ اب اس لڑاکا حلیہ بھی بتا دو۔ تاکہ اسے پہچاننے میں آسانی ہو۔۔۔۔۔ میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور ذیوس نے حلیہ بتا دیا۔

"خاصا خوبصورت حلیہ ہے۔ بہر حال اب یہ بھی بتا دو کہ یہ

پاکیشیائی ایجنٹ کون ہیں میجر پرمود نے کہا۔

ماربو نے بچہ سے بات تو کی تھی کہ بلگار نوئی - بچنوں کے علاوہ پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا کوئی شخص علی عمران اور اس کے ساتھیوں کو فیش کرنے کا مشن بھی مکمل کرنا ہے۔ لیکن پھر اس نے خاص طور پر کوئی حکم نہ دیا۔ اس لئے میں بھی خاموش ہو گیا ڈیوس نے جواب دیا۔

”ماربو اب کہاں مل سکتا ہے میجر پرمود نے کہا۔

”راسکو کلوز ہونے کا مطلب ہے کہ اب اس سے متعلقہ ہر اہم آدمی ایکرمیا سے باہر جا چکا ہے اور ماربو خود کیسے یہاں مل سکتا ہے نجانے کس جیلے میں کہاں موجود ہو گا۔ اب تو اس کی شکل اس وقت دیکھنے کو ملے گی جب راسکو کو دوبارہ اوپن کیا جائے گا ڈیوس نے جواب دیا اور پھر اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ اچانک کمرے کی دوائیں دیوار میں سر کی آواز گونجی اور پرمود اور توفیق دونوں اچھل کر سائیڈوں پر ہوئے ہی تھے کہ دیوار سلسے سے پھٹی اور ایک مسلح آدمی جس کے کاندھے سے مشین گن لگی ہوئی تھی۔ اس خالی رہ جانے والی جگہ سے نمودار ہوا ہی تھا کہ میجر پرمود نے اس پر چھلانگ لگا دی اور دوسرے لمحے وہ اسے بازوؤں میں جکڑے تیزی سے ایک سائیڈ پر لے آیا۔ اس نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے دبا یا ہوا تھا۔ وہ آدمی خاصا طاقتور تھا اس لئے وہ اس اچانک افتاد سے سنبھلتے ہی اپنے آپ کو چھڑوانے کے لئے خاصی جدوجہد کر رہا تھا لیکن میجر پرمود نے اسے پوری طرح جکڑا

ہوا تھا۔ اسی لمحے توفیق تیزی سے اچھل کر اس خالی جگہ سے دوسری طرف کو نکل گیا۔ یہ سب کچھ صرف ایک لمحے میں ہو گیا تھا۔

”یہ رابرٹ ہے۔ اسے جھوڑو یہ میرا خاص آدمی ہے۔ یہ تمہیں کچھ نہیں کہے گا ڈیوس کی آواز سنائی دی۔

”خاموش رہو میجر پرمود نے آستے سے غراتے ہوئے کہا۔

”تم گھبراؤ نہیں عقبی طرف بھی اکیلا آدمی ہوتا ہے ڈیوس نے کہا لیکن میجر پرمود نے اسے اسی طرح بازوؤں میں جکڑے رکھا چند لمحوں بعد توفیق واپس آگیا۔

”اور کوئی آدمی نہیں ہے میجر اور اس کے پیچھے ایک راہداری ہے جو اوپر کو اٹھتی چلی جاتی ہے اور پھر عقبی گلی میں اس کا دروازہ ہے۔ میں چیک کر آیا ہوں توفیق نے قدرے بانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

شاید وہ انتہائی تیز دوڑتا ہوا واپس آیا تھا اور میجر پرمود نے ایک جھٹکے سے اسے آگے کی طرف اچھالا اور دوسرے لمحے اس نے جھپٹ کر سائیڈ میز پر پڑی مشین گن اٹھالی۔ جو اس نے اس آدمی پر جھپٹتے ہوئے رکھ دی تھی۔ وہ آدمی صوفے سے ٹکرا کر اوندھے منہ گر اور پھر ابھی وہ سیدھا ہوا ہی تھا کہ میجر پرمود نے ٹریگر دبا دیا اور دوسرے لمحے دھماکوں کے ساتھ ہی رابرٹ اور ڈیوس دونوں کے حلق سے بھیاں تک پتھیں نکلیں۔ گولیاں بارش کی طرح ان دونوں کے جسم میں اتر گئی تھیں اور وہ دونوں ہی چند لمحوں بعد تڑپ کر ختم ہو گئے۔

”توفیق ڈیوس کی رسیاں کھول دو اور اس کا عقب میں کیا ہوا کوٹ

مصنف — منظر کلیم ایم۔ اے

- برق رفتار ایکشن منفرد کہانی اور اعصاب شکن سپنس۔

شائع ہو گیا ہے

www.urdukorner.com

ختم شد

0301-7237246
0334-8630911

نائٹ فائٹرز

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

نائٹ فائٹرز

ایک نریمیا کی ایک ایسی کمانڈو تنظیم جس نے ایک اسلامی ملک میں قائم پاکیشیا کے اہم سفارتی تہائی کی منصوبہ بندی کی۔ وہ منصوبہ بندی کیا تھی؟

وہ لمحہ

جب کرنل فریدی نے کافغانستان کے وزیر اعظم کا حکم تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ حکم کیا تھا جس کو تسلیم کرنے کی بجائے کرنل فریدی نے کافغانستان کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دینے کا فیصلہ کر لیا۔ کیا کرنل فریدی نے واقعی ایسا کیا؟

نائٹ فائٹرز

جس کے خلاف عمران پاکستانی سکیورٹی سروس اور کرنل فریدی سب بیک وقت میدان میں کود پڑے۔

نائٹ فائٹرز

جس کے پیچھے عمران اور کرنل فریدی علیحدہ علیحدہ کام کر رہے تھے۔ لیکن نائٹ فائٹرز پھر بھی مشن کی تکمیل تک پہنچ گئے۔

اسلامی سکیورٹی

ایک نئی تنظیم جس کا چیف کرنل فریدی کو بنادیا گیا۔ کیسے اور کیوں؟

وہ لمحہ

جب عمران، پاکیشیا سکیورٹی سروس اور کرنل فریدی ایک دوسرے کے مقابل آ

گئے اور پھر ایک دوسرے پر گولیوں کی بارش شروع ہو گئی۔

وہ لمحہ

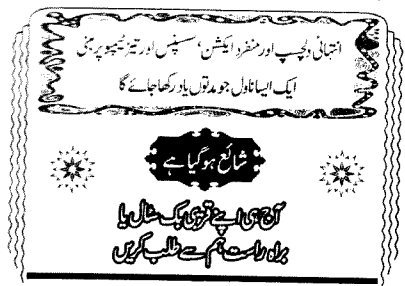
جب کرنل فریدی اور عمران کے درمیان جان لیوا فائٹ شروع ہو گئی۔ اس فائٹ کا انجام کیا ہوا؟

وہ لمحہ

جب کرنل فریدی کو سب کے سامنے اپنے مشن کی ناکامی اور عمران کے مشن کی کامیابی کا اقرار کرنا پڑا۔

انتہائی خونریز اور اعصاب شکن جدوجہد پر مشتمل ایک ایسی کہانی جس کا ہر لمحہ موت اور قیامت کے لمحے میں تبدیل ہو گیا۔

کیا نائٹ فائٹرز اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے اور عمران اور کرنل فریدی آپس میں لڑتے رہ گئے؟



یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران میرز میں اسرائیل کے سلسلے کا ایک انتہائی شاندار اور یادگار ایڈیو نچر

لانگ برڈ کمپلیکس

مصنف مظہر کلیم امیر

لانگ برڈ کمپلیکس

اسرائیل کا ایک ایسا منصوبہ جس کے مکمل ہوتے ہی پاکستان کا وجود صفحہ ہستی سے یقینی طور پر مٹ جاتا۔ کیسے؟

لانگ برڈ کمپلیکس

جسے تباہ کرنے اور پاکستان کو بچانے کے لئے عمران پاکستان سیکرٹ سروس سمیت دیوانہ وار اسرائیل کی طرف دوڑ پڑا۔

لانگ برڈ کمپلیکس

جسے بچانے کے لئے اسرائیلی حکومت نے ایسے انتظامات کئے کہ عمران اور پاکستان سیکرٹ سروس کٹریں مارتی رہ گئی لیکن؟

کرٹل ڈیوڈ

جی۔ پی فانیو کا کرٹل ڈیوڈ اس بار کسی بھوت کی طرح عمران اور پاکستان سیکرٹ سروس کے پیچھے لگ گیا اور عمران اور پاکستان سیکرٹ سروس کو پہلی بار لوہے کے پنے چبانے پر مجبور ہونا پڑا۔

مادام ڈومیری

کارلن کی ایسی خطرناک لہجٹ جسے اسرائیل کے صدر نے خصوصی طور پر عمران اور پاکستان سیکرٹ سروس کے خاتمے کے لئے کال کر لیا۔ کیا وہ واقعی عمران کی ٹکری ایجنٹ تھی؟

مادام ڈومیری

جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اسرائیل میں داخل ہوتے ہی اپنے شکنجے میں جکڑ لیا اور عمران اور اس کے ساتھی

واقعی مادام ڈومیری کے مقابل بے بس ہو کر رہ گئے۔

لانگ برڈ کمپلیکس

جسے اس طرح سیلڈ کر دیا گیا کہ عمران اور پاکستان سیکرٹ سروس کٹریں مار لینے کے باوجود اس کے اندر داخل ہونے سے قاصر رہ گئے۔ کیا واقعی؟

لانگ برڈ کمپلیکس

جس میں داخلے کا عمران نے اپنی ذہانت سے ایک ایسا راستہ تلاش کر لیا جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا لیکن کرٹل ڈیوڈ نے عمران کی اس ذہانت کا بھی تو ذکر کر لیا اور عمران کو اپنے ساتھیوں سمیت مجبوراً ناکام باہر آنا پڑا۔

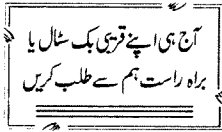
لانگ برڈ کمپلیکس

جسے عمران اور اس کے ساتھیوں کی ناکامی کے بعد اسرائیل کے صدر نے خود اپنے ساتھیوں سے تباہ کر دیا کیوں اور کیسے؟

انتہائی حیرت انگیز اور ناقابل یقین پیشکش۔

مسلل اور انتہائی تیز رفتار ایکشن۔

بے پناہ اور اعصاب کو نمجند کر دینے والے سنسن سے بھرپور ایک ایسا یادگار ناول جسے صدیوں فراموش نہ کیا جاسکے گا۔



یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران میرز میں ایک دلچسپ اور یادگار کہانی

کراس مشن

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

ایک ایسا مشن جس میں عمران کے مقابلے میں بلیک زیرو بھی میدان عمل میں اتر آیا۔ کیوں؟

ایک ایسا مشن جس میں بیک وقت تین ٹیمیں علیحدہ علیحدہ حصہ لے رہی تھیں۔ ایک طرف بلیک زیرو تھا دوسری طرف عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اور تیسری طرف اپ لینڈ میں فارمن ایجنٹ توصیف۔ ایک ایسا سہ ہن مقابلہ جو انتہائی دلچسپ اور ہنگامہ خیز ثابت ہوا۔

وائٹ کالر منشیات منگل کرنے والی بین الاقوامی تنظیم جس کی پراسرار سرگرمیوں سے مشن کا آغاز ہوا۔ لیکن اس کا پورا سیٹ اپ گرفتار کر لینے کے باوجود سنٹرل انٹیلی جنس کے سربراہ سر عبدالرحمن کو انہیں رہا کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ کیوں؟ ڈی۔ ایس۔ ایکریمیا کی ایک خفیہ سرکاری تنظیم جو وائٹ کالر کی سرپرستی کر رہی تھی۔ لیکن اسے خود وائٹ کالر کا خاتمہ کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ انتہائی حیرت انگیز چوینیشن۔

جیکب ڈی۔ ایس کا ایک سرگرم اور ذہین ایجنٹ جس نے وائٹ کالر کو پاکیشیا کے خلاف استعمال کرنے کا ایسا شاندار منصوبہ بنایا کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو آخر تک اس منصوبے کی ہوا تک نہ لگ سکی اور پاکیشیا کی ٹایاب دھات ایکریمیا پہنچتی رہی۔ یہ منصوبہ کیا تھا؟

مادام اساندر ایک ایسا کردار جس نے اپنی بے پناہ ذہانت کی بنا پر بیک وقت عمران اور بلیک زیرو کو واضح طور پر شکست دے دی۔ ایسی شکست کہ وہ دونوں جب اپنی فتح کے ڈنکے بجاتے پاکیشیا پہنچے تب انہیں معلوم ہوا کہ وہ دونوں ہی مادام اساندر کی ذہانت سے شکست کھا چکے ہیں۔

کراس مشن عمران کی زندگی کا ایک ایسا مشن جس کے اختتام پر عمران کو زندگی میں پہلی بار حقیقی شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ پہلی اور واضح شکست۔

کراس مشن ایسا مشن جس میں توصیف نے بیک وقت عمران بلیک زیرو اور مادام اساندر تینوں کو شکست دے کر فتح کا سہرا اپنے سر باندھا اور ان تینوں کو اس کی فتح کا برملا اعتراف کرنا پڑا۔

کیا توصیف ان تینوں سے زیادہ ذہین ثابت ہوا۔ یا —؟ کراس مشن ایک ایسا مشن جس کا ہر لمحہ ذہانت کی جنگ میں تبدیل ہو گیا۔

لحہ بہ لحہ بدلتے ہوئے واقعات
بے پناہ سپنس اور
ذہانت آمیز ایکشن سے بھرپور
انتہائی دلچسپ یادگار اور منفرد کہانی

..... شائع ہو گئی ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں انوکھے انداز کا انتہائی دلچسپ اور یادگار ناول

سپیشل نمبر

سفلی دنیا

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

سفلی دنیا - شیطان اور اس کے کارندوں کی ایک ایسی دنیا جو اسفل ترین دنیا کہلاتی ہے۔ سفلی دنیا - ایک ایسی دنیا جو شیطانی دنیا کی بھی سب سے ذیل سطح ہے۔ کالے جادو، بدروحوں، بدینیت، جنات، غلاظت اور گندگی میں تسخیری ہونی شیطانی دنیا جہاں کمر و فریب، زنا و غلاظت کو معیار سمجھا جاتا ہے۔

زیلا - ثابت کی پہاڑیوں میں رہنے والا ایک ایسا شیطان جسے سفلی دنیا کا سب سے بڑا ماہر سمجھا جاتا تھا۔ ایک ایسا کردار جو پوری دنیا کو اپنے سامنے سرنگوں سمجھتا تھا۔ کافرستان - کے کرئل سوگ نے جب عمران کے خاتمے اور پاکیشیا کے دفاع کی بنیادی فائل کے حصول کے لئے زیلا کی خدمات حاصل کیں تو زیلا اپنی پوری سفلی طاقت سے عمران پر ٹوٹ پڑا۔

زیلا - جس نے انتہائی آسانی سے نہ صرف عمران کو استعمال کر کے دانش منزل سے فائل حاصل کر لی بلکہ عمران پر سفلی دنیا کا ایک ایسا کھڑی وار کیا کہ عمران گندگی اور غلاظت کے دھیر میں دفن اپنی زندگی کے آخری سانس لیتا نظر آنے لگا۔

سلیمان - عمران کا باورچی جس نے عمران کو سفلی دنیا کی طاقتوں سے بچانے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگادی۔ کیا سلیمان سفلی دنیا کے شیطانوں کا مقابلہ کر سکا؟ یا؟ وہ لمحہ - جب سلیمان کے کہنے پر عمران کو اس کی الٹی بی جبراً ایک گاؤں میں لے

گئی جہاں ایک عظیم نوری شخصیت کا ذیہن تھیں عمران نے اس شخصیت کو اہمیت دینے سے صفا انکار کر دیا۔ کیوں اور پھر کیا ہوا؟

صالحہ - جس نے تن تھا سفلی دنیا کے بڑے بڑے شیطانوں کا خاتمہ کسے کی؟ ویشش کی کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکی۔ یا؟

گمباگا - سفلی دنیا کی انتہائی باقت شیطانی طاقت جس سے عمران کو مجبوراً جسمانی تسخیر کرنی پڑی اور وہ لمحہ جب عمران کا جہلی بار ناقابل تسخیر جسمانی طاقت سے واسطہ پڑ گیا اور اس کی مارشل آرٹ کی تمام مہارت دھڑکی دھڑکی رہ گئی۔ اس لڑائی کا انجام کیا ہوا؟

سفلی دنیا کی انتہائی خوفناک اور ریزل ترین شیطانی قوتوں اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ہونے والی ایک طویل، انتہائی خوفناک اور انوکھے انداز کی جدوجہد - ایک ایسی جدوجہد جس کا ہر لمحہ پر اسرار، خوفناک اور انوکھا ثابت ہوا۔

اس جدوجہد کا انجام کیا ہوا؟

انتہائی منہو انداز کی انتہائی خوفناک اور پر اسرار جدوجہد ایک ایسی کہانی جس میں جیسے بار سفلی دنیا کی خباثتوں کا پردہ چاک کیا گیا۔

خیر و شر کے درمیان ایسی ہولناک جنگ جو اس دنیا کے چپے چپے پر مسلسل جاری ہے۔

دلچسپ اور منفرد

ایک ایسا ناول جو جاسوسی ادب میں پہلی بار پیش کیا جا رہا ہے آج ہی اپنے قریبی بک شال سے طلب کریں

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک انتہائی دلچسپ، یادگار اور تحریر خیز ناول

شید اگ ہیڈ کوارٹر

مصنف منظر کلیم ایم اے

شید اگ ہیڈ کوارٹر جسے تلاش کرنا ہی ناممکن تھا لیکن عمران نے ہر قیمت پر اسے تباہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ پھر —؟

شید اگ ہیڈ کوارٹر جس تک طویل جدوجہد کے بعد پہنچنے کے باوجود عمران اور پاکیشیا سیکٹ سروس اس میں داخل ہونے سے قاصر رہے۔ کیوں —؟

شید اگ ہیڈ کوارٹر جسے تباہ کرنے کے مشن پر عمران اور اس کے ساتھیوں کا واسطہ اتنا تعداد خونخوار شہرک پچھلیوں سے پر گیا اور عمران اور اس کے ساتھی ان خونخوار شہرک پچھلیوں کے مقابلے سے بس ہو کر رہ گئے۔

جہاز اسکاٹ شید اگ کا چیف جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے لئے انتہائی جدید ترین اور انتہائی مہلک اسلحہ کا بے دریغ استعمال شروع کر دیا۔ پھر کیا ہوا —؟

وہ لمحہ جب

عمران کے ساتھی بولیا، توخیر اور کیپٹن کھلیل تینوں عمران اور دوسرے ساتھیوں کی آنکھوں کے سامنے مشین گن کے برست کا شکار ہو گئے حقیقی شکار۔ پھر —؟

وہ لمحہ جب

عمران نے شید اگ ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ کیوں —؟

وہ لمحہ جب

عمران اپنے ساتھیوں سمیت شید اگ ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کی بجائے مشن چھوڑ کر واپس لوٹ گیا۔ کیوں —؟

کیا شید اگ ہیڈ کوارٹر واقعی ناقابل تسخیر ثابت ہوا۔ یا؟

انتہائی حیرت انگیز چونیشہ	بے پناہ سپنس اور لمحہ بہ لمحہ تبدیل ہونے والے واقعات	انتہائی تیز رفتار اکیشن

شائع ہو گیا ہے

آج ہی اپنے قریبی بک شال یا
براہ راست ہم سے طلب کریں

یوسف براہ رز پاک گیٹ ملتان

عراق سیریز

اولین کلوز

Salwa



مظہر کلیم ایم اے

وقت ہی آنے لگی جب وہ آنکھوں سے دھول صاف کرنے میں کامیاب ہو گا۔ امید ہے اب آپ کی ہلکھن دور ہو گئی ہوگی۔

صادق آباد سے محترم محمد آصف ندیم صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول مجھے بے حد پسند ہیں خاص طور پر "جولیا ناناٹاپ ایکشن" پڑھ کر تو میں آپ کے قلم کا گرویدہ ہو گیا ہوں۔ ایک بات آپ سے پوچھنی ہے کہ آپ کے ناولوں میں بیماریوں کے جو علاج بتائے جاتے ہیں کیا وہ واقعی درست ہیں۔ امید ہے آپ جواب ضرور دیں گے۔"

محترم محمد آصف ندیم صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک ناولوں میں درج بیماریوں کے علاج کا تعلق ہے تو یہ علاج یقیناً درست ہوتے ہیں۔ لیکن آپ برائے کرم از خود یہ علاج کسی بیمار پر نہ آزمائیں۔ کیونکہ ہر مریض کی طبیعت دوسرے سے مختلف ہوتی ہے اور بیماری جو بظاہر ایک جیسی ہوتی ہے۔ درحقیقت ہر مریض کی طبیعت کی وجہ سے اس میں فرق موجود ہوتا ہے جسے کوئی ماہر طبیب یا ڈاکٹر ہی سمجھ سکتا ہے۔ اس لئے کوئی بھی علاج ماہر طبیب یا ڈاکٹر کے مشورے کے بغیر نہیں کیا جانا چاہئے۔ امید ہے آپ سمجھ گئے ہوں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کرسی پر بیٹھی ہوئی لڑانے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس..... لڑانے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"روکم بول رہا ہوں مادام۔ میں نے میجر پرمود اور اس کے ساتھی کیپٹن توفیق کا سراغ لگا لیا ہے۔" دوسری طرف سے پرجوش سی آواز سنای دی تو لڑا بے اختیار چونک کر کرسی پر سیدھی ہو گئی۔

"اوہ کہاں ہیں وہ..... لڑا کے لہجے میں بے انتہا جوش عود کر آیا تھا۔

"وہ دونوں ایکری میک اپ میں ڈارک اسمگل گیم ہاؤس کے مالک فرنگیو کو ملے اور پھر فرنگیو انہیں اپنے سپیشل روم میں لے گیا۔ میجر پرمود فرنگیو کا پرانا دوست ہے اور فرنگیو نے پرل بار میں ڈیوس کو فون کر کے ان دونوں کا بطور پارٹی تعارف کرایا اور اسے کہا کہ ایک

بڑا کام لے کر آئے ہیں۔ پھر ان کے درمیان بات چیت ہوتی رہی۔ اس کے بعد فریگیو نے اپنے خاص آدمی کے ساتھ ان دونوں کو اپنی کار میں بٹھا کر پرل بار پہنچا دیا۔..... روکم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
پرل بار میں یہ کب کی بات ہے۔..... لڑانے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”کم از کم نصف گھنٹہ یا یوں گھنٹہ چپلے کی بات ہوگی۔ مجھے اس کی اخلاص اچانک ہوئی ہے۔ فریگیو کی سیکرٹری روٹھ میری دوست ہے۔ میری اس سے ملاقات تھی لیکن وہ در سے آئی۔ میں نے گھر کیا تو اس نے بتایا کہ فریگیو کے اچانک مہمان آگئے تھے جو اس کے پرانے دوست تھے۔ اس لئے ان کے جانے تک اسے بھی رکنا پڑا۔ میں نے ویسے ہی مہمانوں کے بارے میں پوچھ لیا تو اس نے بتایا کہ وہ تھے تو بلگار نوئی اور فوجی تھے۔ لیکن ایک ری میک اپ میں تھے۔ میں اس پر چونک پڑا اور پھر میرے دباؤ پر روٹھنے پر پوری تفصیل بتا دی۔ اس سیشنل روم میں ایسا سسٹم موجود ہے کہ وہاں ہونے والے تمام بات چیت روٹھ علیحدہ ایک کمرے میں بیٹھی سنتی رہتی ہے۔ وہ باقاعدہ ٹیپ بھی ہوتی ہے۔ فریگیو نے میجر پر مود اور اس کے ساتھی کو بھیجنے کے بعد روٹھ کو بلا کر اس سے وہ ٹیپ منگوا یا اور اسے ضائع کرنے کے ساتھ ساتھ روٹھ کو بھی بدایت کی کہ وہ اس بات چیت کے بارے میں کسی کو کچھ نہ بتائے لیکن وہ مجھ سے اس لئے بات کر بیٹھی کہ ایک تو میرا بظاہر اس سارے دھندے سے کوئی تعلق نہ تھا اور دوسرا میں اس کا دوست

تھا۔“ روکم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”ان کے چلیے معلوم کیے تم نے..... لڑانے پوچھا۔
”یس مادام“..... روکم نے جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے چلیے بتا دیئے۔

”او۔ کے“..... لڑانے کہا اور رسیور کر پڈل پر رکھ کر اس نے جلدی سے ایک سائیز پر پڑی میز کے اوپر رکھے ہوئے ایک جدید قسم کے ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اس کا بٹن دبا دیا۔
”ہیلو ہیلو لڑا کالنگ جیکب اور“..... لڑانے بار بار کال دینا شروع کر دی۔

”یس جیکب انڈنگ یو مادام اور“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری اور کرت سی آواز سنائی دی۔
”جیکب دو چلیے نوٹ کرو اور“..... لڑانے روکم کے بتائے ہوئے چلیے دوہراتے ہوئے کہا۔

”یس مادام اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
”میجر پر مود اور اس کے ساتھی کیپٹن توفیق ان حلیوں میں ہیں اور نصف گھنٹہ یا یوں گھنٹہ چپلے پرل بار میں ڈیوس کے پاس گئے ہیں۔ تم فوراً جیکب کر کہ وہاں کیا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ کیونکہ دس منٹ چپلے مجھے اچانک ڈیوس کا فون آیا تھا۔ اس نے میجر پر مود وغیرہ کے بارے میں ہی بات کی تھی۔ حالانکہ اس سے چپلے اس نے کبھی اس

تو تم نے انہیں گولی نہیں مارنی بلکہ انہیں بے ہوش کر کے زندہ گرفتار کرنا ہے۔..... مادام نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس مادام“..... دوسری طرف سے روجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پوری طرح محتاط رہنا یہ انتہائی خطرناک اجنبت ہیں۔..... لڑا مارنے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں مادام۔ اگر وہ یہاں آئے تو روجر سے نہ بچ سکیں گے۔..... روجر نے کہا اور مادام نے او۔ کے کہہ کر رسیور رکھ دیا اور

ابھی رسیور رکھ کر وہ اس بات کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ کیا واقعی ان دونوں نے ڈیوس پر اس کے خاص اڈے میں قابو پالیا ہوگا کہ اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور مادام نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”یس۔..... مادام نے تیز لہجے میں کہا۔

”جیکب بول رہا ہوں مادام پرل بارے۔ ڈیوس اور اس کے دس بارہ مسلح افراد کو اس کے خاص اڈے میں گولیوں سے اڑا دیا گیا ہے اور وہ دونوں افراد عقبی رستے سے بارے باہر نکل گئے ہیں۔ میں نے پورے گروپ کو الٹ کر دیا ہے۔ علیے بھی سب تک پہنچا دیئے ہیں۔ میں نے سوچا کہ آپ کو ڈیوس کے بارے میں رپورٹ دے دوں۔“ جیکب نے کہا۔

”کیا کہہ رہے ہو ڈیوس کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اوہ ویری بیڈ۔

طرح براہ راست کال نہ کی تھی۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ میجر پرمود نے اس پر قابو پا کر اس سے مجھے کال کرائی ہوگی اور یقیناً انہیں علم ہوگا کہ میں بھی ان کے پیچھے لگی ہوئی ہوں۔ تم جیکب کرو اور اگر یہ دونوں کہیں بھی نظر آئیں تو انہیں گولیوں سے اڑا دو۔ اور۔..... مادام لڑا نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس مادام اور۔..... دوسری طرف سے جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مجھے فوری رپورٹ بھی چاہئے اور۔..... مادام نے کہا۔

”یس مادام اور۔..... جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا اور مادام نے اور ایذا آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور ہاتھ بڑھا کر سلسلے رکھے ہوئے انٹرکام کار سیور اٹھایا اور ایک مین بریس کر دیا۔

”یس مادام۔..... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”روجر دو علیے نوٹ کرو۔..... لڑا نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس مادام۔..... روجر نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا

اور پھر مادام نے روکم کے بتائے ہوئے علیے دوہرا دیئے۔

”نوٹ کر لئے تم نے۔..... مادام نے کہا۔

”یس مادام۔..... روجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سنو۔ دونوں ایکریمین میک اپ میں دراصل میجر پرمود اور اس کا ساتھی ہیں اور ہو سکتا ہے کہ وہ یہاں حملہ آور ہوں تاکہ مجھ پر قابو پا سکیں تم نے پوری طرح ہوشیار رہنا ہے۔ لیکن اگر یہ لوگ یہاں آئے

تفصیل بتاؤ..... لڑانے ہوئے جباتے ہوئے کہا۔

نے بن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو لڑا کالنگ اوور"..... اس نے بار بار کال دینا شروع کر دی۔

"میں مائیکل انڈنگ یو اوور"..... چند لمحوں بعد مائیکل کی آواز آئی دی۔

"مائیکل تم کب ناراک واپس آرہے ہو اوور"..... لڑانے کہا۔
"کیوں خیریت کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے اوور"..... دوسری طرف سے مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خاص بات تو یہی ہے کہ میں تمہیں مس کر رہی ہوں اور سخت بے چین ہوں تم چلتے تو ہو کہ تم سے دو تین روز تک ملاقات نہ ہو تو میرا کیا حال ہوتا ہے اوور"..... لڑانے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔
"میرا اپنا بھی یہی حال ہے لیکن یہاں لمبے اور پیچیدہ مسئلے میں بھٹس گیا ہوں اور شاید ابھی ایک ہفتے تک فارغ نہ ہو سکوں۔ یہ بہر حال میں کوشش کروں گا کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے تم تک پہنچاؤں۔ تم سناؤ جہازے مشن کا کیا ہوا اوور"..... مائیکل نے پوچھا۔
"ایک گروپ پر میں نے پوری توجہ کر رکھی ہے۔ اب اس کا سراغ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ چند گھنٹوں میں ہی یہ گروپ ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد دوسرے گروپ پر توجہ دوں گی۔ تمہیں معلوم تو ہے میری اہمیت کہ میں ایک وقت میں ایک کام پر پوری توجہ دیتی ہوں اوور۔" لڑانے جواب دیا۔

"میں جب وہاں پہنچا تو پتہ چلا کہ نیچے تہ خانے میں ڈیوس کا خاص اڈہ مقتل گاہ بنا ہوا ہے۔ ہر طرف خون ہی خون اور لاشیں ہی لاشیں پھیلی ہوئی تھیں۔ ڈیوس کا خاص آڈی مجھے جانتا ہے۔ اس لئے وہ مجھے نیچے لے گیا۔ آغاز میں موجود مسلح محافظ باہر کھڑے رہ گئے اور اندر موجود افراد کو ان لوگوں نے گولیوں سے چھلنی کر دیا تھا۔ ڈیوس بڑے کمرے میں ڈیوس کی لاش کے ساتھ سات افراد کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ ڈیوس کی لاش صوفے پر پڑی تھی جب کہ باقی افراد کی لاشیں فرش پر پڑی تھیں۔ راہداری میں نصب چیکنگ مشینوں کو بھی گولیوں سے تباہ کر دیا گیا تھا اور عقبی راستہ کھلا ہوا تھا۔ ڈیوس کی لاش کو غور سے دیکھنے پر سمجھے احساس ہوا کہ ڈیوس کے ہاتھ اور پیرسی سے باندھے گئے تھے جنہیں بعد میں کھول دیا گیا تھا۔ رسی بھی وہیں ایک کونے میں پڑی مل گئی تھی اس پر خون موجود تھا"..... جیکب نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہ تم اب ایسا کرو کہ فریکو کی بھی نگرانی کراؤ ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ اس کے پاس واپس پہنچیں اور پھر وہاں سے نیا میک اپ نہ کر لیں"..... مادام لڑانے کہا۔

"میں مادام..... دوسری طرف سے جیکب نے جواب دیا اور لڑا نے رسیور رکھ دیا اور ایک بار پھر اس نے ٹرانسمیٹر پر فریکو لنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ فریکو لنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس

مصروف رہو گے اور میں ایک ہفتے تک انہیں زندہ نہیں رکھ سکتی۔ اس لئے مجبوری ہے۔ جہاں تک ماریو کے متعلق مجھ سے پوچھ گچھ کا تعلق ہے تو ماریو کے متعلق تو مجھے جو کچھ معلوم ہے اسے ہی ڈیوس کو بھی معلوم ہوگا اور ڈیوس کو انہوں نے باندھ کر اس پر یقیناً تشدد کیا ہوگا اور اس سے انہوں نے یہی کچھ ہی پوچھا ہوگا اور ویسے بھی اب راسکو کو ماریو نے گلوں کر دیا ہے۔ اب تو مجھے بھی نہیں معلوم کہ ماریو کہاں ہوگا اور کس جیلے میں ہوگا۔ لڑانے جواب دیا۔

”او۔ کے اور ہاں تم دوسرے گروپ کی بات کر رہی تھیں وہ تو اس گروپ سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ تمہیں ان کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے تھی اور۔“ مائیکل نے کہا۔

”فی الحال تو ایگزیکٹو ان کے خلاف کام کر رہا ہے اور ایگزیکٹو خاصا ہوشیار اور فعال آدمی ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ وہ انہیں کور کر لے گا اور اگر نہ بھی کر سکا بھی آج ہی میرے مودود وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد میں پھر پوری طرح ان کی طرف توجہ دینی شروع کر دوں گی اور۔“ لڑانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ بہر حال ہر لحاظ سے محتاط رہنا اور۔“ مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم فکر نہ کرو اور جلد سے جلد واپس آنے کی کوشش کرو۔ اور اینڈ آل۔“ لڑانے ہنستے ہوئے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد اچانک دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور لڑا بے اختیار

کس گروپ کی بات کر رہی ہو اور۔“ مائیکل نے کہا۔
میرے مودود اور اس کے ساتھی کی اور ہاں سنو ان دونوں نے ڈیوس کے خاص اڈے میں گھس کر اسے گولیوں سے چھلنی کر دیا ہے۔ اڈے میں موجود اس کے تمام مسلح محافظوں سمیت اور پھر صحیح سلامت نکل جانے میں بھی کامیاب ہو گئے ہیں۔ مجھے پہلے ہی یقین تھا کہ ڈیوس کا مقابلہ نہ کر سکے گا۔ ان کا خاتمہ میرے ہاتھوں ہی ہوگا اور۔“ لڑانے ہنستے ہوئے کہا۔

”ڈیوس کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اوہ کیسے پوری تفصیل بتاؤ اور۔“ مائیکل نے تیز لہجے میں کہا اور لڑانے روک کی کال اور جیکب کی بتائی ہوئی تفصیل اور ڈیوس کا اسے فون کرنے تک ساری بات بتادی۔
”اوہ لڑا۔ پھر تو تم اس وقت شدید خطرے میں ہو۔ اگر انہوں نے ڈیوس کو مجبور کر کے جہیں کال کر لیا ہے تو یقیناً وہ صرف یہ چیک کرنا چاہتے ہوں گے کہ تم لڑا ہاؤس میں موجود ہو اور اب وہ لازماً تم پر حملہ کریں گے اور اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ وہ تم سے ماریو کے بارے میں معلوم کرنا چاہتے ہوں گے۔ اور۔“ مائیکل نے تیز لہجے میں کہا۔

”میں نے پہلے ہی اس آئیڈیے کے تحت ان کا پورا بندوبست کر رہا ہے اور تم فکر نہ کرو وہ میرے ہی ہاتھوں ہلاک ہوں گے۔ میں نے جہیں کال ہی اس لئے کیا تھا کہ اگر تم آسکو تو میں انہیں جہازوں میں موجودگی میں ہلاک کروں۔ لیکن تم نہ کہہ رہے کہ ایک ہفتے تک

چونک پڑی۔

”مادام مادام میں نے ان دونوں کو پکڑ لیا ہے۔“ دروازے میں کھڑے نوجوان نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
”کن کن کو۔ کن کی بات کر رہے ہو۔“ لڑانے بے اختیار کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”ان دو ایکری میز کو جن کے چلیے آپ نے بتائے تھے۔“ آنے والے نے کہا تو لڑا بے اختیار اچھل پڑی۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو کہاں ہیں وہ۔“ لڑا کا لہجہ ایسا تھا جیسے اسے آنے والے کی بات پر پوری طرح یقین نہ آ رہا ہو۔

”ڈارک روم میں مادام۔“ آنے والے نے جواب دیا۔

”اوہ اوہ ویری گڈ رو جہر تم نے تو واقعی کارنامہ سرانجام دے دیا ہے کیسے پکڑ گئے وہ۔“ مادام نے ٹھٹھکتا انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے بولنے کا انداز ایسا تھا جیسے مسرت کی لہریں ٹھٹھکتی اس کے انگ انگ میں دوڑ گئی ہوں۔

”میں نے آپ کی کال ملنے کے بعد سپیشل چیکنگ مشین آن کر دی تھی اور پھر دو افراد کو میں نے عقبی طرف آتے چیک کر لیا۔ ان کے چلیے وہی تھے جو آپ نے بتائے تھے۔ پھر انہوں نے انتہائی ہوشیاری سے کام لیا۔ وہ گنٹر کے راستے اندر آئے۔“ روبر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور لڑا بے اختیار چونک پڑی۔

”گنٹر کے راستے اوہ ویری میڈ اس کا تو ہمیں کبھی خیال تک نہ آیا۔“

لڑانے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

”میں مادام اگر آپ مجھے ہوشیار نہ کر دیتیں اور میں نے سپیشل چیکنگ مشین آن نہ کی ہوتی تو ہمیں واقعی ان کی آمد کا علم نہ ہو سکتا تھا اور وہ اطمینان سے ہمارے سروں پر پہنچ جاتے۔ بہر حال میں نے گنٹر کے دوسرے دہانے پر ان کا بندوبست کر لیا اور پھر جیسے ہی وہ باہر آئے ان پر گیس سے اٹیک کیا گیا اور وہ بے ہوش ہو گئے۔“ روبر نے کہا۔

”اوہ اوہ ویری گڈ۔ آؤ میرے ساتھ میں ایسے خطرناک افراد کو ایک لمحہ بھی زندہ رہنے کی مہلت نہیں دینا چاہتی۔ آؤ۔“ لڑانے تیز لہجے میں کہا اور ایک لحاظ سے دوڑتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھ گئی اس کے چہرے پر انتہائی جوش موجود تھا۔

”آؤ مائیکل فضول باتیں کرنا اچھا نہیں ہوتا“..... جولیانے
 غصیلے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور جس طرف سپرائزر نے
 اشارہ کیا تھا اسی طرف کو بڑھ گئی۔ تنویر مسکراتا ہوا اس کے پیچھے چل
 پڑا۔

”دیکھا اب خالی میز بھر جائے گی۔ تم بھی یہ نسخہ پلے میں باندھ لو۔
 جہاں میز خالی نظر آئے ایسی ہی خوبصورت چیزیں وہاں رکھ دیا کرو۔“
 عمران نے سپرائزر سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا
 جولیا اور تنویر کے پیچھے چل پڑا چونکہ عمران نے انہیں رستے میں ہی بتا
 دیا تھا کہ وہاں کے حالات دیکھنے کے بعد کوئی اقدام کیا جائے گا۔ اس
 لئے جولیا خالی میز کی طرف بڑھ گئی تھی۔

”واہ وہ سپرائزر صاحب تو کہہ رہے تھے کہ میز خالی ہے سہاں تو
 ایک خوبصورت اور ایک بد صورت دونوں قسم کے ڈیکوریشن بیس
 موجود ہیں“..... عمران نے کرسی گھسیٹ کر جولیا اور تنویر کے ساتھ
 بیٹھتے ہوئے کہا۔

”اپنی شکل دیکھی ہے کبھی“..... تنویر نے بگڑے ہوئے لہجے میں
 کہا۔

”میں تمہاری طرح خود غرض نہیں ہوں کہ صرف اپنی شکل ہی
 دیکھتا رہوں۔ مجھے تو کسی دوسرے کی شکل دیکھنے سے فرصت ملے گی
 تو اپنی شکل دیکھوں گا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا
 نے بے اختیار شرما کر منہ دوسری طرف کر لیا وہ اب عمران کے معنی

ٹیکسی الیگزینڈر بار کے سامنے رکی اور عمران، تنویر اور جولیا تینوں
 نیچے اتر آئے۔ عمران نے ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا اور جب ٹیکسی آگے
 بڑھ گئی تو وہ تینوں مڑے اور بار کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔ ان
 تینوں کے بھروسے پر ایکریمین میک اپ تھے۔ الیگزینڈر بار کا ہال کافی
 وسیع تھا اور عمران اندر داخل ہونے کے بعد یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ
 ہال میں موجود افراد کا تعلق اعلیٰ طبقے سے تھا۔ اندر خاموشی تھی اور مرد
 اور عورتیں سرگوشیوں میں باتیں کر رہے تھے۔

”ادھر تشریف لائیے ادھر میز خالی ہے“..... ایک سپرائزر نے ان
 تینوں کے اندر داخل ہوتے ہی ان کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”میز خالی ہے۔ پھر ہم وہاں جا کر کیا کریں گے۔ خالی میز کی جگہ سطح
 کو گھوریں گے۔ میز پر پہلے کچھ رکھو کھانے کے لئے پینے کے لئے پھر تو
 وہاں جانے کی گنجائش بھی پیدا ہو سکتی ہے“..... عمران نے کہا۔

”آرڈر سر“..... اسی لمحے ویٹر نے قریب آکر مودبانہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے مینو کارڈ بھی ان کے سامنے رکھ دیا۔

”جوان بنا دینے والا مشروب بھی ملتا ہے یہاں.....“ عمران نے کارڈ اٹھاتے ہوئے ویٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں سر سپیشل ٹانک موجود ہے۔ لیکن اس کے لئے آپ کو سپیشل ونگ میں جانا ہوگا۔ کاؤنٹر پر سپیشل کارڈ حاصل کرنے کے بعد.....“ ویٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ارے چھوڑو سپیشل ونگ میں اب کون جاتا پھرے۔ تم ایسا کرو کہ بلیک ہارس لے آؤ ہم دونوں کے لئے اور مس ماریا کے لئے شیمپین۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یس سر“..... ویٹر نے جواب دیا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

”اب یہاں بیٹھ کر کیا ہمیں بھی شراب پینی پڑے گی.....“ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”گولیاں نکال کر ہاتھوں میں لے لو۔ یہ ایکریمیا کی بار ہے اور یہاں آنے کے بعد ہم ستو کولا نہیں منگوا سکتے اور وہ بھی ایکریمی ہو کر۔“

عمران نے کہا اور تنویر اور جولیا تینوں نے اشبات میں سر ہلا دیئے۔

یہاں آنے سے پہلے عمران نے وہ گولیاں خاصی تعداد میں خرید لی تھیں جن کو شراب میں ڈالنے کے بعد اس میں کیمیائی تبدیلی پیدا ہو جاتی تھی اور وہ بجائے تیز نشے کے ایک عام سامشروب بن جاتا تھا۔ تنویری در بعد ویٹر نے شراب کے جام لا کر ان کے سامنے رکھ دیئے۔

خیر اور گہرے فغروں کا مطلب سمجھنے لگ گئی تھی اور تنویر بے اختیار ہونٹ بھیج کر رہ گیا۔ ظاہر ہے عمران کا وار خاصا گہرا تھا اور تنویر اس فقرہ بازی میں عمران کا مقابلہ کیسے کر سکتا تھا۔

”تم صرف شکل دیکھنے تک ہی رہ جاؤ گے“..... آخر کار تنویر بول پڑا۔ شاید خاموشی کے چند لمحے اس نے جواب سوچنے میں لگا دیئے تھے۔

”ہاں۔“ چہاری بات بھی درست ہے رپرڈ۔ واقعی۔ کبھی کبھی میں سوچتا ہوں کہ یہ شکل آہستہ آہستہ بوڑھی ہوتی چلی جائے گی۔ سہرے پرتھریاں نمودار ہو جائیں گی۔ آنکھوں کے گرد ہلکے پڑ جائیں گے۔ آنکھوں میں موجود چمک دھند لاپٹ میں غائب ہو جائے گی۔ چہرہ سوکھے اجڑ کی طرح سکڑ جائے گا۔“ عمران نے ایک لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”شٹ اپ۔“ خواہ مخواہ کی بکواس شروع کر دی تم نے.....“ جولیا نے یقینت غصے سے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔ اس نے عمران کا فقرہ بھی پورا نہ ہونے دیا تھا۔

”آہ کاش یہ واقعی بکواس ہو لیکن یہ ایک اصل حقیقت ہے۔ اب رپرڈ کو دیکھو کیا چوڑا چمکا چہرہ تھا جیسے بر شیر کا ہوتا ہے اور اب کیسے لومڑی جیسی شکل ہو گئی ہے.....“ عمران نے بڑے حسرت بھرے لہجے میں کہنا شروع کر دیا۔

”تم اپنی شکل تو دیکھو مڑے دفنانے والوں کی طرح پھنکار پڑ رہی ہے.....“ تنویر نے انتہائی عصبی لہجے میں کہا۔

"سنو کیا نام ہے جہارا"..... عمران نے کہا اور ویٹر ٹھٹک کر رک گیا۔

"کوئی غلطی ہو گئی ہے جناب مجھ سے میں معافی چاہتا ہوں"۔ ویٹر نے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں جہاری سعادت مندی کو دیکھ کر میں تو جہیں انعام دینا چاہتا تھا لیکن میں نے ایک رجسٹر بنایا ہوا ہے جن کو میں انعام دیتا ہوں۔ ان کا نام اس رجسٹر میں لکھ لیتا ہوں تاکہ مجھے معلوم تو ہو سکے کہ اب تک مجھے کتنے سعادت مندوں سے واسطہ پڑ چکا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ہاتھ نکال کر منٹھی میں بند ایک بڑا سا نوٹ خاموشی سے ویٹر کے ہاتھ میں تھما دیا۔

"اوہ اوہ شکریہ سر"..... ویٹر کے ہجرے پر انتہائی حیرت کے ساتھ ساتھ انتہائی مسرت کے تاثرات بھی نمایاں ہو گئے تھے۔ اس نے ایک نظر اس بڑے نوٹ کو دیکھا اور دوسرے لمحے اس نے بجلی کی سی تیزی سے نوٹ اپنی جیب میں ڈال لیا۔

"سمتہ جناب میرا نام سمتھ ہے"..... ویٹر نے کہا۔
"گڈ نام بھی اچھا ہے۔ لیکن ہے ادھورا۔ ویسے تم جیسے نفیس آدمی کا پورا نام گولڈ سمتھ ہونا چاہئے۔ آئرن سمتھ نہیں۔ ایک بات بتاؤ۔ ایسا ہی ایک بڑا نوٹ مزید کمانا چاہتے ہو"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ سر۔ حکم فرمائیے سر"..... ویٹر نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہاں نہیں"..... عمران نے کہا۔

"تو آپ جام ختم کر کے بائیں طرف راہداری میں چلے جائیں۔ وہاں سپیشل رومز ہیں۔ آپ وہاں تشریف رکھیں میں آجاؤں گا۔" ویٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ واپس مڑ گیا۔ عمران نے ایک بار پھر جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر جب اس نے ہاتھ جام کے اوپر رکھا تو دو چھوٹی چھوٹی گولیاں جام میں موجود شراب کے اندر اترتی چلی گئیں اور جام میں موجود شراب میں تیز بلبلے سے اٹھنے لگے۔ تنویر اور جولیا پہلے ہی ایسا کر چکے تھے۔ جب بلبلے بننے بند ہو گئے تو عمران نے جام اٹھایا اور اسے ایک ہی بار حلق میں انڈیل لیا۔ اب وہ سادہ پانی کی طرح کا عام سا مشروب بن چکا تھا۔ اس میں شراب کی کڑواہٹ۔ ستدی اور تیزی سب غائب ہو چکے تھے۔

"اللہ معاف کرے گا۔ یہ بھی مجبوری ہے"..... عمران نے جام واپس میز پر رکھتے ہوئے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے ایک چھوٹا سا نوٹ نکال کر اپنے جام کے نیچے رکھا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ جولیا اور تنویر بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر ویٹر کی بتائی ہوئی راہداری کی طرف بڑھ گئے۔ اس راہداری میں واقعی کمروں کے دروازے تھے جن میں سے چند پر سرخ بلب جل رہے تھے جب کہ باقی دروازوں پر یہ بلب بجھے ہوئے تھے۔ عمران نے ایک ایسے دروازے کا

آثار تھے۔ جیسے وہ فیصلہ نہ کر پا رہا ہو کہ بتائے یا نہیں۔ عمران نے جیب میں ایک بار پھر ہاتھ ڈالا اور دوسرا بڑا نوٹ نکال لیا اور اس دوسرے نوٹ کو دیکھتے ہی ویٹر کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

”جیف باس روزانہ رات کو باقاعدگی سے مس میری کے پاس جاتا ہے اور دو تین گھنٹے گزارنے کے بعد واپس اپنی رہائش گاہ پر چلا جاتا ہے۔ مس میری اس کی خاص عورت ہے۔ ویسے وہ خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ لالچی بھی ہے اور باس اس کی بات نہیں ٹال سکتا۔ اگر آپ مس میری کو رقم دے کر آمادہ کر لیں تو وہ آسانی سے آپ کی ملاقات باس سے کروا دے گی۔“ ویٹر نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے سرگوشتیہ لہجے میں کہا۔

”وری گڈ۔ کہاں رہتی ہے یہ مس میری؟“ عمران نے خوش ہو کر کہا۔

”ویج روڈ پر لکٹری پلازہ کی آٹھویں منزل کے ایک نمبر فلیٹ میں۔“ ویٹر نے پتہ بتاتے ہوئے کہا۔

”ایگزیکٹو وہاں کس وقت لازماً ہوتا ہے؟“ عمران نے پوچھا۔

”رات نو بجے کے بعد جس وقت تک اس کا جی چاہے وہیں رہتا ہے۔“

لیکن جاتا باقاعدگی سے ہے۔“ ویٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کی اپنی رہائش گاہ کہاں ہے؟“ عمران نے پوچھا۔

”اس کا مجھے علم نہیں جتناب اور نہ یہاں کسی کو علم ہے شاید منیجر رائف کو علم ہو تو میں کہہ نہیں سکتا۔“ ویٹر نے جواب دیتے ہوئے

مینڈل پکڑ کر گھمایا اور اسے دھکیل کر اندر داخل ہو گیا۔ جس کے اوپر لگا ہوا بلب بجھا ہوا تھا۔ یہ کمرہ کچھ زیادہ بڑا تو نہ تھا لیکن اسے بڑے اچھے اور نفیس انداز میں سجایا گیا تھا۔ درمیان میں کرسیاں اور میز موجود تھیں۔ ابھی انہیں وہاں بیٹھے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ دروازہ کھلا اور وہی ویٹر ہاتھ میں ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں اس نے بلیک ہارس کے دو جام اور ایک شیمپین کا جام رکھا ہوا تھا۔

”یہ میری طرف سے ہے جتناب۔“ ویٹر نے قریب آ کر مسکراتے ہوئے کہا اور جام ٹرے سے اٹھا کر ان کے سامنے رکھ دیے۔

”شکریہ۔“ عمران نے کہا اور جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر

اس نے ہاتھ میں پکڑ لیا۔

”سنو بلم فلاڈیپیا سے آئے ہیں۔ ہمارے پاس ایک بڑا کام ہے اور ہم اس کام کے سلسلے میں ایگزیکٹو سے ملنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس طرح کہ کسی کو اس ملاقات کا علم نہ ہو سکے کیا تم کوئی طریقہ بتا سکتے ہو۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ جیف باس تو کسی سے نہیں ملتے جتناب سارے دھندے منیجر رائف کرتا ہے۔ آپ اس سے مل لیں۔“ ویٹر نے قدرے مایوس سے لہجے میں کہا۔

”یہاں نہ ملتا ہو گا۔ کوئی اور جگہ ہم مل لیں گے جگہ تم بتا دو۔ ویسے جہاں انام درمیان میں نہیں آئے گا۔ یہ ہمارا وعدہ ہے۔“ عمران نے کہا۔ ویٹر چند لمحے خاموش کھڑا رہا۔ اس کے چہرے پر تذبذب کے

کہا۔

”او۔ کے اب یہ رقم لو اور ان سب باتوں کو ہم بھی بھول جائیں گے اور تم بھی“..... عمران نے رقم ویٹر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور ویٹر نے رقم چھپنی عمران کا شکریہ ادا کیا اور پھر ٹرے اٹھائے تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”ہو سکتا ہے۔ اس نے صرف رقم کمانے کے لئے ہمیں فرضی پتہ بتا دیا ہو“..... ویٹر کے کمرے سے باہر جانے کے بعد تنویر نے کہا۔
”نہیں تنویر۔ ویٹر ایسا دھندہ کرتے رہتے ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے پھر اس نے یہاں سے تو جھاگ کر کہیں نہیں جانا۔ اسے معلوم ہے کہ غلط معلومات مہیا کرنے کا نتیجہ غلط ہی نکل سکتا ہے۔“
عمران کے جواب دینے سے پہلے ہی جو لیا بول پڑی۔

”بالکل بالکل۔ غلط کام کا غلط ہی نتیجہ نکلتا ہے۔ بشرطیکہ نتیجہ تک نہایت پہنچ بھی سکے۔ کیوں تنویر تمہارے کام کا نتیجہ نکلا ہے کبھی۔“
عمران نے بڑے معنی خیز لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا اور جو لیا بے اختیار ہنس پڑی۔

”میں نے کبھی غلط کام کیا ہی نہیں“..... تنویر نے بھنائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بالکل تنویر درست کہہ رہا ہے۔ اس نے کبھی غلط کام نہیں کیا۔ میں اس کی تائید کرتی ہوں“..... جو لیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور تنویر کا چہرہ فخریہ مسکراہٹ سے جگمگا اٹھا۔

”چلو پھر میں ہی تسلیم کر لیتا ہوں کہ یہ کام اللہ تعالیٰ نے میرے ذمے ڈال دیا تھا۔ اس لئے بھگت رہا ہوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر چونک پڑا۔
”کون سا۔ کس کام کی بات کر رہے ہو“..... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

”یہی کار عشق جسے تم جیسے کھمدار لوگ غلط کام کہتے ہیں۔ وہ ایک بہت بڑے شاعر نے بھی یہی کہا ہے کہ کہتے ہیں جس کو عشق خلل ہے صانع کا۔ حالانکہ مجھے آج تک یاد ہے کہ جب میں کالج میں پڑھا کرتا تھا تو میرا آپٹنل مضمون اردو شاعری تھا۔ ہمارے پروفیسر صاحب نے ہمیں لکچر دیتے ہوئے اردو کے ایک انتہائی مشہور ترین شاعر کے متعلق بتایا کہ ان کے والد ان سے کہا کرتے تھے۔ بیٹے عشق اختیار کرو عشق اور ہم اس وقت ان شاعر صاحب کے والد صاحب کی روشن خیالی پر عرش عشق کر اٹھے کہ اس زمانے میں کیسا روشن خیال باپ تھا جو اپنے بیٹے کو کہتا تھا۔ بیٹا عشق اختیار کرو عشق اور ایک ہمارے قبلہ بیڑی صاحب ہیں کہ اگر عشق کا نام بھی لے لیں تو کھڑے کھڑے بولی مار دیں۔ یہ تو بعد میں ہمیں پتہ چلا کہ ان کا مطلب اللہ تعالیٰ سے عشق تھا“..... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

”تمہارا مطلب عشق حقیقی سے ہے۔ وہ تو ہر مسلمان کو اختیار کرنا چاہئے“..... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ پہلے ان تین جاموں کو تو اٹھا کر واش بیسن میں بہا دو

گئے۔ ایک کونے میں ایک بہت بڑا بورڈ موجود تھا جس پر ہر منزل میں فلیٹوں کی تعداد اور وہاں رہنے والوں کے نام تفصیل سے درج تھے اور عمران نے دیکھا کہ واقعی آٹھویں منزل کے ایک نمبر فلیٹ کے سلسلے میں میری نمبر کا نام درج تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ آٹھویں منزل پر پہنچ چکے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ ایک نمبر فلیٹ نفٹ کے قریب ہوگا۔ لیکن وہاں یہ دیکھ کر انہیں حیرت ہوئی کہ ایک نمبر فلیٹ سب سے آخری فلیٹ تھا۔ یہ ایک انتہائی خوبصورت انداز میں بنی ہوئی ہوڑی راہداری تھی۔ جس میں فلیٹوں کے دروازے تھے اور دروازوں کی ساخت بتا رہی تھی کہ تنویر کا آئیڈیا درست تھا۔ یہ سب فلیٹ ساؤنڈ پروف تھے۔ ویسے بھی آج کل ایسے فلیٹ زیادہ پسند کیے جاتے تھے جو ساؤنڈ پروف ہوں تاکہ کسی قسم کی ڈسٹربنس نہ ہو سکے اور یہ تو لگژری فلیٹ تھے۔ فلیٹ نمبر ایک کا دروازہ بند تھا۔ عمران نے سائیڈ پر لگے ہوئے کال بیل کے بٹن کو پریس کر دیا۔

”کون ہے“..... بٹن کے نیچے لگے ہوئے رسیور سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجے میں حیرت تھی۔
 ”فرسٹ ڈیٹو آرڈر سہاں نیچے ایک لڑکی کا قتل ہو گیا ہے اور ہم اس سلسلے میں انکوائری کر رہے ہیں“..... عمران کے لہجے میں پولیس انفریسیا حکم تھا۔
 ”کون قتل ہو گیا ہے“..... اندر سے بولنے والی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

ورنہ وہ ویز صاحب کھنکھیں گے کہ ہم نے ان کے تحفے کی قدر نہیں کی۔“
 عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے سلسلے رکھا ہوا جام اٹھایا اور اٹھ کر تیزی سے ایک سائیڈ کی دیوار میں موجود واش بیسن میں بہا دیا۔ تنویر نے باقی دو جام اٹھائے اور انہیں بھی واش بیسن میں بہا کر اس نے خالی جام میز پر رکھے اور پھر وہ تینوں اس سپیشل روم سے باہر آگئے۔

”ابھی نوچنے میں کافی وقت رہتا ہے۔ اس لئے پہلے ہمیں اپنے لئے کار اور کسی رہائش گاہ کا بندوبست کر لینا چاہئے۔ میں چاہتا ہوں کہ الیگزینڈر کو ہم اپنی رہائش گاہ پر لے جائیں تاکہ اس سے تفصیل سے باتیں ہو سکیں“..... عمران نے کہا اور اس کے باقی ساتھیوں نے اثبات میں سر ملادینے اور پھر تقریباً ساڑھے نو بجے ان کی کار لگژری پلازہ کی انتہائی شاندار عمارت کی پارکنگ میں جا کر رکی اور وہ تینوں نیچے آئے۔

”سہاں تو کافی رش ہے سہاں سے اس آدمی کو نکال کر لے جا۔ مشکل ہوگا“..... جولیانے باہر نکل کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔
 ”اس عمارت کی ساخت بتا رہی ہے کہ سہاں کے فلیٹ ساؤنڈ پروف ہوں گے اس لئے اسے سہاں سے لے جانے کی میرے خیال میں ضرورت ہی نہیں پڑے گی“..... تنویر نے کہا۔
 ”آؤ وہاں تک پہنچیں تو یہی۔ پھر جیسے موقع ہوگا ویسے کر لیں گے۔“ عمران نے کہا اور وہ سب تیز قدم اٹھاتے نفٹ کی طرف بڑھ

”تیسری منزل پر مس لوسیا کا قتل ہو گیا ہے“..... عمران نے اسی لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر کہاں کیوں آئے ہو۔ تیسری منزل کے رہنے والوں کو جا کر
 ڈسٹرب کرو..... اندر سے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا گیا۔

”یہ قانونی مجبوری ہے۔ مس میری ہمارک۔ مجھے یقین ہے کہ آپ پولیس کے ساتھ تعاون کریں گی۔ صرف چند منٹ لیں گے، ہم آپ کے۔ عمران نے نرم لہجے میں کہا۔ اس بار کوئی جواب نہ آیا اور چند لمحوں بعد بھاری دروازہ تھوڑا سا کھلا اور ایک نوجوان لڑکی کا چہرہ نظر آیا۔ اس نے دروازے کی اندرونی زنجیر نہیں کھولی تھی۔ لیکن جیسے ہی اس کی نظریں جویا پر پڑیں۔ اس کے چہرے پر یکھٹ اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے جلدی سے زنجیر کھولی اور پھر دروازہ کھول دیا۔

”آئیے“..... لڑکی نے دروازے کی اوٹ سے کہا اور عمران اندر داخل ہو گیا۔ عمران کے پیچھے جولیا اور اس کے پیچھے تنویر اندر داخل ہوا لیکن اندر داخل ہوتے ہی عمران اور تنویر دونوں کے ہجرے کی کھٹ مخالف سمتوں میں گھوم گئے کیونکہ مس میری کے جسم پر لباس تقریباً ہونے کے برابر تھا۔

تم گاؤں بہن لو..... جو لیانے انتہائی عرصے پہلے میں کہا۔
 کیا ضرورت ہے اس کی۔ تم نے یہاں کوئی رہنا تو نہیں ہے۔
 پوچھو جو پوچھتا ہے..... لڑکی نے انتہائی بے باکی اور دھڑائی سے پوچھا۔
 لہجے میں کہا۔

اندرونی کمرے میں جا کر لٹا دیا۔

”اب الیگزینڈر کو بھی ہم نے پہلے فوری طور پر بے ہوش کرنا ہے“
..... عمران نے کہا اور ابھی اس کا فقرہ مکمل ہی ہوا تھا کہ کال بیل
بج اٹھی اور وہ تینوں تیزی سے واپس راہداری کی طرف بڑھ گئے۔ پھر
تئویر اور جویا کو عمران نے کمرے کے اندر سائیڈ پر رکنے کا اشارہ کیا اور
خود وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کی زنجیر ہٹائی اور
ایک جھٹکے سے دروازہ کھول دیا۔

”ارے ڈیر کیا ہوا۔ آج تم نے حسب عادت پوچھا ہی نہیں۔“
ایک بھاری آواز نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ لیکن جیسے ہی وہ اندر
آیا۔ عمران نے ایک جھٹکے سے دروازہ بند کیا اور اس کے ساتھ ہی وہ
کسی بھوکے عقاب کی طرح اندر آنے والے پر جھپٹ پڑا۔ وہ ایک لمبا
تڑنگا۔ بھاری جسم کا مالک آدمی تھا۔ اس کے جسم پر سوٹ تھا اور سائیڈ
ہولسٹر میں ریوالتور بھی موجود تھا۔ عمران نے پلک جھپکنے میں اسے اٹھا
کر ریگٹ نیچے پٹخا اور وہ شخص ذہنی طور پر اس حد تک زروس سا ہو گیا کہ
نیچے گرنے کے باوجود اس نے اٹھنے کی شعوری کوشش ہی نہ کی اور
عمران کی لات چلی اور اس کے ہاتھ پیر سیدھے ہوتے چلے گئے لیکن اس
کے چہرے پر اب بھی شدید ترین حیرت کے تاثرات جیسے مرتسم ہوئے
نظر آ رہے تھے۔ اس کے بے ہوش ہوتے ہی تئویر نے آگے بڑھ کر اسے
اٹھایا اور لا کر اندر سنگ روم میں لٹا دیا۔

”جویا جا کر رسی تلاش کر لاؤ۔ تاکہ ان دونوں کا باندھا جاسکے میں

دروازے کو لاک کر آؤں“..... عمران نے جویا سے کہا اور خود واپس
بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ تئویر در بعد الیگزینڈر ایک کرسی پر
بندھا بیٹھا ہوا تھا۔ جب کہ میری کو تئویر اور جویا نے باندھ کر وہیں
اندرونی بیڈ روم میں ہی چھوڑ دیا تھا۔ عمران نے دونوں ہاتھوں سے
الیگزینڈر کی ناک اور منہ بند کر دیا اور اس وقت ہاتھ ہٹائے جب
الیگزینڈر کے جسم میں حرکت کا تاثر نمودار ہونے لگ گیا اور نیچے ہٹ
کر وہ اس کے سامنے ایک کرسی پر اطمینان سے بیٹھ گیا۔ تئویر اور جویا
پہلے ہی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

”کیا یہ آسانی سے زبان کھول دے گا“..... جویا نے پوچھا۔
”دیکھو اسے ہوش آجائے تب تپہ چلے گا۔ زبان تو بہر حال اسے
کھولنی ہی پڑے گی“..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔
”تم اسے میرے حوالے کر دو پھر دیکھو کیسے یہ زبان نہیں کھولتا۔“
تئویر نے کہا۔

”میں نے اس کی زبان کھلوانی ہے۔ کھوپڑی نہیں کھلوانی۔“
عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ
مزید کوئی بات ہوتی الیگزینڈر نے کر لہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔
اس کے چہرے پر ہوش میں آتے ہی تکلیف کے تاثرات نمودار ہوئے
اور پھر آنکھوں میں شعور کی چمک پیدا ہوتے ہی اس کی آنکھوں میں
ایک بار پھر شدید حیرت کے تاثرات ابھرائے۔ اس کی نظریں عمران
اور اس کے ساتھیوں پر جم سی گئی تھیں۔

بات الگ ہے کہ تم اس کے خاص آدمی ہو۔ لیکن اس کے باوجود وہ یہ بات کیسے برداشت کر سکتا ہے کہ اس کا تم جیسا اہم آدمی غیر ملکی مہجنوں سے اس کے خلاف ساز باز کرے۔..... عمران نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا تم واقعی درست کہہ رہے ہو کہ ہمیں ماریو نے بھیجا ہے۔“ ایگز نیڈر کے چہرے پر اہتہائی حیرت کے تاثرات ایک بار پھر ابھر آئے تھے۔

”اور ہمیں پاگل کتنے کا ٹاٹھا کہ ہم یہاں آکر اپنا وقت ضائع کرتے۔..... عمران کے لہجے میں مزید غصہ ابھر آیا تھا۔

”کس حرام ڈاؤے نے اسے یہ رپورٹ دی تھی۔ مجھے بتاؤ میں اس کے پورے خاندان کو ہنس نہس کر دوں گا۔ میں اس کی بوئیاں اڑا ہوں گا۔“ ایگز نیڈر نے غصے سے چختے ہوئے کہا۔

”تم اپنی بات کرو ایگز نیڈر۔ کیا یہ رپورٹ درست ہے۔ اگر یہ درست نہیں ہے تو اب تک تم ان غیر ملکی مہجنوں کو ختم کیوں نہیں کر سکتے۔..... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

”وہ ناراک میں آئیں گے تو انہیں ختم بھی کر دوں گا۔ میرے آدمی مسلسل نگرانی کر رہے ہیں لیکن ابھی تک کوئی مشکوک آدمی نظر نہیں آیا۔..... ایگز نیڈر نے ہونٹ بھینچے ہوئے کہا۔

”اگر ایسی بات تھی تو تم نے ماریو کو رپورٹ کیوں نہیں دی۔“ عمران نے کہا۔

”کک کک کون ہو تم اور یہاں کیسے آئے۔ میری کہاں ہے۔“ ایگز نیڈر نے اہتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہمارا تعلق راسکو سے ہے اور ہمیں ماریو نے بھیجا ہے۔“ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا تو ایگز نیڈر باوجود بندھا ہونے کے بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کون۔ کون کس کی بات کر رہے ہو۔“ ایگز نیڈر کے لہجے میں مزید حیرت ابھرائی تھی۔

”تو کیا تم اب راسکو اور ماریو کو شناخت کرنے سے بھی انکار کر دو گے۔..... عمران نے اہتہائی سر د لہجے میں کہا۔

”بکواس مت کرو۔ سیدھی طرح بتاؤ تم کون ہو۔ میں کسی راسکو اور کسی ماریو کو نہیں جانتا۔..... ایگز نیڈر نے یقیناً سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں سپاٹ پن کا عنصر پہلی بار نمودار ہوا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ اب حیرت کے جھٹکنے سے باہر آکر ذہنی طور پر پوری طرح سنبھل چکا ہے۔

”اس کا مطلب ہے ماریو کو ملنے والی اطلاع درست ہے کہ تم غیر ملکی مہجنوں کے ساتھ مل چکے ہو۔..... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ میں اور غیر ملکی مہجنوں سے طوں۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ ماریو ایسا کہہ ہی نہیں سکتا۔ تم غلط بیانی کر رہے ہو۔“ ایگز نیڈر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اگر ماریو ایسا نہ کہتا تو وہ ہمیں تحقیق کرنے کیوں بھیجتا۔ سنو۔“

”مس میری کو کہاں لے آؤ اور اسے بھی کرسی سے باندھ کر ہوش

”رپورٹ ماریو کو۔ کیا کہہ رہے ہو۔ ماریو اب کہاں کہاں ہوگا۔“
 تو راسکو کو کھڑ کر چکا ہے۔ ”الیکز نیڈر نے کہا اور عمران نے۔“
 اختیار ہوٹ بھینچ لئے۔ کیونکہ راسکو کو کھڑ کرنے والی بات اس کے
 سمجھ میں نہ آسکی تھی جب کہ الیکز نیڈر کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ درست کہتا ہے اور تنویر خاموشی سے اٹھا اور تیز قدم اٹھاتا اندرونی کمرے کی طرف
 رہا ہے۔

”دیکھو الیکز نیڈر بچوں جیسی باتیں مت کرو۔ ورنہ نقصان اٹھا
 گئے۔ مجھے معلوم ہے کہ چاہے راسکو کھڑ ہی کیوں نہ ہو چکی ہو
 بہر حال اگر چاہو تو ماریو سے رابطہ قائم کر سکتے ہو۔“ عمران
 بات بناتے ہوئے کہا۔

”تم نے یہ بات کر کے اپنی قلبی کھول دی ہے مسٹر۔ اب مجھے
 فیصد یقین ہو چکا ہے کہ تم جو کچھ بھی ہو بہر حال تمہارا کوئی تعلق ماریو
 سے نہیں ہو سکتا۔ جب راسکو کھڑ ہو جائے تو پھر ماریو یا راسکو
 کسی بھی اہم آدمی سے رابطہ ناممکن ہو جاتا ہے وہ سب اس طرح غائب
 ہو جاتے ہیں جیسے گدھے کے سر سے سینگ اور تم کہہ رہے ہو کہ تم تھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

ماریو سے رابطہ کر سکتا ہوں۔“ الیکز نیڈر نے غصیلے لہجے میں کہا۔
 ”او۔ کے اس کا مطلب ہے کہ تم واقعی ان غیر ملکی مہینٹوں
 طے ہوئے ہو۔ اب مجھے بھی سو فیصد یقین ہو گیا ہے۔ اس لئے اس
 تمہاری موت بھی سو فیصد یقینی ہو گئی ہے۔“ عمران نے اتہا
 سرد لہجے میں کہا اور جب سے مشین پشپل نکال کر اس نے ہاتھ
 لے لیا۔

نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اٹھ کر الیگزینڈر کی کنپٹی سے مشین پشپل کی نال لگادی۔

”رک جاؤ مت مارو۔ اسے مت مارو۔ مجھے بتاؤ کہ میں جتنی رقم چاہئے۔ مجھے بتاؤ میں دے دیتی ہوں کہ میں..... میری نے بو کھلائے ہوئے انداز میں چتختے ہوئے کہا۔

”خاموش رہو میری یہ پاگل لوگ ہیں۔ یہ مجھ سے وہ بات پوچھنا چاہتے ہیں جو میں جانتا ہی نہیں ہوں۔ اس لئے اگر میری موت اس طرح ہی ہونی ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں..... الیگزینڈر نے کہا۔

”کک کک کون سی بات۔ آخر ایسی کون سی بات ہے۔ مت مارو اسے مجھے بتاؤ تم کون سی بات پوچھنا چاہتے ہو..... میری نے چتختے ہوئے کہا۔

”جہارا دوست الیگزینڈر ضد کر رہا ہے کہ ماریو غائب ہو چکا ہے اور اسے اس کے متعلق کچھ معلوم نہیں اور یہ اس سے رابطہ نہیں کر سکتا۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ خود غیر ملکی ایجنٹوں سے مل کر ماریو بے غداری کر رہا ہے..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”اوہ اوہ واقعی الیگزینڈر درست کہہ رہا ہے۔ مجھے معلوم ہے۔ ماریو اسکو گواہ ہو چکی ہے۔ ماریو اور سارے آدمی غائب ہو چکے ہیں۔ مجھے خود ذاتی طور پر معلوم ہے کیونکہ میں ماریو کے سیکرٹری ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ غائب ہو چکا ہے اور اب جب تک وہ خود سامنے نہ آئے اسے کوئی تلاش نہیں کر سکتا..... میری نے تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے

والے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے تنویر میری کو اٹھائے سٹنگ روم میں داخل ہوا اور اس نے اسے صوفے کے ایک بازو کے ساتھ سائیڈ لگا کر بٹھا دیا۔

”اسے ہوش میں لے آؤ..... عمران نے جو لیا سے کہا اور جو لیا نے آگے بڑھ کر اس کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد میری کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے تو جو لیا پیچھے ہٹ گئی۔

”سنو تم جو کوئی بھی ہو۔ بالکل غلط سمجھ رہے ہو۔ جہارے سوالات بتا رہے ہیں کہ تم دراصل مجھ سے ماریو کا موجودہ تپہ معلوم کرنا چاہتے ہو۔ حالانکہ میں درست کہہ رہا ہوں کہ اب ماریو کے بارے میں دنیا کا کوئی آدمی بھی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہوگا۔ کس حلیے میں ہوگا وہ ایسا ہی آدمی ہے۔ جب اسکو کوکوز کر دیتا ہے تو پھر اس سمیت واقعی سب کچھ کوز ہو جاتا ہے..... الیگزینڈر نے کہا اور اسی لمحے میری کراہتے ہوئے ہوش میں آگئی اور پھر جیسے ہی اس کا شعور بیدار ہوا۔ اس کے منہ سے بے اختیار ہلکی ہلکی چیخیں نکلنے لگیں۔

”یہ یہ کون ہیں الیگزینڈر۔ یہ کیا ہو گیا ہے..... میری نے ساتھ ہی کرسی سے بندھے بیٹھے الیگزینڈر کی طرف دیکھتے ہوئے چیخا کہ

”مس میری میں نے کہیں اس لئے ہوش دلایا ہے تاکہ تم اپنے دوست کی کھوپڑی کو ہزاروں ٹکڑوں میں اڑتے دیکھ سکو..... عمران نے

کہاں ہے۔ کس طیلے میں ہے اور جب تک ماریو دوبارہ اسے اوپن نہ کرے یہ اوپن بھی نہیں ہو سکتی۔..... الیگز نیڈر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”الیگز نیڈر درست کہہ رہا ہے۔ ایسے ہی ہوتا ہے۔“ میری نے اس کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔
”یہ کیسے ممکن ہے کہ اتنی بڑی عظیم یلخت ختم ہو جائے۔“ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”بظاہر واقعی ایسا ممکن نہیں ہے۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ راسکو کا سیٹ اپ ہی ایسا رکھا گیا ہے۔ ویسے بھی یہ تنظیم معدنیات نکال کر انہیں فروخت کرتی ہے۔ اس کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں کرتی اور معدنیات کی دریافت اور انہیں نکلنے میں بعض اوقات طویل عرصہ لگ جاتا ہے اور چونکہ ان دنوں تنظیم کے پاس کوئی کام نہیں ہوتا اس لئے اسے بند کر دیا جاتا ہے۔“..... الیگز نیڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر تم ہمارے خلاف کام کیوں کرتے رہتے ہو۔“ عمران نے کہا۔

”اس لئے کہ ہم نے اس کا انتہائی کثیر معاوضہ حاصل کر رکھا ہوتا ہے۔“..... الیگز نیڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن کامیابی کے بعد تم رپورٹ کس کو دو گے۔“ عمران نے پوچھا۔

کہا۔
”اوہ تم ماریو کی سیکرٹری ہو۔ پھر تو تم الیگز نیڈر سے زیادہ اہم ہو۔“

سنو الیگز نیڈر اب میں تمہیں بتا دوں کہ تم جنہیں تلاش کر رہے ہو وہ ہم ہیں۔ میرا نام علی عمران ہے۔..... عمران نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا تو الیگز نیڈر کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”تم۔ تم وہ پاکیشیانی ایجنٹ اوہ۔ اوہ۔ مگر یہ کیسے ممکن ہے۔ میرے کسی آدمی کو اس کا علم ہی نہیں ہو سکا اور تم یہاں تک بھی پہنچ گئے ہو۔“..... الیگز نیڈر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ان باتوں کو چھوڑو۔ تم ایک عام سے مجرم ہو جب کہ ہماری پوری زندگی بڑے بڑے سیکرٹ ایجنٹوں اور تنظیموں سے منسلک گزر گئی ہے اسی لئے تم اور تمہارے ساتھی ہمیں نہیں پہچان سکتے۔ اب تم اور میری مجھے بتاؤ گے کہ ماریو کہاں ہے اور راسکو کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور کلوزنگ کا کیا مطلب ہے۔“..... عمران نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”اوہ تو یہ بات ہے۔ اسی لئے تو میں پاگل ہو رہا تھا کہ جب راسکو کلوز ہو چکی ہے تو ماریو تمہیں بھیج ہی نہیں سکتا تھا۔ سنو میں تمہیں بتاتا ہوں۔ ماریو اکثر راسکو کو کلوز کر دیتا ہے اور جب وہ کلوزنگ آرڈر دے دے تو پھر اس پر فوری عمل ہوتا ہے۔ اس کے تمام اڈے ختم کر دیئے جاتے ہیں۔ تمام اہم اور متعلقہ لوگ انڈر گراؤنڈ ہو جاتے ہیں اور خود ماریو بھی غائب ہو جاتا ہے۔ پھر کسی کو کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ ماریو

ایگز نیڈر نے جواب دیا۔

”او۔ کے تہاری مرضی۔ اگر تم ایسا چاہتے ہو تو ایسے ہی ہیں۔“
 عمران نے خراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں
 پکڑے ہوئے مشین پستل کا رخ ایگز نیڈر کی پیشانی کی طرف کر کے
 اس کے ٹریگر پر انگلی رکھ دی۔ اس کے چہرے اور آنکھوں میں اس قدر
 سرد مہری تھی کہ ایگز نیڈر کے چہرے پر لکھت سپینے کی جیسے آبشاریں
 سی بہنے لگیں اور میری کارنگ زرد پڑ گیا۔

”رک جاؤ۔ مت مارو۔ رک جاؤ میں بتاتی ہوں مجھے معلوم ہے۔
 صرف مجھے معلوم ہے۔ مت مارو اسے میں بتاتی ہوں۔“..... اچانک
 میری نے ہڈیانی انداز میں پچھتے ہوئے کہا اور ایگز نیڈر حیرت بھرے
 انداز میں میری کو دیکھنے لگا۔

”تم جانتی ہو۔ کیا واقعی تم جانتی ہو۔“..... ایگز نیڈر نے حیران ہو
 کر کہا۔

”ہاں میں جانتی ہوں۔“..... میری نے ایک طویل سانس لیتے
 ہوئے کہا۔

”سنو میری ڈانج دینے کی کوشش نہ کرنا ورنہ۔“..... عمران کا بھر
 اتہائی حد تک سرد ہو گیا تھا۔

”نہیں نہیں میں ڈانج نہیں دے رہی۔ میں بچا کہہ رہی ہوں۔ مجھے
 معلوم ہے۔ ایگز نیڈر واقعی نہیں جانتا کیونکہ اسکو کا یہ بھی اصول ہے
 کہ اس سے متعلقہ کوئی آدمی کسی صورت بھی کسی دوسری تنظیم یا اس

”ماریو کو۔ اس وقت جب وہ دوبارہ اسکو کو اوپن کرے گا۔“
 ایگز نیڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اچھا اب ذرا سوچ کر جواب دینا۔ کیا ایسا ہے کہ اسکو بند کر کے
 اس کی جگہ بلیک گولڈ کو اوپن کر دیا جاتا ہے۔“..... عمران نے کہا۔
 ”نہیں بلیک گولڈ بھی اسکو کی طرز کی تنظیم ہے لیکن ایک تو اس
 کا دائرہ کار اسکو سے یکسر مختلف ہے۔ وہ معدنیات صرف اکیڑیریا
 یورپ اور افریقہ سے حاصل کرتی ہے۔ اس کا ایک آدمی بھی ایشیا میں
 کام نہیں کرتا۔ دوسری بات یہ کہ ان کے اڈے۔ آدمی۔ چیف سب
 کچھ اسکو سے قطعی مختلف ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا اسکو سے پوائنٹ
 ایک پرسنٹ بھی تعلق نہیں ہو سکتا۔“..... ایگز نیڈر نے جواب دیتے
 ہوئے کہا۔

”تم بلیک گولڈ کے چیف کو جانتے ہو۔“..... عمران نے پوچھا۔
 ”صرف اتنا کہ اس کا نام گیلارڈ ہے۔ بس اس سے زیادہ نہیں اور
 نہ میں اس سے کبھی ملا ہوں اور نہ ہی کبھی اس کے لئے کام کیا ہے۔“
 ایگز نیڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا کوئی اڈہ۔ کوئی آدمی۔ کسی نہ کسی کو تو بہر حال جانتے ہی
 ہو گے۔ سیدھی طرح بتا دو ایگز نیڈر۔ اگر میں تم سے نرمی سے کام لے
 رہا ہوں تو اس نرمی سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کرو۔“
 عمران کا بھر یکتھت سخت ہو گیا۔

”میں واقعی کسی آدمی۔ کسی اڈے کے بارے میں نہیں جانتا۔“

گلی سنہوہ۔ لکھنؤ۔ گھنٹہ گھر کمالیہ
جوان اور دلکش عورت ہے۔ میں جس لمحہ بلیک لائبریری میں خوبصورت ہے
اتنی ہی اندر سے انتہائی ظالم سفاک اور خون کی پیاسی ہے۔ لومڑی کی
طرح عیار اور چھتے کی طرح خوفناک ہے۔..... میری نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

”یہاں فون ہوگا اٹھا کر یہاں لے آؤ.....“ عمران نے مڑ کر تنویر
سے کہا اور تنویر خاموشی سے اٹھا اور اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گیا۔
چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک کارڈ لیس فون تھا۔
عمران نے اس کے ہاتھ سے فون پیس لیا اور پھر انگوٹری کے نمبر پر ریس
کر دیئے۔

”یس انگوٹری پلیز.....“ چند لمحوں بعد ہی ایک آواز سنائی دی اور
عمران نے اسے لڑا ہاؤس کا پتہ بتاتے ہوئے وہاں کے نمبر پوچھے جو فوراً
ہی بتا دیئے گئے اور عمران نے رابطہ ختم کر کے انگوٹری آپریٹر کے
بتائے ہوئے نمبر پر ریس کر دیئے۔

”یس لڑا ہاؤس.....“ ایک نسوانی آواز سنائی دی۔
”مادام لڑا سے بات کرائیں۔“ عمران نے الجھ بدل کر کہا۔
”کون صاحب بات کرنا چاہتے ہیں.....“ دوسری طرف سے
پوچھا گیا۔

”میرا نام رولف ہے اور میں بلیک گولڈ کے چیف گیلارڈ کا نائب
ہوں.....“ عمران نے کہا۔
”ہولڈ آن کریں.....“ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں

کے کسی آدمی سے معمولی سا تعلق بھی نہیں رکھے گا۔ لیکن میں ماریو کی
سیکریٹری ہونے کی وجہ سے جانتی ہوں۔ میں ایک آدمی مائیکل کو جانتی
ہوں۔ وہ لڑا کا دوست ہے۔ ناراک کی سب سے خطرناک پیشہ ور
قائمہ مادام لڑا کا دوست۔ وہ مائیکل گیلارڈ کا گہرا دوست ہے۔ اس کے
تعلقات ماریو سے بھی ہیں۔ وہ انتہائی خطرناک آدمی سمجھا جاتا ہے۔
کبھی کبھی سلسلے آتا ہے۔ لیکن لڑا کا بہترین دوست ہے۔ وہ جرائم کا
نہی ہے لیکن وہ جرائم پیشہ افراد کے لئے کام بک کرتا ہے۔ اس سے
جہیں گیلارڈ اور بلیک گولڈ کے بارے میں سب کچھ معلوم ہو سکتا
ہے۔..... میری نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

”کہاں رہتا ہے وہ.....“ عمران نے پوچھا۔
”اس کا پتہ کوئی نہیں جانتا۔ صرف اس پوری دنیا میں کوئی اگر
جانتا ہے تو صرف لڑا جانتی ہوگی.....“ میری نے کہا۔
”یہ بھی سن لو کہ ماریو نے میرے علاوہ مادام لڑا کے گروپ کو بھی
جہارے پیچھے لگایا ہوا ہے.....“ ایگزیکٹو نے کہا۔
”یہ مادام لڑا کہاں رہتی ہے.....“ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے
کہا۔

”لڑا ہاؤس میں.....“ میری نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ساتھ
ہی اس نے لڑا ہاؤس کا پورا پتہ بھی بتا دیا۔
”تم اس سے کبھی ملی ہو.....“ عمران نے پوچھا۔
”ہاں کئی بار وہ ماریو سے ملنے آئی تھی۔ انتہائی حسین۔ خوبصورت

بعد وہی آواز دوبارہ سنائی دی۔

”ہیلو کیا آپ لائن پر ہیں“..... بولنے والی کے لہجے میں اس بار سختی کا عنصر پہلے سے زیادہ تھا۔

”ہیں“..... عمران نے جواب دیا۔

”سوری مسٹر رولف مادم کسی گیلارڈ کو نہیں جانتیں۔ اس لئے وہ آپ سے بھی بات نہیں کرنا چاہتیں۔ برائے کرم دوبارہ کال نہ کریں۔“ بولنے والی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا گیا۔ عمران نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رابطہ آف کیا اور فون پیس کو گھٹنے پر رکھ لیا۔

”وہ کسی گیلارڈ کو جاننے سے انکاری ہے۔ اب بولو“..... عمران نے میری سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں نے جہیں کب کہا ہے کہ وہ گیلارڈ کو جانتی ہے۔ میں نے تو کہا تھا کہ وہ مائیکل کی دوست ہے۔ جب کہ مائیکل گیلارڈ کو جانتا ہے اور یہ تو ضروری نہیں ہے کہ مائیکل نے اپنی دوست کو گیلارڈ کے متعلق سب کچھ بتا دیا ہو“..... میری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہو نہ ہو واقعی تم درست کہہ رہی ہو۔ بہر حال میں خود ہی معلوم کر لوں گا کہ تم نے صحیح ٹپ دی ہے یا نہیں۔ اب تم بتاؤ الیگزینڈر تم کیا کہتے ہو۔ جہارے آدمی ہمارے خلاف کام کر رہے ہیں اس لئے“۔ عمران نے بات کو ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا۔

”یہ تو میں صرف معاوضے کی وجہ سے کام کر رہا تھا۔ ورنہ اس کے

کلوز ہونے کے بعد مجھے اس کی ضرورت نہ رہی تھی۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آج کے بعد میرا گروپ جہارے خلاف کام کرنا چھوڑ دے گا۔“ الیگزینڈر نے کہا۔

”آج کے بعد کا کیا مطلب“..... عمران نے خشک لہجے میں پوچھا۔

”مطلب ہے۔ اب تو رات پڑ چکی ہے۔ کام تو صبح ہی ہو گا۔ بہر حال اگر تم تسلی چاہتے ہو تو کلب کا نمبر ملاؤ۔“ شیجر رالف سے میری بات کراؤ میں جہارے سامنے اسے ہدایات دے دیتا ہوں“..... الیگزینڈر نے کہا۔

”اور ہمارے جانے کے بعد اگر تم نے مزید ہدایات دے دیں تو“۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

”نہیں مجھے واقعی اب اس بکھیرے میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے اور سنو اور تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ میں اپنی بیوی میری کی قسم کھاتا ہوں کہ میں جہارے خلاف کام نہیں کروں گا اور نہ ہی میرے آدمی کام کریں گے“..... الیگزینڈر نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”یہ میری جہاری بیوی ہے یا کسی اور میری کی بات کر رہے ہو“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں اس کی بات کر رہا ہوں۔ یہ میری بیوی بھی ہے دوست بھی اور ساتھی بھی اور ہم دونوں کے درمیان مشرقی طرز کی محبت ہے۔“ الیگزینڈر نے جواب دیا۔

”اس کے باوجود یہ مس ہے۔ مسز الیگزینڈر نہیں ہے۔“ عمران

احسان کو ہمیشہ یاد رکھیں گے..... میری نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔

”ہاں واقعی یہ احسان ہے..... الیگزینڈر نے جواب دیا۔
”میں خواہ مخواہ کی قتل و غارت کا قائل نہیں ہوں لیکن اپنی سلامتی کے لئے انسان پورے شہر کو بھی قتل کرنے سے دریغ نہیں کیا کرتا۔“
عمران نے جواب دیا۔

”جولیا مس میری کے ہاتھ کھول دو.....“ عمران نے جولیا کے طرف مڑتے ہوئے کہا اور جولیا سر ہلاتی ہوئی میری کی طرف بڑھ گئی۔
میری کے ہاتھ کھلتے ہی وہ تینوں تیزی سے اس کے فلیٹ سے باہر نکلے اور پھر تیز قدم اٹھاتے لفٹ کی طرف بڑھ گئے۔

”یہ تم نے خواہ مخواہ نرمی سے کام لیا ہے۔ ایسے لوگوں کی موت ان کی زندگی کی نسبت ہمارے لئے زیادہ فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔“
لفٹ میں سوار ہوتے ہی تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”یہ چھوٹی پھلیاں ہیں تنویر اور اچھے شکاری چھوٹی پھلیوں کو کاٹنے سے نکال کر واپس دریا میں پھینک دیتے ہیں..... اس لئے اچھا شکاری بننے کی کوشش کیا کرو.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ تم نے اچھا طریقہ اختیار کر رکھا ہے۔ جسے چاہا گوئی سے اڑا دیا۔ وہ تو بن جاتی ہے بڑی پھلی اور جسے چھوڑ دیا اسے چھوٹی پھلی بنا دیا اس لئے خود بڑے شکاری بن جاتے ہو.....“ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔
”ایک ہی پھلی آج تک شکار نہیں ہو سکی مجھ سے۔ میں کیسے بڑا

نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”یہ مجبوری ہے۔ میں تمہیں اصل بات بتا دیتا ہوں۔ میری شادی ماریو کی بیٹی ایلیکا سے ماریو نے زبردستی کرائی تھی حالانکہ میں میری سے محبت کرتا تھا۔ لیکن ماریو انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ اگر میں یہ شادی نہ کرتا تو وہ مجھے ایک لمحے میں ختم کر دیتا اس لئے مجبوراً مجھے اس سے شادی کرنی پڑی۔ حالانکہ وہ خود بھی مجھے پسند نہیں کرتی لیکن اس کے باوجود انتہائی تند مزاج عورت ہے۔ اس لئے میں نے خفیہ طور پر میری سے شادی کر رکھی ہے۔ میں روزانہ دو تین گھنٹے اس کے ساتھ گزارتا ہوں پھر واپس اپنے گھر چلا جاتا ہوں۔ چونکہ ہم نے شادی کو خفیہ رکھا ہوا ہے۔ اس لئے یہ مس میری کہلاتی ہے.....“ الیگزینڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چونکہ تم دنیا میں پہلے شوہر ہو جس نے بیوی کی قسم کھائی ہے۔ اس لئے مجھے تم جیسے وفا شعار شوہر پر اعتماد ہے۔ اس کے باوجود یہ بھی بتا دوں کہ اگر تم نے اب میری نگرانی کی یا اس مادام لڑا کو کوئی اشارہ کیا تو پھر تم سے پہلے جہاری یہ بیوی ہمارے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر جائے گی.....“ عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے فون پیس کو کرسی پر رکھ دیا۔

”مس میری تم بھی خیال رکھنا۔ ورنہ ہمارے ہاتھ جہاری گردن سے کبھی دور نہ رہیں گے.....“ عمران نے سرولہجے میں کہا۔

”تم۔ تم ہمیں زندہ چھوڑ کر ہم پر جو احسان کر رہے ہو۔ ہم اس

شکاری کہلا سکتا ہوں۔"..... عمران نے کن آنکھیں سے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"پھر وہی بکواس۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں پھلی ہوں اور تم مجھے شکار کرنا چاہتے ہو؟"..... جولیا نے غصے سے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا

"ارے ارے یہ کیا کہہ رہی ہو۔ تم تو سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہو۔ میں تمہارے متعلق تو نہیں کہہ رہا تھا۔"..... عمران نے لفٹ رکتے ہی دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہوئے کہا۔

"پھر کس کے متعلق کہہ رہے تھے۔ کس کا شکار کرنا چاہتے ہو تم؟"..... جولیا کو اور غصہ آگیا تھا۔

"ارے میری جرات ہے کہ میں کسی کا شکار کر سکوں۔ یہ کام تو تنویر کا ہے۔ ہر وقت کانٹے میں تعریف کا ٹکڑا لٹکائے بیٹھا رہتا ہے۔ مجھ بے چارے کے پاس تو کاٹنا بھی نہیں ہے۔ میں تو بے ضرر سا آدمی ہوں کانٹے کے بغیر۔ اب یہ تو بے چاری پھلی کی شرافت ہے کہ وہ کانٹے کی بجائے بغیر کانٹے والے کا خیال رکھ لیتی ہے۔"..... عمران نے کہا اور اس بار جولیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"بس۔ باتیں آتی ہیں تمہیں۔"..... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔
 "باتیں بنانا محاورہ ہے۔ باتیں آنا کوئی محاورہ نہیں ہے۔ کیوں جولیا؟"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ تمہاری طرح واقعی باتیں نہیں بنا سکتا۔ اس لئے وہ کام کرتا

ہے اور تم صرف باتیں بناتے رہ جاتے ہو۔"..... جولیا نے تنویر کی سائیڈ لیٹے ہوئے کہا اور تنویر کے چہرے پر بے اختیار مسرت بھری مسکراہٹ نظر آنے لگی۔

"آج کی پھلیاں بھی بڑی چالاک ہو گئی ہیں۔ گوشت بھی اچک لیتی ہیں اور کاٹنا بھی نہیں نکلتیں۔"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

پر مود نے ہی لڑا ہاؤس میں داخلے کا پروگرام گفٹر کے ذریعے بنایا تھا اور وہ بڑے اطمینان سے بیرونی گفٹر میں داخل ہو کر اندر موجود گفٹر کے ایک دہانے سے باہر نکلے تو اچانک اس کا ذہن تیزی سے چکرایا اور وہ اپنے آپ کو باوجود کوشش کے نہ سنبھال سکا تھا اور اب اسے ہوش آیا تھا تو اس کے سامنے ایک انتہائی خوبصورت اور نوجوان لڑکی اُکڑی ہوئی کھڑی تھی۔ اس کا چہرہ دیکھتے ہی وہ سمجھ گیا کہ یہی لڑا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایک نوجوان اور اس سے ذرا ہٹ کر ایک طرف ایک بھاری جسم اور گنچے سر کا جلاؤ نما آدمی کھڑا ہوا تھا۔ پر مود نے گردن گھما کر دیکھا تو اس کے ساتھ ہی توفیق بھی اس کی طرح لوہے کی راڈز والی کر سی میں جکڑا ہوا تھا۔ گو وہ ابھی بے ہوش تھا لیکن اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہو رہے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ بھی ہوش میں آ رہا تھا۔ شاید انہیں انجکشن لگائے گئے تھے۔

”تو تم ہو بلگار نیہ کے وہ مشہور ڈی ایجنٹ میجر پر مود جس کے کارناموں کی بڑی دھومیں پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں..... مادام لڑانے بڑے طرزیہ انداز میں میجر پر مود سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اور تم وہی مادام لڑا ہونا جس کے گروپ کی دہشت پورے ناراک میں پھیلی ہوئی ہے..... میجر پر مود نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا اور مادام لڑا کا سہا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا جیسے میجر پر مود نے اس کی اس طرح تعریف کر کے اس کی انا کو خاصی تقویت پہنچائی ہو۔

میجر پر مود کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں تو اس کے پورے جسم میں درد کی تیز لہریں دوڑتی چلی گئیں۔ ہوش میں آتے ہی اس کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کے واقعات فلم کی طرح تیزی سے چلنے لگے۔ اسے یاد تھا کہ وہ کیپٹن توفیق کے ساتھ ڈیوس اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے بعد پرل بار کے عقبی راستے سے نکل کر اطمینان سے سڑک پر پہنچ گئے اور جلد ہی انہیں خالی ٹیکسی مل گئی تھی اور وہ وہاں سے سیدھے لڑا ہاؤس کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ میجر پر مود وقت ضائع کرنے کا عادی نہ تھا۔ لیکن اب یہ اور بات تھی کہ پرل بار سے لڑا ہاؤس کا فاصلہ بھی زیادہ تھا اور پھر ناراک میں یک طرفہ راستوں کا کچھ ایسا جال سا پھیلا ہوا تھا کہ ٹیکسی کو یہ فاصلہ طے کرنے میں مزید وقت لگ گیا اور اس طرح جب میجر پر مود نے ٹیکسی چھوڑی تو انہیں پرل بار سے چلے ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ گزر چکا تھا اور پھر میجر

”سب سے بڑا کارنامہ تو یہی ہے کہ میں تم تک پہنچ گیا ہوں اور اب تم مجھے بتاؤ گی کہ راسکو کچیف ماریو کہاں ہے۔“ پرمود کے لہجے میں اور زیادہ اطمینان بھر گیا تھا۔ کیونکہ اس نے اسی دوران اس کرسی کی ٹکنیک کو چپک کر کرنے کی کوششیں جاری رکھی تھیں اور خود اس نے مادام لڑا کو باتوں میں لٹھالیا تھا۔ میجر پرمود باتوں کے درمیان مسلسل کرسی کے پائے کے ساتھ اپنے بوٹوں کی نوکوں کو فرش سے لگا کر اس طرح آگے پیچھے کر رہا تھا جیسے وہ ایسا بے چینی کی وجہ سے کر رہا ہو اور پھر جیسے ہی مخصوص جوتے کی باریک نو ایک جگہ ڈرا سی لٹکی اس نے پیر کو وہیں سناٹ کر دیا تھا اور دوسری ٹانگ کو اس نے اس کے اوپر اس طرح رکھ دیا تھا جیسے بیٹھے بیٹھے تھک جانے کے بعد پیر پر پیر رکھ کر بیٹھا ہو اور یہ کام اس نے اس وقت سرانجام دیا تھا۔ جب مادام لڑا گردن موڑ کر روبرو کو اس کے ساتھیوں کی چیکنگ کا حکم دے رہی تھی مادام نے کرسی پر بیٹھ کر جب اس سے بات شروع کی تو میجر پرمود کو یہ

”اب سیکرٹ بچنوں کی طرح مجھے لیکن کے بعد کوئی کہانی سنانے کی کوشش نہ کرنا۔ میں ایسی باتوں میں کبھی نہیں آیا کرتی۔ میرا نام لڑا ہے اور تم جیسے ڈی ایجنٹ مجھے ڈاج نہیں دے سکتے۔“..... مادام لڑا نے منہ بناتے ہوئے کہا اور میجر پر مودبے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”بہت خوب تمہارے متعلق جیسا میں نے سنا تھا تم ویسی ہی ہو۔ تیز طرار۔ خوبصورت۔ دلکش اور ذہین۔“ ویسے اگر تم اسے خوشامد نہ سمجھو تو میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ اس قدر خاصیتیں میں نے کم ہی کسی عورت میں بیک وقت دیکھی ہیں.....“ میجر پر مود نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

”روح“..... مادام لڑانے کی نیت ساتھ کھڑے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ییس مادم“..... روجر نے چونک کر مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔
”اس کا اطمینان بتا رہا ہے کہ اسے اپنے مزید ساتھیوں کا انتظار ہے

منہی کھول کر وہ لمحہ تم پر وارد کر سکتی ہوں۔"..... اس بار لڑانے منہ بناتے ہوئے ناگوار سے لہجے میں کہا اور میجر پر مودبے اختیار طنزیہ انداز میں ہنس پڑا۔

"موت زندگی اگر انسانوں کے بس میں ہوتی تو شاید اس کرہ ارض پر اب تک ایک آدمی بھی زندہ نظر نہ آتا مادام لڑانے تم اس بات کو چھوڑو اور مجھے بتاؤ کہ ماریو کہاں ہے۔"..... میجر پر مودبے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ماریو کے متعلق اب کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہوگا اور کس حلیے میں ہوگا۔ کیونکہ راسکو گھوڑو بچلی ہے۔ اس لئے تم اب ماریو کو اور راسکو کو بھول جاؤ۔"..... لڑانے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"جب کہ ڈیوس نے مجھے بتایا تھا کہ تم اس کے بارے میں جانتی ہوگی۔"..... میجر پر مودبے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں یہ اس کی غلط فہمی تھی۔ میں واقعی اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔ اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ جہاز ابہاں مشن کیا صرف راسکو کا خاتمہ ہے یا کوئی اور مشن بھی تھا۔"..... لڑانے جواب دیا۔

"بلکاریہ سے انتہائی قیمتی معدنیات چوری کی گئی ہے اور یہاں آ کر مجھے یہی معلوم ہوا ہے کہ یہ چوری راسکو نے کی ہے اور راسکو اس لئے گھوڑی گئی ہے کہ وہ میری کارروائی سے ڈر گئی تھی۔ لیکن میں اپنے ملک کے دشمنوں کو پاتال سے بھی نکال لانے کا عزم رکھتا ہوں اور ایسے ہی ہوگا۔ راسکو اور اس کے چیف ماریو کو بہر حال میرے ہاتھوں

دیکھ کر خاصا اطمینان ہوا تھا کہ مادام کی توجہ اس کی ناگہانوں کی طرف قطعاً نہ تھی وہ مسلسل اس کا چہرہ ہی دیکھ رہی تھی اور اب اس کرسی کی گرفت سے نکلنا اس کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا۔ لیکن وہ چاہتا تھا کہ مادام لڑا کو ابھی تاثر دے کر وہ بے بس ہے۔ اس سے جس قدر زیادہ معلومات حاصل کر سکے حاصل کر لے۔

"جہازے لہجے میں لمحہ بہ لمحہ اطمینان زیادہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ کیا جہازا خیال ہے کہ میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گی۔"..... لڑانے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مجھے ایسی کوئی خوش فہمی نہیں ہے مادام لڑا لیکن شروع سے ہی میری فطرت ایسی ہے کہ مجھے کبھی موت سے خوف محسوس نہیں ہوا۔ مجھے یقین ہے کہ جو لمحہ میری موت کا مقرر ہے وہ مل نہیں سکتا اور جب تک وہ لمحہ نہیں آتا۔ دنیا کی کوئی طاقت مجھے مار نہیں سکتی اور بچپن میں ایک بزرگ نے مجھے بتایا تھا کہ جہازا بڑھا پڑا شاندار گزروے گا اور ابھی میں بوڑھا نہیں ہوا۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ ابھی وہ لمحہ نہیں آیا جس لمحے میں نے مرنا ہے۔"..... میجر پر مودبے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ واقعی مشرقی لوگ انتہائی سادہ لوح ہوتے ہیں۔ آج جہازی باتیں سن کر مجھے اس بات کا یقین ہو گیا ہے اگر تم جیسا ڈی ایجنٹ ایسی سادہ لوحی کی بات کر سکتا ہے۔ تو پھر عام لوگوں کا کیا حال ہوگا۔ جہازی موت کا لمحہ میری منہی میں جکڑا ہوا ہے۔ میں جب چاہوں اپنی

مرنا پڑے گا۔ ہر صورت میں اور ہر قیمت پر..... میجر پرمود کا بچہ یلخت بدل گیا تھا۔

”گذا خاسے جی وار آدمی ہو۔ ان حالات میں بھی ایسی باتیں کر رہے ہو۔ لیکن مجھے افسوس ہے میجر پرمود اب واقعی تمہاری موت کا لمحہ آہی گیا ہے..... مادام لڑانے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ یلخت کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

”تمہارا جوجی چاہے کرتی رہتا۔ میں تو ظاہر ہے تمہیں روکنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں، لیکن میری صرف ایک بات کا جواب دے دو کہ کیا تم واقعی ماریو کے بارے میں جانتی ہو کہ وہ اس وقت کہاں ہو گا۔“ میجر پرمود نے اسے طرح مطمئن لہجے میں کہا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے پہلے بوٹ کے مڑے ہوئے حصے پر دوسرے پیر کو اٹھا کر مار دیا اور مخصوص انداز کی ضرب لگتے ہی اس کے بوٹ کی ٹو سے ایک باریک چھری بغیر کسی آواز کے باہر نکلنے لگی اور پرمود نے پیر کو ذرا سا ہلکا کر چیک کر لیا کہ یہ تیز چھری کسی تار کے اندر لکھی ہوئی ہے۔

”میں نہیں جانتی۔“ لڑانے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”کیا واقعی تم جانتی ہو کہ وہ جوجی کا بیٹا ہے جو بوجب کہہ رہا تھا کہ تم اس پورے ناراک میں واحد شخصیت ہو۔ جو جانتی ہو.....“ میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں اپنی بات دوہرانے کی قائل نہیں ہوں۔ میجر پرمود اور اب میری انگلی کی طرف دیکھو ابھی یہ حرکت کرے گی اور تم پر موت وارد

ہو جائے گی۔ البتہ مرنے سے پہلے اس بزرگ کو ضرور یاد رکھنا جس نے تمہارا بڑھا پاشاندہ کر گرنے کی بات کی تھی..... مادام لڑانے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے ضرور یاد کروں گا۔ بلکہ تمہیں بھی یاد کر اؤں گا۔“ پرمود نے انتہائی ٹھنڈے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پیر کو ایک زوردار جھٹکا دیا تو کھٹاک کھٹاک کی تیز آوازیں کے ساتھ ہی اس کے بازوؤں اور جسم کے گرد موجو دلوہے کے رازز یلخت غائب ہو گئے اور پھر پلک جھپکنے سے بھی کم عرصے میں میجر پرمود کسی چھتے کی طرح اچھلا اور دوسرے لمحے لڑا جیتتی ہوئی اس کے ہاتھوں میں انھی اور ایک دھماکے سے اس گتے جلا دے جا کر انی جو حیرت بھرے انداز میں خاموش کھڑا یہ سب کچھ ہوتا دیکھ رہا تھا۔ مادام لڑا کے اس طرح اچانک نکلنے سے وہ بھی چیختا ہوا پشت کے بل ایک دھماکے سے نیچے گر۔ ریو الور مادام لڑا کے ہاتھوں سے ٹکل کر دور جا گر تھا۔ لیکن وہ اس گتے جلا دے نکل کر جیسے ہی نیچے گری یلخت اس نے قلا بازی کھائی اور ایک لمبا جھپ لے کر سیدھی اس طرف کو ہی گئی جہاں اس کا ریو الور گر تھا۔ وہ واقعی انتہائی پھرتیلی اور چست لڑکی تھی۔ لیکن دوسرے لمحے مشین پینل کی تیز تڑاوت کے ساتھ ہی گتے جلا دے کی جھنجھٹ کرے میں گونجیں اور ریو الور کو جھپٹ کر مادام لڑا ابھی مڑنے ہی لگی تھی کہ ایک بار پھر تڑاوت کی آوازیں کے ساتھ ہی اس کے حلق سے ٹٹکنے والی جھنجھٹ فضا میں گونجتی چلی گئیں۔ ریو الور اس کے ہاتھوں

سے نکل کر کافی آگے جا کر اٹھا اور اس کی نال بچک گئی تھی۔ جب کہ مادام لڑا لاشعوری طور پر اب اپنے ہاتھ کو جھٹک رہی تھی جس میں ایک لمحہ پہلے ریو اور موجود تھا۔

”اب اٹھ کر کھڑی ہو جاؤ مادام لڑا اور نہ اس بار گولیاں تمہارے خوبصورت جسم میں یقیناً داخل ہو جائیں گی۔“ میجر پرمود کا لہجہ بے پناہ کرخت تھا۔

”تم۔ تم۔ تم نے کیسے یہ راڈز ہٹائے۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔“
مادام لڑا نے دونوں ہاتھ اٹھا کر سر پر رکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

”دیوار کی طرف گھوم جاؤ۔ جلدی کرو۔“ پرمود نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے تیز لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے جس طرح بجلی جھپکتی ہے اس طرح دیوار کی طرف مڑتی ہوئی مادام لڑا گھومی اور دوسرے لمحے وہ کسی گیند کی طرح میجر پرمود کے سینے سے ایک دھماکے سے آکر نکل آئی اور میجر پرمود اچانک اور غیر متوقع وار سے سنبھل نہ سکا اور اچھل کر پشت کے بل نیچے گرا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں موجود مشین پستل بھی اڑتا ہوا ایک طرف جا گرا۔

مادام لڑا نے نیچے قلمبازی کھائی اور پھر اتنی حیرت انگیز انداز میں وہ ہوا میں اڑتی ہوئی سیدھی اسی مشین پستل کے قریب جا گری۔ میجر پرمود کا جسم نیچے گرتے ہی کسی سرنگ کی طرح سٹنار اور ابھی مادام لڑا کا ہاتھ مشین پستل تک نہ پہنچا تھا کہ میجر پرمود بھی کسی گیند کی طرح

اڑتا ہوا اس کے جسم سے پوری قوت سے نکل آیا اور مادام لڑا کا جسم فرش کے ساتھ تیزی سے گھسٹتا ہوا آگے کی طرف بڑھتا چلا گیا اور اس بار وہ واقعی نہ سنبھل سکی تھی۔ اس کا سر دیوار سے جا ٹکرایا اور اس کا جسم ایک لمحے کے لئے فضا میں بلند ہوا اور پھر ایک دھماکے سے گرا اور ساکت ہو گیا۔ میجر پرمود بھی اس کے ساتھ ہی گھسٹتا چلا گیا تھا۔ لیکن سامنے مادام لڑا کا جسم آگے ہونے کی وجہ سے وہ دیوار سے ٹکرانے سے بچ گیا تھا اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ مادام لڑا بے حس و حرکت پڑی ہوئی تھی۔ البتہ اس کا ہاتھ مشین پستل کے دستے پر جما ہوا تھا اور مشین پستل دیوار کی جڑ میں چبھ کر رک گیا تھا۔ مادام لڑا دیوار کے ساتھ سر ٹکرانے کی وجہ سے بے ہوش ہو چکی تھی۔ میجر پرمود نے تیزی سے مشین پستل جھپٹا اور اس کے ساتھ ہی وہ گھوما اور دوڑتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا کیونکہ اسے اصل خطرہ روجر کی آمد کا تھا۔ یا کوئی اور بھی آ سکتا تھا۔ اس نے تیزی سے دروازے کو اندر سے لاک کیا اور پھر دروازے سے پشت لگا کر زور زور سے سانس لینے لگ گیا۔ اس کا بھرہ اس پر جو رجد و جہد کی وجہ سے کپکپ ہونے لگا تھا کی طرح سرخ پڑا ہوا تھا۔

”بہت خطرناک لڑا ہے یہ تو۔“ اسی لمحے کرسی میں جکڑے بیٹھے توفیق کی آواز سنائی دی اور میجر پرمود اس طرح چونکا جیسے اسے پہلی بار احساس ہوا ہو کہ کمیشن توفیق بھی یہاں موجود ہے۔

”ہاں خاصی تیز ہے۔“ میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور

اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر دروازے کے ساتھ موجود سوچ پینل پر لگے ہوئے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے اور پھر جیسے ہی اس نے ایک بٹن پریس کیا کھٹاک کھٹاک کی تیز آوازوں سے توفیق کی کرسی کے راڈز بھی غائب ہو گئے اور توفیق ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”اسے اپنے والی کرسی پر بٹھاؤ جلدی کرو“ میجر پرمود نے بے ہوش پڑی ہوئی مادام لڑا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور کیپٹن توفیق تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے دیوار کی جڑ میں میڑھے میڑھے انداز میں پڑی ہوئی مادام لڑا کو گھسیٹ کر کاندھے پر لاداد اور واپس اس کرسی کی طرف بڑھ گیا جس پر چند لمبے لمبے وہ خود بٹھا ہوا تھا۔ اس نے بے ہوش مادام لڑا کو اس پر بٹھا کر سر کی مدد سے اس کے سر کو کرسی کی پشت سے لگا کر اس کا جسم سیدھا کیا اور دونوں ہاتھوں سے اس کے دونوں بازو کرسی کے بازوؤں پر رکھے۔ میجر پرمود نے وہی بٹن پریس کر دیا جس کے پہلے پریس ہونے سے راڈز غائب ہوئے تھے اور اس بار جیسے ہی بٹن پریس ہوا کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی راڈز دوبارہ نمودار ہوئے اور مادام لڑا کا بے ہوش جسم راڈز میں جکڑا گیا۔ راڈز کے نمودار ہوتے ہی کیپٹن توفیق پیچھے ہٹ گیا اور مادام لڑا کا چہرہ راڈز کے اوپر جھک گیا۔

”جہارے پاس بھی مشین پینل ہوگا۔ انہوں نے یہاں ہمیں جکڑنے سے پہلے ہماری تلاش نہیں لی تھی اس لئے کام بن گیا ہے۔“

میجر پرمود نے توفیق سے کہا۔

”میں میجر میری جیب میں بھی مشین پینل موجود ہے۔“ کیپٹن توفیق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے پہلے ہم باہر موجود افراد اور روجر کا خاتمہ کر لیں پھر مادام لڑا سے اطمینان سے بات ہوگی۔“ میجر پرمود نے دروازے کا لالک کھولتے ہوئے کہا اور پھر مشین پینل اٹھائے وہ تیزی سے باہر نکل گیا۔ کیپٹن توفیق اس کے پیچھے تھا۔ کوٹھی خاصی بڑی تھی لیکن اس میں ملازموں کی تعداد واقعی میجر پرمود کی توقع کے خلاف بے حد کم تھی۔ روجر اور اس کے چار ساتھی ایک تہہ خانے میں موجود بڑی بڑی مشینوں کے سامنے بیٹھے ہوئے انہیں مل گئے تھے اور میجر پرمود نے روجر اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ ان مشینوں کو بھی فائرنگ کر کے تباہ کر دیا تھا۔ دونوں ملازم توفیق کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے تھے اور پھر میجر پرمود نے توفیق کو کوٹھی کی پوری طرح تلاشی لینے کا کام سونپا اور خود وہ واپس اسی کمرے میں آ گیا جہاں لڑا بھی تک کرسی میں جکڑی ہوئی بیٹھی تھی۔ پرمود نے آگے بڑھ کر اس کا راڈز پر بٹھا ہوا سر ایک ہاتھ سے پکڑ کر سیدھا کیا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے اس کے گال پر تھپ مارنے شروع کر دیئے۔ وہ تھپ بلی قوت سے مار رہا تھا اور جو تھے تھپ پر لڑا نے جھپٹے ہوئے آنکھیں کھولیں اور پرمود پیچھے ہٹ گیا اور پھر اس نے وہی کرسی اٹھائی جس پر لڑا بیٹھی ہوئی تھی اور اسے لڑا کرسی کے سامنے رکھ کر وہ اطمینان سے بیٹھ گیا۔ لڑا نے ہوش میں

جواب دیا۔

"میں نے اس وقت بھی تمہیں سچ بتایا تھا اور اب بھی سچ ہی کہہ رہی ہوں کہ مجھے اس کا علم نہیں ہے"..... لڑانے جواب دیا۔

"تمہیں پتہ نہ ہوگا۔ لیکن میں نے اسے بہر حال تلاش کرنا ہے۔ اس لئے کوئی ٹپ کوئی ٹیکو۔ کوئی درمیانی آدمی۔ کوئی اڈہ کوئی جگہ۔" پرمود نے اس بار سر دلچے میں کہا۔

"میں کچھ بھی نہیں جانتی"..... لڑانے سہٹ لچے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ میجر پرمود کوئی جواب دیتا۔ دروازہ کھلا اور توفیق اندر داخل ہوا۔

"میجر یہ ایک ڈائری ملی ہے۔ اس میں شاید ٹرانسمیٹر فریکوئنسی درج ہیں"..... کیپٹن توفیق نے ایک نیلے رنگ کے کور والی ڈائری میجر پرمود کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یہ میری پرسنل ڈائری ہے۔ اس میں فریکوئنسی درج نہیں ہیں بلکہ میرے بینک اکاؤنٹس درج ہیں البتہ میں نے انہیں اس انداز میں درج کیا ہے کہ وہ فریکوئنسی لگتی ہیں"..... لڑانے جواب دیتے ہوئے کہا۔ میجر پرمود نے کوئی جواب دینے کی بجائے ڈائری کھولی اور اس کا مطالعہ کرنا شروع کر دیا۔

"میرے آدمیوں کا کیا ہوا ہے"..... لڑانے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جو اس عمارت میں موجود تھے وہ سب ختم کر دیئے گئے ہیں"۔ میجر

آتے ہی پہلے تو ہونٹ بھینچ کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات پھیلنے چلے گئے۔ پرمود اسی طرح اطمینان سے کرسی پر بیٹھا ہوا اسے دیکھ رہا تھا۔

"تم۔ تم نے کیسے کرسی کے راڈز کو کھول لیا۔ جب کہ اس کا سوچ تو بہت دور تھا"..... لڑانے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ سب جہارے آدمیوں کی غفلت کی وجہ سے ممکن ہوا ہے یا دوسرے لفظوں میں میرے لئے قدرت کی طرف سے انعام سمجھ لو۔ جہارے آدمیوں نے مجھ جس کرسی پر بیٹھا تھا۔ اس کا آپریشننگ تار ایک جگہ سے فرش کی اینٹوں کی درمیان تنگا ہو چکا تھا اور اس تار کو دیکھ کر ہی میں سمجھ گیا تھا کہ یہ سوچ آپریشننگ سسٹم ہے اور شاید اس سسٹم کی وجہ سے تم بھی پوری طرح مطمئن تھیں۔ بہر حال میں نے بوٹ کی ٹواس میں انکاد دی اور پھر اپنے بوٹ کی عقبی سمت کو میں نے دوسرے بوٹ سے ٹھوک ماری تو بوٹ کی ٹوئیں موجود تیز اور باریک چھری اس تار کے نیچے سے گزر گئی۔ اس کے بعد پیر کے ایک زور دار جھٹکے نے اس تار کو توڑ دیا اور میں آزاد ہو گیا"..... میجر پرمود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہو نہ ہو تم اسی لئے مطمئن بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھے تو اس کا تصور بھی نہ تھا۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ اب تم کیا چاہتے ہو"..... لڑانے لمبا سا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"دہی کچھ جو میں نے پہلے پوچھا تھا۔ راپو کا پتہ"..... پرمود نے

بلادیا۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ بلیک گولڈ کے چیف کو جانتی ہو....." پرمود نے پوچھا۔

"بلیک گولڈ کو۔ ہاں جانتی ہوں۔ لیکن اس کا جہاز ملک سے کیا تعلق۔ اس کا دائرہ کار تو ابکیریمیا۔ یورپ اور افریقہ ہے۔ وہ تو ایشیا میں کام نہیں کرتی۔ جب کہ جہاز ملک ایشیا میں واقع ہے....." لڑا نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"یہ سوچنا جہاز کام نہیں ہے۔ تم میرے سوالوں کے جواب دیتی جاؤ بس....." اس بار میجر پرمود نے کشت لہجے میں کہا۔

"تم خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے ہو۔ سنو میرے ساتھ معاہدہ کر لو۔ تم کچھ کچھ نہ کہو۔ اس کے بدلے میں تم جو چاہو وہ میں کرنے کے لئے تیار ہوں....." لڑا نے کہا۔

"مثلاً تم کیا کر سکتی ہو....." میجر پرمود نے ہونٹ ہنچتے ہوئے پوچھا۔

"تم جس قدر دولت چاہو میں تمہیں دے سکتی ہوں۔ اس کے علاوہ اگر تم چاہو تو ہفتہ تک میں جہاز کے ساتھ جہازری دوست کی حیثیت سے رہ سکتی ہوں۔ اس کے علاوہ میرا گروپ بھی اب جہاز کے اور جہاز کے ساتھی کی تلاش بند کر سکتا ہے....." لڑا نے جواب دیا۔

اسی لمحے کیپٹن توفیق اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا لانگ رینج ٹرانسمیٹر تھا۔ میجر پرمود نے اس کے ہاتھ سے

پرمود نے ڈائری سے نظریں ہٹائے بغیر جواب دیتے ہوئے کہا اور لڑا نے بے اختیار ہونٹ ہنچ لئے۔

"یہ مائیکل کون ہے....." میجر پرمود نے ڈائری بند کرتے ہوئے کہا۔

"میرا بوائے فرینڈ ہے۔ جہاز کے آنے سے پہلے اس کا فون آیا تھا وہ آج کل ملک سے باہر گیا ہوا ہے اور ایک ہفتے بعد اس کی آمد ہے۔" لڑا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"توفیق یہاں لانگ رینج ٹرانسمیٹر ہوگا۔ وہ لے آؤ....." میجر پرمود نے کیپٹن توفیق سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس میجر موجود ہے۔ میں لے آتا ہوں....." کیپٹن توفیق نے جواب دیا اور تیزی سے واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"تم کیا کرنا چاہتے ہو....." لڑا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں چیک کرنا چاہتا ہوں کہ کیا واقعی یہ اکاؤنٹس نمبر ہیں یا فریکوئنسیز ہیں....." پرمود نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"بے شک چیک کر لو....." لڑا نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مائیکل کیا کام کرتا ہے....." پرمود نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"وہی جو میں کرتی ہوں۔ اس کا ایک بڑا گروپ ہے۔ نوادرات کی سرنگٹ کرتا ہے....." لڑا نے جواب دیا اور پرمود نے اثبات میں سر

”اس کے چیف کا نام گیلارڈ ہے اور اس کا مین اڈہ گیلارڈ ہاؤس ہے
لیکن وہ وہاں کبھی کبھار ہی نظر آتا ہے۔ انتہائی سفاک اور ظالم آدمی ہے
بس میں اس کے بارے میں استہابی جانتی ہوں۔“ لڑانے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

”او۔۔۔ کے فی الحال استہابی کافی ہے اور سنو میں تمہیں زندہ چھوڑ کر جا
رہا ہوں۔ اس کرسی سے نجات حاصل کرنا جہاز اپنا کام ہے اگر کر سکو
تو زندہ رہو گی ورنہ اسی طرح جمو کی پیاسی تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جاؤ گی
لیکن اگر تم زندہ رہو تو یہ بات یاد رکھنا کہ اب اگر تم یا جہاز سے
گروپ کا کوئی آدمی ہمارے آئے آیا تو پھر جہاز یا یہ ہاؤس تم سمیت
ہمیں سے اڑا دیا جائے گا۔“ پرمود نے سخت لہجے میں کہا۔

”نہیں نہیں یہ قلم مت کرو میں اس سے آزاد نہ ہو سکوں گی اور
جہاں کوئی آدمی زندہ نہیں رہا جو مجھے جہاں سے نجات دلا سکے۔ یہ تو قلم
ہے۔ میں مرجاؤں گی۔“ مجھے آزاد کر دو۔“ ہمیں تمہارے خدا کا واسطہ
میرے ساتھ یہ قلم نہ کرو۔“ لڑانے بڑی بیانی انداز میں چختے ہوئے
کہا۔

”ایک شرط ہے کہ تم اپنے آدمیوں کو میرے سامنے فون کر کے
ان سے کہو کہ وہ ہماری تلاش بند کر دیں۔“ پرمود نے کہا۔

”ہاں ہاں میں ایسا کرتی ہوں۔“ ٹرانسمیٹر فریکوئنسی ایڈجسٹ کر دو
میں ابھی جہاز سے سامنے ایسا کرتی ہوں اور سنو میں اپنی جان کی قسم
کھا کر وعدہ کرتی ہوں کہ اب دوبارہ میں یا میرا گروپ تم سے کوئی

ٹرانسمیٹر لیا اسے اپنے گھٹنوں پر رکھا اور پھر ڈائری کھول لی۔ اس نے
اس میں درج ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور بین دبا کر کال دینا شروع
کر دی۔ لیکن کافی دیر تک کال دینے کے باوجود جب دوسری طرف سے
کال انڈنڈ کی گئی تو اس نے باری باری تقریباً تمام فریکوئنسیز ایڈجسٹ
کیں تو کسی فریکوئنسی پر کوئی رابطہ نہ ہو سکا تو اس نے ٹرانسمیٹر اور
ڈائری اٹھا کر توفیق کی طرف بڑھادی۔

”ہاں اب بتاؤ۔“ بلیک گولڈ کا ہیڈ کوآرٹر کہاں ہے اور اس کا چیف
کون ہے۔“ میجر پرمود نے اکتائے ہوئے سے لہجے میں کہا۔

”مجھے نہیں معلوم میں نے پہلے ہی بتایا ہے تمہیں۔“ لڑانے
جواب دیا۔

”کیپٹن توفیق لڑا کو گولی سے اڑا دو۔ ہم نے خواہ مخواہ اس وقت
ضائع کیا ہے۔“ میجر پرمود نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کیپٹن توفیق
سے کہا۔

”یس میجر۔“ کیپٹن توفیق نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے
ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پشٹل نکال لیا۔
”سنو مجھے مت مارو۔ میں تمہیں بلیک گولڈ کے بارے میں ایک دو
باتیں بتا سکتی ہوں۔ بس۔ استہابی میں جانتی ہوں۔“ لڑانے تیز
لہجے میں کہا۔

”بتاؤ اگر تم نے کوئی کام کی بات بتادی تو شاید میں تمہیں زندہ
چھوڑ کر چلا جاؤں۔“ پرمود نے خشک لہجے میں کہا۔

تعلق نہ رکھے گا۔..... لڑانے فوراً ہی کہا۔

”فریکو نسی بتاؤ۔..... پر مود نے کہا اور لڑانے ایک فریکو نسی بتا دی۔ پر مود نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر اس پر لڑا کی بتائی ہوئی فریکو نسی ایڈجسٹ کی اور پھر اسے لڑا کے قریب لے جا کر اس نے اس کا بشن آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو لڑا کالنگ اور۔..... لڑا نے جلدی جلدی کال دینا شروع کر دی۔

”میں جیکب انڈنگک یو مادام اور۔..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”کیا رپورٹ ہے جیکب۔ ان بگارنوی ہینٹنوں کے بارے میں اور۔..... لڑا نے تیز لہجے میں کہا۔ پر مود ساتھ ساتھ بشن دبائے چلا جا رہا تھا۔

”مادام وہ پرل بار سے نکلتے ہی غائب ہو چکے ہیں۔ میرے آدمی پورے تاراک میں انتہائی سرگرمی سے انہیں تلاش کر رہے ہیں لیکن ان کا کوئی پتہ نہیں چل رہا اور۔..... جیکب نے قدرے ہلکے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سنو جیکب ہم سے مشن واپس لے لیا گیا ہے۔ اس لئے اب ہمیں ان لوگوں کو تلاش کرنے اور ان کے خلاف کام کرنے کی ضرورت نہیں رہی جتنا فیچہ تم ان کے خلاف تمام سرگرمیاں فوری طور پر بند کر دو۔ اس ازمائی آرڈر اور۔..... لڑا نے انتہائی تمکنا لہجے میں کہا۔

”میں مادام آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی مادام اور۔..... دوسری طرف سے جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ ایسے تھا جیسے لڑا کے اس حکم سے اس کے کاندھوں سے کوئی بڑا بوجھ اتر گیا ہو۔

”او۔ کے اور اینڈ آل۔..... لڑا نے کہا اور پر مود نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے کرسی پر رکھ دیا۔

”اپنا وعدہ یاد رکھو گی ناں۔..... میجر پر مود نے کہا۔

”ہاں تم قطعی بے فکر رہو۔ اب میرا یا میرے کسی آدمی کا تم سے کوئی تعلق نہ رہے گا۔ تم جو چاہے کرتے رہو۔ ویسے بھی راسکو کلوز ہو چکی ہے۔ اب مجھ پر جہارے فٹنشن کرنے کی کوئی ذمہ داری باقی نہیں رہی۔..... لڑا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے۔..... پر مود نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا بازو تیزی سے گھوما اور لڑا کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکل گئی۔ پر مود کی مڑی ہوئی انگلی کا ہک اس کی کنکٹی پر پڑا تھا اور ایک ہی ضرب اس کے لئے کافی ثابت ہوئی اور اس کی گردن ڈھلک گئی۔ وہ بے ہوش ہو چکی تھی میجر پر مود مڑا اور اس نے سوچ بوجھ پر ڈپر جا کر اس کا بشن پریس کیا تو کھٹاک کھٹاک کی تیز آوازیوں کے ساتھ ہی کرسی کے راڈز غائب ہو گئے اور اس پر پھکی ہوئی لڑا لڑکھڑا کر نیچے فرش پر گر گئی لیکن وہ اسی طرح بے حس و حرکت پڑی رہی۔

”آؤ توفیق اب یہاں سے نکل چلیں۔..... میجر پر مود نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”اگر اسے ختم کر دیا جاتا تو زیادہ بہتر نہ تھا“..... توفیق نے کہا۔
 ”نہیں اس کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ ایک تو یہ عورت ہے دوسری یہ
 بے بس تھی۔ تیسری اہم بات یہ ہے کہ دوبارہ کسی بھی وقت اگر
 ہمیں کوئی ایسی بات معلوم ہو گئی جس سے پتہ چلا کہ اس کے پاس
 راسکو کا کوئی گھوہ ہے تو اس کے زندہ رہ جانے کی صورت میں اس سے
 معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں“..... میجر پرمود نے بیرونی گیٹ کی
 طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”لیکن میجر اس بار کام تو انوکھا ہے کہ راسکو ہی بند کر دی گئی ہے
 اور سب لوگ غائب ہو گئے ہیں“..... توفیق نے کہا۔

”ہاں ان لوگوں نے واقعی عجیب سسٹم بنا رکھا ہے۔ لیکن مجھے
 ایک شک ہے کہ دراصل راسکو ایک گولڈ ایک ہی سکے کے دو
 رخ ہیں۔ اس لئے ہمیں واپس جانے سے پہلے بلیک گولڈ کو بھی ٹنول
 لینا چاہتا ہوں۔ ورنہ دوسری صورت یہی ہے کہ ہم واپس جائیں اور
 یہاں خنجر چھوڑ دیں پھر جب راسکو اوپن ہو تو پھر ہم فوری طور پر واپس آ
 جائیں“..... میجر نے عمارت کے مین گیٹ سے باہر آتے ہوئے کہا
 اور توفیق نے اثبات میں سر ہلادیا۔

لڑائی آنکھیں کھلیں تو اسے سر میں درد کی شدت سے دھماکے سے
 ہوتے ہوئے محسوس ہوئے۔ لیکن پوری طرح شعور میں آتے ہی جیسے
 ہی اسے احساس ہوا کہ وہ زندہ بھی ہے اور کرسی کے راڈز سے آزاد بھی
 ہے تو اسے ساری تکلیف یکھت بھول گئی۔ وہ بے اختیار ایک جھٹکے سے
 اٹھ کھڑی ہوئی۔

”اوہ اوہ تھینک گاڈ۔ یہ لوگ واقعی شریف دشمن ہیں۔ ورنہ مجھے
 اس طرح زندہ چھوڑ کر کبھی نہ جاتے“..... لڑانے ادھر ادھر دیکھتے
 ہوئے کہا اور پھر وہ قدم بڑھاتی کرسی پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر کی طرف
 بڑھ گئی۔ اس نے جلدی سے جیکب کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر
 بٹن دبایا۔

”ہیلو ہیلو لڑا کالنگ اوور“..... لڑانے تیز لہجے میں کہا۔
 ”یس ما دام جیکب انٹرننگ یو اوور“..... دوسری طرف سے جیکب

ہو چکے ہیں۔ میں موجود نہ تھی۔ اس لئے بچ گئی ہوں۔ ان سے تو میں نمٹ لوں گی لیکن تم ایسا کرو کہ فوری طور پر چار یا اعتماد ملازموں کا بندوبست کر کے میری رہائش گاہ پر مجبوراً دو اور روکم کو کال کر کے کہہ دو کہ وہ اپنے آدمی بھیج کر جہاں سے تمام لاشیں اٹھوالے..... لڑانے تیز تیز لے جیے ہیں کہا۔

”شکر ہے مادام کہ آپ بچ گئی ہیں۔ میں ابھی بندوبست کرتی ہوں آپ بے فکر رہیں..... دوسری طرف سے روٹھ نے جواب دیا اور لڑا نے او۔ کے کہہ کر رسیور رکھا اور پھر خود ایک سائینر پر موجود ہاتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔ کیونکہ اس کا انگ انگ دکھ رہا تھا اور وہ اب اطمینان سے گرم پانی سے غسل کرنا چاہتی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ روٹھ سارے انتظامات خود ہی کر لے گی چونکہ میجر پر مود اور اس کا ساتھی باہر گئے تھے اس لئے مین گیٹ لازماً کھلا ہوا ہوگا اور پھر جب وہ تقریباً ایک گھنٹہ بعد ہاتھ روم سے باہر آئی تو وہ اتنی ذریعہ گرم پانی میں غسل کرتے رہنے سے اب پوری طرح تازہ دم ہو چکی تھی۔ جب وہ باہر آئی تو کرسی پر بیٹھی ہوئی ایک نوجوان عورت جھٹکنے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

”اوہ روٹھ تم کب آئی ہو..... لڑانے حیران ہو کر پوچھا۔
”آپ کی کال ملنے کے فوراً بعد میں نے بندوبست کیا اور خود اس لئے ساتھ آ گئی تاکہ خود آپ کو مبارکباد دے سکوں۔ روکم نے اپنا کام کر لیا ہے۔ لڑا ہاؤس سے لاشیں اٹھوائی گئی ہیں۔ تمام ضروری صفائی

کی آواز سنائی دی۔
”تم نے میری سابقہ ہدایات پر عمل کیا ہے اور..... لڑانے کہا۔
”یس مادام آپ کے حکم کی تعمیل ہو چکی ہے اور..... جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے بس میں نے یہی پوچھنا تھا۔ اور اینڈ آل..... لڑانے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے جلدی سے دروازہ کھول کر باہر جھانکا لیکن راہداری خالی پڑی ہوئی تھی اور لڑانے ایک طویل سانس لیا۔ اس نے جیکب کو اس لئے کال کی تھی کہ اسے اچانک خیال آگیا تھا کہ کہیں میجر پر مود دروازے کے باہر چھپا ہوا نہ ہو کہ کیا وہ اپنے وعدے پر قائم رہتی ہے یا نہیں۔ لیکن باہر آکر اسے معلوم ہوا کہ وہ لوگ واقعی جا چکے تھے۔ اسے معلوم تھا کہ رہائش گاہ میں اس کے ملازمین روجر اور اس کے ساتھی ہلاک کر دیئے گئے ہوں گے۔ بلیک روم کا انچارج کوڈوئے کی لاش تو وہ خود دیکھ آئی تھی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی اپنے خصوصی دفتر کی طرف بڑھ گئی۔ دفتر میں پہنچ کر اس نے فون کارسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”یس روٹھ سپیکنگ..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”لڑا بول رہی ہوں یہاں میرے ہاؤس پر دشمنوں نے حملہ کر دیا تھا۔ روجر اور اس کے ساتھی اور میرے تمام ملازم ان کے ہاتھوں ہلاک

کر دی گئی ہے۔ ملازم بھی آکچے ہیں۔..... روتھ نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کہاں ہیں بلواؤ انہیں۔..... لڑانے ایک آرام کرسی پر نیم دراز ہوتے ہوئے کہا اور روتھ تیزی سے مڑی اور کمرے سے باہر چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی تو اس کے ساتھ چار نوجوان عورتیں اور چار ادھیر عمر مرد تھے اور پھر روتھ نے ان کا تفصیلی تعارف کرایا۔

”انہیں یہاں رہنے کے تمام قواعد و ضوابط بتا دیئے ہیں ناں تم نے۔“ لڑانے روتھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس مادام یہ پوری طرح تربیت یافتہ لوگ ہیں۔ آپ کو ان سے کوئی شکایت نہ ہوگی۔..... روتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے۔..... مادام لڑانے کہا اور اٹھ کر وہ ایک سائیڈ میں موجود الماری کی طرف بڑھی۔ اس نے الماری کھولی اور پھر نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر اس نے روتھ کی طرف اچھال دی۔

”یہ تو ہے جہاز معاوضہ۔ کافی ہے۔..... لڑانے کہا۔

”بہت ہے مادام۔ میری توقع سے بھی بڑھ کر۔..... روتھ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اور یہ دوسری گڈی لو اور ان سب میں تقسیم کر دو۔ اگر انہوں نے مجھے خوش رکھا تو ہماری تنخواہوں کے علاوہ ایسے انعامات مزید بھی انہیں ملتے رہیں گے۔..... مادام نے الماری سے ایک اور گڈی نکال کر روتھ کی طرف پھینکتے ہوئے کہا اور الماری بند کر کے وہ واپس اسی

آرام کرسی پر جا کر بیٹھ گئی۔

روتھ نے اسے سلام کیا اور پھر ان سب ملازموں کو ساتھ لے کر وہ اس کمرے سے باہر نکل گئی۔ مادام کافی دیر تک بیٹھی۔ میجر پر مود کے بارے میں سوچتی رہی۔ اس کی سوچ اس وقت ختم ہوئی جب ایک ملازمہ نے اسے ذرا تیار ہونے کی اطلاع دی اور وہ اٹھ کر ڈائننگ روم کی طرف بڑھ گئی۔ باورچی واقعی ماہر فن تھا اور اس نے اس کی پسندیدہ ڈیش ہی تیار کی تھیں۔ اس لئے لڑانے پوری طرح سیر ہو کر کھانا کھایا اور پھر اپنی پسندیدہ شراب کے دو جام پینے کے بعد اس نے ملازمین کو مزید ہدایات دیں اور اپنے بیڈ روم کی طرف بڑھ گئی۔ بیڈ روم میں جا کر اس نے وی سی آر پر اپنی پسندیدہ فلم لگائی اور بیڈ پر لیٹ کر اطمینان سے فلم دیکھنے میں مصروف ہو گئی۔ اس کی عادت تھی کہ سونے سے پہلے وہ وی سی آر پر کم از کم دو فلمیں ضرور دیکھا کرتی تھی۔ ابھی ایک فلم بھی ختم نہ ہوئی تھی کہ پاس پڑے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی اور لڑا بے اختیار چونک پڑی۔ اس نے ریموٹ کنٹرول کی مدد سے ٹیلی ویژن کی آواز بجلی کی اور پھر ریسور اٹھایا۔

”یس کون ہے۔..... لڑانے بھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا کیونکہ اس وقت اگر اسے ڈسٹرب کیا جاتا تو اس کا مود آف ہو جایا کرتا تھا۔ پہلے ملازم چونکہ اس بات سے واقف تھے اس لئے وہ ایسا نہیں کرتے تھے۔

”ٹریسیا بول رہی ہوں مادام ایک فون کال آئی ہے۔“ ایک

پھر جیسے اس کے ذہن میں اچانک دھماکے سے ہونے شروع ہو گئے۔
یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی اس کے سر پر ہتھوڑے مار رہا ہو اور اس کی
آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ چند لمحوں تک تو اسے کچھ سمجھ نہ آیا
کہ کیا ہو رہا ہے۔ لیکن پھر اسے احساس ہوا کہ دروازے پر زور زور سے
دستک دی جا رہی ہے۔ وہ اچھل کر بیڈ پر بیٹھ گئی اور سائیڈ پر لگے
ہوئے سوچ کو اس نے دبا یا تو لائٹ روشن ہو گئی۔ پھر اس نے بیڈ کی
سائیڈ میں ہک سے لٹکا ہوا ایک مائیک اٹھایا اور اس کا بٹن دبا دیا۔
"کون ہے"..... لڑا نے غصے کی شدت سے حلق کے بل چھینے
ہوئے کہا۔

"ٹریسیا بول رہی ہوں مادام"..... کمرے کی اندرونی دیوار سے
آواز نکلتی ہوئی سنائی دی۔
"کیا بات ہے"..... لڑا نے غصے کی شدت سے اور زیادہ تیز لہجے
میں چھینے ہوئے کہا۔
"باہر آئیے مادام یہ رولف صاحب زبردستی اندر گھس آئے ہیں۔"
ٹریسیا نے کہا۔

"رولف صاحب۔ زبردستی گھس آئے ہیں کیا مطلب"..... لڑا
نے حیران ہو کر کہا۔

"مادام میں گیلارڈ کا نائب ہوں۔ آپ سے ایک ضروری بات کرنی
ہے۔ اس لئے پلیز آپ باہر آجائیں"..... اس بار ایک مردانہ آواز
سنائی دی اور لڑا نے مائیک آف کیا۔ اسے ہک سے لٹکا کر اس نے گاؤن

مُودبانہ نسوانی آواز سنائی دی۔

"کس کی کال ہے"..... لڑا نے چونک کر پوچھا۔

"کوئی رولف صاحب ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ بلیک گوڈ کے
چیف گیلارڈ کے نائب ہیں وہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔" ٹریسیا
نے جواب دیا۔

"سنو اسے کہہ دو کہ میں کسی گیلارڈ وغیرہ کو نہیں جانتی اور نہ میں
اس وقت کسی سے بات کرنا چاہتی ہوں اور تم بھی سن لو جب میں بیڈ
روم میں چلی جاؤں تو مجھے معمولی سی ڈسٹربنس بھی پسند نہیں آتی۔ اگر
تم تمی نہ ہوتیں تو تم نے جس طرح مجھے ڈسٹرب کیا ہے میں تمہیں
گولی سے اڑا دیتی۔ اگر میں معاوضہ اور انعام دینے میں فیاض ہوں تو
غلطی پر گولی مارنے میں بھی اتنی ہی فیاضی سے کام لیتی ہوں تمہیں۔"
لڑا نے انتہائی غصیلے لہجے میں چھینے ہوئے کہا اور انٹرکام کارسیور کرپل
پر چرچ کر اس نے ٹیلی ویژن کی آواز ریوٹ کنٹرول سے دوبارہ تیز کی اور
فلم دیکھنے لگی۔

"ہونہہ گیلارڈ کا نائب۔ یہ گیلارڈ شاید کوئی کام دینا چاہتا ہوگا
لیکن میں اس کا کام کیسے کر سکتی ہوں۔" نانسنس..... لڑا نے
بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ اسی طرح کافی دیر تک بڑبڑاتی رہی۔ لیکن
پھر آہستہ آہستہ نارمل ہوتی گئی اور پھر ہتھوڑی در بعد اسے نیند آنے لگی
تو اس نے وی سی آر اور ٹیلی ویژن آف کئے اور بتیاں بکھا کر وہ سو گئی۔
چند لمحوں بعد وہ گہری نیند سو چکی تھی۔ اطمینان بھری گہری نیند۔ لیکن

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کرسی پر تقریباً نیم دراز گیلارڈ نے رسیور اٹھایا اور کان سے لگایا۔

"یس..... گیلارڈ کا بچہ اتہائی کرخت تھا۔

"ذیر بول رہا ہوں پاس۔ میں نے پہلے آپ کو ڈیوس کے خاتمے کی تفصیلی رپورٹ دی تھی..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ہاں بھر..... گیلارڈ کا بچہ اور زیادہ سخت ہو گیا۔

"اب مادام لڑاکے بارے میں رپورٹ ہے میرے پاس۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور گیلارڈ بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھ کر سیدھا ہو گیا۔

"کیسی رپورٹ۔ تفصیل سے بات کرو..... گیلارڈ نے غراتے ہوئے کہا۔

اٹھا کر پہنا اور پھر الماری سے ایک ریو الور نکال کر اس نے گاؤن کی جیب میں ڈالا اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے سپیشل لاک کھولا اور پھر جھٹکے سے دروازہ کھول دیا۔ مگر دوسرے لمحے وہ بری طرح اچھل پڑی۔ اس کے چہرے پر شدید ترین حریت کے تاثرات تیزی سے پھیلنے چلے گئے۔

”سنو ڈیمرے یہ درست ہے کہ میری مادام سے دوستی ہے۔ لیکن مادام اس وقت راسکو کے مشن میں مصروف ہے اور تم جانتے ہو کہ ہم راسکو سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ اس لئے ہمیں اس سے کوئی مطلب نہیں کہ راسکو کے دشمن کیا کرتے پھر رہے ہیں اور کون ہیں۔ اس لئے تم نے اس معاملے میں قطعاً کوئی مداخلت نہیں کرنی۔ اٹا ز مائی آرڈر..... گیلارڈ نے تیرے لیے میں کہا۔

”یس باس میں سمجھ گیا ہوں..... دوسری طرف سے موڈ بانہ لےجے میں جواب دیا گیا اور گیلارڈ نے ریسور رکھ دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ یہ ہنگامہ نوئی گروپ ڈیوس کو ختم کر کے لڑا تک بھی پہنچ گیا ہے۔ لیکن انہوں نے لڑا کو کیوں زندہ چھوڑ دیا ہے۔ کیا وہ اس طرح کوئی ٹریننگ کرنا چاہتے ہیں..... گیلارڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر کرسی سے اٹھ کر وہ سیدھا ایک سائیڈ پر موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس کے اندر موجود ایک مخصوص قسم کا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور الماری بند کر کے وہ واپس کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی اور فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے اس کا ایک بٹن دبا دیا۔ ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی تیز آوازیں نکلنے لگیں۔

”ہیلو ہیلو گیلارڈ ڈکالنگ اوور..... گیلارڈ نے تیرے لیے میں بار بار کال دینا شروع کر دی۔

”یس ٹانف بول رہا ہوں اوور..... چند لمحوں بعد ایک سخت اور

”باس مادام لڑا نے ملازم سہائی کرنے والی کمپنی روٹھ کی مالک روٹھ کو فون کیا اور اسے بتایا کہ دشمنوں نے اس کی رہائش گاہ پر حملہ کر دیا تھا۔ وہ چونکہ رہائش گاہ پر موجود تھی۔ اس لئے وہ توجہ گئی ہے لیکن اس کے سارے ملازم ان کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے ہیں سہتاخہ وہ آٹھ نئے ملازم بھجوا دے اور ساتھ ہی اس نے روکم کو بھی آدمی بھیجنے کا حکم دیا۔ تاکہ رہائش گاہ سے لاشیں اٹھوائی جاسکیں۔ آپ تو جانتے ہیں کہ روکم روٹھ کا شریک کار ہے اور ایسے کاموں میں ایکسپرٹ ہے۔ بظاہر وہ کفن و دفن کا ادارہ چلاتا ہے..... ڈیمرے نے کہا۔

”پھر..... گیلارڈ نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”روٹھ ملازموں کو ساتھ لے کر مادام کی رہائش گاہ پر خود گئی۔ وہ ابھی واپس آئی ہے۔ میں نے اس سے پوچھ گچھ کی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ مادام خفیہ وعافیت ہیں۔ لیکن وہ قدرے پریشان ضرور لگتی تھیں۔ ویسے اس کے مطابق مادام کی رہائش گاہ میں موجود تمام ملازموں کو گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے..... ڈیمرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میرے لئے استہابی کافی ہے کہ مادام لڑا زندہ ہے اور بس..... گیلارڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”باس کیا آپ ان لوگوں کو ٹریس نہ کرائیں گے جنہوں نے مادام کی رہائش گاہ پر حملہ کیا ہے..... ڈیمرے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

نظر آنے لگ جاتے ہیں۔..... گیلارڈ نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائف بے اختیار ہنس پڑا۔ لیکن وہ کرسی پر بیٹھنے کی بجائے ایک طرف موجود ریک کی طرف بڑھ گیا۔ جس میں شراب کی بوتلیں بھری ہوئی تھیں۔ اس نے ایک بوتل اٹھائی اور پھر اگر میز کی دوسری طرف ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

”ہاں اب بتاؤ کس قیامت کے آثار جنہیں نظر آنے لگ گئے ہیں۔“ ٹائف نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے شراب کی بوتل کھولنا شروع کر دی۔

”مسکد میرا نہیں ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ یہ مسکد حل ہو جائے۔“ گیلارڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تمہارا مسکد بھی نہیں ہے اور تم مسکد حل بھی کرنا چاہتے ہو۔ کیا مطلب کیا اس بار ملک سے باہر رہتے ہوئے تمہارے دماغ میں کوئی خلل تو پیدا نہیں ہو گیا۔“ ٹائف نے شراب کا ایک لمبا سا گھونٹ لینے کے بعد حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ملک سے باہر کیا مطلب۔“ گیلارڈ نے چونک کر کہا۔

”تم نے تقریباً دو ماہ بعد ملک گولڈ کو اوپن کیا ہے۔ اس لئے میرا اندازہ تھا کہ تم اس دوران ملک سے باہر ہی رہے ہو گے۔“ ٹائف نے شراب کا ایک اور بڑا سا گھونٹ لیتے ہوئے کہا اور گیلارڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

”ہاں واقعی میں ملک سے باہر رہا تھا۔ تمہارا اندازہ درست ہے۔“

”انتہائی کھردری سی آواز سنائی دی۔“

”ٹائف فوراً میرے دفتر آ جاؤ تم سے انتہائی ضروری باتیں کرنی ہیں اور اینڈ آف۔“ گیلارڈ نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا۔ کرسی سے اٹھا اور اسے واپس الماری میں رکھ کر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ایک راہداری سے گزر کر وہ ایک دروازہ کھول کر دوسری طرف بنے ہوئے ایک انتہائی شاندار اور دفتر کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں پہنچ گیا تھا۔ اس نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کیا اور پھر آگے بڑھ کر وہ انتہائی طویل و عریض دفتری میز کے پیچھے رکھی ہوئی ریو لوئنگ کرسی پر بیٹھ گیا۔ کرسی پر بیٹھتے ہی اس نے میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کارسیور اٹھایا اور ایک بٹن دبایا۔

”یس۔“..... دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”ٹائف آ رہا ہے۔ اسے فوراً میرے پاس بھجوا دینا۔“ گیلارڈ نے تیز اور تھکما دینے لہجے میں کہا اور بغیر دوسری طرف سے جواب سننے اس نے کارسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر سوچ کی لکیریں نمایاں ہو گئی تھیں۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک ٹھوس جسم اور لمبے قد کا مالک نوجوان اندر داخل ہوا۔

”ہیلو گیلارڈ خیریت ہے۔ اس طرح ایمرجنسی کال کی ہے جیسے قیامت ٹوٹ پڑی ہو۔“..... آنے والے نے انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

”جنہیں بلایا ہی اس وقت جاتا ہے۔ جب قیامت ٹوٹنے کے آثار

بہر حال اب ہمیں اصل مسئلے پر بات کرنی چاہئے۔ میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں۔ جب میں نے بلیک گولڈ اوپن کی تو مجھے سب سے پہلے اطلاع ملی کہ ماریو نے اچانک راسکو کو کلوڈ کر دیا ہے۔ میں نے اس کی پرواہ نہ کی۔ کیونکہ میں نے کبھی راسکو سے کوئی تعلق نہیں رکھا۔ پھر مجھے اطلاعات ملیں کہ ماریو نے اس بار راسکو کو اپنے مخصوص مقاصد کے لئے آف نہیں کیا بلکہ چند دشمن ہجمنوں سے خوفزدہ ہو کر بند کیا ہے تو میں بے حد حیران ہوا۔ میں نے مزید انکوائری کرائی تو پتہ چلا کہ راسکو نے ایشیا کے ایک ملک بنگاریہ اور اس کے ہمسایہ ملک پاکیشیا سے کوئی انتہائی قیمتی معدنیات حاصل کی لیکن شاید اس کے آدمیوں سے کوئی حماقت ہو گئی ہوگی جس کی وجہ سے اس کی اطلاع دونوں حکومتوں کو ہو گئی اور انہوں نے راسکو کے خاتمے کے لئے اپنے ایجنٹ روانہ کر دیئے۔ بنگاریہ کا ڈی سیکشن سب سے فعال ہے اور اس کا معروف ڈی ایجنٹ میجر ہرمود اپنے ایک ساتھی کے ساتھ یہاں پہنچ چکا ہے اور اسی طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا دنیا کا خطرناک ترین ایجنٹ علی عمران بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں پہنچنے والا ہے یا پہنچ چکا ہوگا۔ یہ دونوں اب راسکو یا ماریو کا تو کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ کیونکہ راسکو کلوڈ ہو چکی ہے۔ لیکن وہ لوگ مسلسل حرکت میں ہیں ماریو نے شاید راسکو کلوڈ کرنے سے پہلے ان کے خاتمے کا مشن ڈیوس اور مادام لزا گروپ کے سپرد کر دیا تھا۔ وہ لوگ راسکو کلوڈ ہو جانے کے باوجود مشن پر کام کر رہے ہیں۔ ان پاکیشیائی ہجمنوں کے

بارے میں تو کوئی اطلاع نہیں ملی لیکن بنگارنوی ایجنٹ میجر ہرمود کے بارے میں مجھے اطلاعات ملی ہیں اس نے ڈیوس کو اس کے اڈے میں داخل ہو کر اس کا خاتمہ کر دیا ہے اور ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ اس نے مادام لزا کی رہائش گاہ پر حملہ کیا ہے اور اس کے تمام ملازمین کو ہلاک کر دیا ہے مادام لزا بھاگ گئی ہے۔ کیونکہ وہ رہائش گاہ میں موجود نہ تھی لیکن میرا دل کہتا ہے کہ بات ایسی نہیں ہے۔ اس نے مادام لزا کو یقیناً کسی ٹریپ کے لئے زندہ چھوڑ دیا ہوگا۔..... گیلارڈ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”پھر..... ٹائف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے اب خطرہ محسوس ہو رہا ہے کہ کہیں راسکو کے بند ہونے اور ساتھ ہی بلیک گولڈ کے اوپن ہونے سے وہ یہ نہ سمجھ لیں کہ یہ دونوں ایک ہی تنظیم ہیں اس طرح وہ راسکو کی بجائے بلیک گولڈ کے خلاف حرکت میں بھی آسکتے ہیں“..... گیلارڈ نے کہا اور ٹائف نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”ہاں ایسا ممکن ہے۔ اگر میں تمہیں اور ماریو دونوں کو ذاتی طور پر نہ جانتا ہوتا اور مجھے تم دونوں کی کارکردگی کے علیحدہ علیحدہ دائرہ کار کے متعلق ذاتی طور پر علم نہ ہوتا تو میں بھی یہی سمجھتا کیونکہ آج تک ہوا بھی ایسا ہی ہے کہ ایک تنظیم کلوڈ ہوتی ہے تو جب دوسری اوپن ہو جاتی ہے اور جب دوسری کلوڈ ہوتی ہے تو پہلی اوپن ہو جاتی ہے“..... ٹائف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن بلیک گولڈ تو خود کافی وسیع اور فعال تنظیم ہے۔ سینکڑوں آدمی اس میں شامل ہیں۔ کیا تم خود یہ کام نہیں کر سکتے.....“ ٹائف نے کہا۔

”نہیں دو وجوہات کی بنا پر میں ایسا نہیں کرنا چاہتا۔ پہلی بات تو یہ کہ میں یا میرے آدمی اگر ان کے خلاف کام کریں گے تو اگر ان کے ذہن میں خدشہ موجود ہو کہ ہوسکتا ہے کہ راسکو اور بلیک گولڈ ایک ہی تنظیم ہے تو یہ خدشہ یقین میں بدل جائے گا اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ راسکو کے خلاف کام کرنے آئے ہیں۔ اگر میں براہ راست ان کے خلاف سامنے آگیا تو پھر کل کو راسکو میرا شکر یہ ادا کرے گی۔ اس طرح دونوں کے درمیان لنک پیدا ہو جائے گا اور میں ایسا کوئی لنک پیدا نہیں کرنا چاہتا۔ کیونکہ ہماری فیلڈ ایک جیسی ہے جہاں تک جہاری بات ہے تم قطعی علیحدہ ہو۔ جہارا کوئی تعلق نہ راسکو سے ہے اور نہ بلیک گولڈ سے اور نہ جہارا گروپ پیشہ ور قاتلوں کا گروپ ہے اور نہ عام گروپ۔ اس لئے کسی کو پتہ بھی نہ چلے گا اور بلیک گولڈ پر منزل لانے والا خطرہ بھی ختم ہو جائے گا اور مجھے جہاری کارکردگی کا بھی اچھی طرح علم ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ تم یہ کام باقی سب کی نسبت زیادہ آسانی سے کر بھی لو گے باقی رہا معاوضہ تو دو سستی اپنی جگہ اور کام اپنی جگہ۔ تم جو معاوضہ چاہو وہ میں تمہیں ابھی اور اسی وقت ادا کر دیتا ہوں.....“ گیلارڈ نے کہا۔

”جہاری بات درست ہے اور میں یہ کام کرنے کے لئے بھی تیار

”تم اسے اتفاق کہہ سکتے ہو۔ کیونکہ بہر حال تم جانتے ہو کہ ہمارا آپس میں کسی بھی سطح پر نہ کوئی لنک ہے اور نہ ہی کوئی مخالفت۔ لیکن میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ راسکو تو بند ہو گئی ہے لیکن اس کا عذاب بلیک گولڈ کو نہ جھگٹنا پڑ جائے.....“ گیلارڈ نے کہا۔

”بالکل جہارا خدشہ درست ہے۔ ایسا ممکن ہے۔ لیکن اب تم کیا چاہتے ہو اور تم نے مجھے کیوں کال کیا ہے.....“ ٹائف نے بوتل سے شراب کا آخری گھونٹ حلق میں اتار کر خالی بوتل ایک طرف رکھی ہوئی بڑی سی ٹوکری میں اچھلے ہوئے کہا۔

”میں تمہیں اس قدر کند ذہن نہ سمجھتا تھا ٹائف جس قدر تم اپنے آپ کو ثابت کر رہے ہو.....“ گیلارڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو.....“ ٹائف نے چونک کر کہا۔ اس کے لیے جس قدر دے تخی نمایاں تھی۔

”تم چیلے ویسٹرن کارمن کی سیکرٹ سروس کے انتہائی معروف ایجنٹ رہے ہو اور اب تم ناراک میں اس قسم کے کاموں میں ملوث ہو۔ اس کے باوجود تم مجھ سے پوچھ رہے ہو کہ میں نے تمہیں کیوں کال کیا ہے.....“ گیلارڈ نے کہا۔

”جہارا مطلب ہے کہ میں ان بنگالوی اور پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف کام کروں.....“ ٹائف نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہاں میرے یہی مطلب ہے اور اس کے لئے میں تمہیں جہارا منہ مانگا معاوضہ دینے کو تیار ہوں.....“ گیلارڈ نے کہا۔

گیلارڈ نے کہا۔

”اب کوئی کلیو دے دو۔ پھر دیکھو میں کس طرح کام کرتا ہوں۔“
ٹائف نے کہا۔

”ایک ہی کلیو ہے میرے ذہن میں اور میرے خیال کے مطابق وہ انتہائی کامیاب کلیو ہے۔ مادام لزا کی نگرانی کراؤ۔ بنگارنوی گروپ وہاں ایک بار حملہ کر چکا ہے۔ اس وقت لازماً موجود نہ تھی۔ لیکن اب آگئی ہے وہ لازماً دوبارہ حملہ کریں گے اور چونکہ راسکو نے ان دونوں گروپوں کے خاتمے کے لئے ڈیوس اور مادام لزا کو ہار کیا تھا۔ جن میں سے ڈیوس ہلاک ہو چکا ہے۔ اس لئے لامحالہ وہ پاکیشیائی گروپ بھی لزا کے پیچھے ہی آئے گا۔ اس کے علاوہ پاکیشیائی گروپ کے لئے ایک اور کلیو بھی موجود ہے۔ اس کے خلاف ماریو نے مادام لزا کے علاوہ الیگزینڈر بار والے الیگزینڈر گروپ کی خدمات بھی حاصل کی تھیں۔ ان کے متعلق ابھی تک کوئی اطلاع نہیں ہے کہ انہوں نے اس گروپ کو فریس کیا ہے یا نہیں اس کی نگرانی سے براہ راست ان سے معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔ بس میرے پاس تو یہی کلیو ہے۔ باقی نہ میں ان کی تعداد جانتا ہوں اور نہ ان کے حلیوں سے واقف ہوں۔“
گیلارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گڈ تم نے واقعی بہترین کلیو دیئے ہیں۔ حلیوں کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ لوگ میک اپ کے ماہر ہوتے ہیں۔“..... ٹائف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

ہوں لیکن اس کے لئے میری دو شرطیں ہوں گی۔ ایک تو یہ کہ تم مجھے بنگارنوی اور پاکیشیائی سجنٹوں کے متعلق کوئی ایسا کلیو دو گے جس سے میں ان کے خلاف کام کرنے کے لئے کوئی لائن آف ایکشن بنا سکوں اور دوسرا یہ کہ تم مجھے اس کا معاوضہ دونوں گروپوں کے لئے علیحدہ علیحدہ دو گے یا اگر تم چاہو تو ایک گروپ کے لئے مجھے ہائر کر سکتے ہو۔ پھر دوسرے کے خلاف میں کام نہیں کروں گا..... ٹائف نے کہا۔

”مجھے جہادری دونوں شرطیں منظور ہیں۔ تم دونوں گروپوں کے خاتمے کے لئے معاوضہ بتاؤ..... گیلارڈ نے کہا۔

”بنگارنوی گروپ کے خلاف کام کرنے کا معاوضہ ایک لاکھ ڈالر ہوگا۔ اخراجات علیحدہ ان کا بل مشن کے آخر میں جہارے سسٹے آجائے گا اور پاکیشیائی گروپ کے خلاف کام کرنے کا معاوضہ پانچ لاکھ ڈالر ہوگا۔ اخراجات علیحدہ..... ٹائف نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔“ مجھے منظور ہے۔ تم اپنا اکاؤنٹ نمبر اور بینک کا نام بتاؤ معاوضہ وہاں منتقل ہو جائے گا..... گیلارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ٹائف نے میز پر رکھا ہوا کاغذ اٹھایا اور قلم ان سے بال پوائنٹ اٹھا کر اس نے بینک اکاؤنٹ اور بینک کا نام وغیرہ لکھ کر کاغذ گیلارڈ کی طرف بڑھا دیا۔ گیلارڈ نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر تہہ کر کے جیب میں رکھ لیا۔

”ٹھیک ہے۔ یہ کام ابھی ہو جائے گا۔ اس کی فکر مت کرو۔“

”شکریہ“..... گیلارڈ نے جواب دیا اور ٹائف اٹھ کھڑا ہوا۔

”او۔ کے اب تم ہر طرح سے مطمئن رہو۔ میں اب انہیں خود سنبھال لوں گا۔ ویسے میرا یہ مشورہ ہے کہ جب تک ان دونوں کا خاتمہ نہ ہو جائے تم بلیک گولڈ کو بھی کلوز کر دو۔ اس طرح جہاری تنظیم اور تم خود بھی ان کے ہاتھوں سے ہر طرح سے محفوظ رہو گے۔“ ٹائف نے کہا۔

”ہاں جہارا مشورہ درست ہے۔ فوری طور پر میرے پاس بھی کوئی ایسا کام نہیں ہے کہ جس کے لئے اسے اوپن رکھنا ضروری ہو اور تم ایسا کرنا کہ ایون ایون ٹرانسمیٹر مجھ سے رابطہ رکھنا۔ تاکہ مجھے معلوم ہو سکے کہ تم نے ان کا خاتمہ کر دیا ہے۔“..... گیلارڈ نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے“..... ٹائف نے کہا اور مڑ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے باہر جانے کے بعد گیلارڈ نے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور اس نے اپنی سیکرٹری کو ٹائف کا اکاؤنٹ اور بینک وغیرہ کی تفصیلات نوٹ کر آکر حکم دیا کہ اس اکاؤنٹ میں فوری طور پر چھ لاکھ ڈالر منتقل کر دیئے جائیں اور پھر رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور اپنے دفتر سے باہر آ گیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ جب تک ان دونوں گروپس کا خاتمہ نہیں ہو جاتا۔ وہ اب گیلارڈ کا میک اپ بھی ختم کر دے گا اور بلیک گولڈ کو بھی کلوز کر دے گا اور خود اپنے اصل روپ مائیکل کے روپ میں آجائے گا۔ اسے یقین تھا کہ ٹائف اور اس کا

گروپ بلگارنوی اور پاکیشیائی دونوں گروپس کے خلاف بہترین کارکردگی ظاہر کرے گا۔ حنا بچہ بھی فیصلہ کر کے وہ تھوڑی دیر بعد کار میں بیٹھا اپنی اس خفیہ کمین گاہ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ جہاں وہ گیلارڈ والا روپ بھی ختم کر سکتا تھا اور بلیک گولڈ کو کلوز کرنے کا خصوصی مشین پر اعلان بھی کر سکتا تھا۔

”سوری وہ بیڑ روم میں جا چکی ہیں اس لئے اب ان سے ملاقات نہیں ہو سکتی“..... ملازم نے بھی خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور واپس مڑنے ہی لگا تھا کہ عمران نے اسے زور سے دھکا دیا اور وہ بے اختیار دوڑتا ہوا کئی قدم اندر چلا گیا تو عمران تیزی سے اس کے پیچھے گیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلنا عمران کا بازو گھوما اور اس کی گردن پر عمران کی کھڑی ہتھیلی اس قدر قوت سے پڑی کہ کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ اچھل کر نیچے گر کر اور پھر زیادہ سے زیادہ چند لمحوں میں تپ کر ساکت ہو گیا۔ اسی لمحے تنویر بھی پیچھے سے اندر آگیا۔

”تم آگے عمارت میں جا کر ملازموں کو چیک کرو میں کار اندر لے آتا ہوں“..... عمران نے تنویر سے کہا اور تنویر تیزی سے دوڑتا ہوا عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ عمران واپس مڑا اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے بھانک کھولا اور باہر نکل آیا۔ جو لیا کار سے اتر کر پہلے ہی تنویر کے پیچھے اندر آ چکی تھی اور اب وہ بھی تنویر کے پیچھے اصل عمارت کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ عمران باہر موجود کار میں بیٹھا اور اس نے کار بھانک کے اندر لے آکر روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ واپس بھانک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے پہلے بڑا بھانک بند کیا اور پھر چھوٹا۔ تنویر اور جو لیا اس دوران عمارت کے اندر داخل ہو کر اس کی نظروں سے غائب ہو چکے تھے۔ عمران کار میں دوبارہ بیٹھا اور اس نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھائی اور چند لمحوں بعد وہ کار کو وسیع

عمران، تنویر اور جو لیا کے ہمراہ الیگزینڈر اور مس میری کے فلیٹ سے نکل کر سید حائز اہاؤس کی طرف روانہ ہو گیا۔ لڑا ہاؤس کے قریب پہنچ کر اس نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور پھر وہ سب پیدل چلتے ہوئے لڑا ہاؤس کے بڑے بھانک کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ لڑا ہاؤس خاصی وسیع و عریض اور جدید طرز تعمیر کی رہائش گاہ تھی۔

”کیا ہم نے براہ راست اندر جانا ہے“..... تنویر نے کہا۔

”ہاں یہ رہائش گاہ ہے۔ یہاں زیادہ سے زیادہ ملازم ہی ہوں گے۔ اس لئے کسی بکھیرے میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے“..... عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے بھانک کے ساتھ ستون پر لگا ہوا کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ تھوڑی دیر بعد چھوٹا بھانک کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی باہر آگیا۔ اس کا لباس اور انداز بتا رہا تھا کہ وہ ملازم ہے۔

”مادام لڑا سے ملنا ہے“..... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

وہ غلیظ پورچ میں روک چکا تھا۔ جہاں پہلے ہی ایک نئے ماڈل کی انتہائی قیمتی کار موجود تھی۔ عمران کار سے اتر کر ابھی سیزر حیاں چڑھا ہی تھا کہ تنویر باہر آگیا۔

”تین مرد تھے ان کا خاتمہ کر دیا ہے جب کہ چار عورتیں بے ہوش ہیں۔ میں تو ان کا بھی خاتمہ کر رہا تھا مگر جو یوانے روک دیا“..... تنویر نے کہا۔

”جہارا بس چلے تو ایک کو چھوڑ کر تم باقی سب کا خاتمہ کر دو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک بڑے سے سنگ روم میں پہنچ گئے جہاں فرش پر چار عورتیں بے ہوش پڑی ہوئی تھیں۔

”یہ لباس سے ملازمہ ہی لگ رہی ہیں۔ جو یوانے تم اس لڑکا کا بیڈ روم تلاش کر دو“..... عمران نے جو یوانے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں نے کوشش کی ہے۔ لیکن کوٹھی اتنی بڑی ہے کہ مجھے بیڈ روم کہیں نظر نہیں آیا۔ ان میں سے ایک عورت کو ہوش میں لا کر معلوم کر لیتے ہیں“..... جو یوانے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جو یوانے تیزی سے آگے بڑھی اور اس نے جھک کر ایک عورت کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہوئے تو جو یوانے بھیجے ہٹ گئی۔

”یہ عام سی ملازمہ نظر آتی ہے اس لئے میرا خیال ہے۔ یہ صرف دھمکی میں ہی زبان کھول دے گی“..... عمران نے کہا اور چند لمحوں

بعد اس عورت کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور اس کے ساتھ ہی اس کے حلق سے بے اختیار رچ نکل گئی۔ ہجرہ ثلث اور خوف کی شدت سے بگڑ سا گیا تھا۔

”کھڑی ہو جاؤ ورنہ گولی مار دوں گا“..... عمران نے جیب سے مشین پشٹل نکال کر ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا اور وہ عورت ایک جھٹکے سے اٹھ کر پہلے بیٹھی اور پھر کھڑی ہو گئی۔ لیکن اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔

”مم۔ مم۔ بے قصور ہوں۔ میں تو ملازمہ ہوں اور مجھے یہاں آنے صرف چار پانچ گھنٹے ہوئے ہیں۔ مجھے مت مارو“..... عورت نے لرزے ہوئے لہجے میں کہا۔

”چار پانچ گھنٹے“..... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

”ہاں روٹھ کسنی والی روٹھ ہمیں یہاں لے آئی تھی۔ اس نے بتایا تھا کہ مادام کے دشمنوں نے یہاں حملہ کر کے اس کے پہلے ملازموں کو مار ڈالا ہے اس لئے سارے نئے ملازم رکھے گئے ہیں لیکن پلیز ہمیں نہ مارو ہم تو بے گناہ ہیں“..... ملازمہ نے لرزے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تم وہی عورت ہو ناں جس نے فون اٹھایا تھا۔ کیا نام ہے جہارا“..... عمران نے پوچھا۔ کیونکہ وہ اس کی آواز پہچان چکا تھا۔

”میرا نام ٹریسیا ہے۔ میری ڈیوٹی فون اٹھانے کی ہی ہے۔“ ٹریسیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جہاری مادام لڑا کہاں ہے“..... عمران نے پوچھا۔

کے ساتھ چلتی ہوئی ایک دروازے کی طرف بڑھ گئی۔
 "ان تینوں کا کیا کرنا ہے۔ انہیں تو گولی مار دوں"..... تنویر نے
 ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"نہیں یہ بچاری معمولی سی ملازمائیں ہیں۔ تم نے پہلے بھی
 ملازموں کو خواہ مخواہ ہلاک کر دیا ہے"..... عمران نے ناخوشگوار سے
 لہجے میں کہا اور تنویر ہونٹ بھیج کر خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد پھر
 جویا ٹریسیا سمیت واپس آئی۔

"میں نے دیکھ لیا ہے بیڑ روم"..... جویا نے کہا۔

"او۔ کے"..... عمران نے کہا اور پھر وہ ٹریسیا کی طرف بڑھا۔
 ٹریسیا چونک کر اسے اپنی طرف آتے دیکھنے ہی لگی تھی کہ عمران کا ہاتھ
 گھوما اور ٹریسیا جھنجھٹی ہوئی اچھل کر نیچے گری اسی لمحے عمران نے اس کی
 کنپٹی پر لات ماری اور وہ بچاری ترپ کر ساکت ہو گئی۔

"تنویر رسیاں تلاش کرو اور جیسے ان کے ہاتھ پر رسیوں سے باندھ
 دو تاکہ ان کی طرف سے پوری طرح اطمینان ہو جائے"..... عمران
 نے تنویر سے کہا اور تنویر سر ملاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر
 بعد چاروں ملازموں کے ہاتھ اور پر بھی رسیوں سے باندھ دیے گئے۔
 "اب چلو دکھاؤ کہاں ہے اس حصینہ کا بیڑ روم"..... عمران نے
 جویا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"دیکھو ایسی گھنیا باتیں آئندہ میرے سامنے نہ کرنا ورنہ میں بغیر
 کسی توقف کے گولی مار دوں گی"..... جویا نے اہتائی غصیلے لہجے

"وہ بیڑ روم میں ہے اور اس نے کہا ہے کہ اسے کسی صورت بھی
 ڈسٹرب نہ کیا جائے"..... ٹریسیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "کب سے گئی ہے وہ بیڑ روم میں"..... عمران نے پوچھا۔
 "دو گھنٹے تو ہو ہی چکے ہوں گے"..... ٹریسیا نے جواب دیتے
 ہوئے کہا۔

"جب تم نے گیلارڈ کے نائب رولف کی کال انڈک کی تھی کیا اس
 وقت مادام بیڑ روم سے باہر تھی"..... عمران نے پوچھا۔

"نہیں وہ بیڑ روم میں جا چکی تھی۔ میں نے وہیں انٹرکام پر کال کا کہا
 تھا مگر مادام نے مجھے اہتائی سختی سے جھڑک دیا تھا کہ میں نے اسے کیوں
 ڈسٹرب کیا ہے۔ اس نے رولف سے بات کرنے سے انکار کر دیا تھا اور
 مجھے کہا تھا کہ اب اگر میں نے اسے ڈسٹرب کیا تو وہ مجھے گولی مار دے
 گی"..... ٹریسیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے آؤ۔ دکھاؤ کہاں ہے مادام کا بیڑ روم اور سنو اگر کوئی
 شرارت کرنے کی کوشش کی تو ایک لمحے میں سینکڑوں گولیاں
 جہارے جسم میں گھس جائیں گی اور اگر تم نے تعاون کیا تو پھر جہاری
 جان بچ سکتی ہے"..... عمران نے شک لہجے میں کہا۔

"مجھے مت مارو میں بے گناہ ہوں میں کوئی شرارت نہ کروں گی۔"
 ٹریسیا نے اور زیادہ خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"جاؤ جویا اس کے ساتھ اور بیڑ روم دیکھ کر اسے واپس لے آؤ۔"
 عمران نے جویا سے کہا اور جویا نے اثبات میں سر ہلادیا۔ جویا ٹریسیا

”یہ ساؤنڈ پروف کمرہ ہے۔ اس لئے میرے زور دار کے اندر سے دستک ہی محسوس ہو رہے ہوں گے“..... عمران نے جواب دیا اور مسلسل کے برساتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اچانک دروازے کی سائیڈ دیوار میں لگے ہوئے رسیور سے جھٹک کی آواز سنائی دی۔

”کون ہے“۔ رسیور سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجے میں بے پناہ غصہ تھا۔

”ٹریسیا بول رہی ہوں مادام“..... عمران کے حلق سے ٹریسیا جیسی آواز نکلی لہجہ سہما ہوا سا تھا۔

”کیا بات ہے“..... لڑاکی آواز میں پہلے سے زیادہ غصہ تھا۔

”باہر آئیے مادام رولف صاحب زبردستی اندر گھس آئے ہیں۔“

عمران نے ٹریسیا کے لہجے میں کہا۔

”رولف صاحب زبردستی گھس آئے ہیں کیا مطلب“..... اس بار لڑاکی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”مادام میں گیلیارڈ کا نائب ہوں۔ آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔ اس لئے پلیز آپ باہر آجائیں“..... اس بار عمران نے مردانہ آواز میں جواب دیا۔ لیکن لہجے میں ہلکی سی منت کا تاثر نمایاں تھا۔ لڑاکی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ مگر تھوڑی دیر بعد لاک کھٹکنے کی آواز سنائی دی اور پھر بھاری دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور گاؤن پہنے ہوئے ایک خوبصورت لڑکی باہر آگئی۔ لیکن باہر آتے ہی اس کے ہجرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات نمودار ہوئے اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ

میں کہا۔

”ارے ارے اتنے غصے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تو کسی مرد کے بیڈ روم میں جانے سے گھبراتا ہوں تم عورت کی بات کر رہی ہو۔ میرا مقصد تھا کہ اس کا بند دروازہ تو دیکھا جاسکتا ہے یا وہ بھی نا محرمات میں شامل ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جویا بھی مسکرا دی اور تھوڑی دیر بعد وہ عمران اور تنویر کو ساتھ لے کر مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد ایک بند دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔

”اوہ کمرہ ساؤنڈ پروف بھی ہے اور اس میں سپیشل لاک بھی لگا ہوا ہے۔ اس لئے اسے زبردستی نہیں کھلایا جاسکتا“..... عمران نے دروازے اور اس میں لگے ہوئے لاک کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

”میں ابھی ایک لمحے میں فائر کر کے اس سپیشل لاک کو توڑ دیتا ہوں۔ پھر تو کھل جائے گا ناں دروازہ“..... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”تاکہ مادام لڑا فائرنگ ہوتے ہی کسی خفیہ راستے سے فرار ہو جائے۔ یہی چاہتے ہو ناں تم“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور تنویر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ عمران نے آگے بڑھ کر پوری قوت سے دروازے پر کے برساتے شروع کر دیئے۔

”اس قدر زور سے کے برساتے کی کیا ضرورت ہے“..... جویا نے

کہا۔

بھلی کی سی تیزی سے گاؤں کی پھولی ہوئی جیب کی طرف بڑھا۔

”خبردار ہاتھ اٹھا دو ورنہ.....“ عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بھلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر اس کے گاؤں کی جیب سے ریوالتور اچک لیا۔ لڑا اسی طرح حیرت بھری نظروں سے کھڑی دیکھتی رہی البتہ اس کے ہونٹ ہنسنے ہوئے تھے۔

”کون ہو تم.....“ لڑا نے تیز لہجے میں پوچھا مگر دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختی ہوئی اچھل کر تنویر کی طرف بڑھی۔ عمران کا ہاتھ گھوم گیا تھا۔ پھر جیسے ہی لڑا تنویر کی طرف بڑھی تنویر کا ہاتھ بھی گھوما اور لڑا چیختی ہوئی اس بار تنویر بآؤفٹ ہوا میں اچھل کر نیچے گری تو جو لیا کی ٹانگ چلی اور اس بار لڑا ایک لمحے تک تڑپ کر ساکت ہو گئی۔

”اے اٹھاؤ جو لیا اور وہیں سنگ روم میں لے چلو.....“ عمران نے کہا اور جو لیا نے آگے بڑھ کر اسے گھسیٹ کر کاندھے پر لا دیا اور پھر وہ تینوں واپس اسی سنگ روم کی طرف بڑھ گئے جہاں وہ چاروں عورتیں بندھی ہوئی موجود تھیں پھر عمران کے کہنے پر جو لیا اور تنویر نے مل کر اسے ایک کرسی پر بیٹھا کر سی اور اچھی طرح باندھ دیا۔

”اب اطمینان سے مذاکرات ہو سکیں گے.....“ عمران نے ایک کرسی گھسیٹ کر بیٹھنے ہوئے کہا اور اس کے اشارے پر جو لیا نے آگے بڑھ کر لڑا کا ٹانگ اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے۔ چند لمحوں بعد جیسے ہی اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات ابھرے جو لیا ہنسنے پٹ پٹ کر ایک کرسی پر عمران کے ساتھ بیٹھ گئی۔ تنویر پہلے ہی ایک کرسی پر بیٹھ

چکا تھا۔ چند لمحوں بعد لڑا نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دی۔ اس کی آنکھیں تکلیف کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھیں۔

”تت تت تم کون ہو.....“ لڑا نے کراہتے ہوئے لہجے میں کہا۔ ”ہم ان جہارے پہلے والے دشمنوں سے قدرے نرم دل واقع ہوئے ہیں۔ انہوں نے تو جہارے سارے ملازموں کا خاتمہ کر دیا تھا لیکن ہم نے صرف مرد ملازموں کا خاتمہ کیا ہے۔ عورتوں کو صرف بے ہوش کیا ہے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پہلے والے دشمن.....“ لڑا نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔ ”ہاں ان کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم اچھی طرح جانتی ہو.....“ عمران کا لہجہ یکھٹ سرد ہو گیا۔

”تت۔ تت جہار مطلب میجر پرمود سے ہے۔ مم۔ مم۔ مگر وہ تو چلا گیا ہے.....“ لڑا نے کہا اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کا مطلب تھا کہ میجر پرمود ان سے پہلے لڑا سے نکر چکا ہے۔ لیکن لڑا کے جسم پر نہ ہی کسی تشدد کے نشانات تھے اور نہ وہ زخمی تھی۔ اس کے علاوہ وہ زندہ بھی تھی اور یہ ساری باتیں میجر پرمود کی فطرت کے خلاف تھیں۔ اس کا مطلب تھا کہ میجر پرمود نے لڑا سے اپنے مطلب کی باتیں معلوم کر لی ہیں اس لئے وہ واپس چلا گیا تھا۔

”وہ یہاں کیوں آیا تھا.....“ عمران نے پوچھا۔ ”تم پہلے بتاؤ کہ تم کون ہو۔ پھر یقین کرو میں سب کچھ تمہیں تفصیل سے بتا دوں گی.....“ لڑا نے کہا۔

اسے یقین دلادیا کہ راسکو کلوڑ ہو چکی ہے اس لئے اب ماریو کا پتہ کسی کو بھی معلوم نہیں ہو سکتا۔ اس پر وہ واپس چلا گیا۔..... لڑا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر ماریو کا پتہ معلوم نہیں ہو سکتا تو پھر وہ کس کا پتہ معلوم کرنے گیا ہے"..... عمران نے اور زیادہ خشک لہجے میں کہا۔

"میں تمہیں تفصیل بتا دیتی ہوں۔ پھر تمہیں ساری بات سمجھ میں آ جائے۔ میرا گروپ پیشہ ور قاتلوں کا گروپ ہے اور میری طرح دو اور گروپ بھی یہی کام کرتے ہیں۔ ایک گروپ کے سربراہ کا نام ڈیوس ہے اور دوسرا گروپ الیگزینڈر گروپ کہلاتا ہے۔ ماریو کو جب معلوم ہوا کہ راسکو کے خلاف پاکیشیا کا علی عمران اور اس کے ساتھی اور بلغاریہ کا ڈی ایجنٹ میجر ہرمودو حرکت میں آگئے ہیں تو اس نے ابتدائی طور پر میجر ہرمودو کے خلاف ڈیوس گروپ اور میرے گروپ کو ہائر کیا اور قہارے لئے اس نے میرے علاوہ الیگزینڈر گروپ کو ہائر کیا۔ اس طرح میرا گروپ دونوں گروپوں کے خلاف ہائر ہوا۔ پھر شاید ماریو کو مزید خوف محسوس ہوا تو اس نے راسکو ہی کلوڑ کر دی اور غائب ہو گیا لیکن چونکہ ہم معاوضہ لے چکے تھے اس لئے ہم کام کرتے رہے۔ میجر ہرمودو کو بھی راسکو کے کلوڑ ہونے اور ماریو کے غائب ہونے کا علم ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اسے ڈیوس اور میرے متعلق بھی معلومات مل گئیں کہ ہم اس کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ اس کا خیال تھا کہ ہم دونوں یا ہم میں سے کوئی ایک لازماً ماریو کا غائب ہو جانے کے باوجود

"ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہے..... عمران نے جواب دیا تو لڑا بے اختیار چونک پڑی۔

"اوہ اوہ تو تم علی عمران ہو"..... لڑا نے غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔ تو عمران اس کے منہ سے اپنا نام سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"ہاں میرا نام علی عمران ہے۔ لیکن تم کیسے جانتی ہو"..... عمران نے پوچھا۔

"کاش تم سے کسی اچھے ماحول میں ملاقات ہوتی۔ میں تم سے بے حد متاثر ہوں"..... لڑا نے بڑے رومانٹک سے موڈ میں کہا تو جولیا کے چہرے پر یقین غصے کے آثار نمودار ہونے لگ گئے۔

"میرے خیال میں یہ بہترین ماحول ہی ہے۔ تم اپنی رہائش گاہ میں ہو۔ اپنی ہی کرسی پر بیٹھ ہو اور اس رسی سے بندھی ہوئی ہو جو تمہاری ملکیت ہے۔ تمہارے جسم پر تمہارا اپنا گاؤں ہے۔ اس سے زیادہ بہترین ماحول اور کیا ہو سکتا ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو جولیا کا غصہ سے سکڑتا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر تم کیا چاہتے ہو"..... لڑا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تم میرے پہلے سوال کا جواب دو کہ میجر ہرمودو کہاں کیوں آیا تھا"۔ عمران نے بھی اس بار خشک لہجے میں کہا۔

"وہ مجھ سے راسکو کے چیف ماریو کا پتہ پوچھنے آیا تھا لیکن میں نے

تپہ جلتے ہوں گے چنانچہ وہ پہلے ڈیوس کے اڈے میں گھسا۔ اس نے ڈیوس کے سارے آدمیوں کو ہلاک کر دیا اور پھر ڈیوس پر تشدد کیا۔ ڈیوس ماریو کے متعلق کچھ نہ جانتا تھا۔ اس نے اپنے سر سے بلاتلنے کے لئے میرے گلے میں ڈال دی سہتاچہ میجر رمود ڈیوس کا خاتمہ کر کے یہاں آیا۔ اس سے پہلے مجھے یہ اطلاع مل چکی تھی کہ اس نے ڈیوس کو ہلاک کیا ہے اور اب وہ میری طرف آرہا ہے۔ اس کا اور اس کے ساتھی کا حلیہ بھی مجھے معلوم ہو گیا۔ سہتاچہ میں نے اسے یہاں ٹرپ کرنے کا پلان بنایا اور وہ دونوں ٹرپ ہو گئے۔ میں نے ان دونوں کو قید کر لیا۔ مجھ سے غلطی یہ ہو گئی کہ میں انہیں بے بس سمجھ کر اس سے باتوں میں مصروف ہو گئی۔ میں نے ان دونوں کو راڈز والی کرسیوں پر جکڑا ہوا تھا۔ لیکن میجر رمود نے انتہائی حیرت انگیز انداز میں کرسی کا سسٹم توڑ کر آزادی حاصل کر لی۔ میں اس سے لڑتی ہوئی بے ہوش ہو گئی جب کہ اس نے اور اس کے ساتھی نے میرے علاوہ یہاں موجود تمام آدمیوں کو ہلاک کر دیا۔ مجھے انہوں نے اس کرسی پر راڈز سے جکڑ دیا۔ جس پر میں نے اس کے ساتھی کو جکڑا تھا جب مجھے ہوش آیا تو میں اس کرسی پر جکڑی ہوئی تھی اور بے بس ہو چکی تھی۔ اس نے مجھ سے ماریو کا تپہ پوچھا۔ میں نے اسے یقین دلایا کہ مجھے اس کا علم نہیں ہے۔ یہاں معدنیات کی چوری کے سلسلے میں دو تنظیمیں ہیں۔ جن میں سے ایک کا نام راسکو ہے اور دوسری کا بلیک گولڈ ہے۔ راسکو کے کلوز ہونے کے بعد بلیک گولڈ اوپن ہو گئی تھی۔ گو میں اچھی طرح جانتی

ہوں کہ دونوں تنظیمیں بالکل علیحدہ ہیں لیکن میجر رمود کو شک تھا کہ ہو سکتا ہے۔ راسکو کا نام بدل دیا گیا ہو۔ بلیک گولڈ کے چیف کا نام گیلارڈ ہے۔ اس نے مجھ سے گیلارڈ کے بارے میں پوچھا تو میں نے اسے بتا دیا کہ گیلارڈ کو اکثر گیلارڈ نامی کلب میں بھی دیکھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اور اس کا کوئی اتہ تپہ نہیں ہے۔ سہتاچہ وہ مجھے بے ہوش کر کے اور اس کرسی سے آزاد کر کے واپس چلا گیا۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں نے ملازمین سہائی کرنے والی ایک کمپنی روٹھ سے رابطہ قائم کیا اور نے ملازم بھیجنے کے لئے کہا ساتھ ہی ایک اور کمپنی سے رابطہ کیا جو بظاہر تو کفن و دفن کا حصہ کرتے ہیں لیکن درپردہ ان کا کام ایسی لاشوں کو ٹھکانے لگانا ہوتا ہے جہے لوگ پولیس کی نظروں میں نہیں لانا چاہتے۔ ان کی مدد سے میں نے رہائش گاہ میں موجود لاشیں ہٹوا دیں اور پھر کھانا کھا کر میں بیڈ روم میں چلی گئی۔ بس یہ ہے ساری بات..... لڑانے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گیلارڈ کا حلیہ کیا ہے؟..... عمر ان سے پوچھا۔

"میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا صرف اس کا نام سنا ہوا ہے۔ میرا اس سے کبھی کوئی تعلق نہیں رہا۔ میرا تعلق صرف ماریو سے ہے۔ گیلارڈ اور ماریو کی نہ صرف تنظیمیں مختلف ہیں بلکہ ان کے آدمی اور ان کے رابطے بھی مختلف ہیں۔ ان دونوں کا آپس میں معمولی سا لنک بھی نہیں ہے..... لڑانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کوئی ایسا آدمی تو یقیناً ہوگا جو دونوں کا مشترکہ دوست ہوگا۔"

عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”میرے علم میں ایسا کوئی آدمی نہیں ہے۔“ لڑا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اچھا چھوڑو اسے تم مجھے بتاؤ کہ جہار ابوائے فرینڈ مائیکل کہاں ہے“
عمران نے کہا تو لڑا بے اختیار چونک پڑی۔

”مائیکل۔ کیوں تم اس کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو۔“ لڑا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم سے جو کچھ میں نے پوچھا ہے۔ اس کا جواب دو۔ اب تک میں تم سے صرف اس لئے نرمی سے بات کر رہا ہوں کہ تم ایک عورت ہو لیکن تم اس نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش مت کرو۔“ عمران کا لہجہ بے حد سرد ہو گیا۔

”مائیکل میرا ابوائے فرینڈ ہے۔ وہ نوادرات کی سنگلنگ بھی کرتا ہے اور جرائم کا کام بھی کرنا ہے۔ وہ کئی دنوں سے اکیرمیا سے باہر گیا ہوا ہے اور اس کی واپسی ایک ہفتے بعد ہوگی۔ ایک ہفتے بعد اگر تم چاہو تو میں اس سے تمہیں ملوا دوں گی۔“ لڑا نے جواب دیا۔
”اس کا حلیہ اور قد و قامت کی تفصیل بتاؤ۔“ عمران نے پوچھا اور لڑا نے حلیہ اور قد و قامت کی تفصیل بتا دی۔

”تم ماریو سے تو ملتی رہتی ہو۔ اس کا حلیہ اور قد و قامت کی تفصیل بتاؤ۔“ عمران نے دوسرا سوال کیا اور لڑا نے ماریو کا حلیہ اور قد و قامت کے متعلق بتا دیا۔

”مائیکل جہار ابوائے فرینڈ ہے تو اس کی تصویر لازماً جہار سے پاس موجود ہوگی۔“ عمران نے چند لمحوں خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔
”ہاں ہے۔ لیکن وہ اس سارے معاملے میں ملوث نہیں ہے۔“ لڑا نے کہا۔

”تم بتاؤ کہ تصویر کہاں ہے۔“ عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔
”میرے بیڈ روم کی الماری میں الیم موجود ہے۔ اس میں ہے۔“ لڑا نے ہونٹ بجاتے ہوئے کہا۔

”جولیا جاؤ اور وہ الیم لے آؤ۔“ عمران نے جولیا سے کہا اور جولیا کرسی سے اٹھی اور سنگ روم کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔
”تم نے مائیکل کے بارے میں کیوں تفصیلات پوچھی ہیں۔“ لڑا نے چند لمحوں خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

”میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ کون خوش قسمت ہے جس کی تم ہمیشہ خوبصورت حسنینہ ابوائے فرینڈ ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور لڑا چونک پڑی۔

”اوہ اوہ تو جولیا جہاری بیوی ہے۔ خوش قسمت ہے۔ وہ بھی کسی سے کم نہیں ہے۔“ لڑا نے کہا۔

”خاموش رہو لڑکی فصول کو اس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔“
تویر کو شاید بیوی والے لفظ پر غصہ آگیا تھا۔

”کیا۔ کیا میں نے کوئی غلط بات کر دی ہے۔“ لڑا نے حیران ہو کر کہا۔

"جولیا ہماری لیڈر ہے سمجھیں اور اب اگر تم نے اس کے متعلق کوئی بکواس کی تو گولی مار دوں گا"..... تنویر نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔ عمران خاموش بیٹھا مسکراتا رہا۔ اس نے کوئی مداخلت نہ کی تھی۔ تھوڑی دیر بعد جولیا البم لے کر واپس آئی تو عمران نے اس سے البم لیا اور اسے کھول کر دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔

"سہی ہے مائیکل"..... عمران نے ایک تصویر کو لڑا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ جس میں لڑا ایک خوبصورت اور وجہہ نوجوان کے ساتھ کھڑی ہوئی تھی۔

"ہاں سہی ہے مائیکل"..... لڑا نے جواب دیا اور عمران غور سے مائیکل کے چہرے کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لے کر باقی البم بھی جیک کی اور پھر البم بند کر کے اس نے اسے جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

"اگر تم نے مائیکل سے فوری رابطہ کرنا ہو تو تم کیا کرو گی"۔ عمران نے کہا۔

"اس کی ضرورت ہی نہیں ہے جب وہ ناراک میں ہوتا ہے تو میرے پاس آتا جاتا رہتا ہے"..... لڑا نے جواب دیا۔

"کوئی ایسا آدمی جو گیلارڈ کے بارے میں جانتا ہو"..... عمران نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم"..... لڑا نے جواب دیا تو عمران کرسی سے اٹھا اور اس نے ایک سائیڈ پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کا رسور اٹھا یا اور نہ

ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

"یس انکوائری پلیز"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"گیلارڈ بار کے نمبر بتائیں"..... عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے نمبر بتا دیئے گئے۔ عمران نے شکریہ کہہ کر کریڈل دیا اور تیزی سے آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"گیلارڈ بار"..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"گیلارڈ سے بات کر او۔ پولیس کمشنر بول رہا ہوں"..... عمران نے انتہائی کرخت سے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوه سر گیلارڈ صاحب کون ہیں سہاں تو کئی گیلارڈ آتے رہتے ہیں آپ کن سے بات کرنا چاہتے ہیں"..... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"اس بار کے مالک کا کیا نام ہے"..... عمران نے ہومٹ بھیجتے ہوئے پوچھا۔

"لارڈ رالف گیلارڈ۔ لیکن وہ تو سر ونگٹن میں رہتے ہیں۔ پورے ایکریما میں ان کے نام سے بار موجود ہیں وہ یہاں تو نہیں بہتے۔"

دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور عمران نے او۔ کے کہہ کر ریسور رکھ دیا۔

"یہ گیلارڈ اس گیلارڈ بار کا مالک نہیں ہے۔ میں نے سمجھا کہ اس نے اپنے نام سے بار کا نام رکھا ہوگا۔" عمران نے واپس اپنی کرسی کی طرف آتے ہوئے کہا۔

"میں خود یہی سمجھتی تھی۔ لیکن آج فون کے لاؤڈر سے آنے والی آواز سن کر سمجھنے بھی پہلی بار معلوم ہوا ہے کہ یہ کوئی اور گیلارڈ ہے۔" لزا نے جواب دیا۔

"او۔ کے تم اب آرام کرو۔ مجھے افسوس ہے کہ ہم نے تمہیں ڈسٹرب کیا۔" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا بازو گھوما اور کمرہ لزا کے حلق سے نکلنے والی جج سے گونج اٹھا لیکن کنپٹی پر پڑنے والی ایک ہی ضرب نے اسے بے ہوش کر دیا تھا۔

"اسے کھول دو جو لیا۔" عمران نے جو لیا کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"کس چکر میں پڑ گئے ہو۔ یہ انتہائی خطرناک پیشہ ور قاتل ہے۔ اسے گولی مار کر ختم کر دو۔" تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں جو لیا تم ویسا ہی کرو اور سنو تنویر ہر بار مداخلت اچھی نہیں ہوتی۔ میں جو کچھ کرتا ہوں سوچ سمجھ کر کرتا ہوں اور ضروری نہیں ہے کہ میں ہر بار اپنے احکامات کے بارے میں تمہیں مطمئن بھی کرتا رہوں۔" عمران کا لہجہ تلخ تھا۔

"آخر اس میں اتنا غصہ میں آجانے کی کیا بات ہے۔ تنویر نے بات تو درست کی ہے۔" جو لیا نے لزا کی رسیاں کھولنے ہوئے تنویر کی

حمایت کی تو تنویر کا چہرہ جو عمران کے تلخ اور سخت لہجے کی وجہ سے سکڑ سا گیا تھا جو لیا کی حمایت کی وجہ سے یکتخت کھل اٹھا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اسے سب کچھ بتانا پڑے گا۔" عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"سب کچھ۔ کیا مطلب۔" جو لیا نے چونک کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم نے وہاں گڈویری فلیٹ میں میری کی بات سنی تھی کہ مائیکل لزا کا دوست ہے اور مائیکل کے تعلقات ماریو اور گیلارڈ دونوں سے ہیں اور یہاں میرے پوچھنے پر لزانے مائیکل اور ماریو دونوں کے چلے اور قدامت بھی بتائے تھے۔" عمران نے واپس مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ہاں تو پھر۔" جو لیا نے کہا۔

"دونوں کے بارے میں تفصیلات سن کر تمہیں کوئی خیال نہیں آیا۔ دونوں کے قدامت یکساں ہیں چلے اور عمریں مختلف ہیں اس لئے میں نے الہم چیک کی تھی۔ میں اس مائیکل کے خدو خال غور سے دیکھنا چاہتا تھا تاکہ حتمی نتیجے پر پہنچ سکوں اور میرے انداز کے مطابق مائیکل اور ماریو ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔ وہی ماریو ہے اور وہی مائیکل ہے اور اب مجھے یقین آتا جا رہا ہے کہ یہی مائیکل گیلارڈ بھی ہوگا لوگ تو ذہل روپ رکھتے ہیں لیکن اس نے تہرا روپ دھار رکھا ہے۔"

عمران نے بیرونی عمارت کے برآمدے سے نکل کر پورچ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جس میں ان کی کار موجود تھی۔

"اوہ اوہ تو یہ بات ہے۔ اس طرف تو ہمارا خیال ہی نہ گیا تھا۔ اوہ اسی لئے تم لڑا کو زندہ رکھنا چاہتے تھے تاکہ اس کے ذریعے مائیکل کا کھوج لگا سکو۔ گڈ۔ مجھے تسلیم ہے کہ تم واقعی مجھ سے زیادہ ذہین ہو۔" تنویر نے حسب عادت انتہائی کھلے دل سے عمران کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"تم پھر بھی ڈنڈی مارنے سے باز نہیں آتے۔ اب میری تعریف کر کے میرا کبازہ کرانا چاہتے ہو۔"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کار کی ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔

"کیا مطلب۔ ایک تو تنویر اپنی صاف دلی کی وجہ سے جہاری تعریف کر رہا ہے اور سے تم اسے ہی غلط کہہ رہے ہو۔" جولیانے سائیڈ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ تنویر اس دوران عقبی سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔ "میں نے ہزار بار تنویر سے کہا ہے کہ تمہارے سامنے مجھے عقلمند کہہ کر میرا سکوپ ختم نہ کرے لیکن یہ باز نہیں آتا۔"..... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔ جب کہ جولیا مسکرا دی۔ عمران نے کار موڑ کر اسے پھاٹک کی طرف بڑھا دیا۔

میجر رمود اور کیپٹن توفیق لڑا ہاؤس سے نکل کر سیدھے گیلیارڈ بار پہنچے اور جب انہوں نے کاؤنٹر کھڑی لڑکی سے میجر سے ملنے کی خواہش کی تو لڑکی نے ایک سائیڈ پر جاتی ہوئی سیزھیوں کی طرف اشارہ کر دیا بار کا ماحول انتہائی پرسکون تھا۔ وہاں موجود افراد کا تعلق اعلیٰ سوسائٹی سے تھا۔ وہاں ایک بھی ایسا آدمی نظر نہ آ رہا تھا جسے زیر زمین دنیا کا فرد سمجھا جاسکے۔ اس ماحول کو دیکھ کر ہی میجر رمود سمجھ گیا کہ گیلیارڈ خود بھی انتہائی اعلیٰ سوسائٹی میں موڈ کو تباہ ہو گا۔ ورنہ اگر وہ عام سا جراثم پیشہ آدمی ہوتا تو پھر اس کا یہ بار بھی ایسے ہی لوگوں سے بھرا ہوا نظر آتا چونکہ لڑانے اسے بتایا تھا کہ گیلیارڈ کبھی کبھار ہی اس بار میں آتا ہے۔ اس لئے اس نے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے میجر کو منتخب کیا تھا۔ سیزھیوں کا اختتام ایک انتہائی خوبصورت انداز میں بھی ہوئی راہداری میں ہوا تھا۔ جس کے آخر میں ایک بند

کراتے ہوئے کہا۔

”شکر یہ تشریف رکھیں۔ فرمائیں کیا بیٹنا پسند فرمائیں گے۔“ منیجر نے مصافحے کے بعد انہیں صوفوں پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”شکر یہ۔ ہم آپ سے صرف چند معلومات حاصل کرنے آئے ہیں۔ امید ہے آپ ہمیں یاسوں نہیں کریں گے۔“ منیجر پر مودنے ایک طرف رکھے ہوئے صوفے پر بیٹھنے کی بجائے میز کے ساتھ موجود کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا جب کہ توفیق اطمینان سے سائیل پر رکھے صوفے پر بیٹھ گیا۔

”جی فرمائیے جو کچھ مجھے معلوم ہے۔ اسے میں کیوں چھپاؤں گا۔“ منیجر نے پر مود کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہم نے گیلارڈ سے ملنا ہے اور فوری۔ اس وقت وہ کہاں ہوں گے۔“ منیجر پر مود نے کہا۔

”گیلارڈ۔ آپ کا مطلب۔“ منیجر نے چونک کر کہا۔

”اسی بار کے مالک گیلارڈ۔“ منیجر نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

”وہ گذشتہ کئی ماہ سے بیمار ہیں۔ اس لئے پرل سپیشل ہسپتال میں ایڈمٹ ہیں۔ آپ وہاں ان سے ملاقات کر سکتے ہیں بشرطیکہ ان کے ڈاکٹروں نے اس ملاقات کی اجازت دے دی۔“ منیجر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور منیجر پر مود اس کا جواب سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

دروازے پر منیجر کی تحقیق نظر آرہی تھی۔ اس کے اوپر ہوپ گولفرن کے نام کی پلیٹ بھی موجود تھی۔ دروازہ بند تھا لیکن باہر کوئی دربان وغیرہ نہ تھا۔ منیجر پر مود نے دروازے کو دبایا تو دروازہ اندر سے بند تھا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر دستک دی۔

”یس کم ان پلیز۔“ دروازے کے ساتھ دیوار میں نصب جالی سے ایک بااخلاق آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی دروازہ میکانیکی انداز میں کھلتا چلا۔ منیجر پر مود اندر داخل ہوا۔ دفتر خاص وسیع و عریض تھا اور اسے انتہائی خوبصورت انداز میں سجایا گیا تھا۔ ایک بڑی سی دفتری میز کے پیچھے ایک ادھیر عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا جو چہرے مہرے سے ہی خالص کاروباری آدمی نظر آرہا تھا۔ اس کے سامنے میز پر ہوپ گولفرن اور منیجر کے نام کی تحقیق موجود تھی۔ میز پر کئی رنگوں کے فون اور انٹرکام بھی موجود تھے۔ منیجر پر مود اور کیپٹن توفیق کے اندر داخل ہوتے ہی وہ ریو الوانگ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”میرا نام ہوپ گولفرن ہے اور میں آپ حضرات کو اپنے دفتریں دلی طور پر خوش آمدید کہتا ہوں۔“ ادھیر عمر نے کھڑے ہو کر منیجر پر مود کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے انتہائی بااخلاق لہجے میں کہا۔

”میرا نام روڈنی ہے اور یہ ہے میرا ساتھی جیکب ہار اور ہمیں بھی آپ جیسے بااخلاق آدمی سے مل کر بے حد مسرت ہوئی ہے۔“ منیجر پر مود نے مصافحہ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنا اور کیپٹن توفیق کا تعارف

سکوں..... منیجر نے اہتائی بااخلاق لہجے میں کہا۔

”آپ سے کھل کر بات ہو سکتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم دونوں اکیڑی نہیں ہیں۔ ہم بنگار نوئی ہیں۔ ایشیا کے ایک ملک بنگار نیہ سے ہمارا تعلق ہے۔ ہم وہاں کی ایک سرکاری مینجمنٹ سے متعلق ہیں۔ یہاں ایک مجرم تنظیم ہے۔ جس کا نام راسکو ہے۔ اس کے چیف کا نام ماریو بتایا جاتا ہے۔ اس تنظیم کا کام ایشیائی ملکوں سے اہتائی قیمتی سائنسی معدنیات چوری کر کے اسے سپر پاورز کی لیبارٹریوں میں فروخت کرنا ہے۔ بنگار نیہ سے اس تنظیم نے ایک اہتائی قیمتی سائنسی معدنیات چوری کی تو حکومت کو اس کا علم ہو گیا چنانچہ یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس تنظیم کا خاتمہ کر دیا جائے تاکہ آئندہ بنگار نیہ کی دولت کو یہ لوگ نہ چرا سکیں۔ ہم اس سلسلے میں یہاں آئے تو راسکو نے دو ایسی تنظیموں کو ہمارے پیچھے لگا دیا۔ جو پیشہ ور قتل کرتی ہیں۔ لیکن ہم نے ان سے نمٹ لیا۔ تو راسکو کو کھوڑ کر دیا گیا اس کے تمام آدمی غائب ہو گئے۔ اڈے ختم کر دیئے گئے۔ اس کے ساتھ ہی یہ معلومات بھی ملیں کہ ایسی ہی ایک اور تنظیم بھی ہے جس کا نام بلیک گولڈ ہے۔ لیکن اس تنظیم کا دائرہ کار اکیڑی، یورپ اور افریقہ ہے۔ اس کے آدمی اور اڈے راسکو سے قطعی مختلف ہیں۔ لیکن ایک بات نے ہمیں شک میں ڈال دیا کہ جیسے ہی راسکو کو کھوڑ کر دیا گیا پہلے سے کھوڑ بلیک گولڈ کو اوپن کر دیا گیا۔ اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ مجرموں نے دو علیحدہ علیحدہ نام سے تنظیمیں بنائی ہوئی ہوں جو

”بیمار ہیں۔ پچھلے کئی ماہ سے۔ لیکن انہوں نے ابھی تو بلیک گولڈ کو اوپن کیا ہے۔“ میجر رمود نے کہا تو منیجر بے اختیار چونک پڑا۔

”بلیک گولڈ کو اوپن کیا ہے۔ کیا مطلب۔ میں آپ کی بات سمجھا نہیں۔ سر رالف گیلارڈ نے تو بلیک گولڈ نام کا کوئی ادارہ نہیں کھولا۔“ منیجر نے اہتائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سر رالف گیلارڈ۔ کیا وہ لارڈ ہیں۔“..... اس بار میجر رمود کے لہجے میں بھی حیرت تھی۔

”جی ہاں خاندانی طور پر لارڈ ہیں۔ لیکن ان کا کاروبار تو صرف گیلارڈ بارننگ محدود ہے۔ ویسے سارے اکیڑی میں ان کے گیلارڈ بار موجود ہیں مگر بلیک گولڈ کا نام تو میں نے پہلی بار سنا ہے۔“..... منیجر نے کہا اور میجر رمود نے ایک طویل سانس لیا۔

”سر رالف گیلارڈ جس ہسپتال میں داخل ہیں وہ کہاں ہے۔“ میجر رمود نے ہونٹ جباتے ہوئے پوچھا۔

”ولنگٹن میں۔ وہ وہیں رہتے ہیں گیلارڈ ہٹلس میں مشہور عمارت ہے۔“..... منیجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ سو ری پھر واقعی ہم سے غلطی ہو گئی ہے اور ہم نے آپ کا وقت بھی ضائع کیا ہے۔ دراصل نام کی مشابہت کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔“

میجر رمود نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اوہ کوئی بات نہیں۔ ایسا ہو جاتا ہے۔ لیکن آپ مجھے تفصیل بتائیں میں یہاں کاربائشی ہوں۔ ہو سکتا ہے میں آپ کی کوئی مدد کر

لئے پلیز آپ اسے کوئی نقصان نہ پہنچائیں۔ وہ بوڑھا آدمی ہے اور اکثر بیمار رہتا ہے۔ لیکن چونکہ وہ سب سے پرانا ویٹر ہے۔ اس لئے ہم نے اسے نوکری میں رکھا ہوا ہے۔..... منیجر نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں۔ شریف آدمیوں کی ہم دل سے قدر کرتے ہیں۔“ منیجر رمود نے جواب دیا اور منیجر بے اختیار ہنس پڑا۔

”شکریہ“..... منیجر نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انٹرکام کارسیور اٹھایا اور دو نمبر پر بس کر دیئے۔

”جیفر اولڈ کریٹا ڈیوٹی پر ہے۔“..... منیجر نے رابطہ قائم ہوتے ہی نرم لہجے میں کہا۔

”اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔“..... منیجر نے دوسری طرف سے جواب سن کر کہا اور پھر سیور رکھ دیا۔

”وہ دو روز سے بیماری کی چھٹی پر ہے۔ گھر پر ہوگا۔ میں آپ کو اس کا پتہ بتا دیتا ہوں اور اپنا کارڈ بھی دے دیتا ہوں۔ آپ اس سے مل لیں۔ جو کچھ وہ جانتا ہوگا وہ آپ کو ضرور بتاے گا۔“..... منیجر نے کہا اور پھر اس نے میز پر رکھے ہوئے پیڈ پر قلم سے ایک پتہ لکھا اور جیب سے ایک کارڈ نکال کر اس نے وہ کاغذ اور کارڈ منیجر پر مود کی طرف بڑھا دیا۔

”کاغذ پر کریٹا کے گھر کا پتہ درج ہے۔“..... منیجر نے کہا۔

”بے حد شکریہ۔ جناب آپ نے ہم سے واقعی تعاون کیا ہے۔“ منیجر پر مود نے کاغذ پر لکھے ہوئے پتے کو ایک نظر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر

بظاہر مختلف ہوں لیکن ظاہر ہے ان دونوں کے سربراہ ایک ہی ہوں گے۔ اس لئے ہم اسے چیک کرنا چاہتے ہیں۔ جس طرح راسکو کے سربراہ کا نام ماریو بتایا جاتا ہے۔ اسی طرح بلیک گولڈ کے سربراہ کا نام گیلارڈ بتایا جاتا ہے اور ہمیں حتی اطلاع ملی کہ گیلارڈ اکثر گیلارڈ بار میں دیکھا جاتا ہے۔ اس بار کے نام سے ہمیں یہ غلط فہمی ہوئی کہ شاید یہ بار اسی گیلارڈ کی ملکیت ہوگی کیونکہ اکثر مجرم اپنے ناموں سے باروں کے نام رکھتے ہیں اور ہم ان گیلارڈ صاحب کے بارے میں پوچھنے کے لئے آپ کے پاس آئے تھے۔“..... منیجر رمود نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں ان مجرموں کے خلاف آپ کی مدد ضرور کروں گا۔ اگر وہ گیلارڈ وہاں آتا ہوگا تو پھر کریٹا کو اس کے بارے میں ضرور علم ہوگا۔ کریٹا اس بار کا سب سے پرانا ویٹر ہے اور انتہائی باخبر آدمی ہے۔ میں اسے بلاتا ہوں۔“..... منیجر نے کہا۔

”ارے نہیں ہو پ صاحب وہ آپ کے سامنے زبان نہیں کھولے گا۔ ان ویٹرز کی نفسیات ہم اچھی طرح جانتے ہیں۔ آپ کا بے حد شکریہ ہم اس سے خود ہی معلومات حاصل کر لیں گے۔ صرف آپ استامعلوم کر دیں کہ کیا کریٹا اس وقت بار میں موجود ہے یا نہیں۔“..... منیجر پر مود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ کی بات بھی درست ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں ویسے ایک بات عرض کر دوں کہ کریٹا انتہائی شریف آدمی ہے۔ اس

کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ جراثیم کے خلاف تعاون کرنا ہر شریف آدمی کا فرض ہے۔" منیجر نے بھی برمودا کے اٹھتے ہی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر برمودا کیپٹن توفیق اس سے مصافحہ کر کے اس کے دفتر سے باہر آگئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھے گرینوڈ کالونی کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے جہاں اس دیر کی رہائش گاہ تھی۔ یہ کالونی متوسط درجے کے لوگوں کی رہائش گاہ تھی۔ یہاں چھوٹے چھوٹے مکانات بھی تھے اور کئی کئی منزلوں پر مشتمل رہائشی بلازے بھی۔ تھوڑی سی تلاش کے بعد آخر کار انہوں نے کرشنا کا مکان تلاش کر لیا اور پھر ٹیکسی کو فارغ کر کے وہ آگے بڑھے اور کال بیل بجادی۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک بوڑھی عورت باہر آگئی۔ اس کے جسم پر عام سانس تھا۔

"مسٹر کرشنا سے ملنا ہے۔ ہم گیلارڈ بار کے منیجر جناب ہوپ گولفن کا کارڈ لے کر آئے ہیں۔ ایک انتہائی ضروری کام ہے۔" برمودا نے کہا۔

"وہ تو بیمار ہے۔ بہر حال آئیے۔" عورت نے کہا اور ایک طرف بڑھ گئی اور برمودا اور توفیق دونوں گھر کے اندر داخل ہوئے۔ گھر چھوٹا سا تھا لیکن انتہائی صاف ستھرا تھا اور گھر میں اس بوڑھی عورت کے علاوہ اور کوئی شخص بھی نظر نہ آ رہا تھا۔

بوڑھی ان کی رہنمائی کرتی ہوئی ایک کمرے میں لے آئی۔ جہاں

ایک آرام کرسی پر ایک بوڑھا آدمی نیم دراز تھا۔

"یہ صاحبان تم سے ملنے آئے ہیں کرشنا۔" بوڑھی نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"مجھ سے۔ اوہ آئیے آئیے خوش آمدید۔ میں بیمار ہوں اس لئے کھڑا ہو کر آپ کا استقبال نہیں کر سکتا۔ ادھر تشریف رکھیے۔ کرشنا نے ٹونک کر کہا اور منیجر برمودا اور توفیق اس کا شکریہ ادا کر کے ایک سائیڈ پر کھینچی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"میرا نام روڈنی ہے اور یہ میرا ساقی ہے۔ جیکب۔ آپ کا ریفرنس آپ کے پاس منیجر نے دیا ہے۔ آپ کے گھر کا پتہ بھی انہوں نے بتایا ہے۔ ان کا یہ کارڈ۔" منیجر برمودا نے جیکب سے منیجر کا کارڈ نکال کر بڑھے کرشنا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے۔ آپ دلیے بھی میرے مہمان ہیں۔ فرمائیے آپ کیا پینا پسند کریں گے۔ ہم یہاں اکیلے رہتے ہیں۔ مری بیوی اور میں۔" بوڑھا کوئی بچہ نہیں ہے۔" بوڑھے نے بااخلاق لہجے میں کہا۔

"کوئی تکلف نہیں ہے۔ ہم نے صرف آپ سے چند معلومات لینی ہیں۔" منیجر برمودا نے کہا۔

"فرمائیے۔" کرشنا نے چونک کر کہا۔

"ہم نے ایک صاحب گیلارڈ سے ملنا ہے۔ جس کے متعلق معلوم ہے کہ وہ گیلارڈ بار میں اکثر آتا جاتا رہتا ہے۔ نہ ہی ہمارے پاس اس کا حلیہ ہے اور نہ ہی کوئی دوسری تفصیل۔ صرف اتنا ریفرنس ہے

کہ وہ ایک عظیم بلیک گولڈ کا سربراہ ہے۔..... میجر برمود نے کہا۔
 ”اوہ اوہ وہ گیلارڈ صاحب بلیک گولڈ والے۔ ہاں میں انہیں جانتا
 ہوں وہ کبھی کبھار ہی بار میں آتے ہیں۔ ویسے چہرے مہرے سے تو وہ
 انتہائی سفاک اور جابر آدمی لگتے ہیں لیکن دراصل انتہائی شریف اور
 فیاض آدمی ہیں۔ ان کا بلیک گولڈ سے تعلق کا بھی مجھے بس ایک اتفاق
 سے علم ہوا تھا۔..... کریشا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ پہلے تو ان کا حلیہ تفصیل سے بتا دیں۔..... میجر برمود نے
 کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال
 کر بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور اسے کریشا کی طرف بڑھا دیا۔
 ”اوہ نہیں آپ میرے مہمان ہیں اور پھر ہوپ صاحب نے آپ کو
 بھیجا ہے۔..... کریشا نے تذبذب بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ کوئی رشوت یا نذرانہ نہیں ہے مسٹر کریشا یہ صرف ہماری
 طرف سے تحفہ ہے۔..... میجر برمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شکر ہے۔..... کریشا نے کہا اور جلدی سے نوٹوں کی گڈی لے کر
 اپنی جیب میں ڈال لی۔ اب اس کے چہرے پر انتہائی مسرت کی چمک
 ابھرتی تھی اور پھر اس نے گیلارڈ کا حلیہ اور قد و قامت تفصیل سے بتا
 شروع کر دیا۔

”اب آپ اس کے متعلق جتنی بھی تفصیل چاہتے ہوں وہ براہ
 کرم بتا دیں خاص طور پر اگر ہم نے فوری طور پر ان سے ملنا ہو تو کبار
 مل سکتے ہیں۔..... میجر برمود نے کہا۔

”ویسے تو شاید میں ان کے متعلق آپ کو زیادہ تفصیل نہ بتا سکتا۔
 لیکن ایک بار اتفاق سے میں نے انہیں روز میری ہاؤس میں دیکھا تھا۔
 روز میری ہاؤس کا رسٹنوال روڈ پر ایک انتہائی شاندار اور عظیم الشان
 عمارت ہے۔ اس ساری عمارت میں بے شمار کینوں کے دفاتر ہیں۔
 ان میں سے ایک دفتر فیا نو کارپوریشن کا بھی ہے۔ میں اس دفتر کے
 سامنے سے گزر رہا تھا کہ دروازہ کھلا اور میں نے گیلارڈ کو باہر نکلنے
 ہوئے دیکھا۔ وہ تیز تیز چلتا ہوا لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ میں بھی وہاں
 ایک دفتر میں کام سے گیا تھا۔ میں نے واپسی پر ویسے ہی لفٹ ہوائے
 سے گیلارڈ کے بارے میں پوچھ لیا کیونکہ میں انہیں بزنس مین کی
 بجائے جاگیر دار قسم کا آدمی سمجھتا تھا اس لئے مجھے حیرت ہوئی تھی۔ تو
 لفٹ ہوائے نے پہلے تو گیلارڈ نام کے کسی آدمی کو جاننے سے ہی انکار
 کر دیا۔ لیکن جب میں نے مخصوص حلیہ بتایا تو اس نے بتایا کہ ان کا
 نام تو گر افن ہے اور وہ فیا نو کارپوریشن کے چیئرمین ہیں۔ البتہ یہاں
 کبھی کبھار ہی آتے ہیں اس پر میں سمجھ گیا کہ وہ دوہری شخصیت کے
 حامل ہیں۔ بس یہی معلومات ہیں میرے پاس۔ اس سے زیادہ میں ان
 کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔..... کریشا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”او۔۔۔ کے کافی ہے۔ اب اجازت۔..... میجر برمود نے مسکراتے
 ہوئے کہا اور پھر وہ کریشا سے مصافحہ کر کے اس کے گھر سے باہر آ گئے۔
 ”یہ تو انا ٹکڑا لکڑیا ہے۔..... توفیق نے کہا۔
 ”تم نے ایک بات محسوس کی ہے توفیق۔..... میجر برمود نے کہا۔

"کون سی"..... توفیق نے چونک کر کہا۔

"ماریو اور گیلیارڈ کے قد و قامت بالکل ایک جیسے ہیں۔ صرف فرق
استا ہے کہ وہ بوڑھا بتایا جاتا ہے اور یہ جوان آدمی ہے"..... میجر
پر مودنے کہا۔

"اوه ہاں۔ لیکن یہ اتفاق بھی تو ہو سکتا ہے"..... توفیق نے فند
پاتھ پر پھلے ہوئے کہا۔

"ہاں ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی"..... میجر پر مودنے کہا اور بڑ
وہ ایک طرف موجود بیلک فون بوتھ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جیب
سے فون کارڈ نکال کر اسے مخصوص خانے میں فٹ کیا اور پھر پہلے
انکوائری کے نمبر ڈائل کر دیئے۔

"یس انکوائری پلیز"..... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"روز میری ہاؤس میں فیئو کارپوریشن ہے۔ اس کے چیئرمین مسٹر
گرافن کا نمبر چاہئے۔" میجر پر مودنے کہا تو آپریٹر نے چند لمحوں بعد نمبر بتا
دیا اور میجر پر مودنے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی
آواز سنائی دی۔

"مسٹر گرافن سے بات کرائیں۔ میں روڈی بول رہا ہوں۔" میجر
پر مودنے کہا۔

"باس تو گذشتہ ایک ماہ سے ملک سے باہر ہیں برنس کے سلسلے
میں اور ابھی ان کی آمد کی کوئی اطلاع نہیں ہے"..... دوسری طرف

سے جواب دیا گیا۔

"آپ ان کی سیکرٹری ہیں"..... میجر پر مودنے ہونٹ میچھے
ہوئے کہا۔

"جی ہاں میرا نام مارگرٹ ہے"..... دوسری طرف سے جواب دیا
گیا۔

"کیا آپ سے دفتر سے باہر کاروباری ملاقات ہو سکتی ہے۔
کاروباری سے میرا مطلب آپ سمجھ گئی ہوں گی۔ آپ کی توقع سے زیادہ
معاوضہ دیا جاسکتا ہے اور کسی کو علم بھی نہ ہوگا۔ ہمیں صرف برنس
کے سلسلے میں چند بنیادی معلومات چاہیں"..... میجر پر مودنے کہا۔

"میں دس منٹ بعد ڈیوٹی سے فارغ ہو رہی ہوں۔ آپ میری
رہائش گاہ پر آجائیں"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ
ہی ایک تپہ بھی بتا دیا گیا۔

"شکریہ"..... میجر پر مودنے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آؤ اب اس مارگرٹ سے مل لیں۔ یہ سیکرٹری ٹائپ کی عورتیں
اپنے لباس کے متعلق باقی سب افراد سے زیادہ جانتی ہیں"۔ میجر پر مود
نے مسکراتے ہوئے کہا اور توفیق نے اثبات میں سر ہلادیا۔ تقریباً
آدھے گھنٹے بعد ان کی ٹیکسی ایک رہائشی پلازہ کے سامنے انہیں ڈراپ
کر چکی تھی۔ اس پلازہ کے ایک فلیٹ میں مارگرٹ رہتی تھی اور
تھوڑی دیر بعد جب اس فلیٹ کے دروازے پر میجر پر مودنے دستک دی۔

"آپ۔ آپ کون ہیں..... مارگرٹ نے قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"اس بات کو آپ چھوڑیں..... میجر پرمود نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک موٹی سی گڈی نکال کر ہاتھ میں پکڑ لی اور مارگرٹ نے چونک کر اس گڈی کو دیکھا اور اس کی آنکھوں میں یکتا بے پناہ جھک ابھرائی۔

"آپ کتنا معاوضہ دیں گے..... مارگرٹ نے ہونٹ مٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ سالم گڈی بھی آپ کی ہو سکتی ہے..... میجر پرمود نے سپات لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے دیں۔ مجھے واقعی رقم کی بے پناہ ضرورت ہے۔ جو کچھ میں جانتی ہوں سب کچھ آپ کو بتا دوں گی۔ اس لئے کہ اس رقم سے میرے خواب پورے ہو سکتے ہیں اس بور اور یکسانیت سے پر کام سے استعفیٰ دے کر دنیا کی سیر کو جا سکتی ہوں اور دنیا میں کسی بھی جگہ سیٹل ہو سکتی ہوں۔ جہاں میرا جی چاہے گا وہاں اس رقم سے میں اچھی اور آرام دہ رہائش گاہ بھی خرید سکوں گی اور دوسری بنیادی ضروریات بھی اور کوئی چھوٹا سا بزنس بھی کر سکوں گی۔" مارگرٹ نے بڑے خوبانہ لہجے میں کہا اور میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے گڈی اس کی طرف بڑھا دی۔ مارگرٹ نے اس طرف نوٹوں کی اس گڈی کو جھپٹا جیسے یہ اس کے لئے ہفت اقلیم کی دولت ہو۔ اس کے چہرے پر

"کون ہے..... اندر سے مارگرٹ کی آواز سنائی دی۔

"میرا نام روڈی ہے۔ میں نے آپ کو بزنس ٹاک کے لئے کہا تھا۔" میجر پرمود نے کہا اور دوسرے لمحے دروازہ کھل گیا۔ دروازے میں لمبے قد کی قدرے ادھیر عمر عورت موجود تھی۔

"آئیے میں آپ کی ہی منتظر تھی..... مارگرٹ نے ایک نظر میجر پرمود اور توفیق کو دیکھتے ہوئے کہا اور پھر ایک طرف ہٹ گئی۔

"شکریہ..... میجر پرمود نے کہا اور اندر داخل ہو گیا۔ توفیق نے اس کی پیروی کی۔

"جی فرمائیے۔ آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں..... مارگرٹ نے ان کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے خالصٹا گاروباری لہجے میں کہا۔

"محترمہ مارگرٹ صاحبہ جو چند باتیں ہمیں معلوم ہیں وہ پہلے سن لیں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ ہم نے آپ سے کیا معلوم کرنا ہے معاوضہ کی آپ فکر مت کریں وہ آپ کو آپ کی توقع سے کہیں زیادہ ملے گا۔ لیکن صرف اس شرط پر کہ آپ ہمیں درست معلومات دیں اور آپ کی یہ معلومات بھی راز میں رہیں گی اور آپ سے ملاقات بھی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمیں معلوم ہے کہ گرافن دوپہری شخصیت کے مالک ہیں۔ ان کی ایک شخصیت تو گرافن کی ہے۔ جب کہ دوسری شخصیت گیلارڈ کی ہے اور ہمیں ان کی دوسری شخصیت کے بارے میں معلومات چاہیں..... میجر پرمود نے کہا تو مارگرٹ بری طرح چونک پڑی۔

اس کے چہرے پر حیرت اور قدرے خوف کے تاثرات ابھرتے۔

دل اور ہمدرد خاتون رہتی ہے..... میجر پر مود نے تحسین امیر لہجے میں کہا تو مارگرٹ بے اختیار مسکرا دی۔

”اب آپ پوچھیں۔ کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔ میں جو کچھ بھی جانتی ہوں سب کچھ سچ بتا دوں گی..... کافی پینے کے بعد مارگرٹ نے کہا۔“

”بنیادی بات یہ ہے کہ ہم نے فوری طور پر اس گیلارڈ سے ملنا ہے اور بس..... میجر پر مود نے کہا۔“

”گیلارڈ سے اب شاید نہ مل سکیں۔ شاید طویل عرصے تک۔“ مارگرٹ نے جواب دیا تو میجر پر مود چونک پڑا۔

”کیوں..... میجر پر مود نے حیران ہو کر پوچھا۔“

”اس لئے کہ گیلارڈ جس تنظیم کا سربراہ ہے۔ میرا مطلب بلیک گولڈ سے ہے۔ اسے آپ کا فون آنے سے ایک گھنٹہ پہلے کال کر دیا گیا ہے اور اب گیلارڈ اور اس کی تنظیم کا کوئی آدمی بھی آپ کو کہیں بھی دستیاب نہ ہو سکے گا..... مارگرٹ نے جواب دیا تو میجر پر مود کا منہ حیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا۔“

”بلیک گولڈ کو بھی کال کر دیا گیا ہے۔ آخر یہ کیا برا سرا رکھ رہے۔ پہلے راسکو کال کر دی گئی اور ماریو غائب ہو گیا اور اب..... میجر پر مود نے کہا تو مارگرٹ مسکرا دی۔“

”میں ایک ایسا راز جانتی ہوں کہ شاید اس پوری دنیا میں اور کوئی اس راز سے واقف نہ ہو گا۔ میں آپ کو وہ راز بتا دیتی ہوں اب آپ کی

بے پناہ مسرت اور جوش کے تاثرات ابھرتے تھے۔

”میں اسے سیف میں رکھ لوں اس طرح مجھے اطمینان رہے گا..... مارگرٹ نے کہا اور اٹھ کر جلدی سے اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گئی تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی تو اس نے ایک ٹرے اٹھائی ہوئی تھی جس میں کافی کی تین پیالیاں موجود تھیں۔“

”میرے پاس شراب خریدنے کی رقم کبھی بھی نہیں ہوئی اس لئے میں کافی ہی پیتی ہوں اور اس وقت یہی پیش کر سکتی ہوں۔“ مارگرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا اور کافی کی ایک ایک پیالی اس نے میجر پر مود اور توفیق کے سامنے رکھ دی۔

”حالانکہ تم ایک بڑے کاروباری ادارے کے سربراہ کی سیکرٹری ہو۔ اس لحاظ سے تو تمہیں بھاری تنخواہ ملنی چاہئے..... میجر پر مود نے کہا۔“

”مجھے واقعی بھاری تنخواہ ملتی ہے۔ لیکن گزشتہ چار سالوں سے اس تنخواہ کا ایک بڑا حصہ میں اپنے معذور بھائی کو بچھا دیتی تھی جو ولنگٹن میں رہتا تھا۔ وہ معذور تھا اور بیمار تھا۔ حکومت کی طرف سے اسے وظیفہ ملتا تھا اس سے وہ گزارا نہ کر سکتا تھا وہ میرا چھوٹا بھائی تھا۔ ایک حادثے میں معذور ہو گیا۔ مجھے اس سے بے پناہ محبت تھی۔ لیکن اب گزشتہ ماہ اس کا انتقال ہو گیا ہے اور اس بار شاید پہلی بار میں ساری تنخواہ خود خرچ کروں..... مارگرٹ نے کہا۔“

”حیرت ہے۔ اس خود غرض معاشرے میں بھی آپ جیسی نیک

اور اس روپ میں وہ ایک خوبصورت اور وجہہ نوجوان ہے۔ اس شخصیت کے تحت اس کا ایک علیحدہ گروپ ہے۔ جس کا کام نوادرات کی سگنگ ہے۔ اس شخصیت کے تحت وہاں کی ایک خوبصورت ناگن، مادام لزا کا بوائے فرینڈ ہے اور زیادہ تر اسی کے پاس رہتا ہے۔ بلیک گولڈ اور راسکو دونوں تنظیموں کا سربراہ بھی ہے لیکن اس کے علاوہ باقی سب لوگ علیحدہ علیحدہ ہیں اور دونوں تنظیموں کا ایک آدمی بھی یہ بات نہیں جانتا کہ گیلارڈ اور ماریو ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں اور آخری بات یہ کہ اس کی دوست لزا بھی یہ بات نہیں جانتی کہ مائیکل ہی گیلارڈ بھی ہے اور ماریو بھی اور شاید گرافن کے طور پر تو وہ اسے بالکل نہیں جانتی۔ ویسے گرافن وہ اس وقت بنتا ہے جب دفتر آنے کی کوئی ضرورت ہوتی ہے۔ گرافن کا صرف نام ہے میک اپ وہی گیلارڈ والا ہی ہوتا ہے۔ حالانکہ گیلارڈ۔ ماریو اور مائیکل تینوں کی عمروں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ہجرے مہرے میں بھی بے پناہ فرق ہے۔ حتیٰ کہ آنکھوں کا رنگ اور جسمانی رنگ بھی مختلف ہوتا ہے اور یہ سب کچھ اصل ہوتا ہے۔..... مارگرٹ نے کہا۔

”سب کچھ اصل ہوتا ہے۔ اس کا کیا مطلب۔..... میجر برمود نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”میں آپ کو تفصیل بتاتی ہوں۔ مائیکل نے ایک خفیہ اڈہ قائم کیا ہوا ہے۔ جس کے متعلق صرف وہی جانتا ہے۔ وہاں اس کے علاوہ اور کوئی نہیں رہتا۔ اس نے ایسی مشینری خفیہ طور پر اس جگہ کے

مرضی کہ آپ مجھے اس راز کے معاوضے میں مزید کوئی رقم دیں یا نہ دیں۔ میں اصرار نہیں کروں گی۔ لیکن ایک بات کا آپ وعدہ کریں کہ آپ دونوں کے علاوہ اور کسی کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ راز میں نے آپ کو بتایا ہے ورنہ میں شاید دوسرا سانس بھی نہ لے سکوں۔“ مارگرٹ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”میرا وعدہ مس مارگرٹ کہ آپ کا نام کبھی سامنے نہ آئے گا۔“ میجر برمود نے کہا۔

”مجھے آپ کے وعدے پر اعتبار ہے۔ اس لئے کہ میں نے قیافہ شامی کے علم پر بہت کچھ پڑھا ہے۔ آپ اسے میری بابی سمجھ لیں۔ میرا علم بتا رہا ہے کہ آپ راز کو راز رکھ سکتے ہیں اور وعدہ نبھانا آپ کو آتا ہے۔ بہر حال وہ راز یہ ہے کہ گیلارڈ کی چار شخصیتیں ہیں دو نہیں۔“ مارگرٹ نے کہا تو میجر برمود حیرت سے اچھل پڑا۔

”چار شخصیتیں۔ کون کون سی..... میجر برمود نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”دو تو یہی ہیں جن سے آپ واقف ہیں۔ گرافن اور گیلارڈ والی۔ دو دوسری ہیں۔ ان میں سے ایک شخصیت ماریو کی ہے۔ وہی ماریو جس کا ذکر ابھی آپ نے کیا ہے اور چوتھی شخصیت ہے مائیکل کی۔“ مارگرٹ نے کہا تو میجر برمود بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا۔

”مائیکل کی..... میجر برمود نے حیران ہو کر کہا۔

”ہاں یہ اس کی اصل شخصیت ہے۔ اس کا اصل نام مائیکل ہی ہے

فرشوں میں نصب کر رکھی ہے کہ جسے وہ خود ہی باہر نمودار کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی نہیں۔ اس میں ایک مشین ایسی ہے جس کے ایک حصے سے جب وہ بولتا ہے تو اس کا بچہ گیلارڈ والا ہوتا ہے اور اس مشین کے رسیور بلیک گولڈ کے اہم ترین افراد اور اداروں میں موجود ہیں۔ اس طرح اس مشین کے دوسرے حصے سے جب وہ بولتا ہے تو اس کا بچہ ماریو جیسا ہوتا ہے اور اس کے رسیور راسکو کے اہم ترین اداروں اور اہم افراد کے پاس ہوتے ہیں۔ اس مشین کے ذریعے وہ جب چاہتا ہے۔ بلیک گولڈ کو اوپن اور کلوز کر دیتا ہے اور جب چاہتا ہے راسکو کو اوپن اور کلوز کر دیتا ہے۔ اس کے علاوہ جب چاہتا ہے مائیکل بن جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے پاس ایک اور خصوصی مشین ہے۔ ایک ایسی مشین جس کا موجد سابقہ ویسٹرن کارمن کا کوئی نامعلوم سائنسدان تھا جس سے مائیکل نے یہ مشین بنوائی اور پھر اسے ہلاک کر دیا۔ تاکہ ایسی دوسری مشین بھی نہ بن سکے اور کسی دوسرے کو اس کے بارے میں علم بھی نہ ہو سکے۔ اس مشین میں جب وہ بطور مائیکل کھڑا ہوتا ہے تو تھوڑی دیر بعد جب وہ باہر آتا ہے تو اس کی جسمانی رنگت آنکھوں کا رنگ۔ بالوں کا رنگ حتیٰ کہ خدوخال تک بدل چکے ہوتے ہیں اور وہ قدرتی طور پر گیلارڈ بن چکا ہوتا ہے۔ اسی طرح اس کے پاس ایک پورے انسانی جسم کی طرح بنی ہوئی کھال ہے جو اس نے نجانے کہاں سے خریدی ہے اسے وہ اپنے پورے جسم پر کھال کی طرح پہن لیتا ہے اور وہ ماریو بن جاتا ہے۔ اصل ماریو

بس یہ ہے اس کی ساری کہانی..... مارگریٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور میجر پر مودادور کیپشن توفیق دونوں حیرت سے یہ انوکھی اور الف لیلی جیسی کہانی بیٹھے سنتے رہے۔ تمہیں اس ساری تفصیل کا کیسے علم ہوا..... میجر پر مودادور نے کہا تو مارگریٹ ایک پھیلکی سی ہنسی ہنسی کر رہ گئی۔

”جو کچھ میں اب آپ کو نظر آ رہی ہوں میں ایسی نہ تھی۔ میں بھرپور جوان تھی اور مائیکل میرا دیوانہ تھا۔ وہ انسانی روپ میں بھڑیا ہے۔ خون آشام زندہ ہے۔ اس نے مجھے اپنی خون آشامی سے کھوکھلا کر دیا ہے۔ بوڑھا کر دیا ہے۔ لیکن اتنی مہربانی کی ہے کہ اس نے مجھے ہلاک کرانے کی بجائے مجھے اس نے یہاں گرافن کی پرائیویٹ سیکرٹری بنا دیا۔ میں بھی خاموش ہو گئی کیونکہ اس کی طرف سے یہ بھی استاذ بڑا انعام تھا کہ میں اس کی احسان مند تھی۔ ورنہ شاید میری طرح کی نجانے کتنی لڑکیاں اس کے ہاتھوں قبروں میں اتر چکی ہیں۔ مجھ سے شاید وہ دل سے محبت کرتا ہو گا یا کوئی اور وجہ ہوگی۔ لیکن اسے بھی نہیں معلوم کہ میں اس کا یہ اہم ترین راز جانتی ہوں ورنہ شاید میں دوسرا سانس بھی نہ لے سکتی اور میں نے بھی زندگی میں پہلی بار آپ کو بتایا ہے اس لئے کہ آپ نے مجھے بیک وقت اتنی دولت دے دی ہے کہ جس سے میں خاموشی سے یہاں سے جا کر کسی اور جگہ اپنی مرضی کی زندگی گزار سکتی ہوں۔ بہر حال یہ راز اس نے ایک بار شراب کے نشے میں مکمل طور پر آؤٹ ہونے پر بتایا تھا۔ تب سے یہ میرے سینے میں

مقید ہے اور آج یہ راز باہر نکلا ہے۔" مارگریٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ اعتماد کریں مس مارگریٹ۔ آپ کا یہ راز اب راز ہی رہے گا اور فکر نہ کریں یہ خون آشام درندہ بھی اب آپ کو مزید تنگ نہ کر سکے گا۔" میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی ایک جیب سے نوٹوں کی ایک اور بڑی گڈی نکالی اور یہ گڈی بھی اس نے مارگریٹ کی طرف بڑھادی۔

"شکریہ۔ بے حد شکریہ۔" مارگریٹ نے جذباتی لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو بہنے لگے۔ وہ تیزی سے اٹھی اور پھر دوڑتی ہوئی اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد مارگریٹ واپس آئی تو وہ ایک بار پھر نارمل ہو چکی تھی۔ "مس مارگریٹ اب آخری بات بتادیں کہ بطور مائیکل اس کا حلیہ کیا ہے۔" میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور مارگریٹ نے ایک طویل سانس لے کر حلیہ تفصیل سے بتا دیا۔

"کوئی ایسی جگہ جہاں وہ اس وقت کسی بھی روپ میں مل سکتا ہو۔" میجر پرمود نے کہا۔

"اب جب کہ دونوں تنظیمیں کلوز ہو چکی ہیں تو وہ یقیناً مائیکل کے روپ میں واپس آچکا ہوگا اور اس روپ میں وہ لڑاکے پاس آپ کو ملے گا۔" مارگریٹ نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لڑاکی رہائش گاہ کا پتہ بتانا شروع کر دیا۔ مارگریٹ نے پتہ درست بتایا تھا

اور اس کے اس درست پتہ بتانے پر میجر پرمود کو مزید اطمینان ہو گیا کہ مارگریٹ ان سے بلف نہیں کر رہی۔

"اس کے علاوہ کوئی اور ٹھکانہ۔" میجر پرمود نے کہا۔

"بطور مائیکل اس کا ایک اور ٹھکانہ ہے اور وہ ہے وکارڈ کلب۔ وہ اس شاندار کلب کا مالک ہے لیکن وہاں اس کا نام مائیکل نہیں بلکہ وہاں اس کا نام نائی سن ہے وہ وہاں میک اپ کر کے رہتا ہے اور وہی اس کا سب سے بڑا عیاشی کا اڈہ ہے۔" مارگریٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ وکارڈ کلب کہاں ہے۔" میجر پرمود نے پوچھا اور مارگریٹ نے اس کا پتہ بتا دیا۔

"اب ہمیں اجازت۔ آپ کا بے حد شکریہ۔" میجر پرمود نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں مارگریٹ کے فلیٹ سے باہر آ گئے۔ میجر پرمود کے بھرے پر کاسیانی کی چمک نمایاں تھی۔

"چار باس"..... آرتھر نے جواب دیا۔
 "بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپول اور فائر گن بھی ہے۔"
 ٹائف نے کہا۔
 "یس باس۔ تمام ایئر جنسی سامان موجود ہے۔"..... آرتھر نے
 جواب دیا۔

"او۔ کے تم ایسا کرو کہ جیسے ہی یہ لوگ باہر نکلیں تم فرداً فرداً ان
 پر گیس فائر کرو اور پھر انہیں لے کر ڈیکو ہاؤس پہنچ جاؤ اور سنو آگروہ
 کسی کار میں اکٹھے باہر آئیں تو پھر ایس۔ ایس فائر کر دینا۔ یہ دنیا کے
 انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ ہیں اس لئے پوری طرح ہوشیار رہنا۔
 ورنہ تم سب مارے بھی جاسکتے ہو۔"..... ٹائف نے تیز لہجے میں کہا۔
 "باس لڑا ہاؤس میں کیوں نہ گیس فائر کر دیا جائے۔"..... آرتھر
 نے کہا۔

"نہیں لڑا ہاؤس میں سائنسی آلات نصب ہیں اور نجانے کون کون
 سے کام کر رہے ہوں اس لئے ساری کارروائی لڑا ہاؤس سے باہر کرنا
 اور پھر جیسے ہی یہ ڈیکو ہاؤس پہنچیں مجھے فوری اطلاع دینا۔"..... ٹائف
 نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس۔"..... دوسری طرف سے آرتھر نے کہا۔
 "پوری طرح ہوشیار رہنا۔ معمولی سی غفلت بھی تمہارے لئے
 انتہائی بھیانک ثابت ہو سکتی ہے۔"..... ٹائف نے کہا۔
 "آپ بے فکر رہیں باس میری ساری عمر ایسے کھیلوں میں گزری

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی ٹائف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
 "یس ٹائف بول رہا ہوں۔"..... ٹائف نے سپاٹ لہجے میں کہا۔
 "آرتھر بول رہا ہوں باس۔ لڑا ہاؤس میں اس وقت تین افراد
 موجود ہیں۔ جن میں ایک عورت اور دو مرد ہیں۔ تینوں اکیڑی ہیں
 اور وہ لڑا سے مائیکل کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہے ہیں۔"..... دوسری
 طرف سے آواز سنائی دی اور ٹائف بے اختیار سیدھا ہو کر کرسی پر بیٹھ
 گیا۔
 "کیسے معلوم ہوا۔"..... ٹائف نے کہا۔
 "تھرٹی تھری ڈکٹافون میں نے لڑا ہاؤس میں فائر کر دیا تھا۔ اس کی
 مدد سے یہ سب کچھ معلوم ہوا ہے۔"..... دوسری طرف سے جواب دیا
 گیا۔
 "تمہارے ساتھ وہاں کتنے آدمی ہے۔"..... ٹائف نے پوچھا۔
 "تمہارے ساتھ وہاں کتنے آدمی ہے۔"..... ٹائف نے پوچھا۔

وہ ایس۔ ایس سے بے ہوش ہیں۔ وہ ایک کار میں بیٹھ کر باہر آئے تھے اور میں نے آپ کی ہدایت کے مطابق کار میں ایس۔ ایس فائر کر دیا جس سے وہ بے ہوش ہو گئے اور کار بھی جام ہو گئی۔ میں نے لینے ساتھیوں کی مدد سے انہیں اپنی دیگن میں منتقل کیا اور زیکو ہاؤس لے آیا ہوں....." آرتھر نے جواب دیا۔

"ان کی تلاش لی ہے تم نے....." ٹائف نے پوچھا۔

"یس باس۔ سوائے مشین پٹلز اور کرنسی کے علاوہ ان کے پاس

کچھ نہیں ہے....." آرتھر نے جواب دیا۔

"تم سپیشل میک اپ واٹر سے ان کے چہرے چمک کرو میں پہنچ رہا ہوں....." ٹائف نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا مگر پھر واپس مڑا اور اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے منبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس....." رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"میں ٹائف بول رہا ہوں۔ گیلارڈ سے بات کرو....." ٹائف نے

کہا۔ اس کو اچانک خیال آگیا تھا کہ گیلارڈ کو بتلا دے کہ اس نے ایک گروپ کو پکڑ لیا ہے۔ اس کا خیال تھا کہ شاید گیلارڈ ان کی تصدیق کرانے کیونکہ اس نے خصوصی طور پر محسوس کیا تھا کہ گیلارڈ ان دونوں گروپس سے ذہنی طور پر خوفزدہ ہے۔

"سوری سر بلک گولڈ کو کلوز کر دیا گیا ہے....." دوسری طرف

سے جواب دیا گیا اور ٹائف بے اختیار چونک پڑا۔

ہے۔" آرتھر نے کہا اور ٹائف نے او۔ کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ لیکن اس کے چہرے پر بے چینی کے تاثرات نمایاں تھے۔ گیلارڈ سے مل کر واپس آنے کے بعد وہ اپنے پورے گروپ کو فوری طور پر حرکت میں لے آیا تھا اور اب اسے یہ پہلی اطلاع ملی تھی اور وہ اس لئے بے چین تھا کہ اس کے آدمیوں کا بڑے طویل عرصے بعد سیکرٹ ہجمنٹوں سے واسطہ پڑ رہا تھا۔ حالانکہ اس نے اپنے گروپ میں چھانٹ چھانٹ کر آدمی رکھے ہوئے تھے لیکن اس کے باوجود ایک عجیب سی بے چینی اس کے اعصاب پر طاری تھی۔ اس کا اندازہ تھا کہ یہ گروپ پاکیشیائی ہجمنٹوں کا ہی ہو گا کیونکہ میجر رمود کے متعلق یہی بتایا گیا تھا کہ وہ دو مرد ہیں۔ جب کہ یہاں دو مردوں کے ساتھ تیسری عورت بھی تھی۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو بری طرح چونک پڑا۔ آرتھر نے بتایا تھا کہ وہ لڑا سے مائیکل کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہے تھے۔ یہی بات اس کے دلچسپ بن گئی تھی۔ کیونکہ مائیکل کا تو کوئی تعلق نہ ماریو سے تھا اور نہ گیلارڈ سے اور نہ ہی اس کا گروپ معدنیات کی چوری میں ملوث تھا۔ پھر وہ مائیکل کے بارے میں کیوں پوچھ گچھ کر رہے تھے۔ وہ مسلسل ٹھہرتا رہا اور سوچتا رہا۔ پھر نجانے کتنی دیر بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بجی اور اس نے لپک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ٹائف بول رہا ہوں....." ٹائف نے تیز لہجے میں کہا۔

"آرتھر بول رہا ہوں باس زیکو ہاؤس سے....." وہ تینوں یہاں پہنچ چکے ہیں۔ میں نے انہیں ڈارک روم میں کرسیوں پر جکڑ دیا ہے۔ ویسے

پائے فرش میں نصب تھے اور ان میں سے تین کرسیوں پر دو ایشیائی اور ایک سوئس عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ لیکن ان تینوں کی گردنیں ڈھکی ہوئی تھیں۔

”تو ان دونوں میں سے ایک وہ علی عمران ہے۔ جس کی شہرت پوری دنیا میں ہے۔“ ٹائف نے غور سے دونوں ایشیائیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”اس لمبے تنگے اور بھاری جسم والے کو ہوش میں لے آؤ آتھر۔ میرے خیال میں یہی علی عمران ہوگا۔“ ٹائف نے سانس رکھی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”یس باس۔“ آرتھر نے کہا اور جیب سے ایک شیشی نکال کر وہ اس لمبے تنگے اور بھاری مگر نفوس جسم نے ایشیائی کی طرف بڑھ گیا جس کی طرف ٹائف نے اشارہ کیا تھا۔ اس نے شیشی کا ڈھکن کھولا اور پھر شیشی کو اس آدمی کی ناک سے چند سینکڑ تک لگا کر اس نے شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکن بند کر کے اس نے اسے واپس جیب میں ڈالا اور پھر باس ٹائف کے پیچھے آکر مودبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اس آدمی نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں اور پھر حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

”جہارا نام علی عمران ہے۔“ ٹائف نے اس سے مخاطب ہو کر باتو اس آدمی نے چونک کر ٹائف کی طرف دیکھا۔

”میرا نام رائف ہے۔“ اس آدمی نے جواب دیا۔

”کمزور دیا گیا ہے۔ کب۔“ ٹائف نے حیران ہو کر پوچھا۔
”تین گھنٹے پہلے۔“ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور ٹائف نے رسیور رکھ دیا۔

”ہو نہہ اس قدر خوفزدہ تھا گیلارڈ۔ کہ اس نے فوراً ہی میرے مشورے پر عمل کر ڈالا۔“ ٹائف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار نارا کی سڑکوں پر دوڑتی ہوئی اس کے ایک مخصوص اڈے تک ہاؤس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی اور تقریباً اڑھے گھنٹے کی تیز ڈرائیونگ کے بعد وہ تک ہاؤس پہنچ گیا۔ برآمدے میں چار مسلح افراد موجود تھے۔ پھر جیسے ہی ٹائف کار سے اترا۔ راہداری سے ایک لمبا ترنگا لیکن چھبرے بدن کا نوجوان نمودار ہوا۔ یہ آرتھر تھا۔

”میک اپ چیک کیا آرتھر۔“ ٹائف نے برآمدے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”یس باس۔ دونوں مرد تو ایشیائی ہیں جب کہ عورت سوئس ہے۔“ آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سوئس۔“ وہ شاید ان کی کوئی مقامی دوست ہوگی۔“ ٹائف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا چند لمحوں بعد وہ ایک بڑے سے ہال میں داخل ہوا جہاں ہر طرف جدید ترین اور قدیم ترین ہر قسم کے تشدد کے آلات موجود تھے۔ ہال کے درمیان راڈز والی کرسیوں کی ایک طویل قطار موجود تھی جن کے

”تم نے اپنے ساتھی کا چہرہ نہیں دیکھا۔ جب اس کا میک اپ واش ہو چکا ہے تو اس سے تم یہ سب سمجھ سکتے ہو کہ جہار ایجرہ بھی تو واش ہو چکا ہوگا۔“ ٹائف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم کون ہو۔“ اس آدمی نے ہونٹ جپاتے ہوئے کہا۔

”میرا نام ٹائف ہے اور یہ میرا تحت ہے۔ آرتھر۔“ ٹائف نے بڑے فخرانہ لہجے میں کہا۔

”یہ تم نے ہمیں اس طرح کیوں بکلا رکھا ہے۔“ اس آدمی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ناک تمہیں گولیوں سے بھون دیا جائے۔ تم پہلے نام بتاؤ۔ کیا تم علی عمران ہو یا یہ جہار ساتھی علی عمران ہے۔“ ٹائف نے تیز لہجے میں کہا۔

”میرا نام علی عمران ہے۔“ اس آدمی نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”میں نے تو علی عمران کی ذہانت کی بڑی تعریفیں سنی تھیں لیکن تم تو الحق آدمی ہو۔“ ٹائف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم نے کس طرح اندازہ لگایا کہ میں الحق ہوں۔“ اس آدمی نے غصیلے لہجے میں کہا تو ٹائف بے اختیار ہنس دیا۔

”تم نے اپنے ساتھیوں کا چہرہ دیکھنے کے باوجود اپنا فرضی نام بتایا جو تم نے ایک بری میک اپ کی وجہ سے رکھا تھا۔ اس سے جہاری حماقت کا اظہار ہوتا ہے۔“ ٹائف نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

گلی۔

نہو چلا۔ وہ کہتے گھر کمالیہ

”حق کے لئے۔“

ہنسی آرہی ہے کہ تم مجھے جب کہ اس طرح مطمئن بیٹھے ہوئے ہو جسے تم کو تسخیر کر رکھا ہو۔“ ایک۔ حالانکہ موت جہار سے سر پر منڈلا رہی آدمی نے انتہائی غصہ اور نکال کیلئے لہجے میں کہا۔

”ارے ار میں نے ان کے اسٹاٹس۔ کمال ہے۔ میں تو سنا تھا کہ علی مسخروہ سادہ کسی پر بیکروہ۔ لیکن تم مجھے مسخروہ نظر نہیں آتے۔“ ٹائف مسکراتے بائیں مچوہ۔

”بارنگی پائے۔“ اس آدمی نے تھرہ کہا۔

”بارلق سے۔“ اسے بھی ہوش میں لے آؤ اور اس لڑکی کو بھی۔“ ٹائف نے کہا تھا کہ اس اور آرتھر نے جیب سے شیشی نکالی اور پہلے وہ اس لڑکی کی طرف بڑھ گیا۔ واقعی علی۔ اس نے شیشی کا ڈھکن ہٹایا اور شیشی اس لڑکی کی ناک سے لگا دی۔ شیشی ہی۔ پھر اس نے شیشی ہٹا کر اس کا ڈھکن بند کیا اور دوسرے بے ہوش۔“ مجھے آدمی کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ اچانک ٹائف نے آرتھر کو جمع کر تو پ۔ ان ہو۔ کے گولے کی طرح اپنی طرف آتے دیکھا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا بیٹھا ہو تا تو آرتھر ایک دھماکے سے اس سے آنکرایا اور ٹائف کو یوں محسوس میں ویسے ہوا جیسے وہ کسی بھاری چٹان کے نیچے دب گیا ہو۔ اس کے ساتھ۔ ناچاہتا تھا۔ ہی اسے اپنے سر کے عقبی حصے میں خوفناک دھماکے سا محسوس ہو کے ایک۔ اس نے ذہن میں چٹنگاریاں سی اڑتی محسوس کیں لیکن یہ آخری اڑے۔ اس تھا۔ اس کے بعد اس کا ذہن اٹھا تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔ پھر جب مجھے

نہ اپنے جسم میں درد کی تیز لہریں دوڑتی محسوس کی اور اس درد کی ہو چکا ہے۔ اس کے ذہن پر جھانی ہوئی تاریکی تیزی سے دور ہوتی ہو چکا ہوگا۔ یہ یوں محسوس ہوا جیسے اس کا سینہ میں الٹا ہوا سانس "تم کو" یا ہو اور اس کی بند آنکھیں ایک جھٹکے پر سے کھل گئیں۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن کو شدید ترین حریت کا ایک زوردار ہٹکا لگا۔ جب اس نے اپنے آپ کو اس کرسی پر جکڑا ہوا پیٹھ اڈیکھا جس رسی پر وہ آدمی جکڑا ہوا تھا۔ جس نے اپنا نام علی عمران بتایا تھا اور وہ آدمی اس کی جگہ سلانے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ جب کہ آدھری لاش کرسی کے ساتھ ٹیڑھے میز سے انداز میں فرش پر پڑی ہوئی صاف دکھ ٹاؤنی دے رہی تھی۔

"باہر جہارے چار مسلح آدمی تھے وہ چاروں ختم ہو چکے ہیں۔" اس آدمی نے بڑے طنز سے لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم نے یہ سب کچھ کیسے کر لیا۔ تم تو کرسی کے راڈز میں جکڑے ہوئے تھے۔" ٹائف نے انتہائی حریت بھرے لہجے میں لیلیکی کہا اسے واقعی اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ کرسی کے راڈز میں جکڑا ہوا آدمی کیسے اپنے آپ رہا ہو سکتا ہے۔

"میری ٹانگیں آزاد تھیں۔ میں نے جہارے آدمی کو دونوں ٹانگوں کی مدد سے تم پر اچھال دیا اور پھر جب تک تم دونوں اٹھتے۔ میں نے اپنی ٹانگ اندر کی طرف موڑ کر کرسی کے عقبی پائے میں لگے ہوئے جہانے بن کو دبا دیا۔ اس طرح راڈز غائب ہو گئے اور میں آزاد ہو گیا۔"

بے ہوش ہو چکے تھے جب کہ جہارے آدمی نے مقابلہ کرنے کی کوشش کی مگر میں نے ایک لمحے میں اس کی گردن توڑ دی اور پھر اس کی جیب سے ریوالت نکال کر میں باہر آگیا۔ وہاں برآمدے میں چار آدمی موجود تھے۔ میں نے ان چاروں کا خاتمہ کر دیا۔ پھر واپس آیا اور جہیں اٹھا کر اس کرسی پر جکڑ دیا۔ البتہ میں نے جہارے دونوں پیر بھی کرسی کے پایوں میں موجود کڑوں میں جکڑ دیے تھے۔ اس طرح اب تم میری طرح عقبی پائے کی طرف ٹانگ لے جا کر بن پر پس نہیں کر سکتے۔ اس آدمی نے بڑے سہلے میں ساری بات بتادی اور ٹائف کے حلق سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔ وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ اس طرح بھی ہو سکتا ہے اور اب اسے یقین آگیا تھا کہ یہ شخص واقعی علی عمران ہے جس نے اس قدر تیزی اور آسانی سے ساری پونیشیں ہی تبدیل کر دی ہے۔

"مجھے اب یقین آگیا ہے کہ تم احمق نہیں ہو اور تم واقعی علی عمران ہو۔ لیکن میں نے جہیں کسی دشمنی کی بنا پر جہاں نہیں جکڑا تھا اگر ایسا ہوتا تو مجھے کیا ضرورت تھی کہ میں جہیں جہاں ہوش میں لے آتا۔ میں دیکھ ہی جہیں گولیوں سے اڑا دیتا۔ میں تو صرف یہ کنفرم کرنا چاہتا تھا کہ کیا واقعی تم علی عمران ہو۔ کیونکہ جہاری کار پر جہاں کے ایک مجرم گروپ کے آدمیوں نے حملہ کیا تھا۔ وہ جہیں اپنے اڈے پر لے گئے اور جہیں مارنا چاہتے تھے۔ لیکن میں وہاں موجود تھا۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ تم میں سے ایک علی عمران ہے تو میں نے ان

اس آدمی نے سرد لہجے میں کہا اور کرسی سے اٹھ کر وہ دائیں طرف دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائف نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے وہ واقعی اس وقت بری طرح پھنس گیا تھا۔ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ ایسی کایا پلٹ بھی ممکن ہو سکتی ہے۔ ورنہ وہ کبھی اسے ہوش میں نہ لے آتا۔ اس آدمی نے دیوار سے کوڑا اتارا اور پھر اسے چٹختا ہوا واپس پلٹا۔

”آخری بار کہہ رہا ہوں کہ زبان کھول دو“..... اس آدمی نے واپس آکر اس کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس نے لات مار کر اس کرسی کو پیچھے اتار دیا تھا جس پر وہ بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر عجیب سی سختی اور سفاکی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”تم یقین کرو میں سچ کہہ رہا ہوں“..... ٹائف نے کہا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے بے اختیار جھج نکلی گئی۔ جب اس آدمی کا بازو حرکت میں آیا اور ٹائف کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں بہرائی ہوئی آگ داخل ہو گئی ہو اور پھر تو ٹائف کے منہ سے بے اختیار چیخیں نکلنے لگیں۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے پورے جسم کو کسی نے دہکتی ہوئی آگ میں دھکیل دیا ہو۔ وہ ٹائف پر اس بری طرح مسلسل کوڑے برسائے چلا جا رہا تھا کہ جیسے وہ کوئی آدمی نہ ہو کوئی مشین ہو۔ ٹائف کے ذہن میں زلزلہ سا گیا۔ اس کے ذہن میں دھماکے ہونے لگے اور پھر لکھت تاریکی چھا گئی۔ لیکن دوسرے لمحے اس تاریکی میں چنگاریاں سی ہوئیں اور ایک بار پھر اسے اپنے جسم میں درد کی تیز ہیریں سی دوڑتی محسوس ہوئیں۔ ایسی درد کی ہیریں کہ جو اس کی

کو ختم کیا اور تمہیں یہاں اپنے اڈے پر لے آیا۔ میں تو تمہارا دوست ہوں۔“ ٹائف نے فوراً ہی بات بناتے ہوئے کہا۔

”پہلی بات تو یہ سن لو کہ میرا نام علی عمران نہیں ہے۔ تنویر ہے۔ علی عمران تمہارے دائیں طرف کرسی پر بے ہوش جکڑا ہوا موجود ہے اور دوسری بات یہ کہ تمہاری یہ بچکانہ کہانی مجھے متاثر نہیں کر سکی۔ شاید تم نے واقعی مجھے الحق سمجھ رکھا ہے“..... اس آدمی نے منہ بناتے ہوئے انتہائی کراخت لہجے میں کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب تم علی عمران نہیں ہو۔ مگر تم نے تو خود کہا تھا کہ میں علی عمران ہوں“..... ٹائف نے چونک کر کہا۔

”وہ تو تمہارے پوچھنے پر میں نے کہہ دیا تھا۔ بہر حال اب اصل بات اگل دو کہ تم کون ہو اور تم نے کیوں ہماری کار پر حملہ کیا اور ہمیں یہاں کیوں لے آئے تھے۔ سب کچھ اگل دو۔ میں علی عمران کی طرح نرم دل اور مصطفیٰ پسند نہیں ہوں۔ میرا نام تنویر ہے اور تم جیسے بد معاشوں کے جبڑے توڑنا میرا دل پسند مشغلہ ہے“..... اس آدمی نے انتہائی کراخت لہجے میں کہا۔

”تم جو کوئی بھی ہو۔ یقین کرو کہ میں سچ کہہ رہا ہوں میں تمہارا دوست ہوں دشمن نہیں ہوں۔ میرا تعلق بھی ایکری میا کی خفیہ ایجنسی سے رہا ہے اور میں نے تم لوگوں کی بڑی تعریفیں سن رکھی ہیں۔“ ٹائف نے کہا۔

”او۔ کے تمہاری مرضی۔ ابھی تم سب کچھ اگل دو گے سب کچھ۔“

ایس۔ ایس فائر کیا اور ہمیں یہاں لے آیا۔ ہمارے میک اپ صاف کیے گئے بس یہ ہے ساری بات اب مجھے پانی پلا دو پلیر مجھے پانی پلا دو۔“ ٹائف نے بے اختیار چختے ہوئے کہا۔ اس کی زبان سے الفاظ خود بخود پھسل کر باہر آرہے تھے۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اگر اس نے سب کچھ نہ بتایا اور جلدی جلدی نہ بتایا تو اس کا دل پھٹ جائے گا۔
 ”یہ گیلیارڈ کون ہے۔ کیا بلیک گولڈ کا سربراہ۔“ اس آدمی نے پوچھا۔

”ہاں ہاں وہی ہے گیلیارڈ۔ پانی پلا دو۔“ ٹائف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر چھپتی ہوئی تاریکی نے اس کے ذہن پر مستقل ڈیرہ جمایا اور اس کے تمام احساسات جیسے یکھٹ فنا ہو کر رہ گئے۔

برداشت سے باہر تھیں اور اس کے حلق سے مسلسل چیخیں نکلنے لگیں اور پھر واقعی یہ سب کچھ اس کی برداشت سے باہر ہوتا چلا گیا۔
 ”رک جاؤ رک جاؤ بتاتا ہوں رک جاؤ۔“ ٹائف نے لاشعوری انداز میں چختے ہوئے کہا اور اس آدمی کا مشین کی طرح چلتا ہوا بازو رک گیا۔

”ابھی سے۔ ابھی تو ابتدا ہے۔“ اس آدمی نے ہونٹ چھیختے ہوئے کہا۔ ٹائف کے ذہن پر بار بار تاریکی چھپ رہی تھی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا پورا جسم دھکتے ہوئے تنور میں کسی نے زبردستی تار دیا ہو۔ اس کا دل بری طرح گھبرا رہا تھا۔
 ”پپ پپ پانی۔ پانی لا دو۔ میں مرجاؤں گا پانی۔“ ٹائف کے منہ سے خود بخود نکلا۔

”پہلے پوری تفصیل بتاؤ پھر پانی ملے گا۔ بولو ورنہ۔“ اس آدمی نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پوری قوت سے ایک بار پھر کوڑا اس کے جسم پر رسید کر دیا اور ٹائف کو یوں محسوس ہوا جیسے یہ کوڑا اس کی روح کو بھی زخمی کر گیا ہو۔

”م۔ م۔ م میرا نام ٹائف ہے۔ مجھے گیلیارڈ نے کہا تھا کہ میں ہمیں ہلاک کر دوں۔ تمہیں بھی اور اس بلگانوی گروپ میمبر مود کو بھی۔ اس نے کہا تھا کہ تم لوگ مادم لزا ہاؤس میں جا سکتے ہو۔ میں نے وہاں نگرانی کے لئے آدمی بھیج دیئے۔ میرے آدمی آرتھر نے وہاں ڈسکالوفن پہنچایا اور اس طرح تمہارا وہاں تپ چل گیا۔ پھر آرتھر نے تمہاری کار پر

اس کے ساتھ ایک مقامی آدمی کی لاش میزے میزے انداز میں پڑی ہوئی تھی جب کہ باقی کرسیاں خالی تھیں اور وہ اکیلا ہی اس ہال میں کرسی کے راڈز میں جکڑا ہوا بیٹھا ہوا تھا۔ ہال کا سامنے کا دروازہ بھی کھلا ہوا تھا۔ تنویر اور جو لیا دونوں غائب تھے۔

”یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ تنویر اور جو لیا کہاں گئے اور یہ لاش کس کی ہے۔“ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لات کو پیچھے لے جانے کی لاشعوری طور پر کوشش کی اور اس کے ساتھ ہی وہ چونک پڑا کیونکہ کرسی کی نشست خاصی اونچی تھی اور اس کی لات آسانی سے عقبی پائے تک پہنچ گئی تھی۔ اس نے اپنے جسم کو ذرا سا آگے کی طرف جھکا یا اور بوٹ کی نو کو گھما کر پائے کی پشت سے لگا کر اسے اوپر نیچے کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد ایک جگہ اسے ابھری ہوئی محسوس ہوئی۔ اس نے نو کو مخصوص انداز میں دبایا تو کھٹاک کھٹاک کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی اس کے جسم کے گرد موجود راڈز تیزی سے غائب ہو گئے اور عمران اس کی جکڑے آزاد ہو گیا۔ راڈز غائب ہوتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور سیدھا اس کھلے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دوسری طرف راہداری تھی۔ راہداری کا اختتام ایک اور راہداری میں ہو رہا تھا۔ وہ محتاط انداز میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ لیکن پھر جیسے ہی وہ دوسری راہداری مڑا۔ اسے کسی کے کرلہنے کی بجلی سی آواز سنائی دی اور وہ بے اختیار چونک پڑا۔ تیزی سے آگے بڑھنے کے بعد تھوڑی دیر بعد وہ ایک اور کمرے کے کھلے دروازے کے سامنے پہنچ گیا

عمران کی آنکھیں کھلیں تو چند لمحوں تک تو اس کا شعور بیدار ہی نہ ہوا اور اس کے ذہن پر بس مختلف رنگوں کی روشنیوں کی یورش سی رہی۔ پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور بیدار ہوتا چلا گیا اور شعور بیدار ہوتے ہی سب سے پہلے اس کے ذہن میں سابقہ واقعات فلم کی صورت میں گھوم گئے۔ اسے یاد تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کار میں بیٹھ کر لڑا ہاؤس سے باہر نکلا ہی تھا کہ اچانک کوئی سیاہ رنگ کی چیز سرور کی تیز آواز کے ساتھ ہی کار سے ٹکرانی اور دوسرے لمحے اس کا ذہن یکفکرت تاریک ہو گیا تھا۔ اس نے آنکھیں کھول کر ادھر ادھر دیکھا تو بے اختیار اچھلنے کا جھل سا پڑا۔ لیکن کرسی پر موجود راڈز کی وجہ سے اسے صرف اچھلنے کا احساس ہی ہوا تھا۔ وہ اچھل نہ سکا تھا۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک بڑے سے کمرے میں موجود تھا جس میں ایسی کرسیوں کی ایک پوری قطار موجود تھی۔ سامنے ایک طرف ایک کرسی الٹی ہوئی پڑی تھی جب کہ

نمودار ہو گئے۔ آنکھوں میں گہری سرفی تھی۔

”کیا نام ہے جہارا“..... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

”تم۔ تم۔ علی عمران ہو۔ تم علی عمران ہو“..... اس زخمی نے کراہتے ہوئے کہا تو عمران اس زخمی کے منہ سے اپنا نام سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

”ہاں لیکن تم کون ہو“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”میرا نام ٹائف ہے۔ جہارے ساتھی تنویر نے مجھ پر انتہائی ظالمانہ اور سفاکانہ تشدد کیا ہے۔ کاش میں پوچھ گچھ کے چکر میں پڑنے کی بجائے جہیں گولیوں سے اڑا دیتا۔ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ مجھے مار ڈالو مگر مجھے اب مزید اذیت نہ دو“..... زخمی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ لاشعوری انداز میں بول رہا ہوں اور عمران واقعی ٹائف کے منہ سے یہ سن کر حیران رہ گیا کہ تنویر نے اس پر تشدد کیا ہے۔ مگر پھر تنویر اور جو لیا کہاں چلے گئے ہیں۔

”پوری تفصیل بتاؤ ٹائف۔ میں ابھی جہاری سینڈنچ بھی کر دیتا ہوں اور جہیں طاقت کے انجکشنز لگا دیتا ہوں لیکن مجھے پوری تفصیل بتا دو کہ تم کون ہو اور یہاں کیسے پہنچے اور میرے ساتھیوں نے تم سے کیا پوچھ گچھ کی ہے“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”میرا نام ٹائف ہے۔ میرا تعلق ایکریمیائی ایک خفیہ ایجنسی سے رہا ہے۔ پھر میں نے اسے چھوڑ کر اپنا ایک پرائیویٹ گروپ بنالیا اور

اور اس کے ساتھ ہی بے اختیار اس کے ہونٹ بھجھ گئے۔ کیونکہ کمرے میں ایک آدمی کرسی کے ساتھ رسیوں سے بندھا بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا پورا جسم زخموں سے بھرا ہوا تھا۔ ساتھ ہی ایک خون آلود کوڑا بھی پڑا تھا۔ یہ آدمی بھی مدہمی تھا اور وہ نیم بے ہوشی کے عالم میں آہستہ آہستہ کراہ رہا تھا۔ عمران نے ایک نظر کمرے کے اندرونی ماحول کو دیکھا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس پوری عمارت میں گھوم چکا تھا۔ برآمدے میں چار افراد کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ انہیں گولی مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی دو مشین گنیں بھی پڑی تھیں۔ پورچ میں ایک ویگن بھی کھڑی تھی لیکن اس کے علاوہ وہاں کوئی اور آدمی نہ تھا۔ تنویر اور جو لیا بھی غائب تھے۔

”یہ سب کیا اسرار ہے۔ تنویر اور جو لیا کہاں ہیں اور یہ زخمی اور لاشیں“..... عمران نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ واپس اسی کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں وہ زخمی موجود تھا۔ اب اس زخمی سے اصل صورت حال کا علم ہو سکتا تھا۔ زخمی اسی طرح نیم بے ہوشی کے عالم میں کراہ رہا تھا۔ عمران نے ملٹے ہاتھ روم سے پانی کا جگ بھر اور پھر زخمی کے جزیے بھجھ کر اس کا منہ کھولا اور پانی اس کے حلق میں انڈیلنا شروع کر دیا۔ جب کافی پانی اس کے حلق میں اتر گیا تو عمران نے جگ میں موجود پانی پانی اس کے سر اور جسم پر انڈیل دیا اور زخمی کی حالت تیزی سے بہتر ہونی شروع ہو گئی اور چند لمحوں بعد اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے چہرے پر شدید ترین تکلیف کے آثار

یہاں ناراک میں پیشہ ورانہ انداز میں کام کرنے لگا۔ بلیک گولڈ کا چیف گیلارڈ میرا ذاتی دوست ہے۔ اس نے مجھے کال کیا اور بتایا کہ راسکو کے پیچھے بنگارنوی اور پاکیشیانی گروپ کام کر رہے ہیں۔ بنگارنوی گروپ کالیزر میجر رمود ہے جب کہ پاکیشیانی گروپ کالیزر علی عمران ہے۔ اس نے کہا کہ اسے خطرہ ہے کہ راسکو کے کلوز ہونے پر کہیں یہ دونوں گروپ اس کے خلاف کام نہ کرنا شروع کر دیں اس لئے میں ان دونوں گروپوں کے خلاف کام کروں۔ اس نے مجھے مادام لزا ہاؤس کا کلیو دیا کہ ایک بار وہاں حملہ ہو چکا ہے۔ مگر مادام لزا موجود نہ ہونے کی وجہ سے بچ گئی ہے۔ لیکن اب وہ واپس آگئی ہے اس لئے لازماً وہاں دوسرا حملہ ہو گا اور یہ حملہ دونوں میں سے کوئی ایک گروپ کرے گا۔ چنانچہ میں نے اپنے آدمیوں سے کہہ کر لزا ہاؤس کی نگرانی شروع کرادی پھر مجھے اطلاع ملی کہ وہاں دومر اور ایک عورت موجود ہیں اور لزا سے مائیکل کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہے ہیں۔ تین افراد کی وجہ سے میں سمجھ گیا کہ یہ پاکیشیانی گروپ ہو گا جس کا لیڈر علی عمران ہے۔ میں نے اپنے آدمیوں کو انہیں بے ہوش کر کے یہاں لے آنے کا حکم دیا۔ ساتھ چارہاری کارپرائس۔ ایس فائر کیا گیا اور پھر ہمیں یہاں لے آیا گیا۔ جہارے میک اپ صاف کیے گئے۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم دونوں مردوں میں سے کون علی عمران ہے۔ اس لئے میں نے جہارے ساتھی کو ہوش دلایا تو اس نے کہا کہ وہ علی عمران ہے اور پھر انتہائی حیرت انگیز طور پر اس نے کرسی کے راڈز سے آزادی

حاصل کی اور ہم پر حملہ کر دیا۔ میں بے ہوش ہو گیا۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں اس کی جگہ کرسی پر جکڑا ہوا تھا۔ جب کہ میرا ساتھی ہلاک ہو چکا تھا۔ پھر جہارے ساتھی نے بتایا کہ اس کا نام تنویر ہے۔ اس نے مجھے کوڑے مارے اور مجھ سے پوچھ گچھ کی۔ میں نے اسے گیلارڈ کے متعلق بتایا اور پھر بے ہوش ہو گیا۔ دوبارہ مجھے ہوش آیا تو میں اس کمرے میں کرسی پر رسیوں سے جکڑا ہوا بیٹھا تھا اور اب تنویر کے ساتھ وہ عورت بھی تھی جو جہارے ساتھ موجود تھی۔ تنویر نے مجھ پر ایک بار پھر بے دردی سے کوڑے برسائے شروع کر دیئے۔ وہ مجھ سے گیلارڈ کا پتہ پوچھ رہے تھے۔ میں نے انہیں بتایا کہ یہاں آنے سے پہلے میں نے جب اسے فون کرنا چاہا تو مجھے بتایا گیا کہ بلیک گولڈ کو بھی کلوز کر دیا گیا ہے اور اب ماریو کی طرح گیلارڈ کا بھی پتہ نہیں چل سکتا لیکن وہ مجھ پر تشدد کرتے رہے۔ آخر کار میں نے انہیں بتایا کہ گیلارڈ کا ایک فھکانہ اور بھی ہے۔ وہ گرافن کے نام سے فینو کارپوریشن کا سربراہ ہے اور فینو کارپوریشن کے سربراہ کی حیثیت سے اس کی پرائیویٹ سیکرٹری مارگریٹ ہے جو اس کی طویل عرصے تک فرینڈ رہی ہے۔ وہ ایک فلیٹ میں رہتی ہے۔ ہو سکتا ہے وہ وہاں چلا گیا ہو۔ وہ اکثر وہاں کئی کئی روز رہتا ہے۔ پھر میں بے ہوش ہو گیا اور اب ہوش آیا ہے تو تم سامنے کھڑے تھے..... ٹائف نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

گیلارڈ کا حلیہ اور قد و قامت کی تفصیل بتاؤ..... عمران نے کہا

آنے پر کہا۔

نہیں تھا۔ پھر ہم اس سے تفصیلی پوچھ گچھ کے لئے اسے یہاں لے آئے ہیں۔ ہمارا خیال تھا کہ ہم گیلارڈ کو پکڑنے کے بعد ہمیں ہوش میں لے آئیں گے لیکن تم نہ جانے کس طرح خود بخود ہوش میں آگئے۔..... جو یانے نے جواب تک خاموش کھڑی تھی اپنے اس اقدام کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”جب رقیب کی سرگرمیاں برسرِ ارج ہو جائیں تو مجبوراً ہوش میں آنا ہی پڑتا ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اسی لئے میں ہمیں ہوش میں نہ لانا چاہتا تھا کہ تم کام کرنے کی بجائے فصول بکواس کرنی شروع کر دیتے ہو۔..... تنویر نے جھٹلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسی دوران وہ اس لڑکی مارگرٹ کو ایک کرسی پر بٹھا کر اسے رسیوں سے جکڑ چکا تھا۔

”شہر وہیں اسے ہوش میں لے آتی ہوں۔..... جو یانے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے مارگرٹ کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ پھر جب مارگرٹ کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے تو جو یانے جیسے ہٹ گئی۔

”اگر گیلارڈ وہاں موجود نہیں تھا تو پھر اس لڑکی کو بھی اس کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہوگا۔ اب جب تک وہ بلیک گولڈ کو اوپن نہیں کرے گا۔ اس وقت تک وہ کسی صورت بھی سامنے نہ آئے گا۔“

ٹائف نے ہونٹ جھنجھٹے ہوئے کہا اور اسی لمحے مارگرٹ نے کرلپٹے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے ہجرے پر شہید ترین تکلیف کے

بدل گیا ہے۔ یہ مارگرٹ ہوگی۔ گرافن کی پرائیویٹ سیکرٹری۔“

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں یہ مارگرٹ ہے۔ ہم نے سوچا کہ تم خواہ مخواہ لمبی باتوں کے جکر میں وقت ضائع کر دو گے۔ اس لئے ہم نے تمہیں ہوش میں لانے بغیر خود ہی کیس مکمل کرنے کا فیصلہ کیا اور تم دیکھو کہ ہم مارگرٹ کو اغوا کر لائے ہیں۔ اب یہ ہمیں بتانے گی کہ گیلارڈ کہاں ہے اور پھر ہم گیلارڈ کی گردن پکڑ لیں گے۔ مسد ختم۔“ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”لیکن ہمیں ٹائف نے بتایا نہیں کہ راسکو کی طرح بلیک گولڈ کو بھی کلوڈ کیا جا چکا ہے۔ اس لئے اب ماریو کی طرح گیلارڈ کا بھی پتہ نہ چل سکے گا۔ وہ نہ جانے کس روپ میں اور کہاں ہوگا۔..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ لڑکی بتائے گی میں اس کی بوئیاں اڑا دوں گا۔ میں تو وہیں اس کے فلیٹ میں ہی سب کچھ پوچھ لیتا لیکن وہ عام سافلیٹ تھا اور گنجان آباد علاقہ تھا۔ اس لئے جو یانے مشورے پر میں اسے یہاں لے آیا ہوں۔..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”عمران اس ٹائف نے بتایا ہے کہ گیلارڈ کا ایک اور روپ گرافن کا بھی ہے اور یہ گرافن کی پرائیویٹ سیکرٹری ہے اس لئے ہو سکتا ہے وہ گرافن کے روپ میں اس کے فلیٹ میں چھپا ہوا ہو۔ اس لئے ہم دونوں وہاں گئے تھے۔ لیکن وہاں یہ اکیلی لڑکی تھی۔ گیلارڈ موجود

تاثرات نمودار ہوئے جو ماحول کو دیکھ کر تیری سے خوف میں تبدیل ہوئے چلے گئے۔ وہ واقعی بے حد خوفزدہ نظر آرہی تھی۔

”تم۔ تم۔ کون ہو۔“ مارگرٹ نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

”سنو لڑکی۔ اگر تم اپنے جسم کو اس آدمی کی طرح زخمی ہونے سے بچانا چاہتی ہو تو ہمیں گیلارڈ کا پتہ بتا دو ورنہ تم دیکھ رہی ہو کہ اس کے جسم پر کس قدر زخم ہیں اور جہاز جسم تو اس کی نسبت کہیں زیادہ نرم و نازک ہے۔“ جولیانے مارگرٹ سے مخاطب ہو کر غزائے ہوئے کہا۔ جب کہ تنویر نے فرش پر پڑا ہوا خون آلود کوڑا اٹھایا اور اسے بڑے دہشت ناک انداز میں فضا میں پھٹانے لگا۔

”کیا۔ کیا۔ کہہ رہے ہو کون گیلارڈ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ مم۔ مم میں تو کسی گیلارڈ کو نہیں جانتی۔“ اس لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم ہٹ جاؤ جولیا۔ یہ گیلارڈ کی ساتھی ہے۔ یہ اس طرح آسانی سے زبان نہیں کھولے گی۔ ہٹ جاؤ۔“ تنویر نے انتہائی عصبیلے لہجے میں کہا۔

”جہاز انام مارگرٹ ہے لڑکی۔“ اچانک عمران نے لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں۔ ہاں میرا نام مارگرٹ ہے اور میں فیانو کارپوریشن میں پرائیویٹ سیکرٹری ہوں۔ میں تو کسی گیلارڈ کو نہیں جانتی۔ تم لوگ

کون ہو اور کیوں مجھے یہاں لے آئے ہو۔“ مارگرٹ نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور وہ بندھی ہوئے کے باوجود کرسی پر بری طرح تپنے لگی۔ تنویر کا بازو گھوم گیا تھا اور کوڑے کی ضرب نے مارگرٹ کے جسم پر نشان سا ڈال دیا تھا۔ لیکن اس کا لباس نہ پھٹتا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ تنویر نے ہاتھ ہلکا ہی رکھا تھا۔ دو تین چھین مار کر مارگرٹ کی گردن ڈھلک گئی تھی۔

”ہٹ جاؤ تنویر۔ کسی عورت پر اس طرح کوڑے برسانا کہاں کی شرافت ہے۔“ عمران نے ٹھٹھکتا انتہائی عصبیلے لہجے میں کہا۔

”میں نے تو صرف اسے ہلکا سا سبق دیا ہے۔ کوڑا مار دیتا تو اس کی بو لیاں نہ اڑ جاتیں۔ اب یہ زبان آسانی سے کھول دے گی۔“ تنویر نے کہا۔

”تم ہٹ جاؤ یہ واقعی گیلارڈ کے موجودہ پتے کے بارے میں کچھ نہ جانتی ہو گی اور اب ہمیں گیلارڈ سے ملنا بھی نہیں ہے اس لئے اس کے متعلق پوچھ گچھ اب وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے۔“ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”تو پھر۔ پھر۔ اب کس کو پکڑیں۔“ تنویر نے حیران ہو کر کہا۔ ”ابھی معلوم ہو جاتا ہے۔ میں نے اصل آدمی تلاش کر لیا ہے۔ وہ مل جائے گا تو پھر ماریو بھی مل جائے گا اور گیلارڈ بھی۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر وہ جولیا سے مخاطب ہو گیا۔

"تم اسے ہوش میں لے آؤ جویا"..... عمران نے جویا سے کہا اور جویا سر ملاتی ہوئی آگے بڑھی اور اس نے ایک بار پھر مارگرٹ کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے۔ چند لمحوں بعد وہ پیچھے ہٹی تو مارگرٹ ایک بار پھر جج مار کر ہوش میں آگئی۔

"مجھے مت مارو۔ مجھے مت مارو۔ میں بے قصور ہوں۔ مجھے مت مارو"..... مارگرٹ نے بڑبائی انداز میں پچھتے ہوئے کہا۔

"سنو مارگرٹ اگر تم تعاون کرو تو میں تمہیں یقین دلانا ہوں کہ نہ ہی تم پر تشدد ہوگا اور نہ تمہیں ہلاک کیا جائے گا۔ لیکن اگر تم نے تعاون نہ کیا تو پھر تم میرے سامنے کسی فطرت کا اندازہ تو کر ہی چکی ہو گی یہ واقعی جہاری بوئیاں اڑا دے گا۔ عمران نے نرم لہجے میں کہا

"مم۔ میں واقعی گیلارڈ کے بارے میں کچھ نہیں جانتی"۔ مارگرٹ نے سسکیاں لیٹے ہوئے کہا۔

"تم گیلارڈ کے بارے میں واقعی کچھ نہیں جانتیں۔ میں نے مان لیا لیکن تم گرافن کے بارے میں تو یقیناً جانتی ہو گی۔ وہ تو جہارا باس ہے"..... عمران نے کہا۔

"ہاں جانتی ہوں وہ کبھی کبھار آتے ہیں"..... مارگرٹ نے کہا۔

"اس کا حلیہ بتاؤ"..... عمران نے کہا اور مارگرٹ نے حلیہ بتانا شروع کیا تو عمران کے لبوں پر مسکراہٹ رنگ گئی کیونکہ مارگرٹ نے گیلارڈ والا حلیہ ہی بتایا تھا۔

"گرافن کا حلیہ پوچھ کر تم کیا کر دو گے"۔ تنویر نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ گیلارڈ کا ہی حلیہ بتا رہی ہے۔ تم نے شاید ٹائف سے گیلارڈ کا حلیہ پوچھا ہی نہیں ہوگا"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ یہ ہے گیلارڈ کا حلیہ مگر یہ تو کہہ رہی تھی کہ وہ گیلارڈ کو جانتی ہی نہیں ہے"..... تنویر نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ واقعی نہیں جانتی ہوگی کہ گرافن کا دوسرا نام گیلارڈ بھی ہوگا۔ عمران نے کہا۔

"پھر اب"..... تنویر نے کہا۔

"جلدی مت کرو۔ جہاری یہ جلدی والی عادت ہی معاملات کو بگاڑ دیتی ہے"۔ عمران نے کہا اور ایک بار پھر مارگرٹ سے مخاطب ہو گیا۔

"سنو مارگرٹ ہمیں معلوم ہے کہ تم طویل عرصے تک گیلارڈ یا گرافن کی فریڈ رہی ہو۔ اس لئے جہارا یہ کہنا کہ تم اسے بطور گیلارڈ نہیں جانتیں غلط ہے۔ تم اسے بطور گیلارڈ بھی اچھی طرح جانتی ہو لیکن تم شاید کسی خاص وجہ سے سب کچھ چھپانا چاہتی ہو لیکن تمہیں شاید معلوم نہیں ہے کہ تم اس وقت کن لوگوں کے ہاتھوں میں ہو۔ جہارا یہ سب کچھ چھپانا تمہارے لئے اس وقت بیکار ہو جائے گا جب جہارے جسم میں گولیوں کی بارش اتر جائے گی"..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ میں واقعی کچھ نہیں جانتی۔ میں بچ کہہ رہی ہوں۔"۔ مارگرٹ نے رک رک کر کہا۔

"تنویر جہارے پاس ریوالور تو ہوگا"..... عمران نے اچانک

تئویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں ہے۔“..... تئویر نے کہا اور جیب سے ریوالت نکال لیا۔

”اس ٹائف کو گولی مار دو۔ یہ اس قدر زخمی ہے کہ اب زندہ بھی رہا تو ساری عمر معذوروں کی حالت میں رہے گا اور دوسری بات یہ کہ مارگریٹ کو بھی پتہ چل جائے گا کہ ہم صرف دھمکیاں ہی نہیں دیتے اس پر عمل بھی کر سکتے ہیں۔“..... عمران نے ٹیگٹ اتھائی سر دلچے میں کہا۔

”م۔ م۔ م۔ مجھے مت مارو۔ مجھے مت مارو۔“..... ٹائف نے ٹیگٹ جھنجھٹے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے دھماکہ ہوا اور ٹائف کے حلق سے جرج نگی اور پھر ڈوبتی چلی گئی۔ وہ بندھی ہوئی حالت میں جھنڈے تہہ رہا پھر ساکت ہو گیا۔ اس کی گردن ایک طرف کو ڈھلک گئی تھی۔ وہ مرجکا تھا۔ مارگریٹ کا رنگ ہلدی سے بھی زیادہ زرد ہو گیا تھا۔

”تم نے دیکھا مارگریٹ..... کہ کس طرح گولی کھا کر آدمی مرتا ہے اور میرا ساتھی کس طرح بغیر ہچکچائے گولی چلا دیتا ہے۔ بولو اب تم کیا کہتی ہو۔“..... عمران نے سر دلچے میں مارگریٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں۔ ہاں۔“..... میں گیلارڈ کو جانتی ہوں۔ وہ وہی گرافن ہی ہے۔ لیکن طویل عرصے سے وہ میرے پاس نہیں آتا۔ اس نے مجھے جھوڑ دیا ہے۔ کیونکہ اب میں پہلے کی طرح خوبصورت اور جوان نہیں رہی۔ مجھے مت مارو۔ میں تمہاری منت کرتی ہوں مجھے مت مارو۔ کاش تم

آج رات نہ آتے تو میں کل صبح یہاں سے چلی جاتی۔ میں نے سارا بندوبست کر لیا تھا۔ لیکن شاید میں ہوں ہی بد قسمت پہلے میرے معذور بھائی نے مری ٹانگوں میں بیڑیاں ڈالے رکھیں اور اب جب کہ مجھے اتنی دولت مل گئی کہ میں اپنی مرضی سے زندگی گزار سکوں تو تم آ گئے۔ کاش..... کاش..... تم نہ آتے۔ کاش..... مارگریٹ نے بچپان لے لے کر روتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو آبشار کی طرح بہہ رہے تھے۔

”کس نے دی ہے تمہیں دولت بولو۔“..... عمران نے سر دلچے میں کہا۔

”وہ۔ وہ فرشتے تھے۔ وہ دو آدمی تھے۔ وہ بھی گیلارڈ کے بارے میں پوچھنے آئے تھے۔ انہوں نے مجھے نوٹوں کی بڑی بڑی گڈیاں دی تھیں۔ تم وہ مجھ سے لے لو۔ میں اسی طرح روپیٹ کر زندگی گزار لوں گی۔ مگر مجھے مت مارو۔ میں ابھی مرنا نہیں چاہتی۔“..... مارگریٹ نے اور زیادہ رندھے ہوئے لچے میں کہا۔

”جولیا اسے کھول دو اور پانی وغیرہ پلاؤ یہ دیکھی لڑکی ہے۔“ عمران نے جولیا سے کہا اور جولیا سر ہلاتی ہوئی آگے بڑھی اور اس نے مارگریٹ کی رسیاں کھولنا شروع کر دیں۔ تئویر نے ہونٹ بھنج لئے۔ جیسے اسے عمران کی یہ ہمدردی پسند نہ آئی ہو۔

”اسے یہاں سے لے آؤ۔ دوسرے کمرے میں۔“..... عمران نے کہا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ جولیا نے مارگریٹ کو بازو سے پکڑ

سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تم ہمیں صرف ایسا بتا دو کہ مائیکل کہاں مل سکتا ہے۔ اس کا کوئی خاص اڈہ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو مارگرٹ بے اختیار چونک پڑی۔ جو یا اور تنویر بھی عمران کی بات سن کر چوک پڑے تھے۔

”مائیکل کے بارے میں تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ اس کا کیا تعلق ہے تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مائیکل۔ گیلارڈ۔ ماریو اور گرافن ایک ہی شخصیت کے مختلف روپ ہیں۔ میں صحیح کہہ رہا ہوں ناں مارگرٹ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو مارگرٹ نے اشبات میں سر ملادیا اور تنویر اور جو یا دونوں کے چہروں پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”جہیں کیسے معلوم ہو گیا کیا ٹائف نے بتایا ہے تنویر نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں ٹائف تو خود بھی اس بات سے واقف نہیں تھا۔ یہ میرا اندازہ ہے۔ جہیں معلوم ہے کہ میں نے پہلے بتایا تھا کہ مائیکل اور ماریو کی عمریں اور حلیہ مختلف ہے لیکن دونوں کے قد و قامت اور چہرے کے بنیادی ضد و خال ایک ہیں۔ لیکن گیلارڈ کا حلیہ سامنے آیا تھا۔ میں نے ٹائف سے گیلارڈ کا حلیہ پوچھا۔ اس نے جو حلیہ بتایا اس سے میرے اندازے کی تصدیق ہو گئی۔ پھر مارگرٹ نے گرافن یا گیلارڈ کا حلیہ بھی وہی بتایا جو اس سے پہلے ٹائف بتا چکا تھا۔ اس طرح

کر اٹھایا اور پھر وہ اسے لے کر عمران کے پیچھے اس کمرے سے باہر آگئی۔

”اب یہ ہمدردی کا پیکر چل پڑا ہے تنویر نے جھٹکے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہر جگہ تشدد کا نسخہ استعمال نہ کیا کرو۔ اگر ایسا ہی شوق تھا تو کسی جیل میں جلا دو لگ جانا تھا عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پیچھے آتی ہوئی جو یا بھی بے اختیار ہنس پڑی۔ تنویر نے تیزی سے مڑ کر جو یا کی طرف دیکھا اور اس کے بھینچے ہوئے ہونٹ اور زیادہ بھینچ گئے۔ دوسرے کمرے میں پہنچ کر عمران نے مارگرٹ کو ایک کرسی پر بٹھایا اور پھر جو یا جا کر پانی کا گلاس لے آئی اور مارگرٹ نے ایک لمحے میں پورا گلاس اپنے حلق میں انڈیل دیا۔

”شش شش شکریہ۔“ مارگرٹ نے اہتائی تشکرانہ لہجے میں کہا۔

”سنو مارگرٹ ہمیں تم سے پوری ہمدردی ہے۔ ہمارا تعلق ایک ملک سے ہے اور گیلارڈ یا گرافن اس کا تعلق مجرم تنظیم سے ہے۔ انہوں نے ہمارے ملک سے قیمتی معدنیات چوری کی ہے اس لئے جہیں ان مجرموں سے کسی خیر خواہی کی امید نہیں رکھنی چاہئے۔ جہاں تک دولت کا تعلق ہے۔ دولت ہم بھی جہیں دے سکتے ہیں۔ اس کی فکر مت کرو۔ مزید اگر کہو گی تو ہم جہیں بحفاظت کسی دوسرے ملک میں بھی پہنچا سکتے ہیں۔ لیکن شرط یہی ہے کہ تم ہم سے تعاون کرو۔“ عمران نے اہتائی نرم لہجے میں کہا۔

”تم کس قسم کا تعاون چاہتے ہو مارگرٹ نے ایک طویل

ساری تفصیل سنتے رہے۔

”کمال ہے۔ یہ مائیکل آدمی ہے یا بھوت۔ کس قدر روپ دھار رکھے ہیں اس نے“..... جو یوانے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ جبکہ عمران خاموشی سے اٹھا اور اس نے ایک طرف موجود فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے انکوائری کے نمبر ڈائل کر دیئے۔

”یس انکوائری پلیز“۔ رابطہ قائم ہوتے ہی آپریٹر کی آواز سنائی دی۔
 ”دکار ڈکلب کا فون نمبر دے دیں“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کرڈیل دبایا اور آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر تیزی سے ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”دکار ڈکلب“۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔
 ”مسٹر مائی سن سے بات کرائیں۔ میں چیف کسٹمر بول رہا ہوں۔“ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”وہ تو کلب میں موجود نہیں ہیں جناب۔ آپ منیجر صاحب سے بات کر لیں“..... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔
 ”او۔ کے بات کراؤ“..... عمران نے کہا۔

”ہیلو منیجر انتھونی بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”مسٹر انتھونی میں چیف کسٹمر ساتھ بول رہا ہوں۔ مسٹر مائی سن سے میں نے انتہائی ضروری بات کرنی ہے“..... عمران نے اسی

میراثک یقین میں بدل گیا اور مارگرٹ نے جو باتیں کی ہیں اس سے مجھے اندازہ ہوا ہے کہ میجر یرمود اور کیپٹن توفیق ہم سے پہلے اس سے ٹکرا چکے ہیں بلکہ میجر یرمود نے یقیناً مارگرٹ کو دولت دی ہوگی جس کا ذکر یہ کر رہی ہے اور میں میجر یرمود کو جانتا ہوں۔ وہ اس طرح بغیر کسی خاص مقصد کے دولت لٹانے کا عادی نہیں ہے اور پھر مارگرٹ کے جسم پر تشدد کے بھی کوئی آثار نہیں ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مارگرٹ نے انہیں کوئی خاص بات بتادی ہے اور ٹائف نے بتایا تھا کہ مارگرٹ طویل عرصے تک گیلارڈ کی فرینڈ رہی ہے۔ اس لئے مجھے یقین تھا کہ یہ اس بارے میں سب کچھ جانتی ہوگی لیکن اس نے اپنے معذور بھائی کا جس انداز میں تذکرہ کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دیکھی عورت ہے۔ اس پر تشدد درست نہیں ہے اور اب بھی مجھے یقین ہے کہ جو کچھ اس نے میجر یرمود کو بتایا ہوگا وہ ہمیں بھی بتا دے گی“..... عمران نے کہا۔

”تم نے درست کہا ہے۔ میں ان دو آدمیوں کے نام نہیں جانتی۔ انہوں نے مقامی نام بتائے تھے۔ بہر حال وہ اچھے آدمی تھے میں نے انہیں وہ راز بھی بتا دیا جو اس سے پہلے میں نے کسی کو نہیں بتایا تھا۔“
 مارگرٹ نے کہا اور پھر اس نے تفصیل سے مائیکل کے مختلف روپ بدلنے اور جن مشینوں کی مدد سے وہ روپ بدلتا ہے۔ وہ سب کچھ بھی بتا دیا اور ساتھ ہی اس نے بطور مائی سن اس کا ٹھکانہ وکار ڈکلب کے بارے میں تفصیل بتادی۔ عمران اور اس کے ساتھی حیرت سے یہ

ہوئے کہا۔

”کلب کے نیچے تہہ خانے ہیں جن کا راستہ کلب کے عقب میں ایک کوٹھی میں ہے۔ وہ لازماً وہاں ہوگا۔ کلب والوں کو تو پتہ بھی نہ ہوگا۔۔۔۔۔ مارگرٹ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ سچیک کر لیجئے ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے باقی ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

”مارگرٹ۔ یہ لو کچھ رقم اور تم اب واقعی یہاں سے چلی جاؤ اور خوش و غرم زندگی گزارو۔ بس ایک بات کا خیال رکھنا کہ کسی ایسے مرد سے کبھی کوئی تعلق نہ رکھنا جس کا معمولی سا تعلق بھی جراثیم سے ہو۔ ورنہ ضروری نہیں کہ ہر بار تمہیں میجر رمود اور علی عمران سے ہی واسطہ پڑے۔۔۔۔۔ عمران نے جب سے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر مارگرٹ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”شش شش شکریہ۔ مگر میں اب واپس فلیٹ کیسے جاؤں گی۔۔۔۔۔ مارگرٹ نے کہا۔

”باہر سے تمہیں ٹیکسی آسانی سے مل جائے گی۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

طرح مشک لچے میں کہا۔

”وہ تو جناب ملک سے باہر ہیں۔ واپسی نبھانے کب ہو۔۔۔۔۔ انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کب گئے ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”جناب ایک ماہ تو ہو گیا ہوگا۔ وہ اکثر باہر رہتے ہیں کاروباری طور پر۔۔۔۔۔ انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے او۔ کے کہہ کر رسیور رکھ دیا پھر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”ہیس۔۔۔۔۔ دو تین بار گھنٹی بجنے کے بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی اور عمران پہچان گیا کہ یہ اسی لڑکی ٹریسیا کی آواز ہے۔

”مادام لڑا سے بات کراؤ۔ میں ٹائف بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ عمران نے ٹائف کے لچے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”مادام تو بیڈ روم میں ہیں۔ آپ صبح بات کر لیں میں انہیں جگا نہیں سکتی۔ وہ نیند لانے والی گولیوں کی ڈبل ڈوز کھا کر سوئی ہیں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اگر ان کا دوست مائیکل یہاں موجود ہو تو اس سے بات کراؤ۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”جی نہیں۔ ایسا کوئی آدمی یہاں نہیں آیا۔۔۔۔۔ ٹریسیا نے جواب دیا اور عمران نے رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیا۔

”وہ دونوں جگہوں پر موجود نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے اب اسے باقاعدہ ٹریس کرنا پڑے گا۔۔۔۔۔ عمران نے واپس کرسی پر آکر بیٹھنے

نائنٹ بینک کے منیجر کے پاس موجود تھا کہ یہ بات ہوئی۔ میں نے سوچا آپ کو اطلاع کر دوں..... بیئرک نے کہا۔

”اس نے اتنی بھاری رقم کہاں سے حاصل کی ہوگی اور تمہیں اس میں کیا خاص بات نظر آ رہی ہے.....“ مانیگل نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”باس آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مارگریٹ کو آپ کے بارے میں ہر بات کا علم ہے۔ یہ درست ہے کہ اس نے آج تک آپ کے بارے میں زبان نہیں کھولی لیکن آپ خود سوچیں کہ ان حالات میں اچانک اسے لاکھوں ڈالر کہاں سے مل گئے ہیں اس لئے میرا اندازہ ہے کہ اس نے آپ کے دشمنوں کو آپ کے متعلق معلومات باقاعدہ فروخت کی ہیں.....“ بیئرک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ۔ لیکن یہ کیسے ممکن ہے بیئرک۔ وہ قطعی ایک علیحدہ عورت ہے۔ اس کا کسی کو کیسے علم ہو سکتا ہے.....“ مانیگل نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میرا اندازہ تو یہی ہے باس۔ آگے آپ کی مرضی.....“ بیئرک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہمیں بیک کر لینا چاہئے۔ تم ایسا کرو کہ اسے اس کے فلیٹ سے اخوا کر کے یہاں میرے پاس لے آؤ۔ پھر سب کچھ آسانی سے معلوم ہو جائے گا.....“ مانیگل نے کہا۔

”ییس باس.....“ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور مانیگل نے

میلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے مانیگل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”ییس.....“ مانیگل سپینگ.....“ مانیگل نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

”باس آپ کے لئے ایک اہم اطلاع ہے۔ میں بیئرک بول رہا ہوں۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”کیسی اطلاع.....“ مانیگل نے چونک کر پوچھا۔

”آپ کی سابقہ فرینڈ مارگریٹ نے ابھی ابھی سپر نائنٹ بینک میں ایک بھاری رقم سپیشل اکاؤنٹ کھلوا کر جمع کرائی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بینک کو کہا ہے کہ وہ اس ساری رقم کو فوری طور پر جریدہ ہوائی منتقل کر دے۔ کیونکہ وہ کل جریدہ ہوائی جا رہی ہے۔ اس بات کا علم مجھے اتفاق سے ہی ہوا۔ میں ایک ذاتی کام کے سلسلے میں سر

رسيور رکھ کر انٹرکام کارسيور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

”میں باس..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”جیفرے بیئرک ایک عورت کو انوا کر کے لے آئے گا۔ اس

عورت کو زیرو روم میں قید کر کے مجھے فوری اطلاع دینا اور تم بھی

خبردار رہنا۔ کسی بھی لمحے ہمارے دشمن یہاں تک پہنچ سکتے ہیں۔

مائیکل نے تھکمانے لہجے میں کہا۔

”یہاں باس۔ وہ کیسے سبھاں تو آپ کی موجودگی کا فرشتوں کو بھی

علم نہیں ہے..... دوسری طرف سے جیفرے نے اجتنابی حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں ہم سب کا تو خیال یہی ہے اور اسی لئے میں نے سب سے کد

آف کیا ہوا ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان شیطان صفت لوگوں کے

بارے میں کچھ کہا نہیں جاسکتا اس لئے محتاط رہنا ضروری ہے۔ مائیکل

نے کہا۔

”میں باس۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”ٹائف کے بارے میں کوئی اطلاع ملی..... مائیکل نے پوچھا۔

”نوباہ اس کے آدمی تو بہت تیزی سے کام کر رہے ہیں لیکن ابھی

تک ٹائف کی کوئی کارکردگی سامنے نہیں آئی۔ اس کے ایک خاص

آدمی سے میرا مسلسل رابطہ موجود ہے۔ جیسے ہی کوئی اہم بات ہوئی

مجھے اطلاع مل جائے گی..... جیفرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے جیسے ہی کوئی اطلاع ملے مجھے فوراً رپورٹ دینا۔

مائیکل نے کہا اور رسيور رکھ دیا۔

”مارگرٹ والی بات حلق سے نہیں اتر رہی۔ اس تک کون پہنچ

سکتا ہے اور کیسے..... مائیکل نے رسيور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور

اس کے ساتھ ہی اس نے کرسی کی پشت سے سرٹکا کر آنکھیں بند کر لیں

اس کے ذہن میں مختلف خیالات گلد مڈ سے ہو رہے تھے۔ راسکو اور

بلیک گولڈ دونوں وہ کلوڑ کر چکا تھا۔ ڈیوس اور مادام لڑا اور ایگیز نیڈر

تین گروپس کو اس نے ان کے پیچھے لگایا لیکن ایک فیصد بھی کامیابی

کی صورت پیدا نہ ہوئی۔ اب ٹائف کو ان کے پیچھے لگایا ہے تو ابھی تک

اس کی طرف سے بھی کوئی اطلاع نہیں ملی۔ اسے صرف اس بات سے

تسللی تھی کہ بطور مائیکل کسی طرح بھی اس کا کوئی تعلق نہ راسکو سے

ثابت ہو سکتا تھا اور نہ بلیک گولڈ سے۔ لیکن اس کے باوجود وہ حد

درجہ محتاط رہنا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے بطور مائیکل نہ ہی مادام لڑا

سے رابطہ قائم کیا تھا اور نہ اپنے پرانے اڈوں کی طرف گیا تھا بلکہ وہ

یہاں اپنے سب سے خفیہ اڈے پر آگیا تھا۔ یہ ایک علیحدہ گروپ تھا

جس کا نام جیفرے گروپ تھا اور بظاہر جیفرے اس کا سربراہ تھا لیکن

دراصل یہ گروپ بھی اس کی سرپرستی میں کام کرتا تھا۔ جیفرے اور

اس کا نائب بیئرک دونوں اس کے ذاتی دوست تھے اور دونوں اس

کے اس راز سے واقف تھے کہ وہی گیلارڈ بھی ہے اور ماریو بھی۔ لیکن

اسے ان دونوں پر اعتماد تھا اس لئے وہ یہاں آگیا تھا۔ لیکن اس نے

پاکیشیانی اور بنگالوئی گروپس کے خلاف اس گروپ کو کوئی ہدایات

مار دیا ہو۔

"یہ۔ یہ۔ کیسے ہو گیا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ٹائف تو انتہائی تیز آدمی تھا۔ یہ۔ یہ کس نے کیا ہے ایسا۔" مائیکل نے لڑکھواتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس بارے میں جو تفصیلات ملی ہیں باس وہ انتہائی حیرت انگیز ہیں۔ ٹائف نے مادام لڑا ہاؤس کی نگرانی پر آرتھر اور اس کے آدمیوں کو لگایا تھا۔ پھر آرتھر نے اسے اطلاع دی کہ مادام لڑا ہاؤس میں دو اجنبی مرد اور ایک عورت موجود ہے جو لڑا سے پوچھ گچھ کر رہے ہیں۔ اس پر اس نے ان تینوں کو اغوا کر کے زیکو ہاؤس پہنچانے کا حکم دیا اور اس کے بعد وہ خود بھی زیکو ہاؤس پہنچ گیا اور وہاں سے آرتھر۔ ٹائف اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں دستیاب ہوئی ہیں۔" جیفز نے جواب دیا۔

"اوہ اس کا مطلب ہے کہ اس سے پاکیشیائی گروپ نکل گیا ہے اور ٹائف ان کے ہاتھوں ہلاک ہوا ہے۔ ویری بیڈ۔" مائیکل نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اپنے اس کمرے سے باہر نکل آیا۔ ایک راہداری کو عبور کرنے کے بعد وہ ایک بڑے کمرے میں داخل ہوا تو وہاں ایک کرسی پر مارگریٹ بے ہوش رسیور سے بندھی ہوئی بیٹھی ہوئی تھی اور دو لمبے تنگے آدمی بھی وہاں موجود تھے جن سے ایک

نہ دی تھیں۔ وہ اب ہر لحاظ سے خود کو اس وقت تک کیونکر فلاح رکھنا چاہتا تھا جب تک کہ یہ دونوں گروپ یا ختم نہیں ہو جاتے یا پھر بے نیل و مرام واپس نہیں چلے جاتے لیکن اب بیٹرک نے مارگریٹ کے بارے میں اطلاع دے کر اسے ذہنی طور پر پریشان کر دیا تھا۔ وہ انہی خیالات میں گم تھا کہ تھوڑی دیر بعد انٹرکام کی مترنم گھنٹی بج اٹھی اور مائیکل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

"ہیں۔" مائیکل نے کہا۔

"باس۔۔۔۔۔ بیٹرک اس عورت کو لے کر آگیا ہے۔ وہ اس وقت زیر دروم میں موجود ہے۔" دوسری طرف سے جیفز کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں۔" مائیکل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ایک بری خبر بھی آپ کے لئے موجود ہے باس۔" اچانک دوسری طرف سے جیفز نے کہا اور مائیکل چونک پڑا۔

"بری خبر کیا مطلب۔ کیسی بری خبر۔" مائیکل نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ٹائف کو اس کے خاص اڈے زیکو ہاؤس میں ہلاک کر دیا گیا ہے وہ وہاں رسیور سے بندھا ہوا ملا ہے اور اڈے میں اس کے سارے آدمی گولیوں سے چھلکنے دیئے گئے ہیں۔" جیفز نے کہا تو مائیکل کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے سر پر اچانک ایٹم بم

مائیکل اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے رہی پھر جیسے ہی اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک نمودار ہوئی وہ بے اختیار چونک پڑی۔

"یہ - یہ - میں کہاں ہوں مارگرٹ نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مارگرٹ تم مجھے اچھی طرح جانتی ہو۔ اس لئے تمہارے حق میں بہتر یہی ہے کہ تم مجھے کچ بٹا دو کہ تم نے سپرنائٹ بینک میں جمع کرائی جانے والی بھاری رقم کس سے حاصل کی ہے اور کیا کچھ انہیں بتایا ہے۔ سابقہ تعلقات کی بنا پر میں تمہیں خاموشی سے واپس بھجوا دوں گا ورنہ تم جانتی ہو کہ یہاں تمہارا کیا حشر ہو سکتا ہے۔" مائیکل نے انتہائی کڑخت لہجے میں کہا۔

"یہ رقم مجھے ایک لائبریری ٹکٹ کے بدلے میں ملی ہے۔" مارگرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جیفرے" مائیکل نے ساتھ بیٹھے ہوئے جیفرے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں باس جیفرے نے چونک کر کہا۔

"مارگرٹ کے جسم میں خنجر سے زخم ڈالو اور ان میں نمک بھر دو۔" مائیکل نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"میں باس جیفرے نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"مم - مم - میں کچ کہہ رہی ہوں مارگرٹ نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

جیفرے تھا اور دوسرا بیرٹک۔

"کوئی پراہم تو نہیں ہوا بیرٹک اسے لے آنے میں مائیکل نے ایک آدمی سے مخاطب ہو کر کہا جس کے جسم پر چست جیوز اور جیکٹ موجود تھی۔ جب کہ دوسرے آدمی نے سوٹ پہنا ہوا تھا وہ جیفرے تھا۔

"اوہ نہیں باس۔ یہ فلیٹ میں موجود تھی میں نے بے ہوش کر دینے والی گیس کی ہول سے اندر فائر کی اور پھر تالا کھول کر اندر گیا اور اسے اٹھا کر عقبی طرف سے نیچے اپنی کار میں لا دیا اور یہاں لے آیا۔ ویسے ایک حیرت انگیز بات یہ ہے باس۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس نے باہر جانے والا لباس پہنا ہوا ہے۔ ورنہ اس آدمی رات کے وقت اس کے جسم پر لازماً نائٹ سوٹ ہونا چاہئے تھا بیرٹک نے کہا اور مائیکل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ مائیکل نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو بیرٹک نے جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی۔ اس کا ڈھکن ہٹایا اور آگے بڑھ کر اس نے مارگرٹ کے ناک سے اسے لگا دیا چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور پھر اس کا ڈھکن لگا کر اسے اس نے واپس جیب میں ڈالا اور پیچھے ہٹ کر وہ مائیکل کے ساتھ پڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔ جیفرے پہلے ہی ایک کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔ مائیکل بغور مارگرٹ کی طرف دیکھ رہا تھا اور چند لمحوں بعد مارگرٹ کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ پہلے چند لمحے تو وہ لاشعوری انداز میں

گیٹار ڈاؤر گرافن ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔ میں نے خوفزدہ ہو کر انہیں جہارے متعلق بتا دیا کہ گرافن گیلارڈ۔ ماریو اور مائیکل ایک ہی شخصیت کے چار روپ ہیں اور جہار اوکا رڈ کلب والا پتہ بھی بتا دیا۔ انہوں نے مجھے رسیوں سے آزاد کیا اور بھاری رقم مجھے انعام میں دے کر چلے گئے۔ اس کے بعد اچانک ایک آدمی آیا۔ اس نے فلیٹ میجر کا نام لے کر دروازہ کھلویا اور پھر میرے سر پر ضرب لگا کر مجھے بے ہوش کر دیا۔ اس کے بعد مجھے ہوش آیا تو میں ایک کرسی پر بندھی بیٹھی ہوئی تھی۔ میرے ساتھ ٹائف بھی زنجی حالت میں کرسی پر رسیوں سے بندھا بیٹھا ہوا تھا اور دو ایشیائی مرد اور ایک سونس عورت بھی وہاں موجود تھی۔ وہاں ان کی باتوں سے مجھے علم ہوا کہ میرے متعلق انہیں ٹائف نے بتایا ہے۔ پھر انہوں نے مجھے خوفناک تشدد کی دھمکی دی اور ساتھ ہی مجھے خوفزدہ کرنے کے لئے انہوں نے میرے سامنے بندھے ہوئے زنجی ٹائف کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ میں بے حد خوفزدہ ہو گئی اور میں نے انہیں وہ سب کچھ بتا دیا جو میں پہلے ان دو آدمیوں کو بتا چکی تھی۔ ان میں سے ایک نے پہلے دکارڈ کلب فون کیا۔ لیکن وہاں بتایا گیا کہ ٹائی سن موجود نہیں ہے۔ تو پھر اس نے مادام لڑا کو فون کیا لیکن وہاں سے اطلاع دی گئی کہ مائیکل یہاں بھی نہیں آیا اور پھر انہوں نے مجھے بے ہوش کیا۔ جب مجھے ہوش آیا تو بھاری رقم کی ایک گڈی میرے سامنے پڑی ہوئی تھی اور میری رسیاں کھول دی گئی تھیں۔ میں وہ رقم لے کر باہر آئی اور ٹیکسی میں بیٹھ کر واپس اپنے

”ایک منٹ ٹھہر جاؤ۔ ابھی سچ جہاری زبان سے باہر آ جائے گا۔ میں نے تم سے رعایت کرنی چاہی لیکن“ مائیکل کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا تھا۔ اسی لمحے جیفزے نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکالا اور بڑے سفاکانہ انداز میں وہ اسے لہراتا ہوا مارگرٹ کی طرف بڑھنے لگا۔

”رک جاؤ رک جاؤ۔ میں سب کچھ بتاتی ہوں رک جاؤ“..... لکھت مارگرٹ نے ہڈیانی انداز میں چٹختے ہوئے کہا۔

”رک جاؤ جیفزے مارگرٹ سمجھدار عورت ہے“..... مائیکل نے جیفزے سے کہا اور جیفزے سر ملاتا ہوا واپس پلٹا اور واپس آ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔

”ایک لفظ بھی غلط نہ بولنا مارگرٹ ورنہ“..... مائیکل کا لہجہ ایک بار پھر اتھناتی سرد ہو گیا تھا۔

”میں فیاٹو کارپوریشن کے دفتر میں تھی کہ کسی نے فون کر کے گرافن کے بارے میں پوچھا۔ میں نے اسے بتایا کہ وہ ملک سے باہر ہیں تو اس نے بزنس ٹاک کے لئے مجھ سے وقت مانگا۔ میں سمجھی کہ وہ بزنس کے سلسلے میں کوئی خاص بات کرنا چاہتے ہوں گے کوئی معلومات حاصل کرنا چاہتے ہوں گے چنانچہ میں نے انہیں اپنے فلیٹ کا پتہ بتا دیا اور پھر وہ دو آدمی جو ایکریٹین تھے فلیٹ میں آئے۔ انہوں نے اچانک مجھے بے ہوش کیا اور پھر اسی طرح باندھ کر انہوں نے مجھ سے گیلارڈ کے بارے میں پوچھ گچھ شروع کر دی۔ انہیں معلوم تھا کہ

ہوں گے اور جس انداز کے یہ لوگ ہیں مجھے یقین ہے کہ چاہے میں پاتال میں ہی کیوں نہ چھپ جاؤں یہ مجھے وہاں سے بھی ڈھونڈ نکالیں گے اور اب ان سے بچنے کی ایک ہی صورت ہے کہ میں ہر اس شخص کا خاتمہ کر دوں جو میرے اس راز سے واقف ہے..... مائیکل نے چپچپے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب باس.....“ بیٹرک اور جیفریے دونوں نے حیران ہو کر پوچھا ہی تھا کہ مائیکل نے باتھ میں موجود مشین پشٹل کاٹر گیار دبا دیا اور دوسرے لمحے کمرہ بیٹرک اور جیفریے دونوں کے حلق سے نکلنے والی کربناک چیخوں سے گونج اٹھا۔ وہ دونوں کرسیوں سمیت نیچے فرش پر گرے اور تھوڑی دیر تک تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔

”تم دونوں بھی میرے راز سے واقف تھے۔ اب صرف لزارہ گئی ہے۔ اس کا بھی خاتمہ ضروری ہے.....“ مائیکل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑا اور لمبے لمبے قدم بڑھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ہماری دروازہ ایک جھٹکنے سے کھولا اور باہر راہداری میں آکر وہ اسی طرح لمبے لمبے قدم اٹھاتا گئے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس پھلے والے کمرے میں پہنچ گیا۔ کمرے میں داخل ہو کر وہ ایک دھماکے سے کرسی پر بیٹھا اور اس طرح لمبے لمبے سانس لینے لگا جیسے میلوں دور سے بھاگتا ہوا چلا آ رہا ہو۔ اس کا چہرہ جذبات کی شدت سے ابلے ہوئے نمائش کی طرح سرخ پڑا ہوا تھا۔ جیفریے اور بیٹرک دونوں اس کے انتہائی گہرے دوست اور راز دار

فلٹ آگئی۔ میں شدید خوفزدہ ہو چکی تھی۔ اس لئے میں نے فوری طور پر ناراک سے باہر جانے کا پروگرام بنایا۔ میں نے تمام رقم سپرنائٹ بینک میں جمع کرادی اور انہیں کہا کہ وہ جزیرہ ہوائی اسے ٹرانسفر کر دیں۔ پھر میں نے جزیرہ ہوائی کے لئے بکنگ کرائی۔ نیند مجھے نہ آرہی تھی اس لئے میں کرسی پر بیٹھ گئی۔ اچانک میرا ذہن چکرایا اور میں بے ہوش ہو گئی۔ اب ہوش آیا ہے تو جہارے سلسلے موجود ہوں.....“ مارگریٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تو تم نے ان دونوں گروپوں کو یہ بتا دیا کہ گیلارڈ اور ماریو دراصل مائیکل ہے۔ دیری بیڈ۔ کاش مجھے یہ اندازہ ہوتا کہ وہ لوگ تم تک پہنچ سکتے ہیں تو میں پہلے ہی تمہیں گولیوں سے اڑا دیتا۔“ مائیکل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس نے جیب سے مشین پشٹل نکالا اور اس کے ساتھ ہی مارگریٹ پر جیسے گولیوں کی بارش شروع ہو گئی۔ مارگریٹ کے حلق سے صرف ایک ہی چیخ نکل سکی اس کے بعد اسے چیخ مارنے کی ہمت ہی نہ ملی اور وہ اسی ہندھی ہونے کی صورت میں پھوک پھوک کر آخر ختم ہو گئی۔

”میرا اندازہ درست نکلا ہے ناں باس.....“ بیٹرک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ہاں اور یہ سب کچھ بہت برا ہوا ہے۔ اس بد بخت عورت کی وجہ سے میرا سارا سیٹ اپ۔ میری ساری کارروائیاں ختم ہو کر رہ گئی ہیں اب یہ دونوں گروپ شکاری کتوں کی طرح میرے پیچھے لگے ہوئے

فرینڈ مارگرٹ کی لاش بھی موجود ہے۔ ان تینوں لاشوں کو یہاں سے اٹھوا دو اور انہیں برقی بھٹی کی نذر کر دو اور تم میرے دفتر میں آ جاؤ۔ اب میں تمہیں جیفرے کی جگہ دینا چاہتا ہوں....." مائیکل نے تیز لہجے میں کہا۔

"کس نے ہلاک کیا ہے۔ انہیں باس....." ارشائن نے اہتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"میں نے کیونکہ مارگرٹ نے میرے خاص راز بھاری رقم لے کر میرے دشمنوں تک پہنچا دیئے ہیں اور جیفرے اور بیٹرک بھی ان رازوں کا سودا کرنا چاہتے تھے....." مائیکل نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ یس باس پھر تو ان کی ہلاکت ضروری تھی....." ارشائن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں تم فوراً آ جاؤ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں....." مائیکل نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے سرکسی کی نشست سے لگا کر آنکھیں بند کر لیں تقریباً اڑھ گھنٹے بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

"یس کم ان....." مائیکل نے آنکھیں کھولیں اور پھر سیدھا ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک درمیانے قد لیکن بھاری جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔

"آپ کے حکم کی تعمیل کرادی گئی ہے باس۔ تینوں لاشوں کو میں نے اپنے سامنے برقی بھٹی میں ڈال کر رکھ کر دیا ہے....." نوجوان نے اندر داخل ہو کر مودبانہ لہجے میں کہا۔

تھے اور مارگرٹ سے اس کے بڑے طویل عرصے تک تعلقات رہے تھے اور ان تعلقات کی کسک وہ آج بھی اپنے دل میں محسوس کر رہا تھا اور آج اسے ان تینوں کو بیک وقت موت کے گھاٹ اتارنا پڑا تھا۔ اس لئے وہ ذہنی طور پر شدید پرانگندہ اور قلبی طور پر اہتہائی جذبہاتی ہو رہا تھا۔ اس کے ہونٹ بھٹپے ہوئے تھے اور دانتوں پر دانت اس طرح جے ہوئے تھے جیسے اوپر اور نیچے والے دانتوں کے درمیان معمولی سا رخنہ بھی نہ چھوڑنا چاہتا ہو۔ سجدہ لکھوں تک اسی حالت میں بیٹھے رہنے کے بعد اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اب میرے سامنے دو ہی صورتیں ہیں یا تو میں خود ان دونوں گروپس کے مقابلے پر اتر آؤں یا پھر فوری طور پر ایکریڈیا چھوڑ کر کہیں روپوش ہو جاؤں۔" اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ارشائن سپیکنگ....." رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"مائیکل بول رہا ہوں....." مائیکل نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس....." دوسری طرف سے ارشائن کا بوجھ لیٹھٹ مودبانہ ہو گیا۔ ارشائن جیفرے کا نمبر تو تھا اور اس سارے گروپ کا ایک لحاظ سے عملی انچارج ارشائن ہی تھا۔

"ارشائن....." اپنے آدمیوں کو لے کر گروپ ہیڈ کو اٹھرا آ جاؤ۔ جیفرے اور بیٹرک دونوں ہلاک ہو چکے ہیں اور ساتھ ہی میری سابقہ

”بیٹھو.....“ مائیکل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور ارستان میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”اب جیفرے کی جگہ گروپ کے انچارج تم ہو گے اور اب یہ ہیڈ کوارٹر جہاری تحویل میں ہوگا.....“ مائیکل نے سرد لہجے میں کہا۔

”تھینک یو باس میں ہمیشہ آپ کا تابعدار رہوں گا.....“ ارستان نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں کچھ عرصے کے لئے انکیکریمیا سے باہر جا رہا ہوں۔ جب میری واپسی ہوگی تو میں تمہیں اطلاع کر دوں گا تم نے اس دوران اپنے معمول کے کام جاری رکھنے ہیں.....“ مائیکل نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”یس باس لیکن باس آپ نے دشمنوں کا ذکر کیا تھا۔ وہ کون ہیں۔“ ارستان نے بھی اس کے ساتھ ہی کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”وہ ختم ہو چکے ہیں۔ اب ان کی فکر مت کرو۔ میرے ذاتی معاملات تھے۔“ مائیکل نے سرد لہجے میں جواب دیا اور ارستان نے اثبات میں سر ہلادیا اور مائیکل تیز تیز قدم اٹھاتا کرے سے باہر نکلا۔ چند لمحوں بعد وہ سیاہ رنگ کی کار میں بیٹھا ناراک کی سڑکوں پر سے گزرتا ہوا آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اس نے اپنے ذہن میں ایک فیصلہ کر لیا تھا اور اب وہ اس فیصلے پر فوری طور پر عمل درآمد کرنا چاہتا تھا۔ کار مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئی

اور چند لمحوں بعد ایک درمیانے درجے کی کوٹھی کے پھانک پر جا کر رک گئی پھانک پر تالا لگا ہوا تھا اور پھانک کے اوپر برائے فروخت کا ایک بورڈ بھی موجود تھا۔ مائیکل نے کار روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے سب سے پہلے ایک جھٹکے سے وہ بورڈ اتارا اور اسے کار کی عقبی نشست پر پھینک کر اس نے نہروں والا تالا کھولا اور بڑے پھانک کو دھکیل کر پوری طرح کھول دیا۔ اس کے بعد وہ دوبارہ کار میں بیٹھا اور کار کھلے ہوئے پھانک سے اندر پورچ میں لے گیا۔ عمارت گہری تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی۔ مائیکل نے کار سے نیچے اتر کر برآمدے کی لائٹ جلائی اور پھر واپس پھانک کی طرف مڑ گیا۔ اس نے پھانک بند کر کے اس کا بڑا کنڈہ لگایا اور واپس عمارت کی طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے عمارت کی اندرونی لائٹس بھی جلا دیں اور خود ایک راہداری کے آخر میں پہنچ کر اس نے دیوار کی جڑ میں ایک مخصوص جگہ پر پیر مارا تو دیوار درمیان سے پھٹ گئی اور دوسری طرف سیڑھیاں نیچے اترتی ہوئی دکھائی دیں۔ وہ سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے ایک بڑے کمرے میں پہنچ گیا۔ یہ کمرہ کسی دفتر کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ لیکن ہر چیز پر گرد کی تہ موجود تھی۔ ایک الماری سے مائیکل نے ویکوم کلینر نکالا اور ہر کمرہ اور فرنیچر کی اس نے خود ہی صفائی کر دی۔ تقریباً دو گھنٹے کی محنت کے بعد اس نے کمرے کی ہر چیز کو چمکا کر رکھ دیا۔ ویکوم کلینر کو واپس الماری میں رکھ کر اس نے الماری کے اوپر والے خانے سے ایک بڑا سا باکس اٹھایا اور اسے لاکر میز پر رکھ دیا۔ باکس کے اندر میک اپ کا جدید ترین سامان

مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ پال تم۔ تم اتنے عرصے بعد کہاں سے ٹپک پڑے۔“ دوسری طرف سے لارے نے بری طرح چونکے ہوئے لہجے میں کہا۔

”جہارے لئے واپس آنا پڑا ہے۔“ مائیکل نے بڑے رومانٹک لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے لارے نے اختیار کھٹکھٹا کر ہنس پڑی۔

”بس تمہارا یہی جھوٹ مجھے بے حد پسند آتا ہے۔ جب بھی کئی سالوں بعد آتے ہو۔ یہی کہتے ہو۔ بہر حال آجاؤ، چلو یہی غنیمت ہے کہ تم آتو جاتے ہو۔“ لارے نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ارے ابھی تو میں نے صرف فون کیا ہے صرف ہیلو ہیلو کرنے کے لئے۔ کیونکہ ایک بہت بڑا کام میں نے ناراک کے لئے حاصل کیا ہے۔ پہلے وہ کام تو ختم کر لوں۔ پھر آؤں گا۔“ مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لعنت ہے تم پر پال۔ ہر بار یہی کہتے ہو۔ تمہیں میں نے ہزار بار بتایا ہے کہ جب تک ناراک میں لارا زندہ ہے۔ تمہیں کام کرنے کی ضرورت نہیں ہے تم بس آجاؤ میرے پاس۔ کام بھی ہو جائے گا۔“ لارا نے مصنوعی غصے بھرے لہجے میں کہا اور پال مسکرا دیا۔

”نہیں ڈیز لارا یہ جھپٹے کی طرح عام کام نہیں ہے۔ بڑا معرکہ خیز کام ہے۔ دنیا کے انتہائی خطرناک اور خوفناک سیکرٹ ایجنٹس سے مقابلہ ہے۔“ مائیکل نے کہا۔

”اچھا ویری گڈ۔ پھر تو لطف آجائے گا۔ آجاؤ فوراً۔ ابھی اسی وقت

موجود تھا۔ اس نے سامان نکال کر باہر رکھا اور پھر مختلف ٹیوبوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر اس نے اپنے چہرے پر مخصوص انداز میں لگانا شروع کر دیا۔ اس کے چہرے کا رنگ گہرا ہونا شروع ہو گیا۔ چہرے کا رنگ جب اچھی طرح تبدیل ہو گیا تو اس نے اپنے جسم پر موجود لباس اتارنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس کے جسم پر صرف انڈر ویئر رہ گیا اور اب اس نے وہی کمریوں پہنے پورے جسم پر لگانا شروع کر دیں۔ تقریباً ایک گھنٹے تک وہ مسلسل اس کام میں مصروف رہا۔ پھر وہ مڑا اور اس نے ایک سائیڈ پر موجود قد آدم شیشے کے اوپر پڑا ہوا پردہ ہٹایا اور اس کے چہرے کے خدوخال بھی بالکل نیگرو لوگوں جیسے ہو چکے تھے۔ سر کے بالوں کا ڈیزائن اور رنگ بھی قطعی بدل گیا تھا۔ جب مکمل طور پر جائزہ لینے کے بعد وہ پوری طرح مطمئن ہو گیا کہ اب کوئی بھی اسے بطور مائیکل نہ پہچان سکے گا تو وہ مڑا اور اس نے اپنا اتارا ہوا لباس دوبارہ پہننا شروع کر دیا۔ لباس پہننے کے بعد اس نے باکس بند کر کے واپس الماری میں رکھا اور پھر میز کے پیچھے موجود کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔ اس نے میز پر موجود فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگا دیا۔ فون میں ٹون موجود تھا۔ اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

لارا بول رہی ہوں۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک خمار آلود و سوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد ترنم تھا۔

”کیا سو رہی تمہیں لارا۔ میں پال بول رہا ہوں۔ پال ہمزی۔“

چیلنج سے کس طرح نمٹتی ہے..... لارا نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا
اور اس کا فقرہ سن کر مائیکل کا رواں رواں مسرت سے ناچ اٹھا وہ لارا
کے منہ سے یہی الفاظ سنا چاہتا تھا۔

”او۔ کے میں آرہا ہوں.....“ مائیکل نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ
اٹھا اور تیز قدم اٹھتا سیڑھیاں چڑھ کر اوپر رہداری میں آگیا۔ اس
نے مخصوص جگہ پر پیر سے ٹھوکر ماری تو دیوار برابر ہو گئی اور مائیکل
رہداری کر اس کرتا ہوا ایس پورچ میں پہنچ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی
کار سیاہ فاموں کی مخصوص آبادی بلیک ٹاؤن کی طرف بڑھی چلی جا رہی
تھی۔ بلیک ٹاؤن چھوٹی چھوٹی گھنٹیوں پر مشتمل ایک بے حد وسیع
آبادی تھی۔ یہ تمام کا تمام ٹاؤن سیاہ فاموں پر مشتمل تھا اور کوئی گورا
دن کے وقت بھی اس ٹاؤن میں داخل ہونے سے گھبراتا تھا۔ حتیٰ کہ
پولیس بھی اس ٹاؤن میں داخل ہونے سے حتیٰ الوسع کتراتا تھا۔
یہاں بے شمار کلب۔ بار اور جوئے خانے تھے سبہاں ہر چیز میر تھی
لیکن یہاں صرف وہی محفوظ تھا جو طاقت رکھتا تھا۔ کیونکہ یہاں بات
بات پر آدمیوں کو اس طرح مار دیا جاتا تھا جیسے وہ آدمی نہ ہو کوئی
ضرر رساں کیرا ہو۔ لیکن اس پورے بلیک ٹاؤن میں لارا کا سکہ چلتا تھا
نہ صرف اس لئے کہ یہاں لارا کا گروپ سب سے مضبوط اور طاقتور تھا
بلکہ اسلئے بھی کہ بلیک ٹاؤن میں اسی فیصد کلب۔ جوئے خانے اور بار
لارا کی ذاتی ملکیت تھے اس کے ساتھ ساتھ لارا بذات خود بہترین نشانہ
باز اور مارشل آرٹ کی ماہر تھی اور اچھے اچھے غنڈے اور بد معاش لارا

کا میرے ذمے رہا..... لارا نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

”سوچ لو ڈیر۔ میں جہادی زندگی خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتا۔“
مائیکل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ وہ دراصل چاہتا ہی یہی تھا
کہ کسی طرح لارا اس کام پر خود ہی آمادہ ہو جائے۔ اسے معلوم تھا کہ
ناراک میں رہنے والے سیاہ فاموں میں سے اسی فیصد سیاہ فام جرائم کی
دنیا سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ لوگ انتہائی منظم اور فعال ہیں اور لارا
ان کی تنظیم کی لیڈر ہے۔ اسے بلیک کوئین کہا جاتا تھا اور یہ لوگ اس
قدر جاں فروش اور بہادر ہوتے ہیں کہ اگر لارا حکم دے دے تو پورے
ناراک کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیں اور لارا اس سے بحیثیت پال مجت
کرتی تھی۔ اس لئے اس نے پال کا میک اپ کیا تھا اس نے فیصلہ کر
لیا تھا کہ اب وہ میجر پرمود اور علی عمران کے خلاف ان سیاہ فاموں کو
حرکت میں لے آئے گا اور خود تب تک لارا کے پاس رہے گا اس طرح
وہ خود بھی ان کے ہاتھوں مکمل طور پر محفوظ ہو جائے گا اور ان کا خاتمہ
بھی لارا کے آدمیوں کے ہاتھوں آسانی سے ہو جائے گا۔

”کیا۔ کیا۔ کہہ رہے ہو۔ میری تو بین کر رہے ہو پال.....“ لارا
نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”ارے ارے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ پال لارا کی تو بین کر کے
بلیک کوئین کی۔ میں تو صرف تمہیں بتا رہا ہوں کہ معاملات حد درجہ
سنجیدہ ہیں.....“ مائیکل نے تیز لہجے میں کہا۔

”جو بھی ہو۔ اب یہ میرے لئے چیلنج ہے اور تم دیکھنا کہ لارا اس

کا نام سنتے ہی گردنیں جھکا دیا کرتے تھے۔ فطری طور پر لارا حد درجے مشغل مزاج۔ لڑاکا اور حد سے زیادہ ہمتہ جھٹ ہوتی تھی۔ وہ مردانہ لاس پہنتی تھی اور مردوں کی طرح رہتی تھی۔ لارا نو جوان بیوہ تھی۔ اس کے شوہر کا نام تھا مسن تھا جو اس پورے علاقے کا کنگ تھا اور یہ سب جوئے خانے۔ کلب اور بار اس کی ذاتی ملکیت تھے۔ لیکن پھر ایک مٹھکڑے میں تھا مسن مارا گیا لیکن اس کی موت کے بعد لارا خود میدان میں اتری اور اس نے بلیک کوئین کے نام سے اس گروپ کی لیڈر شپ سنبھال لی اور اس کے بعد تو جیسے اس گروپ پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ جن کے ہاتھوں تھا مسن مارا گیا تھا۔ لارا نے ان کے گھر تک بلا کر راکھ کر دیئے تھے۔ ان کے نہ صرف بیوی بچے بلکہ ان کے رشتہ دار سب اس کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر گئے تھے۔ اس نے اس حد تک ظالمانہ انداز میں تھا مسن کی موت کا انتقام لیا تھا کہ پورے ناراک میں لوگ لارا کے نام سے دہشت کھانے لگ گئے تھے۔

تھا مسن کی موت کے بعد لارا نے شادی نہ کی تھی۔ لیکن ایک بار مائیکل کے ایک گروپ اور لارا کے گروپ آپس میں ٹکرا گئے۔ بہت خوفناک لڑائی ہوئی۔ دونوں اطراف کے بے شمار افراد ہلاک ہو گئے لیکن کوئی فیصلہ نہ ہو رہا تھا۔ اس وقت مائیکل نے یہی میک اپ کیا تھا اور پال ہنری کے نام سے براہ راست بلیک ٹاؤن میں گھس کر لارا کو اس کے گھر سے اغوا کر کے لے گیا۔ لیکن لارا اس کے ہاتھوں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئی لیکن شاید کوئی اتفاق تھا کہ اس نے جو

میک اپ کیا تھا۔ اس کی یہ شکل لارا کو پسند آگئی اور پھر لارا نے اس سے دوستی کر لی مائیکل نے لارا کو یہی بتایا تھا کہ وہ ناراک کا رہنے والا نہیں ہے بلکہ ایکریمیا کی ایک دور افتادہ ریاست میں رہتا ہے اور برنس کے سلسلے میں ناراک آتا تھا۔ ستانچ جب بھی اس کا موڈ آتا وہ پال کا میک اپ کر کے کئی کئی دن لارا کے پاس رہتا تھا اور لارا اس کے ساتھ اس طرح بے تکلفانہ انداز میں رہتی تھی جیسے وہ اس کا شوہر تھا مسن ہو۔ لارا نے تو اپنے طور پر ہمیشہ ہی کوشش کی تھی کہ مائیکل اس کے پاس مستقل طور پر رہ جائے لیکن ظاہر ہے مائیکل ایسا نہ کر سکتا تھا۔ اس کے بلا مبالغہ سینکڑوں روپ تھے اور اسے اس بات میں لطف محسوس ہوتا تھا کہ ہر میک اپ میں اس کی علیحدہ شخصیت ہے اور علیحدہ گروپ ہے۔ اس لئے وہ مختلف اوقات میں مختلف روپ دھارتا رہتا تھا۔ اسے سو فیصد یقین تھا کہ جب لارا کا گروپ حرکت میں آیا تو بنگار نوئی اور پاکیشیائی دونوں گروپ چاہے پاتال میں کیوں نہ گھس جائیں وہ انہیں ڈھونڈ نکالیں گے۔ مادام لڑا چونکہ ان دونوں گروپس سے مل چکی تھی اس لئے اس سے ان سب کے متعلق معلومات حاصل کی جاسکتی تھیں۔ اس لئے وہ پوری طرح مطمئن تھا کہ کل کا دن ان دونوں گروپس کی زندگی کا آخری دن ہوگا۔ وہ واپس مڑنے ہی لگا تھا کہ اچانک اسے ایک خیال آگیا اور اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر داخل کرنے شروع کر دیئے۔

”ہیں بارڈر بول رہا ہوں.....“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری

میجر پرمود اور کیپٹن توفیق دونوں ناراک کے ایک ہوٹل میں بیٹھے دوپہر کا کھانا کھانے میں مصروف تھے۔ مائیکل کی تلاش میں انہوں نے مارگریٹ کے بتاتے ہوئے سارے اڈے چھان مارے تھے لیکن اس کا کسی طرح بھی پتہ نہ چل رہا تھا۔

”یہ مائیکل تو گدھے کے سر سے سینگوں کی طرح غائب ہو گیا ہے میجر..... کیپٹن توفیق نے کہا اور میجر پرمود بے اختیار مسکرایا۔

”صرف سینگ ہی نہیں بلکہ سالم گدھا ہی غائب ہے..... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کیپٹن توفیق بھی بے اختیار ہنس دیا۔

”ناراک تو انسانوں کا جنگل ہے۔ اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔“
چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کیپٹن توفیق نے کہا۔
”میرا خیال ہے۔ اب ہمیں علی عمران کو تلاش کر کے اس کی

طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”مائیکل بول رہا ہوں ہارڈز۔ باچان کی راکا پوشی پہاڑیوں میں ہمارے آدمی کام کر رہے ہیں۔ انہیں پوری توقع ہے کہ وہاں سے قدیم خزانہ مل جائے گا۔ میں کچھ دنوں کے لئے لارا کے پاس جا رہا ہوں پال ہنری کے میک اپ میں۔ اگر اس دوران خزانہ ملنے کی اطلاع آ جائے تو تم نے فوری طور پر مجھ سے وہیں رابطہ قائم کرنا ہے سمجھ گئے ہونا..... مائیکل نے تیز لہجے میں کہا۔

”بالکل سمجھ گیا ہوں فکر مت کرو۔ جیسے ہی خزانہ ملا۔ میں رابطہ کر لوں گا..... دوسری طرف سے کہا گیا اور مائیکل نے او۔ کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

نگرانی کرنی چاہئے۔۔۔۔۔ میجر پر مود نے کہا تو کیپٹن توفیق بے اختیار اچھل پڑا۔

”علی عمران۔ تو کیا وہ بھی یہاں موجود ہیں۔۔۔۔۔ کیپٹن توفیق نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں اور وہ بھی مائیکل کی تلاش میں ہوگا اور وہ ایسا آدمی ہے کہ مجھے یقین ہے کہ وہ ہر حالت میں اسے تلاش کر لے گا۔“ میجر پر مود نے کافی کا کپ اٹھا کر منہ سے لگاتے ہوئے کہا۔

”آپ کو کیسے معلوم ہو گیا۔ حالانکہ میں مستقل آپ کے ساتھ ہوں۔۔۔۔۔ توفیق نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”میں نے مادام لزا کو فون کیا تھا۔ میرا خیال تھا کہ شاید مائیکل وہاں موجود ہو لیکن مائیکل تو وہاں نہیں ملا البتہ مادام لزا سے یہ اطلاع مل گئی کہ ہمارے بعد عمران اپنے دو ساتھیوں جن میں سے ایک سوئس لڑکی ہے۔ اس کے پاس آیا تھا اور وہ بھی گیلارڈ کی تلاش میں تھا لیکن اس نے مائیکل میں عدد درجہ دلچسپی لی تھی۔۔۔۔۔ میجر پر مود نے جواب دیا اور کیپٹن توفیق نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں۔۔۔۔۔ اچانک انہیں ایک مترنم نسوانی آواز سنائی دی اور وہ دونوں چونک پڑے۔ ایک ادھیڑ عمر سیاہ فام عورت جس نے خانہ بدوشوں جیسا لباس پہنا ہوا تھا۔ ان کی میز کے قریب کھڑی مسکراہی تھی۔

”تشریف رکھیں۔۔۔۔۔ میجر پر مود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شکریہ۔۔۔۔۔ اس عورت نے کہا اور اطمینان سے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔

”آپ دونوں صاحبان کس کی تلاش کی باتیں کر رہے تھے۔ اس سلسلے میں آپ کی میں مدد کر سکتی ہوں۔ میرا نام سوکس ہے اور میں ایسا علم جانتی ہوں جس سے آپ کا مطلب پورا ہو سکتا ہے۔“ عورت نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”آپ کی فیس کتنی ہے۔۔۔۔۔ میجر پر مود نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”فیس کا معاملہ آپ کی ذاتی صوابدید پر ہے۔ جو چاہیں دے دیں۔“ سوکس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”آپ کون سا علم جانتی ہیں۔ نجوم۔ پامسٹری۔ کون سا علم۔“ میجر پر مود کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ اس عورت کا مذاق اڑا رہا ہے۔

”ان میں سے کوئی علم بھی مجھے نہیں آتا۔ میں بلیک زوم جانتی ہوں۔“ افریقہ کا وہ علم جس کے سامنے تمام علوم بیچ ہیں۔۔۔۔۔ سوکس نے اسی طرح انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”بلیک زوم یہ کون سا علم ہے۔۔۔۔۔ میجر پر مود نے قدرے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”آپ کا مقصد پھل کھانا ہو گا وہ کھائیے۔ اس بات کو چھوڑیے کہ یہ پھل جس درخت پر لگتا ہے۔ اس کے پتے کس شکل کے ہوتے ہیں۔“ اس بار سوکس نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا تو میجر پر مود بے اختیار ہنس پڑا۔

”کمال ہے۔ تمہارا بلیک زوم علم تو واقعی بڑا کارآمد علم ہے۔“ میجر پر مود نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”صرف ایک ہزار ڈالر فیس لوں گی اور تمہیں مائیکل تک پہنچا دوں گی۔ بولو منظور ہے یا اٹھ کر چلی جاؤں“..... سوکس نے بڑے پراسرار سے لہجے میں کہا اور میجر پر مود نے جیب سے ہماری مالیت کے دونوں ٹکال کر اس نے سوکس کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔

”صرف جگہ بتا دو باقی کام ہم کر لیں گے“..... میجر پر مود نے کہا۔ سوکس نے مسکراتے ہوئے دونوں نوٹ اپنے قبائلی لباس کے اندر موجود کسی جیب میں ڈالے اور پھر اس نے بڑے پراسرار انداز میں کہا۔ ”میں ایک علاقہ ہے بلیک ٹاؤن۔ سیاہ فاموں کا علاقہ ہے۔ جرائم کا گڑھ ہے۔ اس میں ایک بار ہے سوزا بین بار اس کا مالک ہے چیری بلیک ٹاؤن کا بہت بڑا غنڈہ ہے۔ مائیکل اس چیری کی پناہ میں ہے۔ تمہیں چیری سے اس کا پتہ آسانی سے مل سکتا ہے۔“ سوکس نے انکشافات کرتے ہوئے کہا۔

”کیا تم ہمیں اس ہوٹل سے باہر کسی جگہ ملاقات کا وقت دے سکتی ہو۔ ہم تمہیں منہ مانگا معاوضہ دیں گے۔ میں دراصل پوری تفصیل سے بات کرنا چاہتا ہوں“..... میجر پر مود نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اس ہوٹل کے کسی کمرے میں بات ہو سکتی ہے یہاں سیشنل رومز ہیں۔ کرایہ ڈبل ہوتا ہے“..... سوکس نے کہا۔

”محترمہ سوکس صاحبہ آپ تشریف لے جائیں۔ ہمیں آپ سے کچھ نہیں پوچھنا اور شاید ہم آپ کو شکل سے احمق لگ رہے ہوں لیکن ہم احمق نہیں ہیں“..... اس بار میجر پر مود کا لہجہ سرد تھا۔

”آپ کو مائیکل نام کے ایک آدمی کی تلاش ہے“..... سوکس نے کہا۔

”ہاں آپ نے ہماری باتیں سن لی ہوں گی“..... میجر پر مود نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”آپ نے یہ بات تو نہیں کی کہ یہ مائیکل ہی گیلارڈ بھی ہے اور مارو بھی“..... سوکس نے کہا تو میجر پر مود بے اختیار چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں دلچسپی کی چمک ابھرائی تھی۔

”یقیناً تم نے یہ بات نہیں کی“..... میجر پر مود نے جواب دیا اس بار اس کا لہجہ نرم تھا اور سوکس بے اختیار مسکرا دی۔ اس کے مسکرانے کا انداز ایسا تھا جیسے شکاری بھندے میں پھنستے ہوئے شکار کو دیکھ کر اطمینان اور مسرت کے طے جلے انداز میں مسکراتا ہے۔

”اور یقیناً آپ نے یہ بات پسند کی ہو گی کہ یہ آپ کو پاکیشیا کے علی عمران کی تلاش ہے اور یہ بھی آپ نے نہ کہا ہو گا کہ آپ دونوں ایکٹری نہیں بلکہ بنگار نوی ہیں اور آپ کا نام میجر پر مود اور آپ کا نام کیپٹن توفیق ہے“..... سوکس نے تیزی سے انکشافات کرنے شروع کر دیئے اور میجر پر مود اور توفیق دونوں حیرت سے اس جھٹی عورت کو دیکھنے لگے۔

اور میجر پر مود سہلاتا ہوا اس راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واقعی ایک ساؤنڈ پروف بڑے سے کمرے میں موجود تھے۔ جیسے واقعی انتہائی خوبصورت اور نفیس انداز میں سجایا گیا تھا۔

"آؤ بیٹھو سوکس اور توفیق تم یہ دروازہ بند کر کے لاک کر دو۔" میجر پر مود نے کمرے میں داخل ہوتے ہی کہا اور سوکس مسکراتی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی۔ جب کہ میجر پر مود اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ "ہاں اب بتاؤ سوکس کہ تمہارا تعلق کس گروپ سے ہے۔" میجر

پر مود نے انتہائی خشک لہجے میں کہا تو سوکس بے اختیار چونک پڑی۔ "میں تو خانہ بدوش ہوں۔ میرا کسی گروپ سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔" سوکس نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چپچتی ہوئی اچھل کر کرسی سمیت فرش پر جا گری۔ میجر پر مود کا زور دار تھوڑا سا کمرے کے چہرے پر پوری قوت سے پڑا تھا اور پھر ابھی نیچے گر کر وہ اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ میجر پر مود نے جو تھوڑا مارتے ہی اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا۔ لات گھمائی اور سوکس کے حلق سے ایک اور کرہٹا جھنجھکی اور وہ فرش پر بری طرح تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئی۔

"اسے اٹھا کر کرسی پر بٹھاؤ اور کوئی پردہ اتار کر اسے اس کی مدد سے اچھی طرح کرسی سے باندھ دو۔" میجر پر مود نے توفیق سے کہا اور توفیق نے جلدی سے آگے بڑھ کر فرش پر پڑی ہوئی بے ہوش سوکس کو اٹھا کر صوفے پر ڈالا اور خود ایک طرف موجود دروازے کا پردہ اتارنے کے لئے بڑھ گیا۔ میجر پر مود نے جھک کر سوکس کے لباس کی

"ٹھیک ہے آؤ۔ یہ کرایہ اور معاوضہ کی فکر مت کرو۔" میجر پر مود نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور میجر پر مود کے اٹھتے ہی سوکس اور توفیق دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ میجر پر مود تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بل کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ ایک سپیشل روم بھی بک کرنے کا کہہ دیا۔ "کتنے آدمیوں کے لئے چاہئے اور کتنے وقت یادوں کے لئے۔" کاؤنٹر مین نے کاروباری انداز میں پوچھا۔

"صرف دو گھنٹوں کے لئے۔ ہم نے صرف بات چیت کرنی ہے۔" میجر پر مود نے جواب دیا۔

"سپیشل روم اس کے لئے بے حد مناسب رہے گا۔ ساؤنڈ پروف کمرے ہیں۔ پانچ سو ڈالر دے دیں۔" کاؤنٹر مین نے کہا تو میجر پر مود نے سر ہلاتے ہوئے اسے ادائیگی بھی کر دی اور ساتھ ہی بھاری ٹپ بھی دے دی۔

"شکریہ سر۔ یہ لیجئے چابی۔ میں نے سب سے بڑا اور سب سے اچھا کمرہ دے دیا ہے آپ کو۔" کاؤنٹر مین نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے کاؤنٹر کے نیچے سے چابی جس کے ساتھ کمرے کے نمبر کا ٹوکن موجود تھا نکال کر میجر پر مود کی طرف بڑھا دی۔

"شکریہ۔" میجر پر مود نے کہا اور چابی کاؤنٹر مین کے ہاتھ سے لے لی۔

"دائیں طرف راہداری میں چلے جائیں۔" کاؤنٹر مین نے کہا۔

کلتاشی یعنی شروع کر دی اور چند لمحوں بعد وہ اس کے قبا منا لباس کی ایک خفیہ جیب میں ایک چھوٹا سا لیکن انتہائی خطرناک پستول اور اس کے ساتھ ہی ایک کارڈ برآمد کر لینے میں کامیاب ہو گیا۔ کارڈ پر کسی سیاہ خام عورت کی تصویر تھی جس کے سر پر خوبصورت پروں کا تاج سا بنا ہوا تھا اس کے نیچے بلیک کوئین کے الفاظ درج تھے اور ان سے نیچے ایس۔ ایس۔ ایک سو ایک کے حروف اور ہندسے لکھے ہوئے تھے۔ میجر برمود کرسی پر بیٹھ کر غور سے کارڈ کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لے کر کارڈ اور پستول کو ایک طرف میز پر رکھ دیا۔ اس دوران توفیق پردہ اتار کر بے ہوش سوکس کو کرسی سے باندھنے میں مصروف رہا۔

”اب اس کے چہرے پر تھمدار کر اسے ہوش میں لے آؤ۔“ میجر برمود نے کہا اور توفیق نے سوکس کے چہرے پر تھمدوں کی بارش کر دی۔ تھوڑی دیر بعد سوکس کراہتی ہوئی ہوش میں آگئی تو توفیق پیچھے ہٹ گیا۔ سوکس کا چہرہ تھمدوں کی شدت سے نیلا پڑ گیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں گہری سرنی عود کر آئی تھی۔

”تم نے کیا سمجھ رکھا تھا کہ میں اتنا احمق ہوں کہ جہارے اس بلیک زوم کے جگر میں آجاؤں گا۔“ میجر برمود نے سرد لہجے میں کہا۔ ”تم زیادتی کر رہے ہو میجر برمود اب بھی وقت ہے کہ مجھے چھوڑ دو ورنہ اگر میں نے بدعادی تو تم پر دیوتاؤں کا قہر نازل ہو جائے گا۔ سوکس نے ہونٹ پیچھے ہٹے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا تو میجر برمود بے

اختیار ہنس پڑا۔

”ہم مسلمان ہیں سوکس اور مسلمانوں کا جہارے یہ دیوی۔ دیوتا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ تم جس قدر جی چاہے اپنے دیوتاؤں کو بلا لو۔ لیکن تمہیں اب بتانا ہو گا کہ جہار ا تعلق کس گروپ سے ہے اور تم نے ہمیں کیسے پہچان لیا اور تم ہمیں وہاں بلیک ناؤن میں جبری کے پاس کیوں بھیجتا چاہتی تھیں۔“ میجر برمود نے خشک لہجے میں کہا۔ ”میں نے واقعی غلطی کی ہے کہ تمہیں موٹی اسامی سمجھ کر تم پر راز آشکارا کر دیئے۔ میں واقعی خانہ بدوش ہوں اور میرے پاس بلیک زوم علم ہے جو سب کچھ بتا دیتا ہے۔ میں سچ کہہ رہی ہوں۔“ سوکس نے کہا۔

”کیلیئن توفیق جیب سے خنجر نکالو اور جس قدر زخم جی چاہے اس کے جسم پر ڈال دو۔ ادھر میز پر تنگ دانی بھی موجود ہے۔ تمام تنگ اس کے زخموں پر چھڑک دو۔“ میجر برمود نے سرد لہجے میں کہا۔ ”یس میجر۔“ توفیق نے اسی طرح سرد مہراند لہجے میں کہا اور اسی میز کی طرف بڑھ گیا جس پر ہونٹ کی طرف سے تنگ دانی اور ایسی ہی دوسرے مصالحے کی شیشیاں پڑی ہوئی تھیں۔

”میں سچ کہہ رہی ہوں تم یقین کرو۔“ سوکس نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا لیکن میجر برمود نے اس کی کسی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ بلکہ اسی طرح سرد اور بے مہر نظروں سے اسے دیکھتا رہا۔

”اب تیار ہو جاؤ سوکس۔“ توفیق نے تنگ دانی کو ایک ہاتھ

اس نے کسی سے بلیک زوم کے بارے میں صرف سن رکھا ہے۔ اسے خود بھی معلوم نہیں ہے کہ بلیک زوم کا استعمال کس طرح کیا جاتا ہے۔ اس لئے مجھے یقین تھا کہ اس عورت کا تعلق کسی خاص گروپ سے ہے اور یہ صرف اسی لئے ہم سے نکرائی ہے کہ ہمیں کسی طرح بلیک ٹاؤن میں اس چیری تک مجبور کئے میجر پرمود نے کہا اور توفیق نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر پیٹنٹ مکمل کرنے کے بعد وہ ٹھٹھ ہاتھ روم کی طرف چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں پلاسٹک کا جگ تھا جو پانی سے بھرا ہوا تھا۔ اس نے کچھ پانی اس زخم پر ڈالا اور کچھ سوکس کا منہ کھول کر اس کے حلق میں اتار دیا اور تھوڑی دیر بعد سوکس کو اپنی ہوش میں آگئی۔

”مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ مت مارو“ سوکس نے ہوش میں آتے ہی انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

”سب کچھ سچ بتا دو سوکس جہار انام کہیں نہیں آئے گا اور نہ جہیں مزید کچھ کہا جائے گا ورنہ“ میجر پرمود نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”مم میرا تعلق بلیک کونین کے سپیشل سرچنگ گروپ سے ہے۔ ہمارے گروپ کو حکم ملا تھا کہ ہم نے دو گروپس کو تلاش کرنا ہے۔ ایک بلگار نوئی گروپ ہے جو دو افراد پر مشتمل ہے۔ جن میں سے ایک کا نام میجر پرمود ہے اور دوسرا پاکیشیائی گروپ ہے جو تین افراد پر مشتمل ہے۔ جن میں سے ایک عورت اور دو مرد ہیں۔ اس گروپ کا

میں پکڑتے ہوئے کہا۔ اس کے دوسرے ہاتھ میں تیز دھار خنجر تھا اور دوسرے لمحے اس نے پوری قوت سے خنجر کا آدھے سے زیادہ پھل سوکس کے بازو میں اتار دیا اور سوکس کے حلق سے انتہائی کر بناک چیخ نکلی اور بندھے ہونے کے باوجود اس کا جسم بری طرح پھرنے لگا۔ توفیق نے بڑے اطمینان بھرے انداز میں خون آلود خنجر میز پر رکھا اور منک دانی اٹھا کر اس کا ڈھکن کھولنے لگا۔

”رک جاؤ، فارگا ڈسک رک جاؤ میں بتاتی ہوں۔ منک مت چھو دو“ میں مر جاؤں گی رک جاؤ“ سوکس نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ڈھلک گئی۔

”اس کا لباس پھاڑ کر زخم پر باندھ دو۔ ورنہ زیادہ خون نکل جانے سے یہ مر بھی سکتی ہے۔ قدرت نے خود ہی اسے ہم سے لاکر لیا ہے۔“ میجر پرمود نے کہا اور توفیق نے منک دانی واپس میز پر رکھی اور میجر پرمود کے حکم کی تعمیل میں مصروف ہو گیا۔

”آپ کو کیسے اس پر شک ہوا تھا۔ میں تو واقعی اس کے علم سے مرعوب ہو گیا تھا“ توفیق نے پٹی باندھتے ہوئے کہا تو میجر پرمود بے اختیار ہنس پڑا۔

”یہ ابھی اپنے کام میں کچی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ بلیک زوم واقعی ایک پراسرار افریقی علم ہے لیکن بلیک زوم ایسا علم نہیں ہے کہ اس طرح بیٹھے بیٹھے سب کچھ اس سے تپ لگ جائے۔ اس علم میں باقاعدہ درختوں کے پتوں سے فال سی نکالی جاتی ہے۔“

لیڈر علی عمران ہے ہمارا گروپ چونکہ براہ راست بلیک کونین سے متعلق ہے۔ اس لئے اس نے خود ہمیں ہدایات دی تھیں۔ اس نے کہا تھا کہ جیسے ہی ان میں سے کوئی گروپ سامنے آئے تو ہم نے انہیں یہ کہہ کر بلیک ٹاؤن میں چیری کے پاس بھجوانا ہے کہ کوئی مائیکل وہاں موجود ہے اور اس کے بعد ہم نے اس چیری کو پوری تفصیل بتا دی ہے۔ میں اس ہوٹل میں جہاری میز کے پاس سے گزر رہی تھی کہ تم نے بلگار نوئی زبان میں آپس میں بات کی تو میں چونک پڑی۔ میرا ایک دوست کافی عرصہ بلگار نیہ میں رہ چکا ہے اور وہ بھی کبھی کبھار ایسی ہی زبان بولتا تھا۔ اس سے میں سمجھ گئی کہ تم ہی بلگار نوئی گروپ ہو اور پھر تم جس انداز میں بات کر رہے تھے اس سے میں نے اندازہ لگایا کہ تم ہی لیڈر ہو سکتے ہو اور لیڈر کا نام میجر پرمود بتایا گیا تھا بس یہ ہے ساری بات..... سوکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا گیلارڈ اور ماریو والی بات بھی تمہیں اس بلیک کونین نے ہی بتائی تھی..... میجر پرمود نے پوچھا۔

”ہاں اسی نے ہمیں بتایا تھا کہ دونوں گروپس کو گیلارڈ اور ماریو کے ساتھ ساتھ مائیکل نام کے آدمی کی تلاش ہے..... سوکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے چیری کو کیا اطلاع دی تھی..... میجر پرمود نے پوچھا۔

”میں نے اسے جہارے علیہ اور لباس کی تفصیلات بتائی تھیں اور بس۔ باقی کام اس کے آدمی خود کر لیتے..... سوکس نے جواب دیا۔

”یہ بلیک کونین کون ہے اور کہاں رہتی ہے..... میجر پرمود نے کہا۔

”بلیک کونین کا اصل نام لارا ہے۔ انتہائی خوفناک عورت ہے۔ بلیک ٹاؤن کی ملکہ ہے۔ اس لئے اسے بلیک کونین کہتے ہیں۔ انتہائی ظالم اور سفاک عورت ہے اور بلیک ٹاؤن کا بڑے سے بڑا غنہ بھی اس کا نام سن کر دہشت زدہ ہو جاتا ہے..... سوکس نے جواب دیا اب وہ بڑے سیدھے طریقے سے میجر پرمود کے سب سوالوں کے جواب دے رہی تھی۔

”اس کا حلیہ بتاؤ..... میجر پرمود نے پوچھا اور سوکس نے جو حلیہ بتایا وہ بالکل وہی تھا جو اس کی جیب سے نکالے گئے کارڈ پر چھپی ہوئی تصویر کا تھا۔

”یہ لارا کہاں مل سکے گی..... میجر پرمود نے کہا۔

”اس کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ ویسے بلیک ٹاؤن میں اس کا بہت بڑا محل نامکان ہے۔ لیکن وہ انتہائی محتاط عورت ہے۔ البتہ مجھے یقین ہے کہ چیری اس کی رہائش گاہ سے واقف ہوگا۔ وہ اس کا خاص آدمی ہے..... سوکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے کہا ہے کہ تمہیں لارا نے خود ہدایات دی تھیں اور جہارے گروپ کا براہ راست تعلق بھی اسی سے ہے۔ ایسی صورت میں تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہ کہاں ہے..... میجر پرمود نے سرد

”ہمارے گروپ کا انچارج بھی چیری ہے۔ اس کے کلب کے نیچے ایک بڑے تہ خانے میں بلیک کوئین نے ہمیں ہدایات دی تھیں۔“ سوکس نے کہا اور میجر پر مودبے اختیار مسکرا دیا۔

”مطلب یہ کہ تم ہر قیمت پر ہمیں اس چیری کے پاس بھیجنا چاہتی ہو۔“ میجر پر مود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں تم اس کے پاس مت جاؤ بلکہ تم بلیک ٹاؤن میں بھی مت جاؤ۔ وہاں کوئی بھی گور آدمی داخل ہو جائے تو پھر زندہ واپس نہیں آ سکتا۔ تم مجھے چھوڑ دو۔ بے شک مجھ سے اپنی رقم واپس لے لو مجھے چھوڑ دو۔ میں اسے کوئی رپورٹ نہ دوں گی۔ میں سمجھوں گی کہ تم سے ملاقات ہی نہیں ہوئی۔“ سوکس نے کہا۔

”نھیک ہے۔ لیکن اس کے لئے پہلے تمہیں ہمارے ساتھ ہماری رہائش گاہ پر چلنا ہوگا۔ میں وہاں سے چیری کو فون کرنا چاہتا ہوں اس لئے تاکہ تم نے جو کچھ بتایا ہے۔ اس کی تصدیق ہو سکے۔ تم فکر مت کرو جہاں نام درمیان میں نہ آئے گا۔ تم محفوظ رہو گی۔ لیکن جب تک جہاری باتوں کی تصدیق نہ ہو جائے اس وقت تک ہم تمہیں اپنے سے علیحدہ نہیں کر سکتے۔ دے اگر ہم چاہیں تو اس خنجر سے جہاری گردن یہاں بھی کاٹی جاسکتی ہے۔ پھر یہ ہو مل والوں کا اپنا درد سر ہو گا کہ وہ پولیس کو اطلاع دیتے ہیں یا اپنے طور پر جہاری لاش غائب کر دیتے ہیں۔“ میجر پر مود نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم میں تیار ہوں۔“ مجھے مت ہراساں نہ کیجئے کہ میں وہی

کرنے کے لئے تیار ہوں۔“ سوکس نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”توفیق اسے کھول دو۔ اگر اس نے تعاون کیا تو اسے ہی فائدہ پہنچے گا ورنہ دوسری صورت میں اس کی آج کی رات قبر میں ہی گزرے گی۔“ میجر پر مود نے سرد لہجے میں کہا اور توفیق سر ہلاتا ہوا سوکس کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ تینوں کار میں بیٹھے ناراک کی سڑکوں پر سے گزر رہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر توفیق تھا جب کہ میجر پر مود سوکس کے ساتھ عقبی سیٹ پر موجود تھا۔ میجر پر مود نے مارگریٹ سے مائیکل کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے بعد سب سے پہلے ایک پراپرٹی ڈیلر کی مدد سے ایک رہائش گاہ اور ایک کار کا بندوبست کر لیا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ مائیکل کو تلاش کرنے کے لئے اسے سخت جدوجہد کرنی پڑے گی اور اس جدوجہد کے لئے ان کے پاس اپنا ایک ٹھکانہ اور سواری ہونی چاہئے اور اس وقت وہ اسی کار میں سوار اسی رہائش گاہ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے جو ایک معروف رہائشی کالونی میں واقع تھی اور تقریباً ایک گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد وہ اس رہائش گاہ میں پہنچ گئے۔ سوکس پورے راستے خاموش بیٹھی رہی تھی۔

”تم بلیک ٹاؤن میں کہاں رہتی ہو۔“ میجر پر مود نے سنگ سنگ روم میں پہنچتے ہی سوکس سے پوچھا۔

”میں ٹاؤن بلاک میں دو سو فلیٹ

”میں اس سے بھی زیادہ ظالم ہوں سمجھیں۔ اب اگر تم نے میرے سوال کا غلط جواب دیا تو جسم کی ایک ایک ہڈی توڑ ڈالوں گا۔“ میجر پر مود نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا اور بازو سے پکڑ کر اس نے ایک جھٹکے سے سوکس کو اٹھا کر کھڑا کر دیا تھا۔

”اب بتاؤ چیری تک پہنچنے کے لئے ہمیں کیا کرنا ہوگا۔ بولو۔ کوئی کوڑ۔ کوئی مخصوص فقرہ۔ جس سے ہمیں فوری طور پر چیری تک پہنچا دیا جائے۔“ میجر پر مود نے جیب سے ریو اور نکال کر اس کی نال سوکس کی کنپٹی سے لگاتے ہوئے کہا۔

”بب بب بلیک کوئین۔ تم۔ تم اگر بلیک کوئین کا نام لے دو تو ہمیں فوری طور پر چیری سے ملوایا جائے گا۔“ سوکس نے کہا۔
 ”اس کا مطلب ہے کہ تم ہمیں ہر صورت میں اس چیری کے ہاتھوں ختم کرانا چاہتی ہو۔ اس لئے تم یہ کوڑ بتا رہی ہو۔“ میجر پر مود نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ سوکس کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ اچھل کر پہلو کے بل نیچے گری اور جتنا لے ترپنے کے بعد ساکت ہو گئی۔

”نانسنس۔ ہمیں احمق سمجھتی تھی۔“ میجر پر مود نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں سمجھا نہیں میجر اس نے ایسی کیا بات کی ہے۔“ کیپٹن توفیق نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو میجر پر مود نے ایک طویل سانس لیا۔

ہیں اور ان سب میں صرف عورتیں رہتی ہیں۔ اکیلی عورتیں مرد صرف ان کی اجازت سے اندر آ سکتے ہیں۔“ سوکس نے جواب دیا اور میجر پر مود نے اثبات میں سر ہلادیا۔ وہ سمجھ گیا کہ سوکس کا مطلب کیا ہے۔

”چیری کی رہائش گاہ کہاں ہے۔“ میجر پر مود نے پوچھا۔

”مجھے نہیں معلوم۔“ سوکس نے جواب دیا۔

”جہیں معلوم ہے۔ اس لئے تم بتاؤ گی۔“ میجر پر مود کا لہجہ یقین بگڑا گیا۔

”میں چاہے رہی ہوں مجھے نہیں معلوم۔“ سوکس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح جیتی ہوئی اچھل کر فرش پر جا گری۔

”بتاؤ۔“ میجر پر مود نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی لات اس کی پسیلوں پر پوری قوت سے پڑی۔

”وہ۔ وہ تھری ایسٹ ایو نیو میں رہتا ہے۔ وہ وہیں رہتا ہے۔“ شدید ترین تکلیف کی وجہ سے اس کا جسم پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح تڑپ رہا تھا اس لئے اس نے اگتے ہوئے لہجے میں کہا تھا۔

”کیوں چھپایا تھا تم نے پہلے بولو۔“ میجر پر مود نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”اے گرتہ چل گیا تو وہ مجھے مار ڈالے گا۔ وہ انتہائی ظالم آدمی ہے۔“ سوکس نے کہا۔

ورنہ ان حلیوں میں ہم واقعی وہاں فوری طور پر نظروں میں آجائیں گے وہ بڑا والا سپیشل میک اپ باکس لے آؤ..... میجر پرمود نے ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے کہا اور توفیق سر ملاتا ہوا مڑا اور کرے سے باہر نکل گیا۔ تقریباً ایک گھنٹہ بعد وہ دونوں اپنی کار میں بیٹھے اس کو فحشی سے نکل کر بلیک ٹاؤن کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ لیکن اب وہ دونوں ایکری نیگر دینے ہوئے تھے۔ سوکس کی لاش کار کی عقبی سیٹ کے درمیانی خلا میں پڑی ہوئی تھی اور اس پر کپڑا ڈال دیا گیا تھا۔ میجر پرمود کا پروگرام اسے کسی دوران جگہ پر پھینک کر آگے بڑھ جانے کا تھا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ پولیس کو لاش اس کرایے کی کو فحشی سے مل سکے اور تھوڑی دیر بعد جب کار ایک ویران سڑک پر پہنچی تو میجر پرمود نے کار کا رخ ایک بائی روڈ کی طرف موڑ دیا۔ کافی آگے جا کر اس نے کار درختوں کے ایک گھنے جھنڈ میں لے جا کر روک دئی اور دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ توفیق نے کپڑا ہٹا کر عقبی سیٹ سے سوکس کی لاش کھینچ کر باہر نکال لی۔

”اس کا چہرہ یگاڑ دو۔ تاکہ اگر لاش کسی کو مل بھی جائے تو فوری طور پر اسے پہچانا نہ جاسکے.....“ میجر پرمود نے توفیق نے جیب سے پشیل نکالا اور اس کے بھاری دستے کی مدد سے اس نے سوکس کی لاش کا چہرہ یگاڑنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد چہرہ قیے میں تبدیل ہو گیا تو اس نے دستے کو اچھی طرح سوکس کے لباس سے صاف کیا اور پھر واپس جیب میں رکھ لیا۔

”اس کے کارڈ پر باقاعدہ گروپ کا کوڈ اور نمبر درج تھا اور لازمی بات ہے کہ وہاں گروپ کوڈ اور نمبر پری رابطے کے لئے استعمال ہوتے ہوں گے۔ بلیک کوئین کا نام لینا تو وہاں خود اپنے آپ کو مشکوک کرانا ہے۔“ اگر ہم سے واقعی تعاون کرنا چاہتی تو اپنے کسی ایسے ساتھی کا نام اور اس کا کوڈ نمبر بتا کر ہمیں ان کے حلیے بھی بتا دیتی تاکہ ہم ان کے میک اپ میں وہاں پہنچ جاتے۔ اس کی آخری لمحے تک یہی کوشش رہی کہ کسی طرح ہم مشکوک انداز میں اس جیری تک پہنچ جائیں اور ویسے بھی اسے ہلاک تو بہر حال ہونا تھا ورنہ ہمارے وہاں پہنچنے سے پہلے ہمارے متعلق لازماً وہاں اطلاع پہنچ چکی ہوتی.....“ میجر پرمود نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور کیپٹن توفیق نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”اب آپ وہاں جائیں گے..... کیپٹن توفیق نے کہا۔“
 ”ہاں ہمیں بہر حال ایک کلیو مل گیا ہے۔ لیکن ہمارا اصل مارگٹ وہ مائیکل ہے اور مجھے یقین ہے کہ مائیکل وہاں لازماً چھپا ہوا ہوگا اور اسے کسی بھی طرح یہ معلوم ہو چکا ہے کہ ہمیں اس کے بارے میں اطلاعات مل چکی ہیں۔ ہو سکتا ہے اس مارگرٹ نے ہی نشانہ ہی کر دی ہو.....“ میجر پرمود نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ویسے اندھیرے میں نامک نوٹیاں مارنے سے تو بہتر ہے کہ ہم کسی کلیو کے پیچھے تو چلیں گے.....“ کیپٹن توفیق نے کہا۔
 ”ہاں اور اب ہمیں سیاہ فاموں والا خصوصی میک کرنا پڑے گا

کے بعد توفیق نے بات کرتے ہوئے کہا۔

”کیسے بے کار چلی جائے گی۔ ہمارا مشن تو اس تنظیم کا خاتمہ ہے جو بلگاریہ کی معدنی دولت چوری کر رہی ہے۔ تاکہ آئندہ کے لئے ایسی چوریاں بند ہو سکیں۔ اگر مائیکل عمران کے ہاتھوں ختم ہو جاتا ہے۔ تب بھی ہمارا مشن تو بہر حال مکمل ہو ہی جائے گا۔“ میجر پر مود نے جواب دیا۔

”لیکن میجر یہ بات میری سمجھ میں نہیں آرہی کہ عمران صاحب کیوں اس مشن پر کام کر رہے ہیں۔ مشن تو ہمارے ملک کا ہے۔“ توفیق نے کہا۔

”دور اندیشی اور حفظ ماتقدم یہ دونوں الفاظ ایسے ہی موقع کے لئے استعمال کیے جاتے ہیں جو تنظیم آج بلگاریہ سے معدنیات چوری کر رہی ہے وہ کل پاکستانیہ سے بھی ایسا کر سکتی ہے اور جس انداز میں وہاں وہ عورت کام کر رہی تھی۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں بھی یہ سلسلہ چل رہا تھا اور ہو سکتا ہے کہ عمران نے اس بارے میں کوئی معلومات بھی حاصل کر لی ہوں۔“ میجر پر مود نے جواب دیا اور اس بار توفیق نے اثبات میں سر ملادیا۔

”وہیے میجر میری تو یہی خواہش ہے کہ یہ مشن عمران صاحب کی بجائے ہمارے ہاتھوں مکمل ہو۔ اس طرح ہم عمران صاحب سے یہ ریس جیت جائیں گے۔“ توفیق نے کہا تو میجر پر مود بے اختیار ہنس پڑا۔

”اب اس کے لباس کی مکمل تلاشی بھی لے ڈالو۔ اس کا کارڈ تو میرے پاس ہے لیکن ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی ایسی چیز موجود ہو جس سے اس کی شناخت ہو سکتی ہو۔“ میجر پر مود نے کہا اور توفیق دوبارہ اس پر جھک گیا۔

”کچھ نہیں ہے میجر۔“ تھوڑی دیر بعد توفیق نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے پھر آؤ۔ اب اس بلیک ٹاؤن کی بھی سیر کر لیں۔“ میجر پر مود نے کہا اور کارڈ وارز کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس بار توفیق اس کے ساتھ سائیز سیٹ پر بیٹھا اور میجر پر مود نے کارڈ کو تھوڑا سا بلیک کیا اور پھر اسے موڑ کر آگے بڑھاتا ہوا وہ اسے درختوں کے جھنڈے سے باہر لے آیا اور چند لمحوں بعد کار خاصی تیز رفتاری سے مین روڈ کی طرف بڑھی چلی جارہی تھی۔

”میجر وہ عمران صاحب اپنے ساتھیوں کے ساتھ مائیکل کے پیچھے ہیں۔ ہمیں تو مارگریٹ سے اس بارے میں ساری تفصیل معلوم ہوئی ہے۔ انہیں کیسے معلوم ہوا ہوگا۔“ توفیق نے بات کرتے ہوئے کہا۔

”وہ بے حد ذہین اور ہوشیار آدمی ہے۔ کسی نہ کسی طرح اس نے بھی پتہ چلا ہی لیا ہوگا۔“ میجر پر مود نے کہا۔

”لیکن میجر اگر وہ ہم سے پہلے مائیکل تک پہنچ گیا تو پھر تو ہماری ساری جدوجہد ہی بے کار چلی جائے گی۔“ چند لمحے خاموش رہنے

ہی حکومت کو مل جائے تو انہیں فائدہ ہے۔ اب تو انہیں ان مجرموں سے انتہائی بھاری قیمت پر انہیں خریدنا پڑتا ہوگا..... میجر پر مود نے کہا اور توفیق نے اس انداز میں سر ملادیا جیسے اب بات اس کی سمجھ میں آئی ہو اور پھر تھوڑی دیر بعد انہیں بلیک ٹاؤن کی حدود نظر آنے لگ گئی کیونکہ حدود سے باہر جہازی سائز کے بورڈ نصب تھے جن پر بلیک ٹاؤن کا نام اور اس کے بارے میں پوری تفصیلات لکھی گئی تھیں۔ پر مود نے کار ایک بڑے بورڈ کے سامنے روک دی جس پر بلیک ٹاؤن کا تفصیلی نقشہ بنا ہوا تھا۔

”تم بوٹ کھول کر کار کو چیک کرنا شروع کر دو میں تب تک اس چیری کے سوا بین بار کو اور دوسرے باروں کو چیک کر لوں۔ ورنہ ہم پر فوراً شک کیا جائے گا کہ ہم سیاہ فام ہونے کے باوجود اس کا نقشہ دیکھ رہے ہیں.....“ میجر پر مود نے بوٹ کا ہک کھینچ کر اسے کھولتے ہوئے کہا اور کپٹن توفیق سر ملاتا ہوا کار کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا اس نے بوٹ اٹھا یا اور اسے سینڈز سے ہک کر کے وہ انجمن پر اس طرح جھک گیا جیسے کار کے فالٹ کو تلاش کر رہا ہو۔ میجر پر مود بھی کار سے نیچے اترا آیا اور غور سے نقشے کو دیکھنے لگا۔ بلیک ٹاؤن سے کاریں آ جا رہی تھیں لیکن آنے اور جانے والی تمام کاروں میں نیگرو ہی نظر آرہے تھے۔ ان میں ایک بھی سفید فام نہ تھا۔ ابھی میجر پر مود نقشے کو دیکھ ہی رہا تھا کہ ایک سیاہ رنگ کی لمبی سی کار ان کے قریب آ کر رک گئی۔ میجر پر مود چونک کر مڑا اور کاری طرف دیکھنے لگا۔ کاری ڈرائیونگ

”خواہش تو میری بھی یہی ہے کہ کرنل ڈی کے سامنے سرخرو ہو سکیں اور کرنل ڈی کو میں بتا سکوں کہ میجر پر مود عمران سے صلاحیتوں میں اگر زیادہ نہیں ہے تو کم بھی نہیں۔ اسی لئے میں حتی الوسع تیزی سے کام کر رہا ہوں لیکن ہوگا وہی جو مقرر میں لکھا جا چکا ہے.....“ میجر پر مود نے کہا اور توفیق نے بوٹ بھیج لئے۔

”میجر کیا صرف مائیکل کے ختم ہو جانے سے یہ تنظیم مکمل طور پر ختم ہو جائے گی۔ کوئی اور اس کی جگہ نہ لے لے گا.....“ تھوڑی دیر بعد توفیق ایک بار پھر بول پڑا۔

”ایک بار وہ مائیکل ہاتھ آجائے تو اس سے دونوں تنظیموں کے بارے میں تفصیلات مل سکتی ہیں اور اس کے بعد ہمیں صرف استا کرنا ہوگا کہ سرکاری طور پر یہ تفصیلات حکومت اکیمریمیا کے سپرد کر دینی ہوں گی باقی کام وہ خود کر لیں گے کیونکہ وہ بھی ان تنظیموں سے اتنے ہی تنگ ہوں گے جتنے ہم.....“ میجر پر مود نے کہا۔

”وہ کیوں تنگ ہوں گے میجر سچو تو ہماری معدنیات ہو رہی ہیں ان کی لیبارٹریوں کو تو یہ خود بخود مل جاتی ہیں.....“ توفیق نے کہا۔

”ایسی بات نہیں سچو بہر حال چور ہی ہوتا ہے۔ چاہے وہ کہیں سے بھی چوری کرے۔ تم نے سنا نہیں کہ بلیک گولڈ کا دائرہ کار اکیمریمیا۔ یورپ اور افریقہ ہے۔ لازمی بات ہے کہ یہ لوگ اکیمریمیا سے بھی انتہائی قیمتی سائنسی معدنیات چوری کرتے ہوں گے جو اگر دیے

سیٹ پر ایک سیاہ فام نوجوان لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔

”کیا بات ہے فیئر کیا فالٹ پڑ گیا ہے کار میں“..... لڑکی نے کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”تم سے مطلب تم جاؤ“..... میجر پرمود نے سیاہ فاموں کے مخصوص انداز میں ہونٹ سکڑتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

”نئے لگتے ہو ورنہ جردی کو دیکھ کر تم یہ بات نہ کرتے۔ میری یہاں سب سے بڑی آٹو رو کٹشاپ ہے۔ جردی آٹو رو کٹشاپ اور بلیک

ٹاؤن میں ہر وہ آدمی جس کے پاس کار ہے۔ جردی کی خوشامد کرنا اپنا فرض اولین سمجھتا ہے۔ کہاں سے آرہے ہو اور کس کے پاس جانا ہے

جہیں“۔ جردی نے برا منائے بغیر دانت نکالتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہو گئی ہے کار“..... اسی لمحے توفیق نے ہونٹ بند کرتے ہوئے کہا۔

”دیکھا جردی کا نام سنتے ہی فالٹ خود بخود ٹھیک ہو جاتا ہے۔“ جردی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”سنیام کو جانتی ہو“..... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سنیام وہ کون ہے۔ بڑا عجیب سا نام ہے۔ میں نے تو پہلی بار سنا ہے۔“ جردی نے کہا۔

”تو پھر جاؤ۔ تم اس لائن کی لڑکی ہی نہیں ہو“..... میجر پرمود نے کار کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کس لائن کی بات کر رہے ہو“..... جردی

نے چونک کر کہا۔

”میں ایڈونچر لائن کی بات کر رہا ہوں۔ سنیام ایڈونچر کلب کا چیئرمین ہے“..... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ

ہی اس نے کار آگے بڑھادی۔ لیکن تھوڑا سا آگے بڑھتے ہی اس نے جان بوجھ کر کار کو دو تین جھٹکے دے کر بند کر دیا اور اسی لمحے جردی کی کار

اس کے قریب آکر رک گئی۔

تم میرے ساتھ کار میں آجاؤ۔ ایڈونچر میں۔ میرے آدمی آکر کار لے جائیں گے۔ تم سے یہ نہیں چلتی۔ ویسے یہ بھی تو ایڈونچر ہے۔ ہے ناں

ایڈونچر“..... جردی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ہاں واقعی۔ لیکن میرا خیال ہے۔ اصل ایڈونچر تم سے ملاقات ہے۔“ میجر پرمود نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور جردی بے اختیار

کھٹکھٹا کر ہنس پڑی۔

”آؤ ابرٹ۔ ایک بڑا ایڈونچر ہمارا منتظر ہے“..... میجر پرمود نے توفیق سے کہا اور توفیق مسکراتا ہوا آگے بڑھا اور چند لمحوں بعد وہ

دونوں جردی کی بحری جہاز نمائیں سوار ہو کر بلیک ٹاؤن کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ میجر پرمود جردی کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا

ہوا تھا۔ جب کہ توفیق عقبی سیٹ پر تھا۔

”کہاں سے آرہے ہو“..... جردی نے پوچھا۔

”بلیک ٹاؤن کے باہر سے“..... میجر پرمود نے مختصر سا جواب دیا

اور جردی ایک بار کھٹکھٹا کر ہنس پڑی۔ وہ اپنے انداز سے انتہائی

”مجھے۔۔۔ جردی نے کار سے اتر کر ایک خوبصورت دفتر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور میجر پرمود اور توفیق دونوں جردی کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑے۔“

”مگر ہم نے تو سنا ہے کہ یہاں حکومت بلیک کونین کی ہے۔“ میجر پرمود نے جردی کے پیچھے ایک وسیع مگر انتہائی عالیشان دفتر میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”تم نے درست سنا ہے۔ لیکن وہ صرف نام کی کونین ہے۔ اصل کنگ تو ڈیڈی ہے اور اس لحاظ سے تم مجھے بلیک پر سنسز کہہ سکتے ہو۔“ جردی نے ایک وسیع و عریض میز کے پیچھے اپنی پشت کی ریوالونگ کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

”تم اس چیری کی بات کر رہی ہو ناں جو سوزا بین کلب کا مالک ہے۔“ میجر پرمود نے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”ہاں ہاں وہی۔ کیا تم ڈیڈی کو جانتے ہو؟“ جردی نے حیران ہو کر کہا۔

”اچھی طرح جانتا ہوں۔“ میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا تو جردی کے چہرے پر بے اختیار مسرت بھرے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے میز کے کنارے پر موجود ایک بنن دبایا تو ایک چڑا سی اندر داخل ہوا۔

”کافی لے آؤ اور انتھونی کو میرے پاس بھیج دو۔“ جردی نے

زندہ دل اور ایڈونچر پسند لڑکی لگ رہی تھی۔ کار اب بلیک ٹاؤن میں داخل ہو چکی تھی اور میجر پرمود نے دیکھا کہ بلیک ٹاؤن میں موجود تقریباً ہر آدمی کی تیز نظریں آنے جانے والی کاروں میں بیٹھے ہوئے افراد کا انتہائی باریک بینی سے تجزیہ کر رہی تھیں۔ لیکن جردی کی وجہ سے شاید ان کی طرف کسی نے توجہ نہ کی تھی۔ البتہ ہر جگہ جردی کھڑکی سے ہاتھ باہر نکال کر لوگوں سے ہیلو ہیلو کرتی آگے بڑھی چلی رہی تھی۔ بلیک ٹاؤن کی آبادی انتہائی وسیع ایریے میں پھیلی ہوئی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے یہ ایک مکمل شہر ہو۔ بازار، رہائشی علاقے، مارکیٹیں، بڑے بڑے پلازہ، سینما، کلب، باریں غرضیکہ یہاں بڑے شہروں جیسا سماں تھا۔ لیکن یہاں ہر طرف سیاہ فام ہی سیاہ فام نظر آرہے تھے۔ ان میں نہ ہی کوئی گورامر د نظر آ رہا تھا اور نہ کوئی عورت۔ جردی کی کار تھوڑی دیر بعد ایک بڑے سے احاطے میں داخل ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی میجر پرمود یہ دیکھ کر حیران رہ گیا یہ واقعی ایک بہت بڑی اور وسیع آنو ورکشاپ تھی۔ جس میں انتہائی جدید ترین مشینری نصب تھی اور بے شمار لوگ کام میں مصروف تھے۔

”تم اس آنو ورکشاپ کی مالک ہو۔ حیرت ہے۔ تم تو مجھے کھلنڈری سی لڑکی لگتی ہو۔“ میجر پرمود نے کار سے اترتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں جردی سے مخاطب ہو کر کہا تو جردی بے اختیار کھٹکھٹا کر ہنس پڑی۔

”میں چیری کی بیٹی ہوں اور چیری بلیک ٹاؤن کا کنگ ہے۔“

گلاب میں ہی گزرتا ہے اور پھر وہ مصروف بھی تو بہت رہتے ہیں۔
جرومی نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تمہیں وہ بالکل نہیں چاہتے“..... پرمود
نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ ڈیڈی مجھے نہیں چاہتے۔ جتنا وہ مجھے چاہتے
ہیں اتنا تو شاید وہ می کو بھی نہ چاہتے تھے۔ حالانکہ می اور ڈیڈی کی
محبت پورے بلیک ناؤن میں مشہور تھی“..... جرومی نے غصیلے لہجے
میں کہا تو میجر پرمود بے اختیار ہنس پڑا۔

”جلو شرط لگا لیتے ہیں۔ دس ہزار ڈالر کی“..... پرمود نے کہا تو
جرومی بے اختیار اچھل پڑی۔

”دس ہزار ڈالر۔ کیا مطلب تم ناراک کے مالک ہو۔ کار تو
تمہاری پھٹی چری ہے۔ شاید دو تین ہزار ڈالر سے زیادہ نہ ہوگی اور شرط
لگا رہے ہو دس ہزار ڈالر کی“..... جرومی نے کہا اور میجر پرمود بے
اختیار ہنس پڑا۔

”میرا کنٹکشن میں امپورٹ ایکسپورٹ کا بزنس ہے اور پتہ ہے میں
کیا امپورٹ کرتا ہوں اور کیا ایکسپورٹ“..... میجر پرمود نے ہنستے
ہوئے کہا۔

”کیا“..... جرومی نے حیران ہو کر پوچھا۔
”بحری جہاز ایکسپورٹ کرتا ہوں۔ ملکوں کو حکومتوں کو۔ میری
اپنی جہاز بنانے کی انڈسٹری ہے اور امپورٹ کرتا ہوں کالٹن یارن۔

تھکمانے لہجے میں کہا اور چڑاسی سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد
ایک اور نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے بڑے مودبانہ انداز میں
جرومی کو سلام کیا۔

”انتھونی ایڈوگر مین سے چابی لو۔ ان کی کار آؤٹ بورڈ کے ساتھ
کدی ہے۔ اس کا فالٹ دور کر کے اسے یہاں لے آؤ“..... جرومی نے
ایک بار پھر تھکمانے لہجے میں کہا۔ ملازموں سے بات کرتے وقت اس
کے لہجے کے ساتھ ساتھ اس کے چہرے کے تاثرات بھی یکسر اس طرز
بدل جاتے تھے کہ وہ بات بات پر ہمتیہ لگانے والی کھلنڈری سی لڑکی
لگتی ہی نہ تھی۔

”وہیے تو ٹھیک تھی۔ پتہ نہیں اچانک کیا ہو گیا ہے اسے۔“
پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں چیک کر لوں گا سر۔ فکر نہ کریں“..... انتھونی نے کہا اور
کی رنگ لے کر جرومی کو سلام کر کے وہ تیزی سے مڑا اور دروازے سے
باہر نکل گیا۔ اسی لمحے وہی چڑاسی ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس
نے ہات کافی کی ایک ایک پیالی پرمود۔ توفیق اور جرومی کے سامنے
رکھی اور خاموشی سے واپس چلا گیا۔

”جہاز سے ڈیڈی یہاں آتے ہیں“..... میجر پرمود نے کافی کی پیالی
اٹھاتے ہوئے کہا۔

”یہاں۔ کیوں یہاں کیوں آئیں گے۔ وہ تو ہفتوں گھر نہیں آتے
یہاں کیسے آ سکتے ہیں۔ جب سے می فوت ہوئی ہیں۔ ان کا زیادہ وقت

”اگر تم ہمارا ذکر اور شرط کی بات کیے بغیر اپنے ڈیڈی کو یہاں فوری طور پر بلواتو یہ نوٹ چہارے اور اگر چہارے ڈیڈی نے فوری طور پر آنے سے انکار کر دیا تو پھر اتنے ہی نوٹ تمہیں مجھے دینے پڑیں گے اور ساتھ ہی اس بات کا اعلان بھی کرنا پڑے گا کہ چہارے ڈیڈی کو تم سے محبت نہیں ہے“..... میجر برمود نے کہا۔

”ہو نہہ تم تو تم جردی سے شرط لگا رہے ہو۔ مجھ سے۔ ٹھیک ہے۔ مجھے چہارے شرط منظور ہے۔ لیکن اگر یہ شرط لگانی ہے تو پھر اس پوری گڈی کی لگاتار کہ ڈیڈی کو اگر کام چھوڑ کر آنا پڑے تو میں اسے بتا بھی سکوں کہ میں نے کتنی بڑی رقم جیتی ہے“..... جردی نے کہا اور میجر برمود بے اختیار مسکرا دیا۔

”او۔ کے لیکن شرط یہی ہوگی کہ تم اسے یہ نہیں بتاؤ گی کہ تم نے شرط لگانی ہے یا ہم یہاں ہیں اور یہ بھی بتا دوں کہ اگر تم شرط ہار گئیں تو میں اتنی رقم تم سے وصول بھی کر لوں گا“..... میجر برمود نے سامنے رکھی ہوئی نوٹوں کی گڈی آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

”شرط ہارنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آج تو واقعی ایڈ ونجر ڈے ہے“..... جردی نے جلدی سے نوٹوں کی گڈی کو جھپٹتے ہوئے کہا۔

”دیکھو یہ تو ابھی پتہ چل جانے کا کہ یہ ایڈ ونجر ڈے چہارے لئے ہے یا میرے لئے“..... میجر برمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور جردی نے سر ہلاتے ہوئے میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے

پورے ایکری میا میں کاشن یارن کا سب سے بڑا بزنس میرا ہے۔ اربوں ڈالر کی میری روز کی آمدنی ہے“..... میجر برمود نے جواب دیا تو جردی کی آنکھیں حیرت سے بھٹ کر اس کے کانوں تک پھیلی چلی گئیں۔

”استا بڑا دھندہ۔ اوہ پھر تو تم کھرب پتی ہو گے۔ کمال ہے۔ مگر چہارے کار“..... جردی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ صرف ایڈ ونجر ہے ورنہ میرے کاروں کے بڑے ہیں میرے پاس تو ٹیویزیں اور پرنس کاریں بھی موجود ہیں“..... میجر برمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور بڑے نوٹوں کی ایک موٹی سی گڈی نکال کر اس نے میز پر رکھی اور پھر اس نے دس نوٹ پن سے علیحدہ کر کے میز پر رکھے ہوئے سپر ویٹ کو اٹھا کر اس کے پیچہ رکھ دیئے۔

”ہو نہہ تم واقعی کھرب پتی ہو سکتے ہو۔ چلو مان لیا۔ لیکن تم کس بات کی شرط لگا رہے ہو“..... جردی نے بڑے جو شیلے انداز میں کہا۔

اس کی نظریں نوٹوں کی گڈی پر جمی ہوئی تھیں جو اپنی صفات کے لحاظ سے دس لاکھ ڈالر کی مالیت سے کم کی نظر نہ آ رہی تھی۔

”اس بات کی کہ چہارے ڈیڈی کو تم سے محبت نہیں ہے اور وہ چہارے کہنے پر کبھی بھی یہاں نہیں آ سکتے“..... میجر برمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ یہ کیا شرط ہوئی۔ تم ویسے ہی یہ رقم مجھے دینا چاہتے ہو تو اور بات ہے“..... جردی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"لاؤڈر بھی آن کر دینا تاکہ میں بھی سن لوں کہ تمہارے ڈیڈی کیا جواب دیتے ہیں۔" میجر پرمود نے کہا اور جردی نے اذیت میں سر ہلاتے ہوئے لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا۔

"یس سوزا بین کلب۔" رابطہ قائم ہوتے ہی ایک کرخت سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"جرودی بول رہی ہوں ڈیڈی سے بات کراؤ۔" جردی نے تیز اور تحکمناہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا مس جردی۔" دوسری طرف سے اس بار انتہائی نرم لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو کیا بات ہے۔ جردی۔ خیریت۔" چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ڈیڈی ایک منٹ ضائع کیے بغیر بس رسیور کریڈل پر رکھو اور اٹھ کر یہاں میرے پاس آؤ درکشاپ میں آجاؤ۔ بس۔ فوراً ایک منٹ بھی ضائع نہ کرنا ڈیڈی۔" جردی نے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے کیوں۔ کیا ہوا خیریت ہے۔ استاحت آرڈر۔"

دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"نخت ترین آرڈر ہے۔ بس یوں کچھ مارشل لا آرڈر ہے۔ ویسے خیریت ہے۔ لیکن بس فوراً ڈیڈی آجاؤ۔ میں تمہیں ایک خاص چیز دکھانا چاہتی ہوں ابھی اور اسی وقت۔" جردی نے کہا۔

"کیا چیز۔ آخر کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ کیا کوئی دورہ پڑ گیا ہے۔" چیری کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"پھر وہی درڈیڈی۔ تم جانتے تو ہو کہ تم نے اگر میری بات نہ مانی تو کیا ہوگا۔ ایک فائر ہوگا اور جردی کی کھوپڑی سینکڑوں ٹکڑوں میں تبدیل ہو جائے گی۔ بولو۔ پھر۔" جردی نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے یہ غضب نہ کرنا میں آ رہا ہوں۔ ابھی اسی لمحے۔"

دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"دیکھا میں شرط جیت گئی۔ میرا بیڈو پھر ڈس ہے ناں آج۔" جردی نے رسیور رکھ کر خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"ابھی تمہارے ڈیڈی تو آجائیں۔" میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور انتھونی اندر داخل ہوا۔

"کار تو او۔ کے ہے مس۔ میں نے چیکنگ کر لی ہے۔" انتھونی نے چابیاں میجر پرمود کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم لوگوں کا تو ہاتھ بھی لگ جائے تو یہ کاریں خود بخود ٹھیک ہو جاتی ہیں۔" میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور انتھونی اور جردی دونوں مسکرا دیئے۔ انتھونی خاموشی سے واپس چلا گیا۔

"یہاں تمہارا کوئی علیحدہ کمرہ تو ہوگا۔" میجر پرمود نے کہا۔

"ہاں ہے۔ میرا ذاتی ریست روم ہے۔ کیوں۔" جردی نے چونک کر پوچھا۔

”تم آؤ تو ہسی ڈیڈی“..... جردی نے کہا اور چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور جردی کے ساتھ ایک بھاری جسم اور تانے قد کا آدمی اندر داخل ہوا اور پھر جیسے بھوکے عقاب اپنے شکار پر جھپٹتے ہیں اس طرح میجر پرمود اور توفیق ان دونوں پر جھپٹے۔ جردی توفیق کی طرف تھی جب کہ میجر پرمود کی سائیڈ پر جری تھا اور پھر مشین پستل کے بھاری دستوں کی زور دار اور انتہائی چچی تلی ضربوں نے ان دونوں کو منہ کے بل نیچے گرنے پر مجبور کر دیا۔ جردی کے حلق سے تو ہلکی سی چیخ نکل گئی لیکن چیری کے حلق سے تو چیخ بھی نہ نکلی تھی۔ میجر پرمود نے چیری کے نیچے گرتے ہی لات گھمائی اور نیچے گر کر اٹھتا ہوا چیری کنپٹی پر بوت کی نوکی زور دار ضرب کھا کر ایک بار پھر جھکے سے نیچے گرا اور ساکت ہو گیا جب کہ جردی کے لئے پہلی ضرب ہی کافی ثابت ہوئی تھی۔ میجر پرمود نے مشین پستل جیب میں ڈال لیا۔

”ان دونوں کو کرسیوں سے باندھ دو۔ میں باہر کا جگر لگا کر چڑا سی وغیرہ کو مطمئن کر آؤں گی وہ ڈسٹرب نہ کریں اور میز کی دراز سے اپنی رقم بھی لے آؤں“..... میجر پرمود نے کہا اور پھر کھلے دروازے سے تیزی سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو توفیق نے ان دونوں کو کرسیوں پر پردوں کی مدد سے باندھ رکھا تھا۔ رسی تو وہاں موجود نہ تھی اس لئے توفیق نے پردے اتار لئے تھے۔

”تم اب باہر جاؤ اور خیال رکھو۔ کسی کو یہاں آنے نہ دینا۔ میں نے ویسے تو چڑا سی کو کہہ دیا کہ جردی نے پیغام دیا ہے کہ اسے کسی

”میں چہارے ڈیڈی کو سر برائز دینا چاہتا ہوں۔ تم ہم دونوں کو وہیں پہنچا دو اور پھر ڈیڈی کو لے کر وہاں آجاؤ۔ پھر متاثرہ دیکھنا لیکن یہ سن لو کہ تم نے اسے ہمارے متعلق اور شرط کے متعلق کچھ نہیں بتانا ورنہ سر برائز ختم ہو جائے گا“..... میجر پرمود نے کہا اور جردی مسکرا دی۔

”ٹھیک ہے۔ آؤ“..... جردی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور میجر پرمود اور توفیق دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گئے۔ جو واقعی ریسٹ روم کے انداز میں انتہائی نفیس فرنیچر سے سجا ہوا تھا اور جردی تیزی سے باہر کو چلی گئی۔

”اب خیال رکھنا توفیق۔ ہم نے چیری اور جردی دونوں پر اس طرح قابو پانا ہے کہ دونوں کو کوئی ضرب نہ آئے۔ جردی پر تشدد کی دھمکی چیری کو مجبور کر دے گی کہ وہ اصل بات اگل دے اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ چیری اس طرح اکیلا ہمارے ہاتھ آجائے۔“ میجر پرمود نے توفیق سے کہا اور توفیق نے سر ہلا دیا اور پھر دونوں بند دروازے کی دونوں سائیڈوں میں کھڑے ہو گئے۔ دونوں نے مشین پستل نکال کر انہیں نال سے پکڑ لیا۔

”آخر تم بتاتی کیوں نہیں کہ کیا ہو گیا ہے کیسا سر برائز۔ کیا ایڈونچر“۔ تھوڑی دیر بعد دروازے کی دوسری طرف سے چیری کی بھاری مگر حیرت زدہ سی آواز سنائی دی۔

صورت بھی تا اطلاع ثانی ڈسٹرب نہ کیا جائے۔ لیکن پھر بھی تم نے خیال رکھنا ہے۔..... میجر پر مود نے کہا اور توفیق سر ملاتا ہوا باہر نکل گیا۔ میجر پر مود نے دروازہ بند کیا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے چیری کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش شروع کر دی۔ ساتویں آنکھوں تھپڑ پر چیری نے چپختے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور میجر پر مود کیچھے ہٹ آیا۔ چیری کی جسمانی طاقت اور اس کے چہرے کے خدو خال سب بتا رہے تھے کہ وہ انتہائی سخت جان آدمی ہے اور اس کی ساری عمر جرائم کی دنیا میں ہی گزری ہے۔ ایسے لوگ ظاہر ہے آسانی سے تشدد سہارا جاتے ہیں لیکن میجر پر مود کو اندازہ تھا کہ جس طرح وہ جرمی کی کال پر دوڑا چلا آیا ہے اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اسے اپنی بیٹی سے بے پناہ محبت ہے اور جرمی پر تشدد کی دھمکی اسے بہر حال زبان کھولنے پر مجبور کر ہی دے گی۔

"کیا۔ کیا۔ تم کون ہو۔ یہ سب کیا ہے۔" چیری نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی بری طرح کسمساتے ہوئے کہا۔

"مسٹر چیری تمہاری بیٹی جرمی تمہارے ساتھ بندھی ہوئی اور بے ہوش ہے۔ تم اسے دیکھ سکتے ہو۔ جرمی واقعی ایک معصوم اور بھولی بھالی سی لڑکی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ اس پر جسمانی تشدد ہو۔ اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری بیٹی ہولناک تشدد سے بچ جائے تو جو کچھ میں پوچھوں اس کا صحیح جواب دے دو۔..... میجر پر مود نے کرخت سے لہجے میں کہا اور چیری کے چہرے پر شدید غصے کے آثار ابھر آئے۔ اس کی آنکھوں میں سرخ الاؤ سے جل اٹھے۔ اس کے ہونٹ بھیج گئے تھے۔

"تم۔ تم کون ہو۔ کاش میں اس طرح اس احمق لڑکی کی کال پر نہ آتا۔..... چیری نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میرا نام میجر پر مود ہے اور میرا تعلق بنگاریہ سے ہے۔ امید ہے اس تعارف کے بعد تم یہ بات آسانی سے سمجھ سکو گے کہ جرمی کا ہم کیا حشر کر سکتے ہیں۔..... میجر پر مود نے کہا تو چیری کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ اوہ تو یہ بات ہے۔ تم تم۔ سیاہ فاموں کے روپ میں۔ اوہ۔ اوہ۔ اسی لئے میرے آدمی تمہارا کھوج نہیں لگا سکے تھے۔..... چیری نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم ایک چھوٹے درجے کے مجرم ہو چیری۔ اس لئے تم اس معاملے وہ کچھ نہیں کر سکتے جس کی توقع مائیکل نے تم سے رکھی ہوگی اور مائیکل خود بھی گودو دو بین الاقوامی تنظیموں اور نجانے کتنے گروپس کا انچارج تو ہو گا لیکن اس کی ذہنی سطح بھی عام مجرموں جیسی ہے۔ اب بتاؤ میرے سوالوں کا جواب دیتے ہو یا میں جرمی پر تشدد کا آغاز کر دوں۔" میجر پر مود نے تیز لہجے میں کہا۔

"تم کیا پوچھنا چاہتے ہو۔..... چیری نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

"مائیکل کہاں ہے۔ اس کا پتہ بتا دو۔..... میجر پر مود نے کہا۔

"مائیکل۔ کون مائیکل۔ کس مائیکل کی بات کر رہے ہو۔ یہاں بلیک ناؤن میں ہزاروں نہیں تو سینکڑوں مائیکل تو لازماً ہوں گے۔ خود میرے کلب کے میجر کا نام مائیکل ہے۔..... چیری نے خشک لہجے

بندھے ہوئے کے باوجود چیری کا جسم بے اختیار لرزنے لگا گیا۔

”تم۔ تم وعدہ کرو کہ جردی کو کچھ نہ کہو گے تو میں تمہیں سب کچھ بتا دیتا ہوں۔ پلیز میری بیٹی کو کچھ نہ کہو۔ میں نے اسے بڑے لاڈ سے پالا ہے۔“..... چیری نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”میں تو خود اس معصوم سی لڑی کو کوئی تکلیف نہیں دینا چاہتا لیکن مجبوری میں تو پھر.....“ میجر رمود نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔
 ”او۔ کے بیٹھو کرسی پر بیٹھو۔ میں تمہیں سب کچھ بتا دیتا ہوں۔ اس کے بعد تم بے شک مجھے گولی مارنا لیکن جردی کو کچھ نہ کہنا۔ ورنہ میری روح بھی بے چین رہے گی۔“..... چیری نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔

”تم سے میری کوئی براہ راست دشمنی نہیں ہے اور مجھے معلوم ہے کہ تم بھی صرف ملازمت یا دولت کی غرض سے مجھے اور میرے ساتھی کو مارنا چاہتے ہو۔ اگر تم میرے ساتھ تعاون کرو تو تمہارا نام بھی درمیان میں نہ آئے گا اور تمہارے جسم پر بھی کوئی زخم نہ آئے گا۔“..... میجر رمود نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے تم پر اعتماد ہے۔ تم لوگ واقعی بڑے سٹینس کے لوگ ہو۔ ہماری طرح جھوٹے مجرم نہیں ہو۔ سنو۔ مجھے تمہارے گروپ اور پاکیشیائی گروپ کی تلاش کا حکم بلیک کوئین نے دیا ہے۔ بلیک کوئین کا نام لارا ہے۔ لارا کا گروپ بلیک ٹائون میں سب سے بڑا گروپ ہے اور خود بھی وہ بے حد ماہر لڑاکا۔ بے داغ نقصان بازار

میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہیں ہمارے خلاف کام کرنے کا حکم کس نے دیا تھا.....“ میجر رمود نے سوال کرتے ہوئے کہا۔

”ناراک کی ایک پارٹی نے۔ اس نے مجھے رقم پر باز کیا تھا۔ لیکن میں اس پارٹی کے بارے میں تفصیلات نہیں جانتا۔ فون پر بات ہوئی اور رقم میرے بینک اکاؤنٹ میں منتقل ہو گئی۔“..... چیری نے جواب دینے کے ساتھ ساتھ خود ہی باقی تفصیل بھی بتا دی اور میجر رمود اس کی یہ بات سن کر بے اختیار مسکرا دیا۔

”اس کا مطلب ہے۔ اس معصوم جردی پر نقد دکر نا ہی پڑے گا۔ او۔ کے.....“ میجر رمود نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کر وہ جردی کی طرف بڑھا اور اس نے ایک زور دار تھپڑ اس کے چہرے پر جڑو دیا۔

”رک جاؤ۔ رک جاؤ مت مارو اسے رک جاؤ یہ معصوم لڑکی ہے۔ اس کا جرائم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔“..... چیری نے ہذیانی انداز میں چیتے ہوئے کہا۔

”ابن سے گھبرا گئے ہو چیری۔ ابھی تو جردی کے جسم پر سینکڑوں زخم ڈالے جائیں گے۔ ان زخموں میں ہنگ اور تیزاب بھرا جائے گا اس کا خوبصورت اور معصوم چہرہ خنجر کے زخموں سے انتہائی بد صورت بنا دیا جائے گا۔ اس کی دونوں ٹانگیں اور دونوں بازو توڑ دیئے جائیں گے تم ابھی سے گھبرا گئے ہو.....“ میجر رمود کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ

تمہیں دھمکیاں دیتا رہوں اور پھر تم سے بیٹھا وعدے کرتا رہوں۔ آخری بار کہہ رہا ہوں کہ یہ بات بتا دو ورنہ اس بار چاہے تم جمع جع کر آسمان کیوں نہ سربراہ اٹھالو تمہاری بیٹی جرومی نہ بچ سکے گی۔" میجر برمود نے اہتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ میں بتاتا ہوں۔ اصل بات یہ ہے کہ مگر میں اس پر کنفرم نہیں ہوں۔ کیونکہ لارا ایسی عورت ہے کہ میں اس سے سوال جواب نہیں کر سکتا البتہ مجھے یہ اطلاع ضرور ملی ہے کہ لارا کا پرانا دوست پال ہنری ریاست فلاڈیلفا سے آیا ہوا ہے اور اس کے آنے کے بعد لارا نے تمہیں تلاش کرنے کے احکامات دیئے ہیں۔ ہو سکتا ہے اصل دھندہ پال کا ہو اور چونکہ لارا کی پال سے دوستی ہے۔ اس لئے اس نے پال کا کام اپنے ہاتھ میں لے لیا ہو۔ پال، ہنری کا تعلق البتہ پیشہ ور قاتلوں سے ہے لیکن وہ بڑے بڑے کاموں میں ہاتھ ڈالتا ہے۔" چیری نے جواب دیا۔

"تمہیں کس طرح یہ اطلاع ملی؟" میجر برمود نے پوچھا۔

"میرا ایک آدمی لارا ہاؤس میں کام کرتا ہے۔ میرا مخبر سمجھ لو۔ اس نے اطلاع دی ہے۔ ویسے میں نے خود بھی پال کو کارپر بلیک ٹاؤن میں داخل ہوتے دیکھا تھا۔" چیری نے کہا۔

"اس پال، ہنری کا کیا حلیہ ہے۔ یہ کب سے لارا کا دوست ہے۔"

میجر برمود نے پوچھا۔

"کافی طویل عرصے سے ہے لیکن آتا کبھی کبھار ہی ہے۔ کبھی سال

اہتہائی خطرناک اور سفاک طبیعت کی عورت ہے۔ میں اس کے اس گروپ کا انچارج ہوں جو سرچنگ کا کام فیلڈ میں کرتا ہے۔ میں نے اپنے سرچنگ گروپ کی ڈیوٹی لگا دی لیکن ابھی تک نہ ہی تمہارے متعلق مجھے کوئی رپورٹ ملی اور نہ ہی ان پاکستانیوں کے بارے میں باقی تم مائیکل کے بارے میں پوچھ رہے ہو تو مجھے کسی مائیکل کے بارے میں علم نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے لارا کو اس کا علم ہو۔..... چیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا لارا پیشہ ور قاتلہ ہے؟" میجر برمود نے پوچھا۔

"وہ ہر کام کر لیتی ہے۔ ہر وہ کام جو اس کی مرضی میں آئے لیکن دوسری تنظیموں کی خاطر وہ کچھ نہیں کرتی۔ اسے دولت کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ بلیک ٹاؤن کے تقریباً سارے بار۔ جوئے خانے اور کلب اس کی ملکیت ہیں۔ بے شمار رہائشی پلازے اور تجارتی پلازے اس کی ملکیت ہیں۔ اسے لاکھوں ڈالر روزانہ کی آمدنی ہے۔ اسے کیا ضرورت ہے رقم کی خاطر دوسروں کا کام کرنے کی؟" چیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر لارا نے کیوں ہمیں پکڑنے کا حکم دیا ہے۔ اس کا بظاہر تو کوئی تعلق نہیں ہے، ہم سے؟" میجر برمود نے کہا۔

"مجھے اس بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔" چیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو چیری میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں بیٹھا بار بار

میں ایک آدمی بار یا پھر دو دو سال بعد بھی آتا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ فلاڈیلفیا میں اس کا بہت بڑا گینگ ہے۔ بڑا نام ہے اس کا۔..... چیری نے جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے ایک عام سے سیاہ فام کا حلیہ بتا دیا۔ "اب لاار اور پال ہمزی کہاں ملیں گے۔..... میجر برمود نے پوچھا۔" ظاہر ہے لاار ہاؤس میں۔ ویسے تو لاار کم ہی اپنی رہائش گاہ میں رہتی ہے۔ وہ موڈی عورت ہے۔ اس کا کوئی پتہ نہیں کہ کس وقت وہ کہاں ہو۔ بلیک ناؤن میں اس نے کئی ایسی رہائش گاہیں بنائی ہوئی ہیں جن کا علم صرف اس کی ذات تک ہی محدود ہے۔ لیکن جب پال آ جائے تو پھر لاار ہاؤس میں ہی رہتی ہے۔ جب تک پال واپس نہ چلا جائے۔ لیکن ایک بات بتا دوں۔ لاار ہاؤس کے گرد انتہائی سخت پہرہ ہو گا اور لاار کے ذاتی محافظ دنیا کے مشہور ترین لڑاکا ہیں اور وہ بات نہیں کرتے صرف گولی چلاتے ہیں۔..... چیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں اس نے کیا احکامات دیئے تھے۔ ہمارے متعلق۔..... میجر برمود نے پوچھا۔

"اس نے حکم دے تھا کہ تمہیں تلاش کر کے گولی مار دی جائے اور تمہاری لاشیں بلیک ناؤن میں لائی جائیں۔ زندہ انہیں کسی صورت بھی نہ لایا جائے اور جب ان کی لاشیں پہنچ جائیں تو پھر اسے اطلاع دی جائے۔..... چیری نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم نے ہم سے تعاون کیا ہے اس لئے میں تمہیں اور

تمہاری بیٹی کو چھوڑ کر جا رہا ہوں لیکن اگر تم نے ہمارے بعد لاار کو ہمارے متعلق اطلاع دینے کی کوشش کی تو پھر جہاز اور ہمارا معاہدہ ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد جہاز کیا حشر ہوتا ہے اور جرومی کا کیا بنتا ہے۔ اس کے بارے میں ابھی تم سوچ بھی نہ سکو گے۔..... میجر برمود نے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"ٹھہر ویری بات سن لو۔..... چیری نے کہا تو میجر برمود مڑ گیا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو۔..... میجر برمود نے خشک لہجے میں کہا۔

"جہاز اصل مقصد کیا ہے۔ اصل مشن کیا ہے۔..... چیری نے کہا۔

"ہمارا اصل مشن ہمارے ملک سے معدنیات چوری کرنے والی تنظیم کے سربراہ کا خاتمہ ہے اور تمہیں بتا دوں کہ ہمارے ملک سے انتہائی قیمتی معدنیات چوری کرنے والی تنظیم کا نام تمہارا سکو۔ اس کا سربراہ ایک آدمی ماریو تھا۔ جب ہم یہاں پہنچے تو اس ماریو نے ناراک کے دو خوفناک پیشہ ور قاتل گروپ ہمارے قتل پر مامور کر دیئے۔ ایک کا نام ڈیوس ہے اور دوسری مادام لڑا اور خود اس نے راسکو کو کلوز کر دیا اور خود غائب ہو گیا۔ ہم نے اس ڈیوس کا اس کے ساتھیوں سمیت اس کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو کر خاتمہ کر دیا۔ لیکن وہ بھی ماریو کے بارے میں کچھ نہ جانتا تھا۔ چنانچہ اس کے بعد ہم مادام لڑا کی طرف متوجہ ہوئے اور مادام لڑا کے آدمیوں کا خاتمہ کرنے کے بعد ہمیں اطلاع ملی کہ ایک اور تنظیم بلیک گولڈ اوپن ہوئی ہے۔ اس کے

سربراہ کا نام گیلارڈ ہے۔ پھر ہمیں اطلاع ملی کہ گیلارڈ ہی دراصل ماریو ہے۔ وہ ایک تنظیم کو اوپن کر رہا ہے اور دوسری کو کلوز۔ ہم گیلارڈ کے پیچھے لگ گئے۔ پھر اطلاع ملی کہ گیلارڈ نے ہمارے خوف کی وجہ سے بلیک گولڈ کو بھی کلوز کر دیا ہے اور خود غائب ہو گیا ہے۔ اس کے بعد ایک عورت کے ذریعے ہمیں اطلاع ملی کہ اس آدمی کے چار روپ ہیں۔ اس کا اصل نام مائیکل ہے اور مائیکل کے روپ میں وہ نوادرات کی سمگلنگ کرتا ہے اور مادام لزا کا دوست ہے۔ لیکن ماریو کے روپ میں وہ معدنیات چوری کرنے والی تنظیم کا چیف ہے اور گیلارڈ کے روپ میں معدنیات چوری کرنے والی دوسری تنظیم بلیک گولڈ کو سربراہ ہے اور گرافن کے نام سے وہ ایک تجارتی کمپنی فیانی کارپوریشن کا سربراہ ہے اور لازماً وہ بلیک گولڈ اور اسکو دونوں کو کلوز کرنے کے بعد اب مائیکل کے روپ میں ہو گا۔ ہم اسے تلاش کر رہے تھے کہ جہاری ایک عورت سوکس خانہ بدوش کے روپ میں ہم سے خود ہی آنکرائی۔ اس نے ہمیں بے وقوف بنا کر جہارے پاس بھیجنے کی کوشش کی لیکن ہم اسے اپنے اڈے میں لے گئے اور پھر اس نے بتا دیا کہ وہ چیری کی ماتحت ہے اور چیری بلیک کوئین کا ماتحت ہے اور چیری کو ہماری تلاش ہے اور چیری بلیک ٹاؤن میں سوزا بین کلب کا مالک ہے۔ ہم نے سوکس کو ختم کر دیا اور میک اپ کر کے یہاں آئے۔ یہاں ہمارا پروگرام براہ راست جہارے کلب میں آکر تم سے ٹکرانا تھا لیکن اتفاق سے راستے میں جروی ٹکرا گئی اور ہم یہاں آگے بھر جروی

سے بچ چلا کہ تم اس کے باپ ہو اور تم اس سے بے پناہ محبت کرتے ہو سہتاجہ میں نے شرط لگا کر جروی کی مدد سے تمہیں یہاں بلوایا اور اس کے بعد کی صورت حال جہارے سامنے ہے۔ اب ہم اس لار اور اس کے دوست اس پال کو قابو کریں گے اور ان سے اس مائیکل کا سراغ لگائیں گے۔" میجر مود نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"میں جہارے ساتھ مکمل تعاون کرنے کے لئے تیار ہوں۔ شرط یہ ہے کہ تم لار کا خاتمہ کر دو۔" چیری نے کہا تو میجر مود بے اختیار چونک پڑا اور حیرت سے چیری کو دیکھنے لگا۔

"کیوں۔ تم ایسا کیوں چاہتے ہو۔" میجر مود نے ہونٹ بھیج کر پوچھا۔

"مجھے یقین ہے کہ تم ہی ایسے لوگ ہو جو لار کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔ اگر لار کا خاتمہ ہو جائے تو یہاں بلیک ٹاؤن میں میری حکومت قائم ہو جائے گی اور پھر لار کی تمام جائیداد پر میں آسانی سے قبضہ کر لوں گا۔ کیونکہ یہ ویسے بھی میری ہی تحویل میں رہتی ہے اور لار کا کوئی آگے پیچھے ہے ہی نہیں۔ وہ چونکہ انتہائی ہوشیار عورت ہے اور اس کے محافظ بھی بے حد تیز طرار ہیں اس لئے میں خود اس کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا۔ لیکن جہاری کارکردگی بتا رہی ہے کہ جہارے خلاف لار نے کام لے کر اپنے پیروں پر خود کھباڑی ماری ہے اور اب جہارے ہاتھوں لار کی ہلاکت کا سوکھ مجھے نظر آنے لگ گیا ہے اور تم اپنے قول کے بھی کچے ہو۔ اس لئے میں تم سے خفیہ طور پر ہر قسم کا تعاون کرنے کے لئے تیار

"او-کے مجھے یہ معاہدہ منظور ہے۔..... میجر پر مودنے کہا اور اس کے ساتھ ہی آگے بڑھ کر اس نے چیری کے جسم کے گرد موجود پردے کی رسی کی گانٹھ کھول دی اور چیری اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”میں جرومی کو کھول دوں“..... چیری نے کہا اور میجر پر مود کے اشتباہ میں سر ملانے پر وہ جرومی کی طرف بڑھ گیا۔

”میں باہر جا رہا ہوں۔ جردی کو سمجھانا چہار اکام ہے۔“..... میجر پر مود نے کہا۔

”تم فکر نہ کرو۔ اب یہ سب کچھ میری ذمہ داری ہے۔“..... چیری نے کہا اور مجھ پر مود مسرلاتا ہوا اس کمرے سے باہر نکل آیا۔ اسے یقین تھا کہ چیری کے تعاون کی وجہ سے وہ مائیکل کا سراغ بہر حال لگالے گا۔ یہاں بلیک ناؤں میں چیری جیسے آدمی کا تعاون میرا جانا اس کے خیال کے مطابق اس کے لئے نیک فال ثابت ہو سکتا تھا۔

لارا اور مائیکل دونوں سنگ روم کے انداز میں سجے ہوئے ایک خوبصورت کمرے میں بیٹھے شراب پینے میں مصروف تھے۔ یہ سنگ روم لارا باؤس کا حصہ تھا اور مائیکل کو کہاں آئے آج دوسرا روز تھا۔

”ابھی تک جہارے کسی آدمی نے کوئی اطلاع ہی نہیں دی۔“

مائیکل نے منہ بناتے ہوئے کہا تو لارا بے اختیار چونک پڑی۔

”اطلاع۔ کیسی اطلاع“..... لارا نے چونک کر پوچھا۔
 ”میرے کام سے متعلق“..... مائیکل نے جواب دیا۔

آجائے گی اطلاع گھبرا کیوں گئے ہو۔ خود ہی تو کہتے ہو کہ یہ استہائی تربیت یافتہ ایجنٹ ہیں۔ اب ظاہر ہے وہ سڑکوں پر اپنی شناخت کے بورڈ لگا کر تو نہ بیٹھے ہوں گے کہ میرے آدمی جا کر انہیں ہلاک کر دیں۔ نارا کہ تم جانتے ہو انسانوں کا جنگل ہے اس جنگل میں بانیخ افراد کی تلاش خاصا مشکل کام ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ

چیری کی کال ہے مادام سوزا بین کلب سے دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی مودبانہ آواز سنائی دی۔
 "اوہ اچھا بات کراؤ..... لارا نے چونک کر کہا اور ساتھ ہی اس نے مائیکل کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے لاؤڈر کا بین آن کر دیا۔

"ہیلو مادام میں چیری بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی لیکن بچہ مودبانہ تھا۔
 "میں کیا رپورٹ ہے"..... لارا نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"مادام بنگارنوی گروپ کو تلاش کر کے فنش کر دیا گیا ہے۔ ان کی لاشیں کلب میں پہنچ چکی ہیں..... دوسری طرف سے چیری کی آواز سنائی دی تو لارا کے چہرے پر تو فخریہ مسکراہٹ ابھرائی جب کہ مائیکل بے اختیار چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"پوری تفصیل بتاؤ..... لارا نے تیز لہجے میں کہا۔

"مادام یہ گروپ دو مردوں پر مشتمل تھا۔ میری ایک خبر نے انہیں ناراک کے ایک ہوٹل میں ٹریس کر لیا۔ وہ خبر بنگارنوی زبان سے واقف تھی اور یہ دونوں ویسے تو ایکریمین میک اپ میں تھے لیکن وہ آپس میں بنگارنوی زبان میں گفتگو کر رہے تھے اور ایک آدمی دوسرے کو میجر کہہ کر پکار رہا تھا سونکہ آپ نے بتایا تھا کہ اس گروہ کا لیڈر میجر برمودو نامی آدمی ہے اس لئے میجر کا لفظ سن کر میری خبر کنفرم

چیری کا سپیشل سرچنگ گروپ تیزی سے اپنے کام میں مصروف ہو گا۔ وہ ایسا گروپ ہے کہ پاتاں میں سے بھی اپنے شکار کو کھینچ لاتا ہے۔" لارا نے جواب دیا اور مائیکل نے اثبات میں سر ہلادیا۔ ظاہر ہے وہ خود بھی اس بات سے واقف تھا کہ اس قدر خطرناک اور تیز لوگ اتنی آسانی سے ہاتھ لگنے والے نہیں ہیں۔ ویسے بھی اس کا مقصد تو صرف لارا کے پاس پناہ حاصل کرنے کا تھا۔ اسے یقین تھا کہ یہاں تک ان گروپس میں سے کوئی بھی نہ پہنچ سکے گا۔ چاہے وہ لاکھ نکریں مارے رہیں۔

"لارا اگر سرچنگ گروپ کا کوئی آدمی ان کے ہتھے چڑھ گیا تو پھر وہ سیدھے جہارے سر پر آن پہنچیں گے جس طرح ہمیں ان کی تلاش ہے اس طرح انہیں بھی یقیناً میری تلاش ہوگی۔ انہیں اطلاع مل چکی ہو گی کہ فلاڈیلفیا کا پال ہنزلی ان کی تلاش میں سرگرداں ہے..... مائیکل نے کہا۔

"میں تو کہتی ہوں کہ وہ یہاں آجائیں۔ تم نے تو ان کے قصے سنا سنا کر میرے دل میں ان سے ٹکرانے کا شوق پیدا کر دیا ہے سبھاں ایک بار وہ آئیں تو یہی پھر دیکھنا لارا ان کا کیا حشر کرتی ہے..... لارا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مائیکل کوئی بات کرتا سائیڈ پر موجود تہائی پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی مترنم آواز میں بج اٹھی لارا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"لارا بول رہی ہوں..... لارا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”ہاں واقعی۔ جہارے آدمیوں کی کارکردگی قابل رشک ہے۔“
 مائیکل نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔
 ”لیکن تم خود انہیں کیوں دیکھنا چاہتے ہو۔ کیا تمہیں چیری پر کوئی شک ہے؟.....“ لارا نے کہا۔

”شک کی بات نہیں۔ میں ذاتی طور پر اطمینان کرنا چاہتا ہوں تاکہ اپنی پارٹی کو مکمل اطمینان کرا سکوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر تم ناراض نہ ہو تو ان کے اتنی آسانی سے مارے جانے سے بھی میرے ذہن میں ایک خدشہ سا محسوس ہو رہا ہے۔“ مائیکل نے کہا تو لارا بے اختیار کھٹکھٹا کر ہنس پڑی۔

”تم تجاہل اس بار اس قدر مرعوب کیوں ہو ان لوگوں سے۔ پہلے تو تم نے کبھی ایسی بات نہ کی تھی۔“ لارا نے کہا۔

”پہلے کی بات اور تھی لارا۔ پہلے ہمارا شکار ہمارے جیسے لوگ ہی ہوتے تھے لیکن اس بار ہمارا شکار انتہائی مخمخے ہوئے اور انتہائی تربیت یافتہ لوگ ہیں اور میری پارٹی نے ان کے بارے میں جو تفصیلات دی ہیں ان سے واقعی میں ذہنی طور پر ان سے مرعوب ہو گیا ہوں۔“ مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا اور لارا ایک بار پھر ہنس پڑی۔

”تم اکیلے کے لئے یہ کام مشکل ہوتا۔ لیکن لارا کے لئے دنیا کا کوئی کام مشکل نہیں ہے پال۔ تم اگر کہو تو میں اکیڑیسیا کے صدر کو اغوا کر کر جہارے قدموں میں لا ڈالوں۔ بہر حال انھو جلور خود اپنی آنکھوں سے لاشیں دیکھ کر تسلی کر لو۔“ لارا نے انتہائی فخریہ لہجے میں کہا

ہو گئی۔ اس نے فوری طور پر مجھے اطلاع دی۔ میں نے ناراک میں موجود اپنے آدمیوں کو ارٹ کر دیا۔ ہوٹل سے باہر ان کا تعاقب کیا گیا اور پھر ایک ویران سڑک پر انہیں گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا۔ اس کے بعد ان کی لاشیں یہاں کلب میں لائی گئیں۔ میں نے ان کے میک اپ واش کر دیئے اور اس طرح ان کے اصل ایشیائی چہرے سامنے آ گئے اب آپ جیسے حکم دیں کہ ان لاشوں کا کیا کرنا ہے۔ کسی گنٹر میں بہا دیں یا برقی بھٹی میں ڈال دیں۔“ چیری نے انتہائی با اعتماد لہجے میں کہا۔

”میں انہیں خود دیکھنا چاہتا ہوں۔“ مائیکل نے کہا۔
 ”چیری انہیں ٹساڈ باؤس میں پہنچا دو اور اس پاکیشیائی گروپ کا کیا ہوا..... لارا نے پوچھا۔

”اس کی تلاش ابھی جاری ہے مادام۔“ چیری نے جواب دیا۔
 ”او۔ کے تم ایسا کرو کہ ان دونوں لاشوں سمیت خود بھی ٹساڈ باؤس میں پہنچ جاؤ۔ میں خود وہاں آ رہی ہوں۔“ لارا نے اسے تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”یس مادام۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور لارا نے رسیور رکھ دیا۔

”دیکھا پال میرے آدمیوں کی کارکردگی جیسے تم انتہائی خطرناک گروپ کہہ رہے تھے وہ کتنی آسانی سے مارا گیا ہے۔“ لارا نے انتہائی فخریہ لہجے میں کہا۔

پراسرار حالات کا علم ہوا ہے۔ آپ کی جہل کال کا علم مجھے بھی ہے۔ جس میں آپ نے دو ایشیائی گروپوں کی تلاش کا کام دیا تھا..... انتھونی کا لہجہ انتہائی مؤدبانہ تھا۔

”کیسے پراسرار حالات تفصیل سے بات کرو..... لارا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ مائیکل کے بہرے پر بھی تشویش کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

”مادام جیری کی بیٹی اپنی کار پر ناراک گئی تھی۔ جب وہ واپس آئی تو اس کے ساتھ دو سیاہ فام اجنبی تھے۔ وہ انہیں لے کر اپنے دفتر میں چلی گئی اور پھر اس نے مجھے کال کر کے کہا کہ ان اجنبی افراد کی کار آؤٹ بورڈز کے پاس خراب ہو گئی ہے۔ میں اسے ورکشاپ لے آؤں چنانچہ میں وہاں گیا۔ لیکن مادام میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ کار بالکل درست حالت میں تھی اس میں کوئی معمولی سافٹ بھی نہ تھا۔ بہر حال میں کار لے آیا اور چابی جا کر جرومی کو دے دی۔ اس کے بعد مادام اچانک جیری اپنی کار میں اکیلا وہاں آگیا۔ حالانکہ جیری کو دو تین سال ہو گئے ہیں وہ ورکشاپ نہیں آیا تھا۔ پھر وہ اندران اجنبیوں کے پاس چلا گیا۔ اس کے بعد مادام یہ اجنبی، جیری اور اس کی بیٹی جرومی دفتر سے اٹھ کر ریست روم میں چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد ایک اجنبی باہر دفتر میں آگیا اور اس نے چپڑاسی کو کہا کہ جرومی اہم بزنس ٹاک میں مصروف ہے۔ اس لئے اس کا حکم ہے کہ کسی صورت بھی اسے ڈسٹرب نہ کیا جائے۔ تقریباً ایک گھنٹہ بعد جیری، وہ اجنبی اور جرومی

اور کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ مائیکل بھی ہونٹ پھینچے اٹھا۔ لیکن اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور لارا نے چونک کر رسیور اٹھایا۔

”یس..... لارا نے تیز لہجے میں کہا۔

”مادام جرومی آؤ ورکشاپ سے انتھونی آپ سے بات کرنا چاہتا ہے۔“ دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”انتھونی۔ کیوں وہ مجھ سے کیوں بات کرنا چاہتا ہے..... لارا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے پوچھا ہے مادام لیکن اس کا کہنا ہے کہ وہ براہ راست آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہے..... دوسری طرف سے سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”اچھا کارڈ بات..... لارا نے کہا۔

”یہ انتھونی کون ہے..... مائیکل نے پوچھا۔

”میرا خاص آدمی ہے اور جیری کی بیٹی جرومی کی آؤ ورکشاپ میں ملازم ہے۔ انتہائی ذہین اور ہوشیار آدمی ہے..... لارا نے کہا۔

”ہیلو میں انتھونی بول رہا ہوں مادام..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”یس مادام لارا بول رہی ہوں۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے۔“ لارا کا لہجہ قدرے ناخوشگوار تھا۔

”براہ راست کال کے لئے معافی چاہتا ہوں مادام۔ لیکن مجھے کچھ

ناممکن ہے۔ میں اس بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی۔..... لارائے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”دیکھو لارا۔ اب میں ساری پلاننگ سمجھ گیا ہوں۔ مہاجر مود نے چیری کی بیٹی جروی پر قابو پایا اور اس کی مدد سے انہوں نے چیری کو وہاں بلوایا اس کے بعد یا تو اسے لالچ دیا گیا یا دھمکا گیا یا پھر اس کی بیٹی کے ذریعے بلیک میل کیا گیا۔ بہر حال چیری ان سے مل گیا اور چیری نے تمہیں فون کیا کہ لاٹوں کا کیا کرنا ہے۔ اب ان کے سامنے دو صورتیں تھیں ایک تو یہ کہ تم خود وہاں پہنچ جاتیں اور تم پر قابو پایا جاتا۔ یا پھر تم لاٹیں یہاں منگوا لیتیں اور لاٹوں کے روپ میں یہ انجمن یہاں پہنچ جاتے اور اب بھی وہ نساڈ ہاؤس میں ہمارے منتظر ہوں گے۔..... مانیگل نے کہا۔

”لیکن کیوں انہیں مجھ سے کیا ملنا ہے۔ ان کا نارگٹ تو وہ جہاری پارٹی مانیگل ہے۔ میں یا تم تو نہیں ہو۔..... لارائے کہا۔

”تم صورت حال کو سمجھ نہیں رہی ہو۔ مانیگل ظاہر ہے انڈر گراؤنڈ ہو چکا ہے۔ جہارے حکم پر چیری ان کے خلاف کام کر رہا ہے ظاہر ہے۔ انہیں اس کی بھنک مل گئی۔ اب وہ جہارے ذریعے مانیگل تک پہنچنا چاہتے ہوں گے۔..... مانیگل نے کہا۔

”ہو نہ ہو تو یہ بات ہے۔ گو مجھے ابھی تک یقین نہیں آ رہا کہ چیری مجھ سے غداری کر سکتا ہے لیکن انتھونی کی کال اور جہارے اندازے یہ سب کچھ براسرار ہے۔ اب پہلے ان کی چھان بین ہو گی پھر اس کے بعد

باہر آئے۔ جروی کے چہرے سے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ وہ ذہنی طور پر شدید اپ سیٹ ہے۔ جروی اپنی کار میں بیٹھ کر خاموشی سے چل گئی جب کہ دونوں اجنبی چیری کی کار میں بیٹھ کر درکشاپ سے چلے گئے۔ ان کی کار درکشاپ میں ہی کھڑی رہ گئی۔ چیری بھی خاصا الجھا ہوا سا لگ رہا تھا۔ یہ سارے حالات مجھے انتہائی مشکوک اور براسرار محسوس ہوئے ہیں۔ اس لئے میں نے جرات کی اور آپ سے بات کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ انتھونی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ان اجنبی افراد کے چلے کیا تھے۔..... لارائے پوچھا اور جواب میں انتھونی نے حلیوں کی تفصیل بتادی اور پھر لارا کے پوچھنے پر اس نے ان کے قد و قامت کے بارے میں بھی بتایا۔

”ٹھیک ہے۔ میں چیک کر لوں گی۔ لیکن تم خاموش رہو گے۔۔۔۔۔ لارائے سخت لہجے میں کہا اور پھر ایک جھٹکے سے رسیور کر ڈیل پر پڑ دیا۔

”یہ کیا بات ہوئی۔ یہ اجنبی کون ہو سکتے ہیں۔ ہیں تو یہ سیاہ فام۔۔۔۔۔ لارائے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ وہی بلگار نوٹی گروپ ہے لارا اور جہار اچیری ان سے مل کر جہارے خلاف سازش کر رہا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جب تم میرے ساتھ نساڈ ہاؤس میں پہنچو گی تو مجھ پر مود اور اس کا ساتھی ہمارا استقبال کریں گے اور چیری متاذا دیکھے گا۔..... مانیگل نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”یہ۔۔۔۔۔ کیسے ہو سکتا ہے۔ چیری کیسے غداری کر سکتا ہے۔ نہیں یہ

بات آگے چلے گی۔..... لارار نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس نے جلدی سے رسیور اٹھایا۔ اس کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے منبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”نسا ڈاؤس“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔
”لارابول رہی ہوں جیکر۔ کیا چیری یہاں پہنچ گیا ہے“..... لارار نے تیز لہجے میں کہا۔

”چیری۔ نہیں مادم۔ کیا اس نے آنا تھا“..... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”ہاں اس نے دولاٹوں سمیت یہاں آنا تھا میں نے اسے حکم دیا تھا اب تم میری بات غور سے سن لو۔ جیسے ہی چیری دواڈمیوں یا لاٹوں سمیت نسا ڈاؤس میں پہنچیں تم نے چیری اور اس کے ساتھ آنے والوں کو بے ہوش کر دینے والی گیس سپرے کر کے فوری طور پر بے ہوش کر دینا ہے۔ اگر اس کے ساتھ لاشیں ہوں تب بھی تم نے ان لاشوں پر بے ہوش کر دینے والی گیس ضروری فائر کرنی ہے۔ سارا کام اس قدر احتیاط سے ہونا چاہئے کہ چیری یا اس کے ساتھ آنے والوں کو بے ہوش ہونے سے پہلے معمولی سا شگ بھی نہ پڑے۔ کیا تم یہ سب کچھ کر لو گے“..... لارار نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس مادم آپ کے حکم کی تعمیل میں چیری تو کیا میں خود بھی اپنی جان قربان کر سکتا ہوں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اگر تم نے میری ہدایات کے مطابق سب کچھ کامیابی سے کر لیا تو میں تمہارے تصور سے بھی بڑا انعام دوں گی اور انہیں بے ہوش کرنے کے بعد تم نے مجھے فوری کال کرنا ہے۔ باقی ہدایات میں بعد میں دوں گی۔ چیری کسی بھی لمحے ہچکنے والا ہے اس لئے تم فوری طور پر الٹ ہو جاؤ“..... لارار نے کہا۔

”یس مادم“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور لارار نے رسیور رکھ دیا۔

”اب اس کے بعد کیا کرنا ہوگا“..... لارار نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور مائیکل بے اختیار مسکرا دیا۔

”اس قدر الجھنے کی ضرورت نہیں ہے لارار۔ تم نے خود ہی یہ کام ہاتھ میں لیا تھا۔ صرف اتنا کرو کہ جب یہ جیکر تمہیں کال کرے تو تم اسے کہہ دو کہ چیری اور اس کے ساتھیوں یا ان لاشوں کو وہ یہاں تمہارے ہاؤس میں پہنچا دے اور تم اپنے آدمیوں کو کہہ دو کہ جیسے ہی یہ بے ہوش چیری یا لاشیں پہنچیں انہیں زنجیروں میں جکڑ دیا جائے اور پھر ہم خود جا کر اپنے ہاتھوں سے انہیں گولیوں سے اڑا دیں گے“..... مائیکل نے کہا۔

”اوہ یس..... یہاں بلیو روم میں ایسی مشینری موجود ہے کہ ہم یہاں بیٹھے بیٹھے انہیں چیک کر سکتے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ پہلے چیکنگ کر لیں گے پھر بلیو روم میں جائیں گے اس طرح مکمل اطمینان ہو جائے گا۔“..... لارار نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور مائیکل نے اشبات میں سر ہلا

کہا۔

”جلدی پہنچو.....“ لارا نے اسی طرح تیز اور غصیلے لہجے میں کہا اور رسیور کو کرڈیل پر ہیچ دیا۔ اس کے چہرے پر واقعی غصے کی شدت سے زلزلے کے سے آثار تھے۔

”میں اس چیری کو بوئیاں اڑا دوں گی۔ اس کے پورے خاندان کو زندہ زمین میں دفن کر دوں گی۔ اس نے مجھ سے غداری کر کے اپنی موت کو بھی عبرت ناک بنالیا ہے.....“ لارا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور فون کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر دیا۔

”یس مادام.....“ دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”جیکب سے بات کراؤ.....“ لارا نے تیز لہجے میں کہا۔
 ”یس مادام.....“ دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا اور چند لمحوں بعد فون ہٹس کے لاؤڈر سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”جیکب بول رہا ہوں مادام.....“ بولنے والے کا لہجہ مودبانہ تھا۔
 ”جیکب نساؤ ہاؤس کا جیکر تین بے ہوش افراد کو لارہا ہے۔ ان میں ایک سوزا بین کلب کا چیری ہے اور دو ایشیائی ہیں۔ تم انہیں وصول کر کے بلیو روم میں زنجیروں سے جکڑ دو اور اس کے ساتھ بلیو روم کا پیشل ویوان کر دینا اور جیکر سے یہ بھی پوچھ لینا کہ انہیں کس گیس سے بے ہوش کیا گیا۔ اس گیس کے انٹی انجکشن بھی بلیو روم میں پہنچا

دیا۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو لارا نے رسیور اٹھا لیا۔

”یس.....“ لارا نے تیز لہجے میں کہا۔
 ”جیکر بول رہا ہوں مادام۔ آپ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے۔
 لیکن مادام انتہائی حریت کی بات ہے کہ چیری ویگن میں دو ایشیائیوں کی لاشیں لے کر آیا تھا۔ لیکن جب ہم نے ان پر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی اور چیک کیا تو وہ لاشیں نہیں تھیں بلکہ وہ زندہ افراد تھے۔ لیکن پہلے وہ واقعی اس طرح لگ رہے تھے جیسے لاشیں ہوں۔ ان کے لباسوں پر گولیوں کے نشانات اس قدر زیادہ تھے جیسے انہیں گولیوں سے پھٹکی کر دیا گیا ہو لیکن اندران کے جسموں پر ایک بھی زخم کا نشان نہ تھا اور مادام ان کے لباسوں کی خفیہ جیبوں میں مشین پستل بھی موجود تھے اور بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیسپول بھی۔“ دوسری طرف سے جیکر نے جواب دیا اور لارا کے چہرے پر انتہائی غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

”اب یہ بے ہوش ہیں.....“ لارا نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس مادام.....“ جیکر نے جواب دیا۔

”تم ایسا کرو خود ان تینوں کو ساتھ لے کر لارہاؤس میں پہنچ جاؤ اور گیٹ پر انہیں جیکب کے حوالے کر کے خود واپس چلے جاؤ۔“ لارا نے کہا۔

”یس مادام.....“ دوسری طرف سے جیکر نے جواب دیتے ہوئے

نیکی خاصی تیز رفتاری سے نارا ک کی سڑکوں پر سے گزرتی ہوئی آخر کار ایک انتہائی اور عظیم الشان پلازہ کے سامنے جا کر رک گئی۔ یہ پلازہ بیس منزلوں پر مشتمل تھا اور اس میں بے شمار بین الاقوامی کمپنیوں کے وسیع و عریض دفاتر موجود تھے۔ پلازہ کا صرف نام ہی انٹرنیشنل پلازہ نہ تھا بلکہ یہاں واقعی پوری دنیا میں رہنے والے مختلف ملکوں اور قوموں کے افراد اس قدر بھاری تعداد میں آتے جاتے تھے کہ یہ واقعی انٹرنیشنل پلازہ کہلائے جانے کا حق دار تھا۔ عمران نے نیکی ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا اور پھر وہ مڑ کر پلازہ کے عظیم الشان مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"یہاں تم کس سے ملنے آئے ہو"..... جو لیا نے پوچھا۔
 "میں نے سنا ہے یہاں ایک ایسی کمپنی بھی ہے جو شادی کا سارا انتظام انتہائی مناسب رقم خرچ کرنے پر کرتی ہے..... مطلب ہے۔"

دینا اور سپیشل ویو آن کر کے مجھے فوری اطلاع دینا"..... لارا نے تیز لہجے میں کہا۔

"نہیں مادام"..... جیکب نے جواب دیا اور لارا نے رسیور رکھ دیا۔
 "اب تو بہر حال یہ گروپ زندہ نہ رہ سکے گا"..... لارا نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"تم انہی انجشن کی بات کی ہے۔ کیا تم انہیں ہوش میں لانا چاہتی ہو"..... مائیکل نے کہا۔

"میں اس پتہ پر کو ہوش میں لانا چاہتی ہوں تاکہ اسے عبرت ناک موت مار سکوں"..... لارا نے عصبیلے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔" میجر پرمود کو بھی ہوش میں لے آنا تاکہ میں اس سے بھی ضروری پوچھ گچھ کر سکوں"..... مائیکل نے کہا اور لارا نے اثبات میں سر ہلادیا۔

نکاح خواں..... باراتی..... پیٹنڈ باجہ..... چھوہارے سب کچھ مہیا ہو جاتا ہے اور اگر دولہن عین موقع پر شادی سے انکار کر دے تو یہ کمپنی فوری طور پر دلہن کا بھی بندوبست کر دیتی ہے"..... عمران کی زبان چل پڑی۔

"یہاں آوارہ ذہن کے لوگوں کو جوتے مارنے کا بھی بندوبست ہوگا"۔ جو لیانے ہونٹ کاٹتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔
 "نہ بھی ہوگا تو ہم کر لیں گے"..... تنویر نے موقع غنیمت سمجھتے ہوئے فوراً ہی لقمہ دے دیا۔

"باشا، اللہ۔ باشا، اللہ کیا تجربہ اور کیا حوصلہ ہے کہ جوتے کھانے کے لئے جارہے ہیں اور اس قدر خوش ہیں جیسے جوتے کھانے کی بجائے گلاب جامن کھانے جارہے ہوں"..... عمران نے لفٹ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"جوتے کھانے نہیں جوتے مارنے"..... تنویر نے ترمیم کرتے ہوئے کہا۔ تنویر کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ اس وقت خامے خوشگوار موڈ میں ہے یا پھر اس کا موڈ اس لئے خوش گوار ہو گیا تھا کہ اس نے عمران کے فقرے پر جو لیا کا موڈ آف ہوتے دیکھ لیا تھا۔

"دیکھو عمران میں تمہاری یہ بے وقت کی راگنی سن سن کر تھک گئی ہوں۔ میرے کان پک گئے ہیں۔ جب بھی تم سے سنجیدگی سے بات کی جائے تم یہ گھٹیا اور دل آزار مذاق شروع کر دیتے ہو۔ کیا تمہارے ذہن میں اس سے ہٹ کر کوئی اور مذاحیہ بات نہیں آتی"..... لفٹ

میں سوار ہوتے وقت جو لیانے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 "آئی۔ ایم۔ سوری مس جو لیانا فز وائر..... اگر میرے کسی فقرے سے آپ کے جذبات کو ٹھیس پہنچی ہے تو میں اس کے لئے دلی طور پر معذرت خواہ ہوں اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ آپ کو مجھ سے ایسی شکایت نہ ہوگی"..... عمران نے یکتھ بدلے ہوئے اور انتہائی سنجیدہ اور تکلف بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا یہ انداز اس قدر مختلف تھا کہ نہ صرف جو لیانا بلکہ تنویر بھی حیرت سے اسے اس طرح دیکھنے لگا۔ جیسے انہیں یقین نہ آ رہا ہو کہ یہ فقرے واقعی عمران کی زبان سے ادا ہوئے ہیں۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میرا یہ مقصد نہ تھا۔" جو لیانے واقعی انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے معذرت کر لی ہے۔ مس جو لیانا فز وائر"۔ عمران کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ یگانگتی سے پر تھا۔ اس کا انداز بالکل ایسا تھا جیسے وہ اور جو لیانا پہلی بار اس لفٹ میں ہی ملے ہوں۔

"خدا کی قسم۔ تم سے بڑا اداکار دنیا میں دوسرا موجود نہیں ہوگا۔ اس طرح رنگ بدل لیتے ہو کہ آدمی کا داغ چکر ا جاتا ہے"..... تنویر نے کہا۔

"نتیجہ یہی ہوتا ہے۔ آپ نے درست فرمایا ہے مسٹر"..... عمران نے اسی طرح اجنبی سے لہجے میں کہا۔

"نتیجہ۔ کس کا نتیجہ"..... تنویر نے عمران کے اس فقرے پر اور

زیادہ حیران ہو کر پوچھا۔

”جو تے کھانے کا..... مطلب ہے۔ دماغ چکرانے لگتا ہے۔ آپ نے درست فرمایا ہے۔ لیکن یہ اپنے اپنے دماغ کی طاقت ہے کہ وہ کتنے جوتے کھا کر چکراتا ہے۔ ویسے آپ کی قوت برداشت اس معاملے میں کتنی ہے۔ مطلب ہے کہ آپ کا دماغ کتنے کے بعد چکرانا شروع ہوا تھا۔“

عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا اور جو لیا اس بار ہنس پڑی۔

”واہ یہ بات ہوئی ناں۔ بڑا خوبصورت جواب ملا ہے تمہیں۔“

جو لیا نے ہنستے ہوئے تنویر سے کہا اور عمران جو لیا کے اس فقرے پر بے اختیار مسکرا دیا۔ کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ جو لیا اب اس کی فیور کر کے دوبارہ وہی پہلے والا ماحول واپس لے آنا چاہتی ہے۔

”اس شخص کی تعریف کرو تب مصیبت نہ کرو تب مصیبت۔“

کچھ میں نہیں آتا کہ اس کے ساتھ کیا کیا جائے۔ تنویر نے جو لیا کی عمران کی حمایت کی وجہ سے جھٹلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”نتیجہ یہی نکلتا ہے۔ آپ نے درست فرمایا ہے۔“ عمران نے ایک بار پھر کہا اور اسی لمحے وہ لغت رکنے پر باہر آ گئے۔ یہ پلازہ کی چودھویں منزل تھی۔

”کس کا نتیجہ..... اس بار جو لیا نے چونک کر پوچھا۔

”مصیبت کا کہ وہ مسلسل ساتھ رہنا شروع کر دیتی ہے اور پھر یہ بھی مؤنٹ۔ یعنی ڈبل مصیبت۔ اس لئے مسٹر رائسن نے دوبار مصیبت کا لفظ استعمال کیا ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔ وہ اب

ایک راہداری میں سے گزر رہے تھے جہاں ہر ملک و قوم کے افراد کی خاصی بڑی تعداد آ جا رہی تھی۔

”تم نے میری طرف اشارہ کیا تھا..... جو لیا نے چونک کر قدرے عصبیلے لہجے میں تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”آپ بھی اس کی باتوں میں جان بوجھ کر آ جاتی ہیں۔ میں نے آپ کو کب مصیبت کہا ہے۔“ تنویر اور زیادہ جھٹلا گیا تھا۔

”مسٹر ہاورڈ اپنے دفتر میں موجود ہیں۔“ اسی لمحے عمران نے ایک دروازے کے سامنے رک کر باہر موجود چڑاسی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جی ہاں۔ تشریف لے جائیے۔“ چڑاسی نے مسکراتے ہوئے کہا اور دروازہ کھول دیا۔

”کتنی تنخواہ ملتی ہے آپ کو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”تنخواہ میں سمجھا نہیں جتا۔“ چڑاسی نے انتہائی حریت بھرے لہجے میں کہا۔

”میرا مطلب تھا کہ اگر کم ملتی ہے تو میں مسٹر ہاورڈ سے سفارش کر دوں کہ وہ تمہیں مسکرانے کی علیحدہ تنخواہ دیا کریں۔“ عمران نے جواب دیا تو چڑاسی کی باجھیں کھل کر کانوں سے جا ملیں۔

”شکریہ۔“ چڑاسی نے رکوع کے بل جھکتے ہوئے کہا اور عمران مسکراتا ہوا کمرے میں داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جس میں

ہوں..... جبکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”کاش میں بھی اس قدر خوش قسمت ہوتا۔ ہمارے حصے میں تو غصہ ہی آیا ہے۔ قہر و غضب سمیت۔ ویسے آپ مسٹر ہارڈ کو کہہ دیجئے کہ پاکستان ان سے ملنا چاہتا ہے۔ نوادرات کا ایک بڑا سودا کرنا ہے۔“
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا اچھا..... لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا اور جلدی سے انٹرکام کارسیور اٹھایا۔

”یہ تم نے مجھے کہا ہے..... جولیانے دانت پیسنے کے سے انداز میں کہا۔

”اوہ نہیں مس جولیانافر وائر آپ جیسی خوش اخلاق خاتون کے بارے میں بھلا میں ایسی بات کہہ سکتا ہوں.....“ عمران کا لہجہ نکھٹ پہلے کی طرح سپاٹ اور کھردرا سا ہو گیا اور جولیانے اتنی سختی سے ہونٹ بھینچ لئے جیسے اسے خطرہ ہو کہ اگر اس کے ہونٹوں کے درمیان معمولی سا رخہ بھی رہ گیا تو اس کی روح اس رخنے سے باہر نکل جائے گی۔

”تشریف لے جائیے جناب۔ مسٹر ہارڈ آپ کے منتظر ہیں۔“ جبکی نے رسیور رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”شکریہ ویسے آپ کو تو کسی ٹوٹھ پیسٹ یا کسی صحت بخش خوراک فروخت کرنے والی کمپنی کا ماڈل ہونا چاہئے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور شیشے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکی کے

دفتری میز پر لگی ہوئی تھیں اور ان پر بیٹھے ہوئے افراد پورے انہماک سے کام میں مصروف تھے۔ ایک طرف ایک اندھے شیشے کا دروازہ نظر آرہا تھا۔ جس پر سرخ رنگ سے نیٹینگ ڈائریکٹر ہارڈ کا نام درج تھا۔ باہر ایک بیٹھوی شکل کا ڈیسک تھا جس کے پیچھے ایک خوبصورت ایکیری لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ فون اور ایک رجسٹر اس کے سامنے رکھا ہوا تھا۔

”مسٹر ہارڈ بے حد خوش قسمت آدمی ہیں.....“ عمران نے لڑکی کے قریب جا کر کہا۔ تو رجسٹر پر ٹھکی ہوئی لڑکی نے چونک کر سر اٹھایا اور حیرت سے عمران اور اس کے پیچھے کھڑے تنویر اور جولیا کو دیکھنے لگی۔

”جی کیا فرمایا آپ نے.....“ لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
”میں نے کہا ہے کہ مسٹر ہارڈ انتہائی خوش قسمت آدمی ہیں کہ انہیں دروازے پر کھڑا کرنے کے لئے انتہائی بااخلاق اور جاندار مسکراہٹ والا چہرہ مل گیا ہے اور کاؤنٹر کے پیچھے بٹھانے کے لئے ایکریکیا کی ملکہ حسن میرا لگتی ہے.....“ عمران کی زبان رواں ہو گئی اور لڑکی کے چہرے پر نکھٹ انتہائی مسرت کے تاثرات نمایاں ہوئے۔
”اوہ اوہ آپ کی اس تعریف کا شکریہ۔ آپ واقعی دلکش باتیں کرتے ہیں.....“ لڑکی نے انتہائی جذبہ باقی سے لہجے میں کہا۔

”یہ صرف باتیں ہی کرتا ہے مس.....“ جولیانے منہ بناتے ہوئے فوراً ہی مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

”جبکی میرا نام جبکی ہے اور میں مسٹر ہارڈ کی پرائیویٹ سیکرٹری

”کوئی لسٹ تو بنا رکھی ہوگی آپ نے“..... عمران نے کہا تو ہاورڈ بے اختیار چونک پڑا۔
 ”لسٹ۔ کس چیز کی لسٹ“..... ہاورڈ نے بے اختیار چونک کر پوچھا۔

”خدمات کی۔ تاکہ آپ کو بتایا جاسکے کہ آپ ہماری فلاں نمبر والی خدمت کر سکتے ہیں۔ اب دیکھئے بے شمار خدمات ہو سکتی ہیں سر میں ماش کرنے سے لے کر برتن دھونے تک سب ہی خدمات کے زمرے میں آتی ہیں“..... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو ہاورڈ اس طرح عمران کو دیکھنے لگا جیسے اس کی سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ عمران کو وہ انسانوں کے کس خانے میں فٹ کرے۔

”آپ۔ آپ“..... ہاورڈ نے کچھ کہنا چاہا لیکن شاید اسے سمجھ ہی نہ آ رہا تھا کہ وہ کیا کہے اس لئے آپ آپ کہہ کر خاموش ہو گیا۔

”آپ پریشان نہ ہوں میرا ذہنی توازن فی الحال درست ہے۔ کیونکہ مسٹر رائسن اور مس جولیانافر وائر کی موجودگی اس توازن کو درست رکھتی ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ہاورڈ بھی بے اختیار کھسیانی سی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔ ظاہر ہے وہ اور کبھی کیا سکتا تھا۔

”ہمیں مائیکل نے بھیجا ہے“..... اچانک عمران نے سرگوشیاں لہجے میں کہا تو ہاورڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

”م۔ م۔ مائیکل۔ ک۔ کیا مطلب“..... ہاورڈ نے بری طرح

چہرے پر ایسے تاثرات ابھرائے جیسے عمران کا یہ فقرہ آب حیات بن کر اس کے دل و دماغ میں اترتا چلا جا رہا ہو۔ وہ عمران کی اس خوبصورت انداز کی تعریف کا مطلب سمجھ گئی تھی جب کہ جولیا کا چہرہ غصے کی شدت سے دھکتے ہوئے تنور کی طرح سرخ پڑ گیا تھا۔ لیکن ظاہر ہے وہ اس موقع پر کچھ کہہ نہ سکتی تھی۔

”آپ غصہ نہ کریں یہ ہے ہی بھنورا۔ جہاں بھول نظر آیا منڈلانے لگتا ہے“..... کمرے میں داخل ہوتے وقت تنویر نے آہستگی سے جولیا سے کہا اور جولیا نے کوئی جواب دینے کی بجائے صرف کندھے اچکا دیئے دفتر بے حد شاندار تھا اور بڑی سی دفتری میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے اندر آنے پر وہ کرسی سے اٹھا اور میز کی سائیڈ سے نکل کر ان کی طرف بڑھا۔

”خوش آمدید۔ آپ کی تشریف آوری پر بے حد مشکور ہوں“..... آنے والے نے خالص کاروباری اخلاق سے پر لہجے میں کہا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

”میرا نام پاسکل ہے۔ یہ میرے بزنس پارٹنر ہیں مسٹر رائسن اور یہ ہمارا بزنس ہے۔ م۔ میرا مطلب ہے۔ ساتھی۔ مس جولیانافر وائر“..... عمران نے مصافحہ کرنے کے بعد تنویر اور جولیا کا تعارف کراتے ہوئے کہا اور ہاورڈ بے اختیار مسکرا دیا۔ رسمی تملوں کی ادائیگی کے بعد وہ اکٹھے ہی میز کے سامنے رکھے ہوئے صوفوں پر بیٹھ گئے۔

”فرمائیے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں“..... ہاورڈ نے کہا۔

واقعی زندگی چلے ہو تو مائیکل کا موجودہ پتہ بتا دو..... عمران کے لہجے میں ٹھٹھکی بھریوں کی سی غراہٹ ابھرتی اور اس کے ساتھ ہی جویا اور تنویر نے بھی مشین پسٹل نکال لئے اور تنویر اچھل کر کھڑا ہوا اور تیزی سے دروازے کے قریب جا کر اس کی سائینڈ میں اس طرح رک گیا جیسے اگر کوئی باہر سے زبردستی اچانک اس کی کھوپڑی میں گولی اتار سکے۔ ہاورڈ کی آنکھیں خوف سے پھٹ گئیں۔ چہرہ ہلدی سے بھی زیادہ زرد پڑ گیا۔ وہ خالصاً کاروباری آدمی تھا۔ اس کا واسطہ ایسی خوفناک صورت حال سے شاید پہلے کبھی نہ پڑا تھا۔

"تم۔ تم۔ کون ہو اور یہ..... ہاورڈ نے بری طرح بو کھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو ہاورڈ..... ہمیں معلوم ہے کہ مائیکل نوادرات کی سمرنگنگ کا دھندہ کرتا ہے اور اس کے گروپ کے ایک آدمی نے اطلاع دی ہے کہ اس کا سارا کاروبار جہارے ذریعے سرانجام پاتا ہے اور اس کے آدمی آج کل باچان کی راکاشی پہاڑیوں میں قدیم ذخیرہ حاصل کرنے کی تنگ و دو میں ہیں جسے وہ وہاں سے چوری کرنا چاہتے ہیں کیونکہ یہ گروپ مختلف ملکوں سے نوادرات چوری کر کے انہیں جہارے ذریعے خفیہ طور پر فروخت کر دیتا ہے اور راکاشی پہاڑیوں سے ملنے والے خزانے کی تاریخی اہمیت بھی ہے اس لئے اس خزانے کی قیمت جہارے اور مائیکل کے نزدیک اربوں کھربوں ڈالر تک بھی جاسکتی ہے۔ اس لئے وہ اس وقت جہاں بھی ہوگا اس نے بہر حال تمہیں کوئی نہ کوئی اشارہ کر دیا

الہجے ہوئے لہجے میں کہا۔

"باچان کے راکاشی کھنڈرات سے ملنے والے قدیم ذخیرے کے متعلق ان کا خیال ہے کہ آپ اس سلسلے میں ضرور دلچسپی لیں گے۔"

عمران نے اسی طرح سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ راکاشی کھنڈرات سے ملنے والا ذخیرہ اوہ اوہ۔ یہ تو۔ یہ تو میری خوش قسمتی ہے کہ انہوں نے اس کے لئے میرا انتخاب کیا ہے۔"

ہاورڈ نے بے اختیار انتہائی مسرت سے دونوں ہاتھ ملے ہوئے کہا۔

"وہ آپ سے اس سلسلے میں خود بات کرنا چاہتے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ آپ کو معلوم ہے کہ وہ کہاں مل سکتے ہیں..... عمران کا بوجہ بالکل پہلے جیسا ہی تھا۔

"اوہ ہاں ٹھیک ہے۔ میں مل لوں گا۔ ٹھیک ہے لیکن آپ کی تشریف آوری کا کیا مقصد تھا جتنا مائیکل یہ بات تو مجھے فون پر بھی کہہ سکتے تھے..... اچانک ہاورڈ نے اس طرح چونک کر کہا جیسے وہ اب تک ٹرانس میں رہا ہو اور اب اچانک ٹرانس سے باہر آ گیا ہو۔

"ہم یہاں اس لئے آئے ہیں تاکہ آپ ہمیں بتائیں کہ مائیکل کہاں ہے..... عمران کا بوجہ لکھتے سر دھو گیا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں..... ہاورڈ نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ صوفے سے اٹھنے لگا تھا کہ اچانک عمران نے جیب سے سائینسر نگاریو الورنٹ نکال کر اس کا رخ ہاورڈ کی طرف کر دیا۔

"باہر صرف جہارے روح جاسکتی ہے۔ آواز نہیں جائے گی۔ اگر

”میں سچ کہہ رہا ہوں.....“ ہاورڈ نے کہا لیکن ابھی اس کا فقرہ مکمل بھی نہ ہوا تھا کہ عمران کا بازو گھوما اور دوسرے لمحے ہاورڈ بری طرح جھٹکا ہوا اچھل کر صوفے سے نیچے جا گرا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا عمران نے اس کی گردن پر ہیر رکھ کر اسے مخصوص انداز میں گھما دیا۔

”بتاؤ کہاں ہے مائیکل بتاؤ.....“ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”بب بب بتاتا ہوں۔ ہٹا دو یہ ہیر ہٹا دو بتاتا ہوں.....“ ہاورڈ نے انتہائی درد بھرے لہجے میں کہا اس کی حالت تیزی سے سبھاہوتی چلی جا رہی تھی۔

”بتاؤ ورنہ ایک ایک رگ توڑ دوں گا.....“ عمران نے پیر کو ذرا سا اور موڑتے ہوئے کہا اور ہاورڈ کا چہرہ اس حد تک مسخ ہو گیا کہ اسے پہچانا نہ جاسکتا تھا۔ اس نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا لیکن اس کے منہ سے آواز ہی نہ نکل سکی اور عمران نے پیر کو واپس ہٹایا۔

”یہ صرف نمونہ ہے ہاورڈ.....“ عمران نے بھڑپتے کی طرح غراتے ہوئے کہا۔

”وہ۔ وہ بلیک ٹاؤن میں لارا کے پاس ہے پال ہمزی کے میک اپ میں.....“ ہاورڈ نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران نے اس کی گردن سے پیر ہٹایا۔

”اسے اٹھا کر بٹھا دو رانسن اور مس جو لیا تم اسے کچھ پلا دو۔“ عمران نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور جولیا سر ہلاتی ہوئی اٹھی اور اس نے ایک

ہوگا کہ وہ کہاں مل سکتا ہے۔ کیونکہ یہ خزانہ کسی بھی لمحے دریافت اور چوری ہو سکتا ہے اور پھر اس کی فوری فروخت کا مرحلہ درپیش ہوگا۔ چنانچہ میں سیدھا یہاں جہازے پاس آگیا۔ تم پہلے مائیکل کے نام سے چونک گئے لیکن میں نے تمہیں خزانے کے چکر میں ڈال دیا کیونکہ مجھے معلوم ہے۔ تمہیں بھی اس میں بے پناہ دلچسپی ہوگی۔ اس کا کمیشن ہی اتنا بن جائے گا کہ شاید اتنی رقم تم نے کبھی خواب میں بھی نہ دیکھی ہو اور پھر میری باتوں کی وجہ سے تم نے یہ تسلیم کر لیا کہ تم اس مائیکل کو جانتے ہو جو نوادرات کی سہولتگ کرتا ہے۔ یہ تمام تفصیل میں نے تمہیں اس لئے بتائی ہے تاکہ تمہیں معلوم ہو سکے کہ ہم کس قدر مراعہ طے کر کے یہاں تک آئے ہیں۔ اس لئے اب ہم صرف جہاز انکار سن کرواپس نہیں جاسکتے.....“ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”مسٹر مائیکل کا پتہ تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ان کا پتہ تو ناراک کا بچہ بچہ جانتا ہے۔ مائیکل ٹریڈنگ کارپوریشن سالڈ بلیو ایریا ناراک.....“ ہاورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”رانسن دروازہ لاٹ کر دو تاکہ مسٹر ہاورڈ کی چھتیس باہر پہنچی ہوئی ان کی خوبصورت سیکرٹری کے کانوں تک نہ پہنچ سکیں۔“ عمران نے یقیناً تنویر سے مخاطب ہو کر سرد لہجے میں کہا۔

”چلی بھی گئیں تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ایک گولی ہی ضائع ہوگی ناں.....“ تنویر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

طرف موجود ریک میں رکھی ہوئی شراب کی بوتلوں میں سے ایک بوتل اٹھائی۔ اس کا ڈھکن کھولا اور واپس پاورڈ کی طرف بڑھ گئی جیسے تنویر نے بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکنے سے اٹھا کر دوبارہ صوفے پر بٹھا دیا تھا۔ پاورڈ کی حالت ابھی تک تباہ تھی اور وہ لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔ جو لیا نے شراب کی بوتل اس کے منہ سے لگا دی اور پاورڈ نے جلدی سے دونوں ہاتھوں سے بوتل پکڑی اور ندیوں کے سے انداز میں اسے غٹا غٹ پینا شروع کر دیا۔ تقریباً ایک چوتھائی بوتل حلق میں اتارنے کے بعد اس نے بوتل منہ سے علیحدہ کی اور جو لیا نے اس کے ہاتھ سے بوتل لی اور اسے لے جا کر کچھ دور میز پر رکھ دیا۔ تاکہ پاورڈ اس بوتل کو اچانک بطور ہتھیار استعمال نہ کر سکے۔ پاورڈ کا چہرہ اب پوری طرح بحال ہو چکا تھا۔ اب اس کا چہرہ دیکھ کر ایسے لگ رہا تھا جیسے پہلے وہ اداکاری کر رہا تھا۔

”ہاں اب تفصیل سے سب کچھ بتا دو ورنہ اس بار والہی ممکن نہ ہوگی اور تم نے ان چند لمحوں میں محسوس کر لیا ہوگا کہ تمہیں بہر حال بچ بولنا ہی پڑے گا۔“ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”بلیک ٹاؤن میں ایک عورت ہے لارا۔ اسے بلیک کوئین کہا جاتا ہے۔ بلیک ٹاؤن میں اس کا گروپ سب سے بڑا گروپ ہے۔ مائیکل نے بطور پال ہنری اسے بھنسا رکھا ہے۔ وہ سیاہ فاموں والا میک اپ کر کے اس کے پاس جاتا ہے اور نہ صرف اس کے ساتھ دوستی میں کئی کئی دن گزارتا ہے بلکہ اس سے لمبی لمبی رقصیں بھی مار لیتا

ہے۔ اس نے مجھے فون کیا تھا کہ وہ لارا کے پاس جا رہا ہے۔ خزانے کی اطلاع کسی بھی لمحے مل سکتی ہے۔ اگر اطلاع ملے تو میں اس سے وہاں رابطہ قائم کر سکتا ہوں اور تمہاری یہ بات درست ہے کہ اس خزانے کی مالیت اربوں ڈالر میں ہوگی۔ اس لئے وہ مجھے یہ سیدھے پر مجبور تھا ورنہ وہ اور کسی کو بھی اپنے بارے میں بالکل نہیں بتاتا۔“ پاورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تم نے پہلے اسے اس پال ہنری والے میک اپ میں دیکھا ہوا ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”ہاں کئی بار کیوں۔“ پاورڈ نے چونک کر پوچھا۔

”تو اس کا حلیہ تفصیل سے بتاؤ۔“ عمران نے کہا اور پاورڈ نے تفصیل سے پال ہنری والا حلیہ بتا دیا۔

”ٹھیک ہے اب رسیور اٹھاؤ اور اسے فون کر کے بتاؤ کہ راکا پوشی پہاڑیوں سے ملنے والے خزانے کے بارے میں اطلاع مل چکی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”لیکن وہ وہ تو تفصیل پوچھے گا جب کہ خزانہ ملا ہی نہیں اور اگر اسے کوئی شک پڑ گیا تو پھر میں تو میں۔ میرا سا خاندان گولیوں سے اڑا دیا جائے گا۔“ پاورڈ نے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میں صرف تصدیق چاہتا ہوں کہ تم نے درست بتایا ہے یا نہیں اس لئے میری طرف سے جو چاہے کہو۔“ عمران نے کہا۔

”میں نے سچ بتایا ہے۔ بہر حال میں بات کر لیتا ہوں۔ ابھی دو

اسے فروخت کرنے کے لئے طویل عرصہ انتظار کرنا پڑے گا اور تم جانتے ہو کہ یہ تصویر کس قدر نایاب اور قیمتی ہے۔ اس کے غائب ہوتے ہی پورے باجان میں زلزلہ اگیا ہوگا..... ہاورڈ نے کہا۔

”اوہ ہاں واقعی اسے فوری فروخت ہونا چاہیے۔ ڈاؤن مارکیٹ میں کتنی قیمت مل جائے گی اس کی اور اپ مارکیٹ میں۔ دونوں بتا دو۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”میرا اندازہ ہے کہ ڈاؤن میں اس کی قیمت بچاس لاکھ ڈالر اور اپ میں چار کروڑ ڈالر مل جائے گی۔ اب تم جیسا کہو..... ہاورڈ نے جواب دیا۔

”قیمت تو بے حد کم ہے۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ کوشش کر کے اسے ڈاؤن میں ایک کروڑ ڈالر میں فروخت کر دو..... پال نے جواب دیا۔

”اوکے..... میں کوشش کرتا ہوں لیکن تم کتنے دن یہاں رہو گے مجھے شاید ڈاؤن کے لئے ناراگ سے باہر جانا پڑے..... ہاورڈ نے کہا۔

”کم از کم ایک ہفتہ تو لازمی بات ہے۔ ہو سکتا ہے اس سے بھی زیادہ لگ جائے..... پال نے جواب دیا۔

”او۔ کے..... ہاورڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اب تو تمہیں یقین اگیا ہوگا میری بات کا..... ہاورڈ نے رسیور رکھ کر مڑتے ہوئے کہا۔

”ہاں..... اب مجھے یقین اگیا ہے۔ لیکن اب میں سوچ رہا ہوں کہ

گھنٹے پہلے ایک اطلاع مجھے ملی ہے اس کی بنیاد پر بات ہو سکتی ہے۔“ ہاورڈ نے کہا اور اٹھ کر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ عمران نے آگے بڑھ کر لاؤڈر کا بین آن کر دیا۔

”لار ہاؤس..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”ہاورڈ بول رہا ہوں۔ ہاورڈ کا پوریشن کا نیجنگ ڈائریکٹر۔ یہاں پال ہمزی صاحب ہوں گے ان سے میری بات کرائیں..... ہاورڈ نے کہا۔

”ہولڈ کریں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو پال ہمزی بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد ایک گھمبیری آواز سنائی دی۔

”ہاورڈ بول رہا ہوں۔ ایک اہم اطلاع آئی تھی میں نے سوچا کہ تمہیں بتا دوں۔ ابھی وہ خزانہ تو دریافت نہیں ہو سکا لیکن تمہارے آدمی الیگزینڈر کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ اس نے چن شن میوزیم سے زبردست والی انتہائی نادر ترین تصویر حاصل کر لی ہے۔ وہ شاید کل تک میرے پاس پہنچ جائے۔ اس سلسلے میں فوری طور پر کیا کرنا ہے۔“ ہاورڈ نے کہا۔

”کیا کرنا ہے میں سمجھا نہیں۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ کیا کرنا ہوتا ہے اس کا..... پال کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”مطلب ہے کہ ڈاؤن مارکیٹ میں اسے فروخت کر دیا جائے۔ فروخت تو فوری ہو جائے گی لیکن رقم آجی ملے گی۔ اب مارکیٹ میں

جہارے متعلق کیا فیصلہ کیا جائے۔۔۔۔۔۔ عمران نے اس بار سرد لہجے میں کہا۔

”فیصلہ۔ کیا مطلب۔“ ہاورڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”دیکھو ہاورڈ تم ان دھندوں سے علیحدہ آدمی ہو۔ اس لئے میں تمہیں ہلاک نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن تمہیں یہاں زندہ بھی نہیں چھوڑا جاسکتا کیونکہ تم پال کو فون کر کے ہمارے متعلق بتا دو گے۔ اس لئے دو صورتیں ہیں یا تو تم ہمارے ساتھ ہمارے ہوٹل چلو ہاں میرا ایک ساتھی چند گھنٹوں تک تمہاری نگرانی کرتا رہے گا اور ان چند گھنٹوں میں ہم اپنا کام مکمل کر لیں گے یا دوسری صورت میں تمہیں گولی مار کر ہم چلے جاتے ہیں۔ جب تک تمہاری موت کی اطلاع پال تک پہنچے گی ہم اپنا کام مکمل بھی کر چکے ہوں گے۔ اب جو فیصلہ تم کرو۔“ عمران نے کہا۔

”م۔ م۔ ہم تمہارے ساتھ چلتا ہوں مجھے مت مارو۔۔۔۔۔۔ ہاورڈ نے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”او۔ کے اٹھو اور چلو لیکن تم نے بالکل نارمل انداز میں چلنا اور بات کرنا ہے۔ اپنی سیکرٹری کو کہہ دو کہ تم ایک روز کے لئے ناراک سے باہر جا رہے ہو تاکہ وہ مطمئن رہے۔“ عمران نے کہا۔

”میں اسے فون کر کے کہہ دیتا ہوں۔“ ہاورڈ نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر دیسی کر دیا۔

”جیک میں ایک دو روز کے لئے ناراک سے باہر جا رہا ہوں۔

ایمرجنسی کام ہے۔ تم سب سنبھال لینا۔“ ہاورڈ نے کہا اور پھر رسیور رکھ دو۔

”آؤ۔۔۔۔۔۔ ہاورڈ نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”تھوڑی دیر بعد وہ ہاورڈ کی کار میں بیٹھے گولڈن کالونی کی طرف بڑھے جا رہے تھے جہاں عمران نے عارضی طود پر ایک رہائش گاہ حاصل کر لی تھی۔

”تم نے تو ہوٹل کی بات کی تھی۔ اب گولڈن کالونی جانے کا کہہ دیا ہے۔“ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے ہاورڈ نے کہا۔

”تمہارے لئے تو وہ ہوٹل ہی ہوگا۔ پکا کیا کھانا بھی مل جائے گا اور کمرہ بھی اور کوئی کرایہ یا معاوضہ بھی وصول نہ کیا جائے گا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ہاورڈ کے لبوں پر پھینکی سی مسکراہٹ رہینگئی۔

”تھوڑی دیر بعد وہ گولڈن کالونی کی اس کوٹھی میں پہنچ گئے۔

”یہاں تمہارے علاوہ اور کوئی آدمی نہیں ہے۔ جو تم نے خود تالا کھولا ہے۔“ ہاورڈ نے کار کوٹھی کے اندر لے جاتے ہوئے کہا۔

”آدمی کو ہم بوقت ضرورت بلا لیتے ہیں۔“ عمران نے جواب دیا اور ہاورڈ نے اشتباہ میں سر ہلادیا۔ کارپورچ میں روک کر وہ سب نیچے اتر آئے۔

”تم نے اب تک بتایا نہیں کہ تم کون، لاڈل کیوں یہ سب کچھ کر رہے ہو۔“ ہاورڈ نے کہا۔

”سب کچھ بتا دیں گے لیکن ابھی نہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اپنا فقرہ ختم کرتے ہی اس نے بازو گھما دیا۔ دوسرے لمحے باور ڈیجھتا ہوا اچھل کر نیچے گرے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا عمران کی لات اس کی کنپٹی پر پڑی اور وہ ایک بار پھر جرح مار کر دھماکے سے نیچے گرے اور ساکت ہو گیا۔

”کیا اسے زندہ رکھو گے“..... تنویر نے ہونٹ میٹھیٹھیٹھے ہوئے کہا۔
 ”ہاں مجھے یہ شادی شدہ آدمی لگتا ہے اور تم جانتے ہو کہ شادی شدہ آدمی کو مارنا تو بالکل اس محاورے کی طرح ہے ”مرے کو مارے شاہ مدار“ اور میں اسے مار کر شاہ مدار نہیں بننا چاہتا..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جھک کر اس نے باور ڈو کو اٹھایا اور کاندھے پر لاد کر اندر کی طرف بڑھ گیا۔ سنگت روم میں لے جا کر اس نے اسے صوفے پر لٹا دیا۔

”میں رسی ڈھونڈھ لاؤں تاکہ اسے باندھا جا سکے“..... عمران نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

”میں ڈھونڈھ لاتا ہوں تم یہیں رو“..... تنویر نے جلدی سے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا اور عمران کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ رنگ گئی۔

”آپ کیوں کھڑی ہیں مس جو لیانا فز وائر تشریف رکھیں اس طرح تو کھڑے کھڑے آپ تھک جائیں گی“..... عمران نے جو لیا سے مخاطب ہو کر اسی طرح انتہائی تکلف بھرے لہجے میں کہا۔

”تم۔ تم۔ تم کیا تم واقعی مجھ سے ناراض ہو گئے ہو“۔ جو لیا نے لکھتے رندھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میری یہ جرات ہو سکتی ہے۔ مس جو لیانا فز وائر کہ آپ جیسی عظیم ہستی سے ناراض ہو سکو۔ مگر تو مذاق بھی گستاخی سمجھا جاتا ہے ناراضگی کو تو شاید بغاوت سمجھا جائے اور اگر سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف صاحبہ نے غصے میں آکر میرے قتل کا حکم دے دیا تو میں جہاں پردیس میں مارا جاؤں گا۔ اس لئے میں کیسے آپ سے ناراض ہو سکتا ہوں“۔ عمران کا لہجہ بدستور پہلے جیسا تھا۔

”او۔ کے ٹھیک ہے“..... جو لیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ جیکٹ کی جیب سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں مشین پشپل موجود تھا۔

”میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ تمہیں قتل کر کے میں بھی خود کشی کر لوں گی۔ میں نے پہلے سوچا تھا کہ تمہارے سامنے خود کشی کر لوں لیکن میں یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ میں تو مر جاؤں اور تم۔ تم۔ تم۔ بہر حال..... جو لیا نے رندھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میرے قتل تک تو بات ٹھیک ہے۔ گستاخی کرنے والوں کو یہی سزا ملا کرتی ہے لیکن خود کشی تو حرام ہے مس جو لیانا فز وائر اور آپ ایک ملک کے عظیم ادارے کی ڈپٹی چیف ہیں۔ آپ اس ملک کے کروڑوں باشندوں کی محافظ ہیں۔ آپ کو تو اس انداز میں نہیں سوچنا چاہئے“..... عمران نے کہا تو جو لیا نے ایک جھٹکے سے مشین پشپل

واپس جیب میں رکھا اور دوسرے لمحے اس نے ایک جھٹکے سے دونوں ہاتھ اپنے ہرے پر رکھ لئے۔

”م۔م۔ کیا کروں۔ میں کیا کروں۔ میں کیا کر سکتی ہوں۔ میں جہاری یہ اجیتیت برداشت نہیں کر سکتی اور خود کشی بھی نہیں کر سکتی۔ م۔م۔ کیا کروں۔“..... جو لیا نے بے اختیار پچکیاں لیتے ہوئے کہا۔ اس کا جسم بھی ہولے ہولے لرز رہا تھا۔

”تم اگر کچھ نہیں کر سکتیں تو ایک کام میں کر سکتا ہوں کہ اماں بی کو جہارے فلڈ،“ میں نے آؤں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ تم انکار نہ کرو گی ورنہ اماں بی کی۔ سرتی ہو جائے گی اور تم جاتی ہو کہ میں اماں بی کی بے عرقی برداشت نہیں کر سکتا۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے اس بار اجیتیت چھوڑ کر پہلے والے بے تکلفانہ لہجے میں کہا تو جو لیا نے یلھٹ دونوں ہاتھ جہرے پر سے ہٹائے۔

”م۔م۔ میں کیوں انکار کروں گی میں تو“..... جو لیا نے اتہائی شرمائے ہوئے سے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے فقرہ مکمل کیے بغیر تیزی سے طعہ ہاتھ روم کی طرف دوڑ پڑی اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ اسی لمحے تنویر سی کا بنڈل اٹھائے اندر داخل ہوا۔

”جو لیا کہاں چلی گئی۔“..... تنویر نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور عمران نے ہاتھ روم کی طرف اشارہ کر دیا۔

”اوہ اچھا۔“..... تنویر نے کہا اور صوفے پر پڑے ہاورڈ کی طرف بڑھ گیا۔

”نمبر داسے باندھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اسے طویل بے ہوشی کا انجشن لگا دیتا ہوں۔ اس طرح یہ بیس بائیس گھنٹے بے ہوش پڑا رہے گا پھر جب اسے ہوش آنے کا تو یہ خود ہی اٹھ کر چلا جائے گا اور استا و قفہ ہمارے لئے کافی ہے۔ ورنہ اگر اسے باندھ دیا گیا تو پھر ہوش میں آنے کے باوجود یہ بھوکا پیاسا بیاں رگڑ رگڑ کر مر جائے گا۔“ عمران نے کہا۔

”پھر تو مجھے خواہ خواہ رسی کی تلاش میں سارے کمروں میں بھٹکنا پڑا پہلے ہی یہ سوچ لیتے۔“..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور رسی ایک طرف پھینک دی۔

”سوری تنویر میں نے تمہیں تکلیف دی۔ میں انجیشن لے آتا ہوں وہ ہمارے سامان میں ہے۔“..... عمران نے یلھٹ سنجیدہ لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

”سنو۔“..... اچانک تنویر کی سخت آواز سنائی دی اور عمران مڑ کر اسے حیرت سے دیکھنے لگا۔

”اب اگر آئندہ تم نے مجھ سے ایسے اجنبی لہجے میں بات کی تو ایک لمحے میں گولیوں سے جھلمی کر دوں گا سمجھے۔ بس وہی عمران رہو میرے سامنے جیسے پہلے تھے۔“..... تنویر نے غراتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”مجھے گولیاں مارنے کے بعد کیا کرو گے۔ یہ بھی بتا دو۔“..... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ن۔ پھر۔“..... عمران۔

ہوئے کہا۔

”تو۔ تو۔ تم۔ تم۔ پھر..... جو لیانے ہونٹ کھٹکتے ہوئے رک رک کر کہنا شروع کیا۔ اس کے چہرے پر ایک بار پھر مایوسی کے تاثرات ابھرتے چلے آ رہے تھے۔

”ارے ارے اتنی جلدی مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اماں بی کو غلط فہمی ہے۔ وہ دور ہو جائے گی تو بس پھر کچھ کو کہتے ہیں کہ مسئلہ حل ہو جائے گا..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جو لیا کے چہرے پر ایک بار پھر رنگ سے بکھرنے لگے۔ اسی لمحے تنویر اندر داخل ہوا۔

”کس مسئلے کی بات کر رہے ہو..... تنویر نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ وہ غور سے جو لیا کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

”مسئلہ فینا غورث۔ میرک میں ساری جیومیٹری مجھے یاد ہو گئی تھی لیکن مسئلہ فینا غورث آج تک یاد نہیں ہو سکا..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جو لیا بے اختیار ہنس پڑی۔

”میں یاد کر ادوں گی..... جو لیانے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سرپر جو تیاں پڑیں تو سارے مسئلے ایک منٹ میں یاد ہو جاتے ہیں..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”بس۔ اسی مسئلے پر بات کر رہے تھے۔ سرپر جو تیاں مارنے اور کھانے والا مسئلہ۔ میں جو لیا سے پوچھ رہا تھا کہ ابھی تو میں کتوارہ ہوں اماں بی کی جو تیاں کھاتا ہوں۔ پھر..... عمران نے تنویر کے ہاتھ سے

”جہارے مزار پر بیٹھ کر قوالی کروں گا اور کیا کروں گا..... تنویر نے تھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران ہنس دیا۔

”واقعی ہر شخص کے جذبات بھی مختلف ہوتے ہیں۔ بہر حال اگر تم اس طرح چاہتے ہو تو ایسے ہی ہوں۔ جاؤ جا کر انجمن لے آؤ۔“ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور تنویر بھی مسکراتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا اسی لمحے جو لیا ہاتھ روم کا دروازہ کھول کر باہر آ گئی۔ اب وہ پوری طرح سنبھل چکی تھی۔

”تنویر ابھی نہیں آیا رسی تلاش کر کے..... جو لیانے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”رسی تو وہ لے آیا تھا لیکن میں نے کہا کہ جاکر نکاح خواں کو تلاش کر آئے۔ نکاح کا خطبہ رسی سے زیادہ مضبوط ثابت ہوتا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جو لیا بے اختیار ہنس پڑی۔

”کیا تم واقعی اماں بی کو لے آؤ گے میرے فلیٹ میں..... جو لیا نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔

”بالکل لے آؤں گا۔ تاکہ انہیں بھی معلوم ہو سکے کہ اب پاکیشیا میں میسین بے چاری بھی اس قدر تنگ سے فلیٹ میں رہنے پر مجبور ہیں ان کا خیال ہے کہ میسین بڑی بڑی کوٹھیوں میں رہتی ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میسین یہ کیا ہوتا ہے..... جو لیا۔ ان ہو کر پوچھا۔

”اماں بی غیر ملکی عورت..... عمران نے مسکراتے

بلائے اور اس کے پیچھے دروازے کی طرف چل پڑے اور تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک کمرے میں موجود تھے اور عمران کے ہاتھ اپنے چہرے پر تیزی سے چل رہے تھے۔ وہ پہلے اپنے چہرے پر میک اپ کرنے میں مصروف تھا تا کہ بعد میں دوسروں کا میک اپ اطمینان سے کر سکے۔

"جوزف اور جوانا ساتھ آجاتے تو خاصی بچت ہو جاتی۔" اچانک عمران نے کہا تو اس کے سارے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

"کیسی بچت..... جو لیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"میک اپ کی وہ تو پہلے ہی سیاہ فام ہیں..... عمران نے جواب دیا اور کمرہ بے اختیار ہنسنے لگا۔

انجشن اور سرخ کاپیکٹ لپٹے ہوئے کہا۔

"جہاری قسمت میں ہی جوتیاں کھانا ہے۔ اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا..... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہن بھائیوں سے اور امید بھی کیا ہو سکتی ہے..... عمران نے معنی خیز نظروں سے جو لیا کو دیکھا اور پھر صوفے پر پڑے ہوئے ہاورڈ کی طرف بڑھ گیا۔

"پھر وہی بکواس..... تنویر کی بھنائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"خاموش رہو تنویر بہن بھائی کا رشتہ بکواس نہیں ہوتا۔ انتہائی مقدس رشتہ ہے..... جو لیا کی آواز اسے سنائی اور عمران پیکٹ سے سرخ نکالتے ہوئے بے اختیار ہنس پڑا۔ اس نے مڑ کر تنویر کی طرف دیکھا تو اس کے ہونٹ بھیچے ہوئے تھے اور چہرے پر ناخوشگوار تاثرات موجود تھے۔

"واقعی بڑا مقدس رشتہ ہوتا ہے مگر بتانے کی کیا ضرورت ہے یہ جانتا ہے۔ کیوں تنویر..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فضول باتوں میں وقت ضائع مت کرو..... تنویر نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران مسکراتا ہوا واپس مڑا اور پھر اس نے ہاورڈ کے بازو میں انجشن لگایا اور سرخ کو ایک طرف اچھال دیا۔

"آؤ اب سیاہ فام بن جائیں۔ ورنہ وہ بلیک ناؤن ہمارے لئے بلیک ہول سے بھی بدتر جگہ ثابت ہو سکتی ہے..... عمران نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور تنویر اور جو لیا نے اثبات میں سر

ساتھ نصب فولادی زنجیروں سے جکڑا ہوا کھڑا ہے۔ اس کے ساتھ ہی توفیق اور اس کے بعد چیری کھڑا ہوا تھا۔ چیری اور توفیق دونوں کی گردنیں ڈھکی ہوئی تھیں اور ایک آدمی چیری کی ناک سے کوئی شیشی لگائے ہوئے تھا اور اسی لمحے توفیق نے بھی کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

”یہ-یہ ہم کہاں ہیں.....“ توفیق نے اہتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”شاید قبر میں“..... لاٹوں کو تو قبر میں ہی رکھا جاتا ہے۔“ پر مرود نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے چیری کی بھی آنکھیں کھل گئیں اور اس کے منہ سے بھی حیرت بھری آواز نکلی۔ وہ آدمی جو انہیں ہوش میں لا رہا تھا خاموشی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"جنتاب کم از کم استاتو بتاتے جائیں کہ اتھی وسیع و عریض قبر کس قبرستان کی ہے۔..... پر مودنے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ لیکن اس آدمی نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گیا کمرے کا دروازہ اس کے عقب میں خود بخود بند ہو گیا۔

”یہ۔ یہ تو لارا ہاؤس کا بیورو م ہے“..... چیری نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پرمود بے اختیار چونک پڑا۔

”لارا ہاؤس۔ اوہ تو ہم مس لارا کے ہاؤس میں پہنچ گئے ہیں۔ پھر تو ہم خوش قسمت ہیں“..... پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک نوجوان سیاہ فام عورت اندر

درد کی ایک تیز ہر میجر برمودے پر جس میں دوڑتی چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی آہستہ آہستہ روشنی میں تبدیل ہوتی چلی گئی۔ پھر جیسے ہی اس کی آنکھیں کھلیں اس کا شعور بھی بیدار ہو گیا اور شعور بیدار ہوتے ہی سابقہ مناظر کسی تیز رفتار فلم کی طرح اس کے ذہن پر سے گزرتے چلے گئے۔ جرمی کی درکشاپ سے وہ چیری کے کلب گئے۔ وہاں چیری نے ان کے سامنے ان کی ہدایات کے مطابق لارا کو فون کیا اور لارا نے اسے ایک اور اڈے پر پہنچنے کی ہدایت کی اور پھر وہ چیری کے ساتھ لاشیں بن کر وہاں اس اڈے پر پہنچ گئے۔ چیری کو وہاں بڑی عرت دی گئی اور انہیں بھی وہاں کے آدمی اٹھا کر ایک کمرے میں لے گئے لیکن پھر اچانک اس کی ناک سے ایک اجنبی بو نکلنی اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر تاریک پردہ سا تن گیا تھا اور اب ہوش میں آنے کے بعد اس نے دیکھا کہ وہ دنوار کے

داخل ہوئی۔ اس کے جسم پر شوخ رنگ کا سکرٹ تھا۔ جب کہ اس کے پیچھے ایک اور سیاہ فام تھا۔

”یہ پاکیشیائی گروپ نہ ہو پال.....“ اس عورت نے مڑ کر اس سیاہ فام نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں باتیں تو یہ علی عمران کی طرح کر رہا ہے۔ ہمیں یہی بتایا گیا تھا کہ علی عمران مزاحیہ باتیں کرنے کا عادی ہے“..... اس سیاہ فام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن تم نے بتایا تھا کہ پاکیشیائی گروپ میں دو مردوں کے ساتھ ایک عورت بھی ہے۔ بہر حال اب یہ خود بتائیں گے۔ پہلے میں چیری سے دو باتیں کر لوں جس نے مجھ سے غداری کی جرأت کی ہے۔“ اس لڑکی لارار نے کہا اور پھر وہ قدم بڑھاتی چیری کی طرف بڑھ گئی۔ میجر پر مدد کے دونوں ہاتھ فولادی زنجیر کے ساتھ منسلک کڑوں میں پھنسے ہوئے تھے لیکن میجر پر مدد نے محسوس کر لیا تھا کہ کڑوں کی موٹائی بے حد کم ہے اور اس احساس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں ان کڑوں سے نجات حاصل کرنے کی ایک خوبصورت ترکیب آگئی۔ اس نے اپنی انگلیاں موڑیں اور جس جگہ زنجیر کڑے سے منسلک تھی اسے ٹٹوٹا شروع کر دیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کم موٹائی کے کڑوں میں اوپن کلوز بین نہیں لگایا جاسکتا اس لئے ایسے کڑوں میں اوپن کلوز بین اس جگہ فٹ کیا جاتا ہے جہاں زنجیر کڑے سے منسلک ہوتی ہے اور جسے اس بارے میں علم ہو اس کے لئے ایسے کڑے کھول لینا کوئی مشکل

نہیں ہوتا۔ چونکہ لارا اور پال دونوں چیری کی طرف متوجہ تھے۔ اس لئے اس نے تیزی سے انگلیاں موڑ کر اس مخصوص جگہ کو ٹٹوٹا شروع کر دیا اور چند لمحوں میں ہی وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ دونوں کڑوں کے بین اس کی انگلیوں کے نیچے تھے اور صرف معمولی سا دباؤ ڈال کر وہ ان کڑوں سے آسانی سے نجات حاصل کر سکتا تھا۔ لیکن ظاہر ہے۔ اس کے ہاتھ اس کے سر سے بلند تھے۔ اب اگر وہ کڑے کھولتا تو سب کو فوراً معلوم ہو جاتا اور چونکہ اس کے پیر کڑوں میں جکڑے ہوئے تھے اس لئے ظاہر ہے وہ ہاتھ کے کڑے کھولنے کے باوجود پوری طرح آزاد نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے وہ خاموش کھڑا رہا۔

”تمہیں کیا ہوا تھا چیری۔ کس بات نے تمہیں مجبور کیا تھا کہ تم مجھ سے غداری کرو“..... لارار نے کاٹ کھانے والے لمحے میں کہا۔

”میں نے کوئی غداری نہیں کی مادام۔ میں نے تو انہیں گولیوں سے اڑا دیا تھا۔ لیکن نبھانے یہ کیسے زندہ ہو گئے۔“ چیری نے ہونٹ جھباتے ہوئے کہا اور اس بار لارا بلند آواز میں قہقہہ مار کر ہنس پڑی۔

”کیا بات کی ہے تم نے۔ اس کا مطلب ہے تمہارے پاس کوئی بہانہ بھی نہیں رہا۔ اوکے۔ اب تمہیں پتہ چلے گا کہ جہنیں واقعی گولیاں ماری جاتی ہیں وہ زندہ نہیں ہو سکتے“..... لارار نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پستل نکال لیا۔ چیری کا سیاہ چہرہ اور زیادہ سیاہ پڑ گیا تھا۔

”میری بات سنو میں بتاتا ہوں کہ کیا ہوا اور کیسے ہوا۔“ اچانک

میجر پر مود نے تیز آواز میں کہا کیونکہ اس نے محسوس کر لیا تھا کہ اگر اس نے فوری طور پر مدد اخلاقت نہ کی تو یہ عورت واقعی چیری پر گولیوں کی بارش کر دے گی۔

”تم سے بھی پوچھ لیتی ہوں پہلے اس غدار کا تو خاتمہ کر دوں۔“ لارا نے سر دھچکے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ مشین پستل کی مخصوص آوازوں کے ساتھ ساتھ چیری کے حلق سے نکلنے والی کرنٹک جتنوں سے گونج اٹھا۔ اس کا زنجیروں میں جکڑا ہوا جسم کافی دیر تک پھوٹتا رہا اور پھر ساکت ہو کر زنجیروں سے لٹک گیا۔ اس کے جسم سے خون فوارے کی طرح نکل رہا تھا جو اب آہستہ آہستہ جمتا چلا جا رہا تھا۔

”ہوں لارا سے غداری۔ تمہارا انجام تو اس سے بھی عبرت ناک ہونا چاہئے تھا۔ تمہیں تو میں کتنوں کے آگے ڈال دیتی لیکن میں نے تم پر رحم کھایا ہے اور تمہیں آسان موت مارا ہے۔“ لارا نے انتہائی سفاک لہجے میں مردہ چیری سے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ آہستہ آہستہ واپس مڑی۔ اس کے چہرے پر اس وقت واقعی بے پناہ غمی اور سفاکی نمایاں تھی۔ اس کا چہرہ دیکھ کر یوں لگتا تھا جیسے وہ عورت کی بجائے کوئی خونخوار اور سفاک درندہ ہو۔

”ہاں اب بولو کیا کہتے ہو تم۔ پہلے تم اپنے متعلق بتاؤ کہ تم علی عمران ہو یا میجر پر مود۔“ لارا نے میجر پر مود کے قریب آکر انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”کیا ضرورت ہے اس سے پوچھ گچھ کرنے کی۔ جو بھی ہے اسے گولی

سے اڑا دو۔“ لارا کے ساتھ کھڑے پال نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
”میں جانتا چاہتی ہوں پال کہ میرے ہاتھوں کون قتل ہوا ہے۔
ہاں بولو کون ہو تم۔“ لارا نے جواب دینے کے ساتھ ساتھ دوبارہ میجر پر مود سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نہ میں علی عمران ہوں اور نہ میجر پر مود۔“ میجر پر مود نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو لارا اور پال دونوں بے اختیار چوٹک پڑے۔
”کیا مطلب۔ کیا کوئی نئی کہانی سنانا چاہتے ہو۔“ لارا نے بھڑکے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہاں بالکل نئی۔ تم نے خواہ مخواہ اپنے آدمی چیری کو ہلاک کر دیا۔
اگر تم پہلے میری بات سن لیتی تو یقیناً چیری کی زندگی بچ جاتی۔“ میجر پر مود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”کھل کر بات کرو کیا کہنا چاہتے ہو۔“ لارا نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”تمہارے ساتھی کے سامنے نہیں بتا سکتا۔ آگے آؤ اور کان میرے منہ کے قریب لے آؤ۔ آجاؤ۔ میں تو بندھا ہوا ہوں۔ مجھ سے تمہیں کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔“ میجر پر مود نے کہا۔

”خطرہ اور تم سے لارا کو ہوگا۔ ہو نہ ہو تم لارا کو ابھی جانتے نہیں ہو۔“ لارا نے انتہائی فاخرانہ لہجے میں کہا اور تیزی سے قدم بڑھاتی میجر پر مود کی طرف بڑھ آئی۔

”بتاؤ کیا بات ہے۔“ لارا نے قریب آکر انتہائی نخوت بھرے

لجے میں کہا۔

”بتا دوں..... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انگلیوں کا دباؤ بنوں پر ڈالا اور کھٹاک کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی اس کے دونوں بازو کڑوں کی گرفت سے آزاد ہو گئے اور پھر اس سے پہلے کہ لارا اور پال کچھ سمجھتے۔ میجر پرمود کے بازو بجلی کی سی تیزی سے نیچے آئے اور دوسرے لمحے لارا سمجھتی ہوئی مڑ کر اس کے سینے سے اٹکی۔ اس کا ریوا الور دالا ہاتھ میجر پرمود کے ہاتھ میں تھا اور دوسرا بازو لارا کے گلے کے گرد لپٹا ہوا تھا۔

”خبردار پال اگر تم نے ذرا سی بھی حرکت کی تو لارا کی گردن توڑ دوں گا..... میجر پرمود نے جھپٹتے ہوئے کہا۔ لارا اس دوران کسی خونخوار طلی کی طرح اس کی گرفت سے آزاد ہونے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن دوسرے لمحے پال نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر لارا کے ہاتھ میں موجود مشین پشٹل کھینچا اور پھر پیچھے ہٹا ہی تھا کہ میجر پرمود نے اپنے بازوؤں میں تڑپتی ہوئی لارا کو ایک جھٹکے سے پال پر اچھال دیا اور دو باتیں بیک وقت دعو میں آگئیں۔ پال نے مشین پشٹل کا ٹیگر عین اسی لمحے دیا تھا جب میجر پرمود نے لارا کو اس پر اچھالا اور نتیجہ یہ کہ مشین پشٹل سے نکلنے والی گولیاں لارا کے جسم میں اترتی چلی گئیں اور لارا کے حلق سے جھج نکلی لیکن اس کے ساتھ ہی پال کے منہ سے بھی جھج نکلی کیونکہ لارا کا جسم گولیاں کھانے کے باوجود ایک دھماکے سے اس سے جانکر ایا تھا اور وہ دونوں ہی نیچے گرے۔

میجر پرمود نے تیزی سے جھٹک کر اپنے پیروں کے کڑے کھولنے کی کوشش شروع کر دی پال کے ہاتھوں سے مشین پشٹل نکل کر جھٹکے کی وجہ سے دور جا کر اٹھا۔ نیچے گرتے ہی پال نے بجلی کی تیزی سے تڑپتی ہوئی لارا کو ایک طرف اچھالا اور مشین پشٹل اٹھانے کے لئے اس نے بھوکے جیتے کے سے انداز میں جھپ لگا یا لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح جیتھتا ہوا چھل کر پہلو کے بل کچھ دور جا کر ا۔ کیونکہ توفیق نے زنجیر میں جکڑے ہونے کے باوجود پوری قوت سے اپنے قریب آ کر گرتے ہوئے پال کو لات ماری تھی اور پال اس کی لات کی ضرب کھا کر اچھل کر دو فٹ دور جا کر اٹھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھ کر دوبارہ مشین پشٹل کی طرف لپکتا میجر پرمود پیروں میں موجود کڑوں سے نجات حاصل کر چکا تھا۔ اس لئے جیسے ہی پال دوبارہ اٹھ کر مشین پشٹل کی طرف بڑھنے لگا کہ میجر پرمود تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور دوسرے لمحے پال کے حلق سے زور دار جھج نکلی اور وہ کسی گیند کی طرح اچھل کر ہال کی سائیڈ دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس کا سر دیوار سے اتنی شدت سے جا ٹکا تھا کہ دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرنے کے بعد وہ حرکت ہی نہ کر سکا تھا اور ساکت پڑا رہا۔ میجر پرمود نے جلدی سے آگے بڑھ کر سب سے پہلے مشین پشٹل اٹھایا اور پھر وہ تیزی سے پال کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جھٹک کر پہلو کے بل پڑے ہوئے پال کو سیدھا کیا اور اس کی نبض چیک کی۔ دوسرے لمحے وہ سیدھا ہو گیا۔ اس نے جھٹک کر پال کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور واپس اسی جگہ لے آیا جہاں جتد لمحے پہلے وہ زنجیروں سے جکڑا

”مم۔ مم۔ مت مارومت مارو“..... اس آدمی کے منہ سے رک رک کر نکلا۔ گردن پر موجود دس دیر ترین دباؤ کی وجہ سے اس کی آنکھیں باہر کو نکل آئی تھیں اور چہرہ بری طرح مسخ ہو گیا تھا۔

”کتنے آدمی ہیں کوٹھی میں اور کہاں کہاں ہیں۔“ میجر پرمود نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

”بب بب بارہ۔ بارہ آدمی ہیں۔ جیکب حریف ہے“..... اس آدمی نے جواب دیا اور پھر اس نے میجر پرمود کے پوچھنے پر تفصیل بتانی شروع کر دی کہ یہ لوگ کہاں کہاں موجود ہیں۔ میجر پرمود نے مخصوص انداز میں بازو کو زور سے جھٹک دیا تو اس آدمی کا جسم ایک لمحے کے لئے زور سے تڑپا اور پھر سکت ہو گیا۔ اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی اور وہ ختم ہو گیا تھا۔ میجر پرمود نے آہستہ سے اسے فرش پر لٹایا اور اس کے کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتار کر اس نے ہاتھ میں لی اور پھر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ اب چونکہ اسے لارا ہاؤس میں موجود ہر زندہ شخص کے بارے میں پوری طرح علم ہو چکا تھا اور مشین گن اس کے ہاتھوں میں تھی اس لئے زیادہ سے زیادہ بیس پچیس منٹ کے بعد لارا ہاؤس میں موجود ہر آدمی سوائے پال کے موت کے گھاٹ اتر چکا تھا۔ میجر پرمود نے ایک لحاظ سے قتل عام کر ڈالا تھا لیکن وہ اس کے لئے مجبور تھا کیونکہ ایک شخص کے بھی زندہ رہ جانے کا مطلب اس کی اور توفیق دونوں کی موت ہو سکتا تھا۔ پوری کوٹھی گھوم کر جب اسے مکمل طور پر یقین ہو گیا کہ اب وہاں کوئی زندہ آدمی باقی نہیں رہا تو وہ

ہوا تھا۔ اس نے پال کو وہاں نیچے فرش پر رکھا اور پھر مڑ کر وہ توفیق کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ہاتھ اونچے کر کے اس کے دونوں بازو کڑوں سے آزاد کر دیئے۔

”تم اس پال کو زنجیروں میں جکڑو میں باہر جا کر چیکنگ کرتا ہوں ساؤنڈ پروف کمرے کی وجہ سے اندر تو کوئی نہیں آیا لیکن باہر یقیناً کافی لوگ ہوں گے“..... میجر پرمود نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے کے باہر راہداری تھی۔ وہ ہاتھ میں مشین پستل پکڑے تیزی سے راہداری میں سے گزرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ راہداری آگے جا کر مزاجاتی تھی۔ ابھی میجر پرمود موڑ کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اسے موڑ کی دوسری طرف سے کسی کے بولنے کی آواز سنائی دی۔

”خواہ خواہ کی ڈیوٹی یہاں لگا دی ہے جیکب نے میری سہاں میرا کیا کام ہے۔ شراب بھی نہیں پی میں نے“..... کوئی آدمی بڑبڑا رہا تھا میجر پرمود دبے پاؤں آگے بڑھا اور پھر موڑ کے قریب پہنچ کر اس نے سر باہر نکال کر دیکھا تو ایک آدمی کاندھے سے مشین گن لٹکائے دیوار کے ساتھ پشت لگائے کھڑا تھا۔ میجر پرمود ڈر سا آگے بڑھا اور دوسرے لمحے وہ آدمی ایک جھٹکے سے اس کے سینے سے الگا اور میجر پرمود اسے گھسیٹتا ہوا تیزی سے موڑ سے چپٹل کی طرف لے آیا۔ اس کا ایک بازو اس کی گردن کے گرد لپٹا ہوا تھا۔

”خبردار اگر ذرا بھی حرکت کی تو ایک جھٹکے میں گردن توڑ دوں گا“۔ میجر پرمود نے غراتے ہوئے کہا۔

والہیں اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں وہ پال اور توفیق کو چھوڑ آیا تھا کمرے میں داخل ہو کر اس نے دیکھا کہ پال اس کی جگہ زنجیروں سے جکڑا ابھی تک بے ہوش لٹکا ہوا تھا۔ جب کہ توفیق ہاتھ میں مشین پستل پکڑے دروازے کے قریب ہی موجود تھا۔

”سب ختم ہو گئے۔ کافی آدمی تھے۔“ میجر رمود نے اندر داخل ہو کر توفیق سے کہا اور توفیق نے اشتباہ میں سر ہلا دیا۔

”میں تو لارا کو زندہ رکھنا چاہتا تھا لیکن وہ اچانک پال کی فائرنگ کی زد میں آ گئی۔ بہر حال اب پال کو بتانا ہو گا کہ مائیکل کہاں ہے۔“ میجر رمود نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے پال کے چہرے پر تھپڑوں کی ہارش شروع کر دی۔ تیسرے یا چوتھے تھپڑے کے بعد پال کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے اور اس کے بعد زور دار تھپڑوں نے اسے زبردستی بے ہوشی کی دلدل سے ہوش کی دنیا میں لاکھڑا کیا۔ ہوش میں آتے ہی پال کے منہ سے کراہیں سی نکلنے لگیں۔ اس کی آنکھوں میں تکلیف کی سرنی موجود تھی اور چہرے پر تکلیف اور اذیت کے تاثرات جیسے ثبت ہو کر رہ گئے تھے۔

”ہاں تو مسٹر پال، ہنری اب تم بتاؤ گے کہ مائیکل کہاں ہے۔“ میجر رمود نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم۔ میں تو فلاڈیلفیا میں رہتا ہوں۔“ مجھے تو مائیکل نے فون پر یہ مشن دیا تھا اور میں یہاں آ گیا۔ میں حالات کو چیک کرنے کے بعد اپنے گروپ کو بلانا چاہتا تھا کہ لارا نے فصد کی کہ وہ اپنے

گروپ کی مدد سے میرا کام کر دے گی۔ وہ مجھے پسند کرتی تھی۔ اس کا گروپ چونکہ مقامی تھا اور خاصا طاقتور تھا اس لئے میں رفا مند ہو گیا۔ مجھے نہیں معلوم کہ مائیکل کہاں ہے۔“ پال نے ہونٹ جباتے ہوئے جواب دیا۔

”تم اپنی کامیابی کی خبر مائیکل کو کہاں دیتے۔“ میجر رمود نے پوچھا۔

”ٹریس بار میں فون کر کے میں چہری کا نام پوچھتا اور پھر جو نہی کوئی شخص یہ کہتا کہ وہ چہری ہے میں اسے کہتا کہ مائیکل تک وکڑی کی خبر پہنچا دو اور بس۔ یہی کوڈ مجھے بتائے گئے تھے۔“ پال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ اس کا مطلب ہے کہ تم ہمارے لئے بے کار ثابت ہوئے ہو اس لئے اب تم بھی لارا اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ عالم بالا کی طرف پرواز کر جاؤ۔“ میجر رمود نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پستل نکالا اور اس کا رخ پال کی طرف کر دیا۔

”رک جاؤ راکر جاؤ مت مارو مجھے۔ میں واپس فلاڈیلفیا چلا جاؤں گا۔“ میں جہارے آؤے نہیں آؤں گا۔ مجھے مت مارو۔“ پال نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا تو میجر رمود کی پیشانی پر شکنوں کا جال سا ایک لمحے کے لئے ابھر اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس نے مشین پستل واپس جیب میں ڈال لیا اور پھر وہ ساتھ

کھڑے توفیق کی طرف مڑ گیا۔
 "توفیق یہاں میک اپ باکس لازماً ہوگا۔ جا کر تلاش کر لاؤ۔" میجر پر مود نے توفیق سے کہا اور توفیق سر ہلاتا ہوا مڑا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"جہار اقد و قامت مجھ جیسا ہے۔ اس لئے اب میں پال بنوں گا اور تم میجر پر مود اور پھر جہاری لاش لے کر میں خود اس بار میں جاؤں گا تو مجھے یقین ہے مائیکل لازماً ظاہر ہو جائے گا۔" میجر پر مود نے کہا۔
 "تم۔ تم مجھے مت مارو میں جہارے ساتھ مکمل تعاون کرنے کے لئے تیار ہوں۔ مجھے مائیکل کے ایک ایسے اڈے کا علم ہے کہ جس کے متعلق شاید میرے اور مائیکل کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا میں تمہیں اس اڈے میں لے جاؤں گا۔ مجھے مت مارو۔" پال نے منت بھرے لہجے میں کہا۔
 "کہاں ہے وہ اڈہ تفصیل بتاؤ۔" میجر پر مود نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"گزارہ روڈ پر سرخ رنگ کی عمارت ہے۔ بظاہر وہ ایک پرائیویٹ میوزیم ہے۔ جہاں ٹٹ لے کر سیاح جاتے ہیں لیکن اس میوزیم کے نیچے تہہ خانوں کا ایک جال سا پھیلا ہوا ہے۔ یہ مائیکل کا انتہائی خصوصی اڈہ ہے۔ یہاں اس نے جدید ترین سائنسی حفاظتی آلات نصب کر رکھے ہیں۔ لیکن میں ان سب کے بارے میں جانتا ہوں۔ میں تمہیں ان سے بچا کر اندر لے جا سکتا ہوں۔ تم وعدہ کرو کہ تم مجھے

نہیں مارو گے۔" پال نے کہا۔
 "تمہیں کیسے ان کے متعلق معلوم ہے۔" میجر پر مود نے چونک کر پوچھا۔

"مائیکل اور میں بچپن کے دوست ہیں۔ پہلے ہم نارا کہ میں اکٹھے رہتے تھے۔ پھر میں فلاڈیلفیا شفٹ ہو گیا تھا۔ یہ اڈہ اسی دور کا بنا ہوا ہے جب میں اور مائیکل اکٹھے تھے۔ اس وقت جب بھی ہمیں کیو فلان ہونا پڑتا ہم اس اڈے میں چلے جاتے تھے اور جو کچھ مائیکل نے فون پر مجھے جہارے اور اس پاکیشینیائی گروپ کے متعلق بتایا تھا۔ اس سے مجھے یقین ہے کہ مائیکل اسی اڈے میں چھپا ہوا ہوگا۔ صرف میں ہی اسے سانسے لے سکتا ہوں ورنہ پورے ایگری میا کی فوج بھی اگر چاہے تو اس اڈے میں داخل ہو کر مائیکل کو نہیں پکڑ سکتی لیکن وعدہ کرو کہ تم مجھے نہیں مارو گے۔" پال نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر تم مائیکل کو پکڑنے میں میری مدد کرو تو میرا وعدہ کہ میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔" میجر پر مود نے کہا اور پال کے ساتھ ہوئے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"اب تمہیں میک اپ کی ضرورت نہیں ہے۔ تم میرے ساتھ چلو۔" پال نے کہا اور میجر پر مود نے سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھ کر پال کے دونوں ہاتھ کروڑوں سے آزاد کر دیئے۔

"اب اپنے پیر کھول لو۔ لیکن یہ بات یاد رکھنا کہ اگر تم دھوکہ دینے کی کوشش کی تو پھر جہار ا انجام عبرت ناک ہوگا۔" میجر

پر مود نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے توفیق میک اپ باکس اٹھائے اندر داخل ہوا۔

”اب اس کی ضرورت نہیں ہے توفیق۔ پال ہم سے تعاون پر آمادہ ہو چکا ہے۔“ میجر پر مود نے مسکراتے ہوئے کہا اور توفیق نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے میک اپ باکس ایک طرف رکھ دیا۔

”آؤ میرے ساتھ۔“ پال نے اپنے پیر آزاد کر لینے کے بعد آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”ایک منٹ پہلے تم ہمیں اس اڈے کے بارے میں پوری تفصیلات بتاؤ گے۔ اس کے بعد ہم وہاں کے لئے روانہ ہوں گے۔“ میجر پر مود نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں تمہیں پوری تفصیل بتا دیتا ہوں۔ آؤ دوسرے کمرے میں۔ میں شدت سے شراب کی طلب محسوس کر رہا ہوں۔“ پال نے رضا مند ہوتے ہوئے کہا اور میجر پر مود نے بھی اثبات میں سر ملادیا اور پھر وہ اکٹھے چلتے ہوئے اس کمرے سے نکل کر کونٹھی کے ایک بڑے کمرے میں آگئے جہے سنگٹ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ پال نے ایک طرف ریک میں رکھی ہوئی شراب کی بوتلوں میں سے ایک بوتل اٹھائی اور واپس آکر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

”تم۔ تم۔ میجر پر مود ہویا علی عمران۔“ پال نے بوتل کا ڈھکن ہٹاتے ہوئے کہا۔

”میجر پر مود۔“ پر مود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرا بھی یہی خیال تھا۔ مجھے مائیکل نے بتایا تھا کہ تم ڈی ایجنٹ ہو اور تم نے جس حیرت انگیز انداز میں ہاتھوں میں موجود کڑے کھول لئے تھے اس سے مجھے یقین ہو گیا تھا کہ تم ہی ڈی ایجنٹ ہو۔“ پال نے مسکراتے ہوئے کہا اور شراب کی بوتل منہ سے لگائی۔

”تو تمہارا خیال ہے کہ ڈی ایجنٹ شعبہ باز کو کہتے ہیں۔“ پر مود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں میرا خیال ہے ڈی ایجنٹ احمق کو کہتے ہیں۔“ پال نے منہ سے بوتل ہٹاتے ہوئے رک رک کر کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کے سامنے بیٹھے میجر پر مود اور توفیق اس کی بات کو سمجھتے پال نے اپنا پیر زور سے زمین پر مارا اور دوسرے لمحے میجر پر مود اور توفیق بے اختیار اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی سرسراہٹ کی تیز آوازیں سنائی دیں اور شفاف شیشے کی ایک دیوار بجلی کی سی تیزی سے زمین سے نکل کر چھت میں غائب ہو گئی۔ ان کی سائیڈوں اور عقب میں بھی ایسی ہی دیواریں آگئیں اور اب وہ شیشے کے ایک چھوٹے سے کمرے میں قید ہو چکے تھے۔

”با۔ با۔ با۔“ تم واقعی ڈی ایجنٹ ہو۔ احمق۔ دیکھا تم نے۔ میں نے سچ کہا تھا ناں۔“ پال کی قہقہہ لگتی ہوئی آواز سنائی دی اور میجر پر مود کے ہونٹ بے اختیار بھنج گئے۔ پال شیشے کی دوسری طرف کھڑا اب گھونٹ گھونٹ شراب پی رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں فاحشہ چمک تھی۔

”تم نے آخر کار دھوکہ دے ہی دیا۔ اب جہاری موت پہلے سے کہیں زیادہ عبرت ناک ہو گی“..... میجر پر مود نے سر دلچے میں کہا اور پال نے ایک بار پھر طنزیہ لہجے میں زوردار قہقہہ لگایا۔

”موت اور میری یہ جہاری دوسری حماقت ہے میجر پر مود۔ یہ درست ہے کہ تم نے حیرت انگیز طور پر فولادی کڑے کھول لئے تم نے لارا کو میرے ہاتھوں مروا دیا۔ اس کو فحشی کے ہر آدمی کو مار ڈالا اور مجھے زنجیروں میں قید کر لیا۔ لیکن تم عقل سے کورے ہو اور دیکھو میں نے عقل استعمال کی اور اس وقت تم دونوں ایک ایسی جگہ قید ہو چکے ہو جہاں سے جہاری رو میں بھی باہر نہیں نکل سکتیں“..... پال نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی بوتل کا آخری گھونٹ حلق میں ڈالا اور پھر بوتل اس نے ایک طرف اچھال دی۔ میجر پر مود کا ذہن اس وقت واقعی کسی زلزلے کی زد میں تھا۔ اس کی تیز نظریں مسلسل اس بلوری قید خانے کا جائزہ لے رہی تھیں۔ دوسرے لمحے فائرنگ کی آوازیں سن کر وہ چونک پڑا اور پھر اس کے بہرے پر پھینکی سی مسکراہٹ تیر گئی۔ اسی لمحے پال کا طنزیہ قہقہہ اس کے کانوں میں پڑا۔ یہ فائرنگ توفیق نے کی تھی۔ لیکن گولیاں اس شیشے کی دیوار سے ٹکر اس کی طرح چٹنی ہو کر نیچے گریں جیسے وہ شیشے کی بجائے کسی فولادی دیوار سے ٹکرانی ہوں۔ میجر پر مود کو پہلے ہی اندازہ تھا کہ یہ شیشہ فائر پروف ہو گا اس لئے اس نے توفیق کی طرح اسے توڑنے کے لئے فائرنگ کرنے کی کوشش ہی نہ کی تھی۔

”ہا۔ ہا اور کوشش کر دیکھو اور کر لو کوشش۔ لیکن جہاری کوئی کوشش کامیاب نہ ہو سکے گی“..... باہر کھڑے پال کی آواز سنائی دی لیکن دوسرا لمحہ میجر پر مود کے لئے بھی انتہائی حیرت انگیز ثابت ہوا۔ جب اس نے پال کو اچانک جھٹکا کھا کر نیچے گرتے ہوئے دیکھا۔ وہ فرش پر گر گری طرح تڑپ رہا تھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ ساکت ہو گیا۔

”یہ کیسے ہو گیا۔ کیا مطلب“..... میجر پر مود نے حیران ہو کر ساتھ کھڑے توفیق کی طرف دیکھا اور پھر توفیق کے ہاتھوں میں موجود کیپول گن اور اس کے بہرے پر پراسرار مسکراہٹ دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا ہوا۔ کیا تم نے کیپول فائر کیا تھا۔ مگر میں نے تو نہیں دیکھا“۔ میجر پر مود نے حیران ہو کر کہا۔

”کیپول نہیں میجر صرف گیس فائر کی ہے اور آپ نے دیکھا کہ میرا آئیڈیا درست ثابت ہوا ہے“..... توفیق نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”صرف گیس فائر کی ہے۔ وہ کیسے“..... میجر پر مود واقعی حیران ہو رہا تھا۔

”میں نے فائرنگ صرف اس لئے کی تھی میجر تاکہ جھیک کر سکوں کہ اس سامنے والی دیوار میں سوراخ کہاں ہیں جہاں سے آواز اندر آ رہی ہے۔ حالانکہ مجھے خود معلوم تھا کہ یہ شیشہ لازماً فائر پروف ہو گا۔

بے اختیار ہنس دیا۔

”اب یہاں سے نکلنا بھی ذہانت پر ہی منحصر ہوگا۔ ورنہ تو یہیں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرجائیں گے۔ کوئی آدمی زندہ نہیں ہے اور پال کو ہوش کئی گھنٹوں بعد آئے گا اور ابھی گیا تو اس نے ایک لمحہ توقف کے بغیر ہمارا خاتمہ کر دینا ہے“..... میجر پر مود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس کا بھی حل میں نے سوچ لیا ہے میجر۔ بڑا آسان ساحل ہے۔“
توفیق نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو میجر پر مود حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

”کون ساحل“..... میجر پر مود نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
”یہ شیشہ ٹوٹ سکتا ہے“..... توفیق نے کہا تو میجر پر مود محاورہ ٹا نہیں بلکہ حقیقتاً اچھل پڑا۔

”ٹوٹ سکتا ہے۔ کیسے۔ یہ تو فائر پروف ہے“..... میجر پر مود نے حیرت بھرے لہجے میں کہا وہ واقعی توفیق کی باتوں پر بے حد حیران ہو رہا تھا۔

”ان سوراخوں کی وجہ سے۔ اگر یہ باریک باریک سوراخ بارود سے بھر دیئے جائیں اور پھر ان پر فائر کھولا جائے تو شیشہ لازماً ٹوٹ جائے گا“..... توفیق نے کہا۔

”سوراخ بارود سے بھر دیئے جائیں۔ کیا تمہارا دماغ درست ہے۔ بارود ان سوراخوں میں کیسے بھرا جاسکتا ہے۔ وہ تو دوسری طرف گر

لیکن فائرنگ کی وجہ سے شیشے میں ہلکا سا ارتعاش پیدا ہوا اور اس ارتعاش کی وجہ سے مجھے وہ باریک باریک سوراخ نظر آگئے جو سامنے تقریباً قد آدم بلندی پر موجود ہیں۔ یہ سوراخ اس قدر چھوٹے ہیں اور چونکہ ایک دوسرے سے کچھ فاصلے پر ہیں اس لئے سرسری نظروں سے دیکھنے پر نظر نہیں آتے لیکن ارتعاش کی وجہ سے میں نے انہیں دیکھ لیا اور اتفاق سے یہ پال ان سوراخوں کے عین سامنے موجود تھا۔ چنانچہ میں نے جیب میں ہی کیپسول کا کور ناخن سے کھینچ کر اسے اس قدر کھرا کر دیا کہ وہ گن سے باہر نہ نکل سکے اور صرف گیس باہر جائے۔ نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔ میں نے جیب سے گن نکال کر فائر کیا اور گیس ان سوراخوں سے نکل کر سیدھی پال کے چہرے سے ٹکرائی اور نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔ ہم اس لئے بے ہوش نہیں ہوئے کہ گیس پشنگ کی وجہ سے باہر نکل گئی تھی اور اس قید خانے کی نسبت باہر کا ایریا وسیع ہے اس لئے گیس پھیل کر ختم ہو گئی“..... توفیق نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور میجر پر مود نے ہاتھ اٹھا کر اس کے کاندھے پر تھپکی دی۔

”گڈ شو توفیق۔ تمہاری ذہانت کا جواب نہیں ہے“..... میجر پر مود نے کہا اور توفیق مسکرا دیا۔

”آپ کی تیز رفتاری مجھے ذہانت کے استعمال کا موقع ہی فراہم نہیں کرنے دیتی۔ اب آپ کی تیز رفتاری میں کمی واقع ہوئی تو میں نے ذہانت استعمال کر ڈالی“..... توفیق نے ہنستے ہوئے کہا اور میجر پر مود

جائے گا اور سوراخ دلیے کے دلیے رہ جائیں گے۔۔۔۔۔۔ میجر پر مود نے کہا۔

”یہ سوراخ اس قدر باریک ہیں کہ اگر ہم دس بارہ گولیوں کا کور ہٹا کر ان کا بارود اس جگہ پر لپک کر صورت میں لگا دیں تو ان انتہائی باریک سوراخوں میں لازماً بارود کے ذرات بھرجائیں گے اور پھر جب وہ بجھیں گے تو سوراخ کے اندرونی کنارے ٹوٹیں گے اور بے شمار سوراخوں کے کنارے ٹوٹنے کی وجہ سے یا تو سالم شیشہ تیز تر بن جائے گا یا کم از کم کافی بڑا سوراخ ہو جائے گا۔ وہ جگہ جہاں اس پال نے پیر مار کر یہ قید خانہ نمودار کر دیا ہے۔ اس سوراخ سے اگر وہاں پر فائر کیا جائے تو مجھے یقین ہے کہ یہ قید خانہ غائب ہو جائے گا اور اگر سالم شیشہ تیز تر جاتا ہے تو پھر اس پر فائر کر کے اسے شتم کیا جاسکتا ہے۔ پھر یہ فائر پروف نہیں رہے گا۔۔۔۔۔۔ توفیق نے کہا اور میجر پر مود نے آگے بڑھ کر بے اختیار توفیق کو گلے سے لگایا۔

”بہت خوب توفیق بہت خوب۔ دلیے تو میں تمہاری ذہانت کا پہلے ہی قائل تھا لیکن آج تو تم نے اس کا بھرپور سکھ بھجھ پر بٹھا دیا ہے۔ واقعی یہ آسان اور قابل عمل حل ہے۔۔۔۔۔۔ میجر پر مود نے کہا اور توفیق کا چہرہ مسرت کی شدت سے قندھاری انار کی طرح سرخ ہو گیا۔ ان کے چہروں پر موجود میک اپ چونکہ صاف کر دیا گیا تھا۔ اس لئے اب وہ اپنے اصل چہروں میں تھے۔ توفیق نے میجر پر مود کا شکر یہ ادا کیا اور پھر اس نے مشین گن کا میگزین فرش پر خالی کرنا شروع کر دیا۔

اس کے بعد اس نے جیکٹ کی اندرونی جیب سے ایک باریک پھل والا تیز دھار خنجر نکالا اور میگزین کو مخصوص انداز میں کٹنا شروع کر دیا اس کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے چل رہے تھے۔ میجر پر مود خاموش کھڑا اسے کام کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی سی دیر میں ہی کیپٹن توفیق نے میگزین سے کافی سارا بارود نکال کر اکٹھا کر دیا۔ پھر اس بارود کی مٹھی بھری اور جا کر اس نے واقعی اسے شیشے پر ایک مخصوص جگہ لپک سا کرنا شروع کر دیا۔ کافی سارا بارود نیچے گر گیا لیکن کافی سارا شیشے پر بھی رک گیا اور اب پہلی بار میجر پر مود کو ان سوراخوں کا اندازہ ہوا۔ کیپٹن توفیق نے باقی بارود بھی بھرا اور پھر کوشش کر کے اس نے شیشے دیوار کے ساتھ فرش پر گرگرا ہوا بارود بھی جتلیوں میں بھر کر اوپر لگا دیا۔ اس کے بعد وہ کچھ بٹھا اور اس نے مشین گن میں باقی میگزین فیل کیا اور اس کا رخ اس بارود بھرے حصے کی طرف کر کے فائر کھول دیا۔ تترتھاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور دوسرے لمحے میجر پر مود کے چہرے پر آسودگی کی لہریں سی دوڑنے لگیں۔ وہ فائر پروف شیشہ واقعی کڑھوں میں تبدیل ہو چکا تھا اور اب ان کے لئے باہر جانے کا راستہ کھل گیا تھا۔

”گڈ شو توفیق۔۔۔۔۔۔ میجر پر مود نے توفیق کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا اور توفیق نے شکریے کے انداز میں سر ہلایا اور پھر وہ دونوں آگے بڑھ کر فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے اس پال کے پاس پہنچ گئے۔

”میرا خیال ہے مجھے وہی پہلے والی ترکیب استعمال کرنی چاہئے۔ یعنی اس کے میک اپ میں اب آگے بڑھنا چاہئے۔“ میجر پرمود نے کہا۔

”لیکن میجر اس نے جس طرح عیاری سے کام لے لیا ہے۔ اس سے مجھے یقین ہے کہ اس نے اب تک جو کچھ بھی بتایا ہے وہ سب غلط ثابت ہوگا۔ اس لئے پہلے اس سے تفصیلی پوچھ گچھ کر لی جائے تو زیادہ بہتر ہے۔“ توفیق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ رسی تلاش کر لاؤ۔ اب اسے ہمیں باندھ کر اس سے پوچھ گچھ کرتے ہیں۔“ میجر پرمود نے کہا اور کیپٹن توفیق سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں رسی کا بندل موجود تھا۔

”میں رسی کے ساتھ ساتھ انہی گیس ملول بھی تلاش کر لایا ہوں۔ اس کے بغیر یہ ہوش میں نہ آ سکتا تھا۔“ کیپٹن توفیق نے کہا اور میجر پرمود نے اثبات میں سر ہلادیا۔ وہ اب ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد پال ایک کرسی پر رسیوں سے بندھ چکا تھا۔ اسے باندھنے کے بعد توفیق نے جیب سے ایک نیلے رنگ کی شیشی نکالی اور اس کا ڈھکنا کھول کر شیشی کا دہانہ پال کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور اس پر ڈھکنا لگا کر اسے واپس جیب میں رکھ لیا۔ میجر پرمود غور سے پال کو ہوش میں آتے دیکھ رہا تھا اور چند لمحوں بعد پال کی آنکھیں ایک جھجکے سے کھلیں اور اس کے ساتھ ہی اس کے منہ

سے بے اختیار کراہ نکل گئی۔ میجر پرمود خاموش بیٹھا رہا جب کہ اس کے اشارے پر توفیق بھی ایک کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

”تم۔ تم۔ مرر روم سے باہر۔ یہ مجھے کیا ہو گیا تھا۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔ مرر روم کیسے ٹوٹ گیا۔“ پال نے ہوش میں آتے ہی ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں اور پہرے پر بے پناہ حیرت تھی جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

”جہارا کیا خیال تھا کہ عقل صرف تمہارے ہی حصے میں آئی ہے۔“ میجر پرمود نے خشک لہجے میں کہا۔

”اوہ اوہ یہ تو ناممکن تھا۔ یہ۔ یہ کیسے ممکن ہو گیا۔“ پال نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”توفیق وہ خنجر مجھے دو اور جا کر کچن سے نمک اور سرخ مرچوں کی بوتلیں اٹھاؤ۔ تاکہ پال کو اس کی عیاری کا صحیح بدلہ مل سکے۔“ میجر پرمود نے توفیق نے مخاطب ہو کر کہا اور توفیق نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے خنجر نکال کر میجر پرمود کے حوالے کیا اور خود وہ دروازے کی طرف مڑ گیا۔

”مم۔ مم۔ مجھے معاف کر دو۔ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ اب میں تم سے پورا تعاون کروں گا۔“ پال نے گھکھکیاتے ہوئے لہجے میں کہا اور میجر پرمود طنزیہ انداز میں ہنس پڑا۔

”اب مجھے کسی تعاون کی ضرورت نہیں رہی پال۔ میں نے اس وقت بھی تم پر صرف رحم کھایا تھا اور واقعی میں غلطی پر تھا۔ ہمارے

پیشے میں کسی پر رحم کھانا اپنے آپ پر غلام کرنے کے مترادف ہے۔
 میجر برمود کا بچہ پہلے سے بھی زیادہ خشک ہو گیا تھا۔
 "تم - تم مجھے تکلیف پہنچا کر کیا حاصل کرنا چاہتے ہو؟"..... پال
 نے کہا۔

"کچھ نہیں..... میں صرف جہاری پتھیں سننا چاہتا ہوں۔
 جہارے جسم کو تڑپتا ہوا دیکھنا چاہتا ہوں۔"..... میجر برمود کا بچہ
 بے حد سفاک تھا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر تم واقعی یہی چاہتے ہو تو جوجی چاہے کر گزرو۔
 بہر حال میں نے اپنے بچاؤ کے لئے کوشش کی تھی۔ لیکن میں اس میں
 کامیاب ہونے کے باوجود یقیناً اپنی کسی غفلت کی وجہ سے ناکام ہو گیا
 ہوں۔ اب مجھے اس کی سزا بھی ملنی ہی چاہئے۔"..... پال نے ہونٹ
 بھیچتے ہوئے کہا۔

"اگر تم خود ہی آمادہ ہو گے ہو تو زیادہ اچھا ہے۔ اب کم از کم
 میرے دل کو سکون رہے گا۔"..... میجر برمود نے اسی لہجے میں جواب
 دیتے ہوئے کہا لیکن اس بار پال نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ ہونٹ
 بھیچے خاموش بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر بعد توفیق واپس آیا تو اس کے ہاتھ
 میں بڑے بڑے دو پلاسٹک کے مرحبان تھے جن میں سے ایک پر سرخ
 مرنج اور دوسرے پر نمک کا چھپا ہوا مسکر لگا ہوا تھا۔

"کیپٹن توفیق یہ خبر لو اور شروع ہو جاؤ۔"..... میجر برمود نے ہاتھ
 میں پکڑا ہوا خنجر توفیق کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ایک بات کہہ دوں مجھے مار کر تم بے حد نقصان میں رہو گے۔"
 پال نے کہا۔
 "باس اگر یہ سب کچھ سچ بتا دے تو پھر اس پر تشدد کی ضرورت
 نہیں ہے۔ ہمیں تو اپنا مشن مکمل کرنا ہے۔"..... توفیق نے اچانک
 کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کوشش کر لو۔ مجھے تو اس پر اب اعتماد نہیں رہا۔
 اگر یہ مائیکل تک پہنچنے کی مصدقہ اطلاع دے دے تو اس کے زندہ
 رہنے پر بھی مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔"..... میجر برمود نے کہا۔
 "تم مائیکل کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو؟"..... پال نے کہا۔
 "ظاہر ہے اسے ختم کرنا چاہتے ہیں اور کیا ہم نے اس کا اچار ڈالنا
 ہے۔"..... میجر برمود نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیا مائیکل کے ختم ہو جانے سے جہار مشن مکمل ہو جائے گا
 وہ نجانے کتنے گروپوں کا انچارج ہے لیکن انچارج ختم ہو جانے سے کیا
 اس کے گروپ بھی ختم ہو جائیں گے؟"..... پال نے کہا۔
 "یہ بعد کی بات ہے۔ فی الحال ہمارا ٹارگٹ مائیکل ہے۔"..... میجر
 برمود نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر میں تمہیں بتا دیتا ہوں اور اب کوئی وعدہ بھی نہ لوں گا۔
 کیونکہ اب اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ بہر حال تم نے آخر میں مجھے ماری
 دینا ہے مائیکل تمہیں ریلکس بار کے مالک ہائیڈر کے ذریعے مل سکتا
 ہے۔ ہائیڈر اس کا بھائی ہے۔ وہ مجھے بھی اچھی طرح جانتا ہے اور اسے

معلوم ہے کہ میں مائیکل کا ساتھی ہوں۔ تم ایسا کرو کہ اسے جا کر میرا نام لے دینا کہ میں نے تمہیں مائیکل کے پاس ایک پیغام دے کر بھیجا ہے۔ وہ فوراً تمہاری ملاقات کا بندوبست کر دے گا۔ مائیکل اس دنیا میں جہاں بھی ہو گا اور جس روپ میں بھی ہو گا۔ ہائیڈر بہر حال واقف ہو گا۔ یہ میری طرف سے انتہائی خالصانہ پیش کش ہے۔ اب تم جو چاہو میرے ساتھ سلوک کر سکتے ہو۔..... پال نے کہا۔

”کیا تم میرے سلسلے ہائیڈر کو فون کر کے اس سے کہہ سکتے ہو کہ تم ہمیں اس کے پاس بھجوا رہے ہو اور وہ ہمیں مائیکل سے ملو دے۔“ میجر پر مود نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ہاں بالکل کر سکتا ہوں۔..... پال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”کیا نمبر ہے اس کا۔..... میجر پر مود نے کہا اور پال نے اسے نمبر بتا دیا۔

”فون یہاں لے آؤ میرے پاس۔..... میجر پر مود نے توفیق سے کہا اور توفیق نے ایک طرف پڑا ہوا فون پیس اٹھا یا اور اسے لا کر میجر پر مود کے سامنے رکھ دیا۔ میجر پر مود نے وہی نمبر ڈائل کیے جو پال نے بتائے تھے اور پھر ریمور توفیق کو دے کر اشارہ کر دیا کہ وہ اسے پال کے کان اور منہ سے لگا دے اور خود اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔
”ریٹلس بار۔..... دوبار گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے کے بعد ایک کرخت سی مردانہ آواز سنائی دی۔

”فلاڈیفا والا پال، ہنری بول رہا ہوں۔ ہائیڈر سے بات کر آؤ۔“

پال نے تیز اور قدرے تھکمانے لہجے میں کہا۔
”اوہ یس سر ہو لڈ آن کریں۔..... دوسری طرف سے اس بار مود بانہ لہجے میں کہا گیا۔
”ہیلو ہائیڈر بول رہا ہوں۔..... چند لمحوں بعد ایک اور آواز سنائی دی لہجے میں حیرت تھی۔

”پال، ہنری بول رہا ہوں ہائیڈر۔ تمہیں تو معلوم ہی ہو گا کہ مائیکل نے میرے ذمے ایک خاص مشن لگا دیا ہوا ہے۔..... پال نے کہا۔

”ہاں مگر مجھے فون کرنے کا کیا مقصد ہے۔..... ہائیڈر نے اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے مائیکل کو ایک خاص پیغام اور خاص چیز بھجوائی ہے۔ اس لئے میں دو آدمی تمہارے پاس بھجوا رہا ہوں۔ ان کی ملاقات مائیکل سے کر آؤ۔ میں نے اسے اسے فون کیا ہے۔..... پال نے کہا۔

”سوری پال مائیکل کسی اجنبی سے ملنے پر کسی قیمت پر بھی تیار نہ ہو گا۔ ہاں اگر تم خود آ جاؤ تو یقیناً تم سے ملاقات کر لے گا۔..... ہائیڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں اس وقت بے حد مصروف ہوں۔ ویسے میں کو شش کروں گا کہ ان کے ساتھ آ جاؤں۔ اصل میں ان دونوں کو میں مائیکل سے ملوانا چاہتا ہوں۔ اس میں اسی کا فائدہ ہے۔ لیکن وعدہ نہیں کر سکتا۔ بہر حال اگر یہ دونوں اکیلے آئیں تو تم نے میری طرف سے مائیکل کو کہنا

ہے کہ وہ ضرور ان سے مل لے۔ میں اپنے مشن میں کامیاب ہونے کے بعد اس سے مل لوں گا۔..... پال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "او۔ کے اگر تم اصرار کرتے ہو تو ٹھیک ہے۔ انہیں بھجوا دو میرے پاس میں طوا دوں گا۔ لیکن اگر تم ساتھ آ جاؤ تو زیادہ بہتر ہے۔"
 ہائیڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے بتایا ہے کہ میں کوشش کروں گا۔ فی الحال میں بے حد مصروف ہوں۔ گڈ بائی۔..... پال نے کہا اور توفیق نے رسیور اس کے کان سے ہٹا کر ریڈل پر رکھ دیا۔

"تم نے واقعی اس بار کچ بول کر اپنی زندگی بچالی ہے پال۔ لیکن مائیکل سے ملنے سے پہلے تمہیں رہا نہیں کر سکتا۔ تم یہاں اس بندھی ہوئی حالت میں ہی رہو گے اور میں تمہارے میک اپ میں توفیق کے ساتھ جا کر مائیکل سے ملوں گا اور پھر اس کے خاتے کے بعد میں واپس آؤں گا اور انعام کے طور پر تمہیں رہائی مل جائے گی۔..... میجر پرمود نے کہا۔

"جیسے تمہاری مرضی۔ میں اب کچھ بھی نہیں کہہ سکتا۔..... پال نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"توفیق اس زنجیروں والے کمرے سے وہ میک اپ باکس لے آؤ۔" میجر پرمود نے توفیق سے مخاطب ہو کر کہا اور توفیق سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف مڑ گیا۔

کار تیز رفتاری سے بلیک ٹاؤن کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر خود عمران تھا جب کہ سائیڈ سیٹ پر جولیا بیٹھی ہوئی تھی اور عقبی سیٹ پر تنویر تھا۔ بلیک ٹاؤن ناراک کی مین آبادی سے شمال کی طرف تقریباً ساٹھ کلومیٹر دور واقع تھا اور یہاں چونکہ کار کو صرف ایک مقررہ رفتار تک چلایا جا سکتا تھا اور پھر ایک طرف راستوں کی وجہ سے انہیں بلیک ٹاؤن تک پہنچنے میں کم از کم دو گھنٹے صرف ہونے یقینی تھے۔ وہ تینوں اس وقت سیاہ فام بنے ہوئے تھے۔ جولیا بار بار کار میں گئے بیک مرر میں اپنا بھرہ دیکھ رہی تھی اور عمران کن آنکھیں سے اسے ایسا کرتے دیکھ کر زیر لب مسکرا رہا تھا۔

"مجھے یقین ہے کہ جیسے ہی ہماری کار بلیک ٹاؤن میں پہنچے گی وہاں زلزلہ آ جائے گا۔ بلا مبالغہ سینکڑوں ہزاروں سیاہ فام سڑکوں پر پڑے تھپ رہے ہوں گے۔ ایک قیامت سی برپا ہو جائے گی۔..... اچانک

”اس کا قصور نہیں ہے مس جولیا۔ اس کی اپنی شکل ہی اس قابل ہے کہ اسے ایسی شکل کی عورتیں ہی پسند کر سکتی ہیں“..... بیچے بیٹھے ہوئے تنویر نے کہا۔

”کاش کوئی سائنسدان یا ماہر ایسا میک اپ بھی ایجاد کر دے جس سے انسانی سوچ کا میک اپ بھی کیا جاسکے۔ مس جولیا کی سوچ سفید فاموں جیسی ہے اور تنویر صاحب کی تو سرے سے سوچ ہی نہیں ہے۔ تم دونوں ان چہروں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو۔ سیاہ فاموں کی نظروں سے دیکھو اور ان کی سوچ میں سوچو تو تمہیں معلوم ہو کہ حسن کیا ہے۔ ہاتھی کو ہتھنی خوبصورت لگتی ہوگی۔ چڑیا چاہے لاکھ رنگ دار ہو اسے کسی طرح بھی خوبصورت نہیں لگ سکتی۔ جب کہ چرے کو ہتھنی پسند نہیں آ سکتی۔ اسے چڑیا ہی حسین لگے گی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا بے اختیار ہنس دی۔

”لیکن تم تو ظاہر ہے سیاہ فام نہیں ہو۔ پھر تم سیاہ فاموں کے انداز میں کیسے سوچ سکتے ہو“..... جولیا نے کہا۔

”جہارے مقابلے میں تو میں اور تنویر دونوں سیاہ فام ہی کہلائیں گے۔ اب یہ اور بات ہے کہ میں صرف باہر سے سیاہ فام ہوں جب کہ تنویر اندر اور باہر دونوں طرف سے سیاہ فام ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”میں کیوں ہونے لگا اندر سے سیاہ فام اور ایشیا کے لوگوں کو سیاہ فام کہا بھی نہیں جاتا۔ ہمارے رنگ کو گندمی رنگ کہا جاتا ہے۔“

عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

”کیوں کیا مطلب کیا تم وہاں جا کر قتل عام کرو گے“..... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے کیا قتل عام کرنا ہے۔ مجھے تو شاید سیاہ فام بد صورتی کا مائل بنا کر محفوظ کر کے کسی میوزیم میں کھڑا کر دیں گے۔ میں تو جہاری بات کر رہا ہوں“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”میری بات کیوں۔ کیا مجھے وہاں قتل عام کرنا ہو گا مگر تم نے تو ایسا کوئی پلان نہیں بنایا۔ تم نے کہا ہے کہ ہم براہ راست لارا ہاؤس پہنچیں گے“..... جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ تنویر سے بھی تصدیق نہیں کر سکتا کیونکہ اس کا چہرہ ضرور بدل گیا ہے۔ لیکن آنکھیں وہی ہیں جنہیں سیاہ فاموں میں حسن کبھی نظر ہی نہیں آیا۔ اس لئے تو وہ منہ بسورے خاموش بیٹھا ہوا ہے۔ جب کہ میں نے چہرے کے ساتھ ساتھ اپنی نظروں کو بھی سیاہ فام بنالیا ہے اور ان نظروں سے تمہیں دیکھنے کے بعد یقین کرو مجھے بلیک ناؤن کے سیاہ فام شدید زلزلے کی زد میں آتے صاف دکھائی دے رہے ہیں۔ حسن کے جلوں سے پیدا ہونے والا زلزلہ“۔ عمران نے کہا تو اس بار جولیا بے اختیار ہنس پڑی وہ اب عمران کی بات کا مطلب سمجھ گئی تھی۔

”تو تمہیں یہ حسن پسند ہے۔ کیوں“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تنویر نے جواب دیا۔

"گندم ایشیا کی یا افریقہ کی"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"کیا مطلب گندم کا تو ایک ہی رنگ ہوتا ہے۔ چاہے افریقہ کی ہو
یا ایشیا کی"..... تنویر نے کہا۔

"تو پھر انسان بھی تو ایک ہی ہوں گے چاہے افریقہ کے ہوں یا
ایشیا کے یا سوئٹزر لینڈ کے"..... عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے
ہوئے کہا اور اس بار جولیا اور تنویر دونوں ہنس پڑے۔

"تم نے واقعی لا جواب کر دیا ہے۔ ٹھیک ہے۔ اب واقعی مجھے اپنا
چہرہ اچھا لگنے لگ گیا ہے"..... جولیا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"گذا اس کا مطلب ہے کہ اب تم ماشاء اللہ ذہین ہوتی جا رہی ہو۔"
عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ حقیقی تھا کیونکہ جولیا نے
جس طرح عمران کی گہری بات کو سمجھا تھا کہ انسان چاہے کسی بھی
ملک کا ہو یا کسی بھی رنگ کا ہو بہر حال انسان ہی ہوتا ہے اور
انسانوں سے نفرت نہیں کی جاسکتی۔ اسی سے عمران کا لہجہ بے اختیار
تحسین آمیز ہو گیا تھا۔

"کیا مطلب۔ کیا میں پہلے احمق تھی"..... جولیا نے غصیلے لہجے
میں کہا۔

"یہ تو تنویر ہی بتا سکتا ہے۔ کیوں تنویر"..... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھ سے کیا پوچھتے ہو۔ میں تو پہلے دن سے ہی مس جولیا کی ذہانت

کا قائل ہوں"..... تنویر نے موقع غنیمت دیکھتے ہوئے جولیا کی تعریف
کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا اسی لئے اب تک بے نیل و مرام پھر رہے ہو۔ چچ۔ چچ۔"
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور جولیا ایک بار پھر ہنس پڑی۔ اب وہ
عمران کی باتوں کا مطلب اچھی طرح سمجھنے لگ گئی تھی۔
"بے نیل و مرام وہ کیا ہوتا ہے"..... تنویر نے حیران ہو کر کہا۔
وہ شاید اس قدر مشکل محاورے کا مطلب ہی نہ سمجھتا تھا۔

"کس کا مطلب بتاؤں بے کا نیل کا یا مرام کا"..... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"لفظی مطلب تو مجھے نہیں معلوم البتہ اتنا معلوم ہے کہ بے نیل
و مرام مایوسی کو کہتے ہیں۔ یہی مطلب ہے ناں"..... جولیا نے کہا۔
"تم تینوں کا مطلب بتا دو"..... تنویر نے تھلٹھلے ہوئے لہجے میں
کہا۔ وہ شاید اس بات پر تھلا گیا تھا کہ جولیا کو تو اس محاورے کا
مطلب معلوم ہے اور اسے معلوم نہیں۔

"بے حرف نفی ہے۔ یعنی بغیر اور نیل زبر کے ساتھ پڑھا جاتا ہے
اور عربی میں حاصل کرنے کو کہتے ہیں۔ جب کہ مرام بھی عربی زبان کا
لفظ ہے۔ اس کا مطلب ہے۔ مقصد مراد۔ اس طرح بے نیل و مرام کا
مطلب ہوا۔ بغیر مقصد حاصل کیے۔ اب تم خود سمجھ سکتے ہو کہ تم
کیوں بے نیل و مرام پھر رہے ہو۔ کسی عقل مند سے بے عقلی کا کام
کیسے ہو سکتا ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو تم نے کون سا مقصد حاصل کر لیا ہے۔ تم بھی تو بے نیل و مرام ہی پھر رہے ہو“..... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یہ تم نے کیا بحث شروع کر دی ہے۔ کوئی اور بات کرو۔ ہاں یہ بتاؤ عمران کہ کیا ہم نے براہ راست لارا ہاؤس میں داخل ہونا ہے یا اس کے لئے تم کوئی پلاننگ کرو گے“..... جولیا کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ موضوع تبدیل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

”براہ راست کیسے داخل ہوا جاسکتا ہے۔ سینڈ باسے کا اہتمام تو بہر حال کرنا ہی پڑے گا۔ آخر لارا ایک خاتون ہے اور کہلاتی بھی بلیک کوئین ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جولیا کی آنکھوں میں غصے کے تاثرات ابھرنے لگ گئے۔

”ہو نہ تو تم اسی لئے لارا ہاؤس جارہے ہو۔ بس اب تم اندر نہیں جاؤ گے۔ تم باہر کار میں رکو گے۔ میں اور تنویر اندر جائیں گے“۔ جولیا نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تنویر چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو بہر حال ہمارا ساتھی ہے۔ میں اس کے خلاف یہ سازش کیسے برداشت کر سکتا ہوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سازش کیسی سازش“..... جولیا نے چونک کر پوچھا۔
 ”تنویر سے ہمیشہ کے لئے چھٹکارا حاصل کرنے کی سازش۔ ظاہر ہے لارا بلیک کوئین ہے اور تنویر اس وقت بلیک کنگ لگ رہا ہے اور جب کنگ شاہی محل میں داخل ہو جائے تو پھر اس کی واپسی تو

بہر حال ناممکن ہی ہو جائے گی“..... عمران نے کہا اور جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

”میں تمہاری طرح بھنورا نہیں ہوں کہ جہاں کوئی خوبصورت لڑکی نظر آئی اور تم اس کے گرد و نثار ہونا شروع ہو جاتے ہو۔ ہم تو یک در گرو محکم گیر والے قول پر عمل کرنے والے ہیں“..... تنویر نے مسکراتے ہوئے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

”تنویر درست کہہ رہا ہے“..... جولیا نے فوراً ہی تنویر کی حمایت کرتے ہوئے کہا تو تنویر کا پھولا ہوا سینہ جولیا کی بات سن کر چند انچ تک مزید پھول گیا۔

”تنویر ہمارا ساتھی ہے اور تمہارا تو ماتحت ہے۔ کم از کم اپنے ماتحتوں کی توہین تو نہ کیا کرو اور ویسے بھی کم از کم میں تو یہ بات برداشت ہی نہیں کر سکتا کہ میرے ساتھی کی توہین کی جائے اور اتنے جی دار۔ دلیر۔ بہادر آدمی کو مکھی بنا دیا جائے“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ خواہ مخواہ بکواس کیسے چلے جارہے ہو۔ میں نے کب تنویر کو مکھی کہا ہے“..... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”تنویر نے کہا ہے کہ وہ یک در گرو محکم گیر کا قاتل ہے۔ مطلب ہے کہ جس سے تعلق قائم کر لیا۔ سو کر لیا۔ پھر یہ تعلق نہیں توڑا جاسکتا اور تم نے فوراً اس کی حمایت کر دی“..... عمران نے جرح کرنے کے سے انداز میں کہا۔

”ہاں کہا ہے۔ تو اس میں سے مکھی کہاں سے نکل آئی“..... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہمارے ہاں ایک اصطلاح اور بھی ہے۔ سادوں کی مکھی۔ وہ بھی بالکل اس محاورے پر عمل کرتی ہے کہ جس پر بیٹھ گئی سو بیٹھ گئی۔ لاکھ ہٹاؤ۔ لاکھ بھگاؤ لیکن وہ بیچا ہی نہیں چھوڑتی۔ سادوں یعنی برسات کے مہینے میں یہ مکھی پیدا ہوتی ہے۔ چلو تنویر تو شاید عجز وانگساری کی وجہ سے ایسا کہہ رہا ہو لیکن تم نے اس کی تائید کر کے کنفرم کر دیا ہے کہ وہ واقعی سادوں کی مکھی ہے اور یہ توہین ہے اور کم از کم میں جو تنویر کی دل سے قدر کرتا ہوں اس کی توہین برداشت نہیں کر سکتا“.....

عمران نے کہا اور جولیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”تو یہ ہے۔ کہاں کی بات کہاں لے جاتے ہو“..... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

”دیکھا تنویر تمہاری آفیسر انچارج تمہاری توہین کر کے بجائے معذرت کرنے کے الٹا ہنس رہی ہیں“..... عمران نے بیک مر رہیں عقبی سیٹ پر بیٹھے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”یہ ہمارا آپس کا معاملہ ہے۔ تم کیوں دخل دے رہے ہو۔“ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ماشا۔ اللہ ماشا۔ اللہ واقعی رنگ ہی بدل گیا ہے“..... عمران نے کہا اور اس بار جولیا اور تنویر دونوں ہنس پڑے کیونکہ عمران کا ذوق معنی فقرہ واقعی استہائی دلچسپ تھا۔ میک اپ کی وجہ سے ان کا رنگ بدل

گیا تھا اور عمران نے اسے رنگ بدلنے والے محاورے پر جا چسپاں کیا تھا۔

”ارے ارے یہ۔ یہ۔ یہ۔ کیا۔ کیا مطلب“..... اچانک عمران نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا تو جولیا اور تنویر دونوں ہی چونک پڑے۔

”کیا ہوا“..... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ پال ہنری عرف مائیکل تو ناراک جا رہا ہے اور ہم بلیک ٹاؤن وہ گہرے نیلے رنگ کی کار گزری ہے ناں۔ اس کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے شخص کا حلیہ بالکل وہی ہے جو ہاورڈ نے بتایا تھا“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر واپس چلو اب بلیک ٹاؤن جا کر کیا کریں گے“..... جولیا نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کار کو ایک مخصوص مقام سے ٹرن دیا۔ اب کار کارخ واپس ناراک کی طرف ہو گیا تھا۔

اس نے کار کی رفتار بڑھا دی۔

”یہ ضرور اپنے کسی خاص اڈے پر جا رہا ہوگا“..... تنویر نے کہا۔

”میرا خیال ہے۔ اب اسے مزید ڈھیل دینا زیادتی ہوگی۔ پہلے بھی اس نے اوپن کوز اور روپ بہروپ کے چکر میں ہمارا کافی وقت ضائع کیا ہے“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”گڈ آج تم نے پہلی بار کام کی بات سوچی ہے۔ ورنہ تو میں بور ہو رہا تھا کہ اب پھر وہ نگرانی والا چرخہ چل پڑے گا۔ تیر جلاؤ کار اور روک لو اسے رستے میں“..... تنویر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور

عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”ہاں واقعی عمران اس شخص نے اوپن کلوڑ والا ایسا پیچیدہ چکر چلا رکھا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ ایک تنظیم اوپن ہو رہی ہے۔ ایک کلوڑ ہو رہی ہے۔ پہلی کلوڑ ہو رہی ہے تو دوسری اوپن ہو رہی ہے۔ ایک میں ماریو ہے تو دوسرے میں گیلارڈ“..... جولیانے کہا اور عمران نے ہنستے ہوئے اثبات میں سر ہلادیا۔

”وہ گہرے نیلے رنگ کی بڑی سی کار۔ دو آدمی ہیں یہ۔ اس لئے آسانی سے گور کیے جاسکتے ہیں اور ہم نے انہیں زندہ پکڑنا ہے تاکہ اسے واپس اپنی رہائش گاہ پر لے جا کر اس سے اس کی ساری تنظیموں کی تفصیلات حاصل کی جاسکیں..... عمران نے کہا۔

”پھر وہی بے ہوشی کا چکر۔ گولی مارو اور معاملہ ختم۔ خواہ مخواہ کی پیچیدگی پیدا کرنے کا مطلب“..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”نہیں عمران درست کہہ رہا ہے۔ اکیلے مائیکل کے مرنے سے یہ ساری تنظیمیں نہیں ختم ہو جائیں گی“..... جولیانے کہا اور تنویر نے اس طرح ہونٹ بھینچنے جیسے اب نہ بولنے کی اس نے قسم کھالی ہو۔

”یہاں سڑکوں پر خاصا رش رہتا ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے۔ انہیں گن سے بے ہوش کر دیا جائے اور تنویر ان کی کار میں جا کر بیٹھ جائے۔ اس طرح دونوں کاریں آسانی سے رہائش گاہ پہنچ جائیں گی۔ اوہ اوہ یہ دائیں طرف مڑ رہے ہیں۔ ادھر ایک خاصی ویران سی سڑک ہے او۔ کے جولیا ڈیش بورڈ کھول کر سپرے گن نکال لو۔ جب میں کار ان

کے ساتھ لے جاؤں تو فائر کر دیتا“..... عمران نے کہا۔

”لیکن اس طرح تو کار الٹ جائے گی اور ہو سکتا ہے۔ یہ دونوں ہی مرجائیں“..... جولیانے کہا۔

”تم انہیں رکنے کا اشارہ کر دیتا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ رک جائیں گے“..... عمران نے کہا اور جولیانے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر جیسے ہی پال ہنری کی کار ویران سڑک کے درمیان پہنچی۔ عمران نے جولیا کو اشارہ کیا اور کار کی رفتار تیز کر دی۔ کئی کاریں سیاہ کار اور اس کے درمیان موجود تھیں۔ وہ انہیں اور ٹیک کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور چند لمحوں بعد دونوں کاریں ساتھ ساتھ چل رہی تھیں۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی نے گردن موڑ کر جولیا اور عمران کی طرف دیکھا اور جولیانے اسے کار سائیڈ میں روکنے کا اشارہ کر دیا اور اس کے ساتھ عمران نے بھی کار کو دوسری کار سے ڈرا سا آگے کر کے اسے سائیڈ میں دباننا شروع کر دیا اور پال نے کار کی رفتار کم کر دی اور پھر وہ اسے سائیڈ پر لے جانے لگا لیکن عمران نے دیکھا تھا کہ کار میں موجود دونوں سیاہ فام اب چھتے کی طرح چوکنٹا نظر آ رہے تھے۔

”رکنے سے پہلے اچانک فائر کر دو۔ ان کا انداز بتا رہا ہے کہ یہ بے حد چوکنٹا لوگ ہیں“..... عمران نے کہا اور دوسرے لمحے جولیا کا ہاتھ کار کی کھڑکی کے نچلے حصے سے اوپر ہوا اور اس کے ساتھ ہی سنک سنک کی آوازوں کے ساتھ دو کیپول کھڑکی سے گزر کر اس کار کی وینڈ سکرین سے ٹکرا کر ٹوٹے اور اس کے ساتھ ہی دوسری کار ایک جھٹکتے سے رکی

اور عمران نے بھی ذرا سا آگے کر کے کار کو فل بریک لگائی اور اسی لمحے جو لیا اور اس کے ساتھ ہی تنویر تیزی سے کار سے اترے اور دوسری کار کی طرف بڑھ گئے۔ دوسرا آدمی تو سائیڈ پر لڑھک چکا تھا جب کہ پال ہمزی ابھی تک سر کو جھٹک رہا تھا۔ اسی لمحے جو لیا نے سرے گن کا ایک مخصوص بن دبا کر ٹریگ دبا دیا اور اس بار گن سے گیسپول کی بجائے گیس کی پھواری نکلی اور سیدھی پال ہمزی کی ناک سے نکرانی اور وہ بھی ایک جھٹکے سے سائیڈ پر لڑھک گیا۔ باقی کاریں تیز رفتاری سے سائیڈ سے گزرتی چلی جا رہی تھیں۔ لیکن جب کافی دور تک کوئی کار نظر نہ آئی تو عمران نے جو اس دوران کار سے اتر کر قریب پہنچ چکا تھا دروازہ کھولا اور پال ہمزی کو کھینچ کر وہ تیزی سے واپس اپنی کار کی طرف مڑا اور اس نے عقبی سیٹ کے سامنے خلا میں اسے اچھالا اور ایک جھٹکے سے دروازہ بند کر دیا۔ جب کہ اسی دوران تنویر نے دوسرے آدمی کو فرنٹ سیٹ سے کھینچ کر ان کی اپنی کار کی عقبی سیٹ کے سامنے ڈال دیا۔

”تم جو لیا ادھر عقبی سیٹ پر آ جاؤ اور تنویر تم یہ کار لے آؤ۔ جلدی کرو“..... عمران نے کہا اور جو لیا بھاگ کر عقبی سیٹ پر بیٹھ گئی اور عمران نے کار آگے بڑھادی۔ تنویر دوسری کار لے ان کے پیچھے آ رہا تھا اور تھوڑی دیر بعد وہ صحیح سلامت اپنی رہائش گاہ پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔

”اب انہیں کرسیوں سے باندھ دو تاکہ ان سے بات چیت ہو

کے“۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد پال اور اس کا ساتھی کرسیوں سے بندھے ہوئے بیٹھے تھے۔ پھر عمران کے کہنے پر تنویر اپنے سامان سے انٹی گیس محلول لے آیا اور جلد محلول بعد وہ دونوں ہوش میں آ گئے۔

”ہاں تو مسٹر پال ہمزی عرف مائیکل عرف ماریو۔ عرف گیلارڈ۔ عرف گرافن آخر کار تم سامنے آ ہی گئے۔ ویسے ایک بات ہے۔ تمہیں تو معدنیات چوری کرنے کا دھندہ کرنے کی بجائے ہالی وڈ میں ہونا چاہیے تھا۔ تم جیسا آدمی فلم انڈسٹری میں واقعی نام پیدا کر سکتا ہے“۔ عمران نے پال کے سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”تم۔ تم کہیں علی عمران تو نہیں ہو“..... اچانک پال نے کہا اور اس بار عمران بے اختیار چونک کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھرتے تھے۔

”اوہ اوہ مجھے شک تو ہو رہا تھا۔ لیکن اوہ۔ تم میجر پرمود ہو یقیناً۔“ عمران نے اس بار حیرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران کے منہ سے میجر پرمود کا نام سن کر جو لیا اور تنویر بھی بے اختیار اچھل پڑے تھے۔

”اس کا مطلب ہے کہ ہم دونوں آپس میں ہی نکر اگئے ہیں۔ میں میجر پرمود ہوں۔ تم نے کمال کا میک اپ کیا ہے۔ اگر تم اپنے مخصوص مزاحیہ انداز میں بات نہ کرتے تو میں کبھی بھی نہ پہچان سکتا“..... اس بار میجر پرمود نے اصل آواز میں کہا اور عمران نے بے اختیار سر پکڑ لیا۔

بلیک کو نین لارا کے پاس چھپا ہوا تھا۔ ہم وہاں جا رہے تھے کہ راستے میں تمہیں دیکھ کر کار موڑ لی۔..... عمران نے کہا۔

"مائیکل ہی پال ہمزی ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔..... میجر پرمود نے حیران ہوتے ہوئے کہا اور عمران نے اسے ہارڈ ٹنگ پہنچنے اور پھر ہارڈ سے معلوم ہونے والی ساری تفصیلات دوہرا دیں۔

"اوہ اوہ پھر تو واقعی ہاتھ ہو گیا۔ بہر حال اب بھی وہ کہیں نہیں جا سکتا وہ وہیں لارا ہاؤس میں بندھا ہوا بیٹھا ہے۔ اس آدمی نے تو واقعی روپ بہروپ بھرنے میں گرگٹ کو بھی مات کر دیا ہے۔..... میجر پرمود نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"لارا ہاؤس میں بندھا ہوا بیٹھا ہے۔ کیا مطلب۔..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور میجر پرمود نے تفصیل سے لارا ہاؤس میں ہونے والی ساری کارروائی دوہرا دی۔

"اوہ پھر تو واقعی چانس موجود ہے۔..... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے نکل کر پورچ کی طرف بڑھ گئے جہاں دونوں کاریں موجود تھیں۔

"لا حول ولا قوۃ۔ یہ روپ بہروپ کبھی ختم بھی ہوگا۔ اب ایک اور عرف وجود میں آگیا ہے۔..... عمران نے بڑے مایوسانہ سے لہجے میں کہا اور اس بار میجر پرمود بھی ہنس دیا۔ وہ عمران کا مطلب سمجھ گیا تھا کہ عمران اس مائیکل کی بات کر رہا ہے۔

"تنویر میجر پرمود صاحب کو باعزت بری کر دو اور ساتھ یقیناً توفیق ہوگا۔ اس کو بھی..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تنویر بھی سر ہلاتا ہوا میجر پرمود کی طرف بڑھ گیا۔

"میجر صاحب نے واقعی انتہائی ماہرانہ انداز میں میک اب کیا ہے کہ میں تو سرے سے پہچان ہی نہیں سکی۔..... جو اب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے یہ تو معلوم تھا کہ یہ میک اب ہے۔ کیونکہ پال ہمزی اصل چہرہ نہیں ہے اور اسی لئے میں خاموش رہا۔ لیکن یہ بات میرے تصور میں بھی نہ تھی کہ پال ہمزی کے پیچھے میجر پرمود برآمد ہو جائے گا۔ یہ تو جب میجر پرمود نے اپنے مخصوص انداز میں میرا نام لیا تو میں نے پہچانا۔..... عمران نے کہا۔

"آپ نے پال ہمزی کو مائیکل کیوں کہا ہے۔ ہم مائیکل کو پکڑنے تو جا رہے تھے کہ آپ ٹپک پڑے۔ آپ کے اس طرح روکنے سے میں محتاط تو ضرور ہو گیا تھا لیکن مجھے یہ خیال نہ تھا کہ یوں بھری سڑک پر آپ گیس فائر کر دیں گے۔..... میجر پرمود نے کہا۔

"پال ہمزی مائیکل کا ہی روپ ہے اور وہ بلیک ٹاؤن میں کسی

اور اس کا ساتھی ریلکس بار پہنچیں گے انہیں قابو کر لیا جائے گا اور چونکہ اس نے فرینک کو کوڈ کنگکو کے دوران لارا ہاؤس کا پتہ بتا دیا تھا اس لئے اس کے آدمی جلد ہی یہاں پہنچ جائیں گے۔ اس طرح وہ ان رسیوں سے آزادی حاصل کر لے گا اور پھر وہی ہوا۔ میجر پر مود کے جانے کے تقریباً دس پندرہ منٹ بعد ہی دوسیاہ فام کمرے میں داخل ہوئے۔

”تم پال ہنزی ہو..... ان میں سے ایک نے کہا۔

”ہاں میں پال ہنزی ہوں۔ تمہیں ریلکس بار کے فرینک نے بھیجا ہے ناں..... مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں اسی نے ہمیں فون کر کے حکم دیا ہے کہ ہم لارا ہاؤس میں پہنچ کر تمہیں رہائی دلا دیں۔ مگر مادام لارا کہاں ہے..... اسی سیاہ فام نے حیرت مجھ سے لے لی ہے۔

”وہ کہیں گئی ہوئی ہے۔ تم مجھے کھولو..... مائیکل نے جان بوجھ کر انہیں یہ نہ بتایا تھا کہ لارا کی لاش نیچے بڑے کمرے میں پڑی ہوئی ہے۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں یہ سیاہ فام اپنی بلیک کوسٹین کی لاش دیکھ کر مشتعل نہ ہو جائیں۔ آنے والے سیاہ فاموں نے اسے چند لمحوں میں ہی رسیوں کی گرفت سے آزاد کر دیا۔

”او۔۔۔۔۔ کے اب تم جا سکتے ہو۔“ شکر یہ..... مائیکل نے کہا اور پھر وہ ان دونوں سیاہ فاموں کو گیٹ کے باہر چھوڑ کر اور گیٹ کو بغیر بند کیے واپس آیا۔ اس کا رخ ایک گیراج کی طرف تھا۔ وہ فوری طور پر کارے کر بلیک ٹاؤن سے نکل جانا چاہتا تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب

میجر پر مود اور اس کے ساتھی کے چلے جانے کے مائیکل نے بے اختیار اطمینان کا ایک طویل سانس لیا کیونکہ اس نے بڑی مشکل سے اپنی زندگی ان کے ہاتھوں سے بچائی تھی۔ یہ درست تھا کہ اس کی اس ساری کوشش کے باوجود اس کی زندگی کے بچ جانے میں میجر پر مود کی ذاتی شرافت کا بے حد دخل تھا اور جس طرح میجر پر مود اسے زندہ چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ اس نے مائیکل کے دل و دماغ پر انتہائی خوشگوار اثرات چھوڑے تھے کیونکہ اس نے انہیں مارنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔ لیکن اس کے باوجود میجر پر مود اسے زندہ چھوڑ کر چلا گیا تھا گو وہ یہ بات بھی جانتا تھا کہ میجر پر مود اسے یہاں باندھ کر اس لئے چھوڑ گیا ہے کہ اگر ریلکس بار والی مپ غلط ثابت ہوتی ہے تو وہ ایک بار پھر واپس آ سکتا تھا لیکن اس کے باوجود اس کا اسے زندہ چھوڑ دینا واقعی اس کی ذاتی شرافت کی واضح دلیل تھی۔ لیکن مائیکل جانتا تھا کہ جیسے ہی میجر پر مود

وہ فوری طور پر ناراک کو چھوڑ دے گا اور واقعی ایکریمیا کی انتہائی دور دراز ریاست فلاڈیلفا جا کر چھپ جائے گا۔ لیکن دوسرے لمحے اسے ایک خیال آیا کہ اگر میجر پر مود کسی طرح فرینک کے ہاتھ نہ آیا تو وہ لازماً واپس نہیں آئے گا اور یہاں لارا ہاؤس میں ایسے سانس کی حفاظتی انتظامات موجود تھے کہ وہ انہیں آسانی سے قابو میں کر سکتا تھا۔ اس طرح ان کا خاتمہ کرنے کے بعد وہ یقینی طور پر مطمئن ہو کر دوبارہ اپنی تحفظ کو اوپن کر سکتا تھا۔ ورنہ اسے ہمیشہ یہی فکر رہے گی کہ نجانے یہ لوگ کب اس تک پہنچ جائیں سہتا نجد اس نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ لارا ہاؤس میں رہ کر میجر پر مود اور اس کے ساتھی کا خاتمہ کر دے۔ اس کے بعد اس پاکیشیائی گروپ کو تلاش کر کے اس کا بھی خاتمہ کرے اور اس کے بعد اطمینان سے اپنا کام دوبارہ شروع کر دے۔ پتا نچہ وہ دنیں مزا اور تیزی سے واپس آکر اس نے فون کارسیور اٹھایا اور فرینک ہائیڈر کے منبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ہیلو فرینک ہائیڈر میں پال، ہنری بول رہا ہوں لارا ہاؤس سے۔“ مائیکل نے تیز لہجے میں کہا۔

”میرے آدمی تم تک پہنچ گئے ہیں ناں۔“ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”ہاں لیکن میں نے جن لوگوں کے پہنچنے کا اشارہ دیا تھا وہ پہنچے ہیں نہیں۔“ پال، ہنری نے تیز لہجے میں کہا۔

”نہیں میں ان کا منتظر ہوں۔ میں نے ان کے خاتمے کے تمام

انتظامات مکمل کر لئے ہیں لیکن وہ ابھی تک نہیں پہنچے۔“ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”وہ لازماً پہنچیں گے۔ لیکن تم نے انتہائی احتیاط اور ہوشیاری سے کام لینا ہے۔ یہ انتہائی خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ پھر جیسے ہی ان کا خاتمہ ہو جائے تم نے مجھے لارا ہاؤس میں ہی اطلاع دینی ہے میں یہیں رہوں گا۔“ مائیکل نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں اطلاع کر دوں گا۔“ فرینک نے جواب دیا اور مائیکل نے اوکے کہہ کر رسیور رکھا اور پھر تیز قدم اٹھاتا وہ اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے خفیہ راستہ نیچے ایک تہہ خانے میں جاتا تھا اور اس تہہ خانے میں تمام حفاظتی مشینری کا کنٹرول موجود تھا لارا اسے آپریشن روم کہتی تھی۔ وہ چونکہ جہاں اکثر آتا جاتا رہتا تھا اس لئے اسے اس تمام مشینری کو آپریٹ کرنے اور اس کی کارکردگی کا پوری طرح علم تھا۔ اس نے تہہ خانے کا دروازہ بند کر کے اسے لاک کیا اور پھر دیوار کے ساتھ نصب ایک بڑی سی مشین کے سامنے جا کر اس نے مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ اس مشین میں چار بڑی بڑی سکرینیں نصب تھیں اور تھوڑی دیر بعد چاروں سکرینیں روشن ہو گئیں۔ ہر سکرین چار برابر خانوں میں تقسیم تھی۔ ایک سکرین پر لارا ہاؤس کے چاروں طرف کا میدانی منظر نظر آ رہا تھا جب کہ باقی تین سکرینوں اور اس کے خانوں میں پورے لارا ہاؤس کے اندر کا ایک ایک حصہ نظر آ رہا تھا۔ ایک سکرین پر اسے لارا اور ہنری کی لاشیں نظر آ

رہی تھیں اور ایک اور خانے میں اسے لارا ہاؤس کے ملازموں کی جگہ جگہ پڑی ہوئی لاشیں بھی دکھائی دے رہی تھیں۔ اس نے لارا ہاؤس کے تمام حفاظتی عربوں کو کام کے لئے تیار کر دیا اور پھر وہ اطمینان سے ایک آرام کرسی پر بیٹھ گیا۔ فون اس کے ساتھ پڑا ہوا تھا۔ اگر فرینک ان دونوں کو ختم کر دیتا تو پھر فون پر اسے اطلاع مل جاتی اور اگر یہ واپس آتے تو پھر مائیکل انہیں یقینی موت مارنے کے لئے پوری طرح تیار ہو چکا تھا۔ کرسی پر بیٹھتے ہوئے اسے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اس نے دو کاریں لارا ہاؤس کے سامنے آکر کئی ہوئی دیکھیں اور وہ بے اختیار چونک کر سیدھا ہو گیا اور پھر جب اس نے کاروں میں سے میجر پرمود اور اس کے ساتھی کے ساتھ دو اور سیاہ فام مرد اور ایک سیاہ فام عورت کو اترتے ہوئے دیکھا تو وہ تیزی سے اٹھا اور اس نے مشین کا ایک بنن دبا دیا۔

”بہن! انتہائی احتیاط کرنی چاہئے میجر۔ ہو سکتا ہے مائیکل اس دوران آزاد ہو چکا ہو۔“ ایک سیاہ فام مرد نے کہا۔

”نہیں عمران وہ اس لارا ہاؤس میں اکیلا ہے اور توفیق نے اسے اس انداز میں باندھا ہے کہ وہ از خود کبھی بھی آزاد نہیں ہو سکتا۔“ دوسرے سیاہ فام نے کہا جو میجر پرمود تھا چونکہ میجر پرمود اور اس کا ساتھی اس کے سامنے مہک اپ کر کے گئے تھے اس لئے وہ انہیں پہچانتا تھا۔ آواز مشین سے نکل کر اس کے کانوں تک واضح طور پر پہنچ رہی تھی اور عمران کا نام سن کر تو اس کے نورے جسم میں سردی کی

ایک ہل سی دوڑتی چلی گئی۔ لیکن دوسرے لمحے اس کا دل بے اختیار بلیوں اچھل پڑا۔ کیونکہ وہ اب سمجھ گیا تھا کہ میجر پرمود کے ساتھ ساتھ پاکیشیائی گروپ علی عمران بھی آیا ہے۔ اس طرح اس کے دونوں دشمن گروپ بیک وقت اس کے جال میں پھنس رہے تھے۔ اس کی نظریں سکریں پر جمی ہوئی تھیں اور پھر اس نے میجر پرمود کو چھوٹا پھانک کھول کر اندر داخل ہوتے ہوئے دیکھا تو اس کا جسم بے اختیار تن سا گیا۔ اس نے دیکھا کہ عمران میجر پرمود کی نسبت زیادہ محتاط نظر آ رہا تھا۔ لیکن پھر جب وہ اندر داخل ہوئے اور ان کے رستے میں کوئی رکاوٹ نہیں آئی تو ان سب کے تنے ہوئے اعصاب واضح طور پر ڈھیلے پڑ گئے تھے اور چند لمحوں بعد وہ سب اس سنگ روم میں پہنچ گئے تھے جہاں میجر پرمود اسے کرسی کے ساتھ رسیوں سے باندھ کر گیا تھا۔

”رسیاں تو کھلی پڑی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ کسی نے یہاں آکر اسے کھولا ہے۔“ میجر پرمود نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں وہ نکل گیا ہے۔“ عمران کی آواز سنائی دی۔

”لیکن تم نہ نکل سکو گے۔“ مائیکل نے ہونٹ بھیج کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پر لگا ہوا ایک سرخ رنگ کا پینڈل ایک جھٹکے سے کھینچ لیا۔ دوسرے لمحے اس نے سکریں پر اس کمرے کی چھت سے سرخ رنگ کی شعاؤں کا ایک دھارا سا گرتے دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس کا رواں رواں مسرت سے ناچ اٹھا۔ جب اس سرخ رنگ کی روشنی کے دھارے کے نتیجے میں اس نے میجر

بے حس و حرکت پڑے ہوئے ہو اور اب میں نے صرف ٹریگر دبانا ہے اور اس کے بعد جہاز اخاتمہ یقینی ہو جائے گا۔ اس کے بعد میں آزاد ہوں گا کہ بنگاریہ اور پاکیشیا کی تمام تر معدنی دولت حاصل کر کے فروخت کر سکوں۔ ہمیشہ کے لئے گڈ بائی "..... مائیکل نے انتہائی فاعرانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین گن کا رخ ان کی طرف کیا اور پھر ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے مشین گن کی ریٹ ریٹ سے سنگ روم کا ماحول گونج اٹھا۔

پرمود۔ علی عمران اور ان دونوں کے ساتھیوں کو میزھے میزھے انداز میں فرش پر گر کر ساکت ہوتے دیکھا۔

"یہ ہوئی ناں بات۔ آخر یہ لوگ میرے ہی ہاتھوں ختم ہو سکے ہیں۔" مائیکل نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے تیزی سے مشین کو آف کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد مشین کو مکمل طور پر آف کر کے وہ دوسری سائیڈ کی دیوار میں نصب الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں موجود اسلحے میں سے اس نے ایک مشین گن اور اس کا میگزین اٹھایا اور پھر میگزین کو مشین گن میں فٹ کر کے وہ تیزی سے سیزھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ سرخ شعاعوں نے ان دونوں گردپوں کو بے حس کر دیا تھا اور اب انہیں گولی مارنے سے اسے دنیا کی کوئی طاقت نہ روک سکتی تھی۔ سیزھیاں طے کر کے وہ اوپر کرے میں آیا اور پھر وہاں سے وہ تیز قدم اٹھاتا اسی سنگ روم میں پہنچ گیا جہاں دونوں ایشیائی گردپ بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔ اس نے دیکھا کہ ان سب کی آنکھیں حرکت کر رہی تھیں۔ لیکن ان کے جسم مکمل طور پر بے حس و حرکت تھے۔

"سیجر پرمود اب میں اپنا تعارف کرا دوں تم سے۔ میرا نام پال ہنری نہیں۔ مائیکل ہے۔ پال ہنری بھی میرا بالکل اسی طرح ایک روپ ہے جس طرح راسکو ماریو۔ اور بلیک گولڈ کا گیلار ڈمیرے روپ ہیں تم لوگوں کی وجہ سے میرا اب تک بے حد نقصان ہوا ہے۔ لیکن یہ میری خوش قسمتی ہے کہ تم دونوں گردپ اکٹھے ہی میرے سامنے

نکال لی ہو۔ سانس روکنے کی وجہ سے عمران پر ان ریز کا اثر پوری طرح نہ ہو سکا تھا۔ اس کے باوجود وہ فرش پر اس طرح ڈھیر ہوتا گیا جیسے اس کے جسم میں بھی روح نام کی کوئی چیز باقی نہ رہی ہو۔ لیکن اس کے گرنے کی رفتار میجر پر مود اور باقی ساتھیوں کی نسبت قدرے آہستہ تھی۔ ان ریز نے اس کے جسم کے بیرونی حصوں پر اثرات ضرور ڈالے تھے لیکن سانس روکنے کی وجہ سے اس کا اندرونی اعصابی نظام پوری طرح متاثر نہ ہو سکا تھا۔ سرخ رنگ کی روشنی کا دھارا صرف ایک لمحے تک رہا پھر ختم ہو گیا اور سر سر کی آواز کے ساتھ ہی چھت پر پیدا ہونے والے چوکھٹے برابر ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے سانس لینا شروع کر دیا۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اس کا جسم بے حس ہو چکا ہے۔ لیکن بہر حال وہ حرکت کر سکتا تھا۔ اس نے اپنے سر کو ادھر ادھر حرکت دی۔ حرکت تو خاصی سست تھی۔ لیکن بہر حال وہ حرکت کر سکتا تھا۔ مکمل طور پر بے حس نہ تھا اور عمران نے اپنے ذہن کو مخصوص انداز میں ایک نکتے پر مرکوز کرنا شروع کر دیا۔ تاکہ وہ اپنے اعصابی نظام کو ذہنی توانائی کی مدد سے دوبارہ پوری طرح فعال کر سکے ایسا کرنا اس کے ذہن کے مطابق ضروری بھی تھا کیونکہ جس نے انہیں بے حس کیا تھا وہ کسی بھی لمحے اگر ان پر فائز بھی کھول سکتا تھا اور اس حالت میں تو وہ حقیر اور بے بس چوہوں کی طرح مارے جاسکتے تھے اور پھر اس نے ایک آدمی کو کمرے کے دروازے سے نمودار ہوتے ہوئے دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی اور چہرے پر کامیابی کے

عمران - میجر پر مود اور ساتھیوں کے ساتھ لارا ہاؤس کے اس سنگ روم میں موجود تھا۔ جہاں ایک کرسی کے ساتھ نیچے فرش پر ابھی تک کھلی ہوئی رسیاں موجود تھیں۔ اس کی تیز نظریں اس سارے کمرے کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں کہ اچانک اس کے کانوں میں چھت کی طرف سے ہلکی سی سر سر کی آوازیں سنائی دیں اور اس کی نظریں بجلی کی سی تیزی سے چھت کی طرف اٹھی ہی تھیں کہ اس نے چھت میں سے جگہ جگہ مختلف حصوں سے بڑے بڑے چوکھٹے ہٹتے دیکھے اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار اپنا سانس روک لیا۔ پلک جھپکنے میں چھت پر سے سرخ رنگ کی تیز روشنی کے دھارے سے ٹکل کر عمران اور اس کے ساتھیوں پر پڑے اور میجر پر مود اور اس کے ساتھی اس طرح فرش پر گرے گئے جیسے رست کی خالی ہوتی ہوئی بوریاں گرتی ہیں یا جیسے ان کے جسموں سے اچانک کسی نے روح

تاثرات۔ وہ پال ہنری کے میک اپ میں تھا۔ اس لئے عمران اسے دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہی مائیکل ہے۔ اس نے اپنے جسم کو معمولی سی حرکت دے کر چپک کیا اور اسے یہ محسوس کرنا خاصا اطمینان ہو گیا کہ وہ زیادہ تیز نہ ہی بہر حال کافی حد تک حرکت کر سکتا تھا۔ وہ پہلو کے بل زمین پر گر ا ہوا تھا۔ اس طرح اس کا ایک بازو مائیکل کی نظروں سے اوجھل تھا۔ اس نے اس ہاتھ کو حرکت دے کر جیب میں ڈالا اور دوسرے لمحے مشین پشیل کے دستے پر اس کے ہاتھ کی گرفت مضبوط ہو گئی۔ اس نے آہستہ سے جیب سے باہر کھینچ لیا۔ مائیکل اب میجر پر مود سے مخاطب ہو کر اپنا اصل تعارف کرا رہا تھا اور عمران دل ہی دل میں مسکرا دیا اور پھر جیسے ہی مائیکل نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا رخ ان کی طرف کیا۔ عمران کا ہاتھ بلند ہوا اور ایک لمحے بعد مشین پشیل کی تڑپاٹ کے ساتھ ہی مشین گن کی تڑپاٹ بھی سنائی دی لیکن مشین پشیل کی گولیاں مائیکل کے اس ہاتھ میں پڑی تھیں جس میں اس نے مشین گن سنبھال رکھی تھی۔ اس لئے جھٹکے سے مشین گن کا رخ ایک لمحے کے لئے اوپر کو ہوا اور مشین گن سے نکلنے والے برست کا رخ چھت کی طرف ہو گیا اور دوسرے لمحے مشین گن اس کے ہاتھ سے نکل کر ہوا میں اڑتی ہوئی دور جا گری اور مائیکل نے چپچپے ہوئے بے اختیار اپنا زخمی ہاتھ دوسرے ہاتھ میں دبایا۔

”چلو اچھا ہوا تم نے اپنا تعارف خود ہی کرا دیا اور نہ شاید میجر پر مود کو اب بھی یقین نہ آتا۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اسی

لمحے مائیکل نے یلخت اچھل کر اس پر جھلانگ لگا دی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چپچپا ہوا فضا میں واپس پلٹا اور پھر وہ تنویر کے جسم پر ایک دھماکے سے جا گر۔

”اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ مائیکل ورنہ۔“..... عمران نے انتہائی کراخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی وہ آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے سسکاری نکلی اور وہ اچھل کر ایک دھماکے سے واپس فرش پر جا گر۔ مائیکل نے واقعی انتہائی مہارت کا ثبوت دیا تھا۔ وہ نیچے گرتے ہی کسی سانپ کی طرح پلٹا تھا اور پھر وہ کسی سپرنگ کی طرح سمٹ کر ہوا میں اچھلا اور آہستہ آہستہ کھڑے ہوتے ہوئے عمران سے آنکھ اٹھا تھا۔ مشین پشیل عمران کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف جا گر ا تھا اور مائیکل عمران کو گرانا ہوا کسی سانپ کی طرح فرش پر گھسٹتا اس مشین پشیل تک پہنچ گیا اور دوسرے لمحے وہ ایک بار پھر پلٹ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اب اس کے ہاتھ میں عمران کا ہی مشین پشیل موجود تھا اور عمران اب واقعی بے بس ہو چکا تھا۔

”اب تم کیسے بچو گے۔“..... مائیکل نے غراتے ہوئے کہا اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ اب واقعی بچنے کی کوئی صورت باقی نہ رہی تھی لیکن اس سے پہلے کہ بچھا ہوا مائیکل ٹریگر دباتا۔ اچانک مائیکل کے حلق سے سسکاری سی نکلی اور وہ یلخت اچھل کر پہلو کے بل نیچے گر ا اور چند لمحے تڑپ کر اس طرح ساکت ہو گیا جیسے اس کے جسم سے روح پرواز کر گئی ہو۔

"ارے کہیں موت کا فرشتہ بھول تو نہیں گیا کمال ہے۔" عمران نے حیرت بھرے لہجے میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے میجر پرمود کو حرکت کرتے ہوئے دیکھا۔ وہ اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"یہ یہ۔ تم نے کیا ہے میجر پرمود؟" عمران نے تیزی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہم۔ ہم میں نے۔" میجر پرمود نے رک رک کر کہنا شروع کیا۔ وہ بے حد آہستہ آہستہ بول رہا تھا اور عمران آہستہ آہستہ چلتا ہوا فرش پر بڑے مائیکل کی طرف بڑھ گیا اور پھر اس کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گیا۔ مائیکل کی گردن میں پیوست سوئی کا موناسرا باہر نکلا ہوا تھا اور عمران سمجھ گیا کہ میجر پرمود نے اچانک آستین میں موجود مخصوص نیڈل تھرو پشیل سے اس پر سوئی فائر کر کے اسے گرایا ہے اور یہ واقعی غیبی امداد تھی ورنہ شاید زندگی میں پہلی بار عمران کو یہ احساس ہوا تھا کہ اس بار وہ کسی قیمت پر موت سے نہ بچ سکے گا۔

"تم۔ تم نے مشین گن کے فائر سے میری زندگی بچائی ہے عمران میں اس کے لئے تمہارا مشکور ہوں۔" اچانک میجر پرمود کی آواز سنائی دی اور عمران مسکراتا ہوا واپس مڑ گیا۔ میجر پرمود اب اٹھ کر بیٹھ چکا تھا۔

"اور تم نے اس نیڈل تھرو پشیل سے۔ چلو حساب برابر ہو گیا۔"

دلے جہاز اس حالت میں گردن میں سوئی مارنا اور اس کا صحیح نشانے پر لگنا واقعی مہارت کی اہتا ہے اور میں جہازی اس مہارت کا دل سے قائل ہو گیا ہوں۔ شاید میں بھی اس حالت میں اس قدر درست نشانہ نہ لے سکتا۔ عمران نے قریب جا کر اس کا کاندھا تھپکتے ہوئے کہا اور میجر پرمود کے سستے ہوئے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ کے تاثرات نمودار ہوتے چلے گئے۔

"شش شکریہ۔" میجر پرمود نے کہا۔ اب عمران کے ساتھی بھی آہستہ آہستہ حرکت کرنے لگ گئے تھے۔ شاید ریز کے اثرات اب ختم ہوتے جا رہے تھے۔ عمران کے جسم میں بھی پہلے سے کچھ زیادہ تیزی آ گئی تھی۔

"یہ مر گیا ہے یا بے ہوش ہے؟" عمران نے میجر پرمود کو کھڑے ہونے میں مدد دیتے ہوئے پوچھا۔

"بے ہوش ہے۔ اس سوئی کی نوک پر فوری طور پر بے ہوش کر دینے والی دوا لگی ہوتی ہے۔" میجر پرمود نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"گڈ شو۔ میجر پرمود تم واقعی ایک باکمال ڈی ایجنٹ ہو۔ ایسے موقعوں پر ڈی ایجنٹ ہی ایسی کارروائی کر سکتا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ایسی کوئی بات نہیں عمران صاحب۔ میں تو اس بات پر حیران ہوں کہ ان ریز سے آپ بے حس ہونے سے کیسے بچ گئے۔ اگر

www.urdukorner.com

عمران سیریز میں قلعی منفرد انتہائی دلچسپ اور سحر انگیز یادگارانہ

بلیک ورلڈ

مصنف: منظرِ حکیم ایم۔ اے

بلیک ورلڈ — شیطان کی دنیا — شیطان اور اس کے کازندوں کی دنیا — جہاں سیاہ قوتوں کا راج ہے۔ جہاں انسانیت کے خلاف سرِ سطح پر شیطانی انداز میں کام جاری رہتا ہے۔

پروفیسر البرٹ — شیطانی دنیا کا ایک ایسا کردار — جو شیطان کا نائب تھا اور جس نے پوری دنیا کے مسلمانوں کے خاتمے کیلئے ایک خونخوار شیطانی منصوبے پر کام شروع کر دیا — یہ منصوبہ کیا تھا — ۹

عمریس — ایک ایسا ہادیوئی زیور — جو صدیوں پہلے ایک شیطانی معبد کے چبڑی کی ملکیت تھا اور پروفیسر البرٹ کو اس کی تلاش تھی — کیوں — وہ اس سے کیا مقصد حاصل کرنا چاہتا تھا — ۹

جہوتی — ایک شیطانی قوت — جو انتہائی خوبصورت عورت کے روپ میں عمران سے ٹکرائی اور اس کا دعویٰ تھا کہ عمران اس کی شیطنت سے کسی صورت بھی نچر سکے گا — کیا واقعی ایسا ہوا — کیا جہوتی اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی۔

بلیک ورلڈ — جس کے مقابل عمران جو آواز انگیز سمیت جب میدان میں اترتا تو عمران کو پہلی بار احساس ہوا کہ بلیک ورلڈ کی شیطانی قوتیں کس قدر

”اگر میں استاد ہوں تو جناب تنویر صاحب تو استادوں کے استاد ہوئے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار کمرہ سب کے قہقہوں سے گونج اٹھا۔ تنویر بھی کھسکی سی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔ ظاہر ہے استادوں کے استاد والے محاورے کا مطلب وہ بھی اچھی طرح سمجھتا تھا۔

”اصل استادوں کا استاد تو یہ مائیکل ثابت ہوا ہے۔ خدا کی پناہ اس آدمی نے روپ دھار دھار کر اور اوپن کوز کے جگر میں ہمیں واقعی گنگنی کا ناچ نچا کر رکھ دیا ہے۔“..... میجر پر مودنے کہا۔

”ہاں واقعی چلو شکر ہے۔ ہم دونوں ملے تو یہ اوپن کوز والا باب اب حتیٰ طور پر کوز ہو گیا۔ اب اس سے تنظیموں کے بارے میں تفصیلات معلوم کر لی جائیں۔ تاکہ یہ تفصیلات سرکاری طور پر حکومت اکیڑیمیا تک پہنچادی جائیں۔ باقی کام وہ خود کر لے گی۔“ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور میجر پر مودنے بھی اثبات میں سر ہلادیا۔

ختم شد

عمران سے دوسرے انتہائی دلچسپ اور منفرد ایڈ ونچر کہانی

ایڈ ونچر مشن

مصنف: منظمہ کلیم ایم اے

- تربت کے انتہائی دشوار گزار پہاڑی جنگلوں میں عمران اور پاکریشا سیکرٹ سروس کا ایلمین جہاں ہر طرف لیشینی اور خوفناک تلوکے جڑے کٹے ہوئے تھے۔
 - ماریسلا۔ جنگل کوٹن۔ ایک نیا حیرت انگیز اور انتہائی دلچسپ کردار۔
 - عمران اور سیکرٹ سروس کے ارکان بدھ بھکشوؤں کے روپ میں جب تربت کے جنگلوں میں داخل ہوئے تو۔۔۔۔۔ انتہائی دلچسپ اور حیرت انگیز پوچر مشن۔
 - جولیا کو خوفناک جنگل میں جبراً غوا کر لیا گیا اور سیکرٹ سروس کے ارکان بے پناہ سر ٹکنے کے باوجود جولیا کو تلاش نہ کر سکے۔۔۔۔۔ جولیا کا کیا حشر ہوا۔۔۔۔۔
 - ماریسلا۔ عمران اور سیکرٹ سروس کے ارکان اور خوفناک لوگوں اور بدھ بھکشوؤں کے درمیان ہونے والی ایک ایسی جگہ جس کا ہر راستہ موت پر ختم ہوتا تھا۔
 - جوزف۔ جنگلوں کا بادشاہ۔ ایک نئے اور انوکھے روپ میں۔۔۔۔۔
 - ایک ایلمین جس کے کل ہوتے ہی عمران نے سیکرٹ سروس کی بغاوت کر دی اور پھر خوفناک جنگلوں میں عمران اور جولیا دشمنوں کی طرح ایک دوسرے کے مقابلے پر ڈٹ گئے۔
 - وہ ٹن کیا تھا، دلچسپ حیرت انگیز تیز رفتار ایکشن اور سنسنی خیز سپنس۔
- یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

طاقتور اور خوفناک قوتوں کی مالک ہیں۔
بلیک ورلڈ۔ ایک ایسی پراسرار، سحر انگیز اور انوکھی دنیا۔۔۔ جس کا ہر معاملہ عام دنیا سے ہٹ کر تھا۔

بلیک ورلڈ۔ جس کی پراسرار اور انوکھی قوتوں کے مقابل عمران کو بالکل منفرد انداز میں جدوجہد کرنی پڑی۔ انتہائی دلچسپ اور منفرد انداز کی جدوجہد۔

• وہ لمحہ۔ جب عمران لہد اس کے ساتھی شیطانی قوتوں کے خوفناک پنجوں میں چھنس کر رہ گئے اور ان کے پنج ٹکنے کی کوئی راہ باقی نہ رہی۔ کیا عمران اور اس کے ساتھی شیطانی قوتوں کا شکار ہو گئے۔ یا۔۔۔۔۔

بلیک ورلڈ۔ جس کے خلاف طویل جدوجہد کے باوجود آخر کار ناکامی ہی عمران کا مقدر بنی۔ کیوں اور کیسے۔ کیا واقعی عمران ناکام ہو گیا تھا۔ یا۔۔۔۔۔
بلیک ورلڈ۔ جس کے خلاف کام کرتے ہوئے عمران کو عام دنیا وی اسلئے کی بجائے قطعی مختلف انداز کی طاقت کا سہارا لینا پڑا۔ وہ طاقت کیا تھی۔؟

• قطعی مختلف انداز کی کہانی۔ انتہائی منفرد انداز کی جدوجہد
• تیز اور سحر کی فسون کا ریلوں میں لپٹی ہوئی ایک پراسرار دنیا کی کہانی
• ایک ایسا ناول جو اس سے قبل صفحہ قرطاس پر نہیں اُبھرا۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک جہان نہ انداز میں لکھا گیا ناول

ڈیٹھ سرکل

مصنف
منظر کلیم ایم اے

ڈیٹھ سرکل، خوفناک بین الاقوامی تنظیم جس کا مشن انتہائی خطرناک تھا۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے کیس اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور سرخان نے اسے اپنی انا کا مسئلہ بنالیا۔

سپرینٹنڈنٹ فیاض نے زبردست جدوجہد کے بعد ڈیٹھ سرکل کا سرغنہ گرفتار کر لیا۔ مگر سرخان نے نہ صرف اس کی ہتھکڑی کھلا دی بلکہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی۔ کیوں؟

شہلا۔ ایک ایسی بے باک لڑکی جس نے عمران کو ذلیل کرنے کے لئے بھرے مجمع میں اسے اغوا کا الزام لگایا اور مجمع عمران پر ٹوٹ پڑا پھر....؟ عمران نے مجرم فروخت کرنے کا دھندہ شروع کر دیا اور وہ لکھنوں روپے کے عوض مجرموں کی لاشیں فروخت کرنے لگا۔ اس کا گاہک کون تھا؟

مجرموں نے عمران کو اندھا کر دیا اور اس کے بعد اس پر گولیوں کی بارش شروع ہو گئی۔ انجام کیا ہوا؟

سر سلطان اور ڈیٹھ سرکل کے سرغنہ کے درمیان باقاعدہ کشتی تماشہ دیکھنے والوں میں ایک ملک کا سفیر اور بے شمار لوگ شامل تھے۔

انتہائی دل چسپ منفرد انداز میں لکھی گئی تہقیروں سے بھرپور کہانی

ناشران: یوسف برادرز پبلشرز بکچلر زپاک گیٹ ملتان ۷۵

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد کہانی

بلڈی گیم

مصنف: منظر کلیم ایم اے

بلڈی گیم۔ جس کا آغاز پاکیشیا کی ایک نوجوان لڑکی کے غٹھوں کے ہاتھوں جبری اغوا سے ہوا۔

بلڈی گیم۔ جس کا انجام ایجیڈیا کی عظیم الشان لیبارٹریوں کی تباہی اور مہربی سائنسدانوں کی بے درپے موت پر جا کر ہوا۔

بلڈی گیم۔ ایک ایسے سائنسی آئیڈیے کی بنیاد پر کھیلی گئی جو ابھی محض ایک آئیڈیا ہی تھا۔ وہ آئیڈیا کیا تھا۔؟

بلڈی گیم۔ جس میں عمران ٹانگرا اور جو انے حصہ لیا لیکن اس گیم کے ہر مرحلے پر عمران اور اس کے ساتھیوں کو نامکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ کیوں۔؟

بلڈی گیم۔ جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو حاصل ہونے والے ہر کھیل کو انتہائی مہارت سے مسل ختم کیا جاتا رہا اور عمران اور اس کے ساتھی باوجود مسلسل جدوجہد کے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکے۔

• بے پناہ سسپنس، لمحہ بلکہ بدلتے ہوئے واقعات تیز رفتار ایکشن سے بھرپور ایک ایسی کہانی جو جاسوسی ادب میں ایک مختلف کہانی ثابت ہوگی۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران اور فریدی سیریز میں انتہائی دلچسپ اور یادگار ناول

بلیک کالار

مصنف - مظہر کلیم ایم اے

• بلیک کال - دنیا کا خوفناک جنگل، جو کرنل مسریدی کے ملک میں واقع تھا۔ ایک ایسا جنگل جہاں ہر قوم پر موت کا چھندہ موجود تھا۔

• بلیک کالار - جہاں ایک خصوصی ٹین پر کرنل فریدی اپنے ساتھیوں سمیت پہنچا۔ لیکن ناکامی نے اسے ہر طرف سے گھیر لیا تو مجبوراً اسے عمران کو اپنی مدد کے لئے بلانا پڑا۔ وہ ٹین کیا تھا؟

• بلیک کالار - جہاں عمران جب اپنی ٹیم کے ساتھ پہنچا تو قدم قدم پر موت کے خوفناک ہنگاموں نے اس کا استقبال کیا۔

• بلیک کالار - جہاں عمران اور اس کے ساتھیوں کے چہرے مسخ ہو گئے اور وہ سب اپنا منہ نوچنے پر مجبور ہو گئے اور عمران سب ساتھیوں کے ساتھ دھواں بن کر غائب ہو گیا۔

• بلیک کالار - جہاں خوف اور کیپٹن حمید کے درمیان ہونے والی ایسی خوفناک لڑائی - جس کا انجام یقینی موت تھا۔

• بلیک کالار میں موجود ایسی خفیہ لیبارٹری - جسے دنیا کی جدید ترین لیبارٹری کا درجہ حاصل تھا اور جس میں داخل ہونے کے بعد عمران اور کرنل فریدی کا اپنے ساتھیوں سمیت زندہ بچ کر نکلتا قطعی ناممکن ہو گیا - انتہائی منفرد اور یادگار کہانی۔

یوسف برادرز پبلشرز، سکس سٹریٹ پاک گیٹ ملتان

بلیک تھنڈر کے سلسلے کا انتہائی دلچسپ اور منفرد ناول

سپر مائینڈ ایجنٹ

مصنف - مظہر کلیم ایم اے

• ٹامور - بلیک تھنڈر کا ایسا ایجنٹ جسے عمران بھی سپر مائینڈ تسلیم کرنے پر مجبور ہو گیا - کیوں؟

• ٹامور - جس نے بے پناہ ذہانت عمران کو پیرا اور واضح شکستیں دیں کیسے؟

• ٹامور - سپر مائینڈ ایجنٹ جس کے مقابلے میں اگر عمران کو پہلی بار معلوم ہوا کہ دراصل ذہانت کسے کہتے ہیں۔

• ٹامور - جس نے تمام تر خفاقی اقدامات اور بلیک زیرو کی موجودگی کے باوجود صرف اپنی ذہانت سے دانش منزل سے اتر کر تین فاصلہ اڑا لیا اور عمران نے بلیک زیرو کو ہمیشہ کے لئے دانش منزل سے نکال دیا۔ حیرت انگیز سولوشن۔

• ٹامور - جس نے عمران کے فلیٹ میں پہنچ کر انتہائی ذہانت سے فاصلہ حاصل کر لیا اور عمران سر پٹیا رہ گیا۔

• ٹامور - جس نے ایک بار نہیں بلکہ کئی بار عمران کو اپنی ذہانت سے واضح شکست دیدی۔

• ایک الباشن - جس میں آخر کار عمران اور پاکیشیا کی ٹسٹ سروس کو حقیقتاً واضح شکست کا مزہ چکھنا پڑا - کیا واقعی؟

• لمحہ بہ لمحہ لہتے ہوئے واقعات، بے پناہ اور حیران کر دینے والا سسپنس۔

• ذہانت سے بھرپور ایکشن، ایک ایسا ناول جو ہر لحاظ سے منفرد اور یادگار شے ہے۔

یوسف برادرز - پاک گیٹ ملتان